مظہر کلیم ایم۔اے
عمران سیریز
بلیک ورلڈ

چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون ۔ نیا ناول "بلیک ورلڈ" آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ یہ ناول عام جاسوسی ناولوں سے ہٹ کر قطعی منفرد انداز میں تحریر کیا گیا ہے ۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ اس دنیا میں خیر وشر کے دو مختلف نظام کام کرتے چلے آ رہے ہیں اور خیر وشر کی آویزش ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گی ۔ خیر کا نظام روشنی کا نظام ہے ۔ جبکہ شر کا نظام اندھیرے کا نظام کہلاتا ہے ۔ اندھیروں پر مشتمل اس نظام کو "بلیک ورلڈ" بھی کہا جاتا ہے اس نظام کا سربراہ تو شیطان ہے لیکن اس کی ذریات اور اس کی شیطانی قوتیں باقاعدہ ایک نظام کے تحت انسانوں کو گمراہ کرنے کی مسلسل کوششیں کرتی رہتی ہیں ۔ یہ "بلیک ورلڈ" کس قدر وسیع ہے اور کس انداز میں کام کرتی ہے اس کا عام آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا ۔ عام آدمی ہر بات کو اپنی عقل اور اپنے حواس خمسہ کے پیمانوں کے ذریعے ناپتا ہے اور جو خیال اور جو کام اس کی عقل اور اس کے حواس خمسہ کے پیمانوں پر پورا نہیں اترتا وہ اسے تسلیم کرنے سے ہی انکار کر دیتا ہے ۔ حالانکہ اس کائنات میں بے شمار ایسے نظام بھی کام کر رہے ہیں جن کا ادراک عام آدمی کو ہو ہی نہیں سکتا ۔ کیونکہ وہ اس کی محدود عقل اور حواس خمسہ کے ان پیمانوں سے ماورا ہوتا ہے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ایسا

کوئی نظام سرے سے موجود ہی نہیں ہوتا۔ بلیک ورلڈ بھی ایک ایسی دنیا ہے جو انسانی عقل اور انسانی حواس خمسہ سے ماورا ہوتی ہے۔ شیطان اور اس کی ذریات انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے کیا کیا طریقے اختیار کرتے ہیں اور کس کس قسم کی شیطانی قوتیں اس کام میں لگی ہوئی ہیں اس کا ادراک واقعی عام انسانوں کے لئے ناممکن ہے۔ لیکن جو لوگ روشنی کے نظام سے وابستہ ہوتے ہیں۔ جن کا کام نیکی پھیلانا ہوتا ہے اور جو انسانوں کو گمراہی سے بچانے کے لئے ہمیشہ اس بلیک ورلڈ اور اس کی قوتوں سے برسرپیکار رہتے ہیں انہیں اس کے بارے میں پوری طرح علم ہوتا ہے۔ اس ناول میں عمران کا ٹکراؤ اچانک بلیک ورلڈ کی ایک قوت سے ہو جاتا ہے اور پھر وہ قوت اپنے مذموم مقصد کے لئے عمران کو ہی آلہ کار بنانے کے لئے کام شروع کر دیتی ہے لیکن ظاہر ہے کہ عمران جیسا شخص کسی طرح بھی بلیک ورلڈ کا آلہ کار نہیں بن سکتا بلکہ وہ الٹا بلیک ورلڈ سے پوری قوت سے ٹکرا جاتا ہے اور پھر یہ ٹکراؤ اس قدر شدید۔ اس قدر ہولناک اور اس قدر خوفناک انداز میں سامنے آتا ہے کہ عمران کی زندگی کا ہر لمحہ قیامت کے لمحے میں تبدیل ہوتا چلا جاتا ہے۔ عمران کے اس طرح بلیک ورلڈ سے ٹکراؤ میں روشنی کے نمائندے عمران کی بھرپور اور بروقت مدد کرتے ہیں۔ اس طرح یہ ٹکراؤ اور بھی شدت اختیار کرتا چلا جاتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ قطعی منفرد انداز میں لکھا گیا یہ ناول قارئین کو ہر لحاظ سے پسند آئے گا اور وہ حسب سابق مجھے اپنی آرا سے ضرور نوازیں گے۔ لیکن ناول کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دو خط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

لاہور سے محترم افتخار احمد صاحب لکھتے ہیں۔ "آپکا ناول "ریڈ رنگ" بے حد پسند آیا ہے۔ منشیات کے خلاف آپکا یہ ناول واقعی بے حد متاثر کن ثابت ہوا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ بھی اس موضوع پر لکھتے رہیں گے۔ آپ سے ایک شکایت ضرور ہے کہ سیکرٹ سروس کے بیشتر ارکان اکثر فارغ رہتے ہیں۔ کیونکہ جب بھی کوئی مشن ہوتا ہے تو اسکے لئے سیکرٹ سروس کے ارکان میں سے جولیا، تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل ہی کام کرتے ہیں لیکن سیکرٹ سروس کے باقی ارکان تو فارغ ہی رہتے ہیں۔ سیکرٹ سروس میں شامل انتہائی اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل ارکان کو اس طرح فارغ رکھنا قوم و ملک کے ساتھ زیادتی کے مترادف ہے اسلئے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تمام ممبران فارغ اوقات میں کوئی نہ کوئی ایسا کام کرتے رہیں جن سے انکی کارکردگی سامنے آتی رہے اور ملک و قوم کو بھی ان کی صلاحیتوں سے فائدہ پہنچتا رہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس بات سے ضرور اتفاق کریں گے۔"

محترم افتخار احمد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے اپنے خط میں جو تجویز پیش کی ہے اس سلسلے میں آپ کو اور دیگر قارئین کو یہ خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ سیکرٹ سروس کے بیشتر ارکان نے اپنے فارغ اوقات کو ملک و قوم کے مفاد میں زیادہ سے زیادہ استعمال کرنے کے لئے ملک میں پھیلی ہوئی سماجی برائیوں کے خلاف بھرپور انداز میں جدوجہد کرنے کا کام شروع کر دیا ہے۔ اس لئے

جلد ہی اس جدوجہد پر مبنی ناول آپ تک پہنچنے لگ جائیں گے۔اس کے بعد یقیناً قارئین کا یہ گلہ بھی دور ہو جائے گا کہ سیکرٹ سروس کے ارکان فارغ اوقات میں کام کیوں نہیں کرتے۔بس تھوڑا سا انتظار اور کرنا ہوگا۔مجھے یقین ہے کہ یہ ناول سب قارئین کو پسند آئیں گے۔

شہر کا نام لکھے بغیر محترم علی اسد صاحب لکھتے ہیں۔"آپ کا مسلسل اور لگاتار قاری ہوں۔آپ کا ہر ناول میں نے کئی بار پڑھا ہے۔آپ کے ناول مجھے اس قدر پسند ہیں کہ تعریف کے لئے میرے پاس الفاظ ہی نہیں ہیں۔میرا تعلق انٹیلی جنس سے ہے اور آپ کے ناولوں سے مجھے بے حد راہنمائی ملتی ہے۔آپ سے ایک شکایت البتہ ضرور ہے کہ آپ قارئین کے خطوط کا جواب سنجیدگی سے دینے کی بجائے مذاق میں بات ٹال دیتے ہیں۔آپ سے درخواست ہے کہ آپ سنجیدگی سے قارئین کے خطوط کا جواب دیا کریں"۔

محترم اسد علی صاحب۔خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کے ساتھ ساتھ لگاتار اور مسلسل قاری ہونے کا بے حد شکریہ۔آپ نے واقعی قارئین کے سلسلے میں نئی اصطلاح متعارف کرائی ہے اور یہ لکھ کر کہ آپ میرا ہر ناول بار بار پڑھتے ہیں اس کا جواز بھی مہیا کر دیا ہے۔جہاں تک خطوط کے جواب کا تعلق ہے تو اس کا انحصار تو خط میں درج بات پر ہوتا ہے کہ اس کا جواب کیسا ہو۔

اب اجازت دیجئے — آپ کا مخلص

والسلام — مظہر کلیم ایم اے

صفدر نے کار ہوٹل شیراز کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور پھر اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔کار کی سائیڈ سیٹ پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کے چہرے پر اس وقت شدید بیزاری کے تاثرات نمایاں تھے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ مجبوراً کار میں بیٹھا ہوا ہو۔ورنہ اس کا بس چلے تو ایک لمحے میں کار سے چھلانگ لگا دے۔اس کا سر آدھے سے زیادہ گنجا تھا لیکن سر کے عقبی حصے پر خاصے گھنے اور گھنگریالے بال تھے۔چہرہ کلین شیو تھا لیکن رخساروں کی ہڈیاں کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ابھری ہوئی تھیں اور ان ہڈیوں کے اس طرح ابھرنے اور ناک کی مخصوص بناوٹ سے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا تعلق کسی صحرائی قبیلے سے ہو۔اس کے جسم پر نیوی بلیو رنگ کا سوٹ تھا اور اس سوٹ کے اوپر اس نے سیاہ رنگ کی عبا پہن رکھی تھی جس کے کنارے سنہرے تھے۔ہوٹل کی پارکنگ میں کاروں کا اس قدر ہجوم تھا کہ جیسے

یہاں رنگ برنگی کاروں کا میلہ لگا ہوا ہو۔ صفدر نے کار ایک خالی جگہ پر روکی۔

"آیئے پروفیسر۔ تشریف لے آیئے"..... صفدر نے کار روک کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور خود دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ پروفیسر بھی خاموشی سے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا لیکن اس کے چہرے پر بیزاری کے تاثرات کچھ اور زیادہ بڑھ گئے تھے اس کا انداز بالکل ایسا تھا جیسے کسی نالائق بچے کو زبردستی سکول لے جایا جا رہا ہو۔

ہوٹل کا وسیع ہال طبقہ امراء سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور انہیں دور ایک کونے میں بیٹھنے کی جگہ ملی اور صفدر نے ویٹر کو لیمن جوس لانے کا آرڈر دے دیا۔

"اب آپ اپنا مکمل تعارف کرا دیجئے پروفیسر"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مکمل تعارف۔ کیا مطلب۔ میرا نام پروفیسر رضا ہے اور میرا تعلق مصر سے ہے۔ کیا اتنا تعارف مکمل تعارف نہیں ہے"..... پروفیسر نے اسی طرح بیزار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے جبراً بول رہا ہو۔

"کیا آپ مصر کی کسی یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں"..... صفدر نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ میں ریسرچ سکالر ہوں۔ مصر کے قدیم نوادرات پر

ریسرچ کرتا ہوں۔ خاص طور پر میرا شعبہ زیورات ہے"..... پروفیسر نے اسی طرح بیزار لہجے میں کہا۔

"یعنی آپ یہ ریسرچ کرتے ہیں کہ قدیم مصری عورتیں کس قسم کے زیورات استعمال کرتی ہیں"..... صفدر نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ویٹر نے لیمن جوس کے دو گلاس لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔

"اوہ نہیں مسٹر صفدر سعید۔ مجھے نہ ہی عورتوں سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ ان کے زیورات سے۔ میری ریسرچ کا موضوع مقدس زیورات ہیں۔ ایسے زیورات جنہیں پجاری پہنا کرتے تھے اور جن کو وہ جادو میں استعمال کرتے تھے"..... پروفیسر نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر مزید دلچسپی کے تاثرات ابھر آئے۔

"جادو میں زیورات کا استعمال۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ سمجھ ہی نہیں سکتے۔ اس لئے خواہ مخواہ ذہن پر زور مت دیجئے"..... پروفیسر نے بیزار سے لہجے میں جواب دیا اور صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

"پاکیشیا میں آپ کی تشریف آوری کا کیا مقصد ہے۔ یہاں تو ایسے مقدس زیورات نہیں پائے جاتے"..... صفدر نے لیمن جوس سپ کرتے ہوئے پوچھا۔

"یہاں بھی قدیم دور میں ایسے زیورات استعمال کئے جاتے تھے۔ میں ان کا مطالعہ کرنے آیا تھا لیکن یہاں کسی بھی عجائب گھر میں مجھے

"ایسے زیورات نظر ہی نہیں آئے" ..... پروفیسر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ نے یہاں کون کون سے عجائب گھر دیکھے ہیں" ..... صفدر نے کہا۔

"یہاں پورے پاکیشیا میں صرف آٹھ عجائب گھر ہیں اور میں نے آٹھوں عجائب گھر دیکھ لئے ہیں۔ وہاں کے منتظمین کو ان زیورات کے بارے میں سرے سے علم ہی نہیں ہے۔ حالانکہ تاریخی کتب میں ایسے زیورات کے حوالے واضح طور پر ملتے ہیں" ..... پروفیسر نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے ایسے زیورات نجی عجائب گھروں میں محفوظ ہوں"۔ صفدر نے کہا تو پروفیسر بے اختیار چونک پڑا۔

"نجی عجائب گھروں میں۔ کیا مطلب" ..... پروفیسر کے چہرے پر اس بار حیرت تھی۔

"یہاں لوگوں کے ذاتی عجائب گھر بھی ہیں پروفیسر رضا۔ جس طرح ذاتی لائبریریاں ہوتی ہیں" ..... صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا آپ ایسے لوگوں کے بارے میں جانتے ہیں۔ اوہ مصر میں تو ایسے عجائب گھر ممنوع ہیں" ..... پروفیسر کے چہرے پر اس بار دلچسپی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"ایک صاحب کو جانتا ہوں۔ ان کا نام سردار اکمل حسین ہے۔ بہت بڑے جاگیردار ہیں۔ ان کا ذاتی عجائب گھر ہے۔ لیکن وہ کسی سے ملتے ہی نہیں۔ مردم بیزار قسم کے شخص ہیں" ..... صفدر نے جواب

دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ مجھے ان کا پتہ بتا دیں۔ میں مل لوں گا۔ ہر صورت میں"...... پروفیسر کی دلچسپی اور بڑھ گئی۔

"اگر آپ اس قدر دلچسپی لے رہے ہیں تو میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ میرے ان سے خاندانی تعلقات ہیں اور وہ میرا لحاظ بھی کرتے ہیں۔ شاید میری وجہ سے آپ سے ملاقات پر رضامند ہو جائیں۔ ورنہ اگر انہیں ذرا بھی شک پڑ جائے کہ ملاقاتی ان کے عجائب گھر میں دلچسپی لے رہا ہے تو وہ صاف انکار کر دیتے ہیں۔ وہ عجائب گھر کے بارے میں بے حد حساس ہیں" ..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ میں آپ کا ذاتی طور پر مشکور ہوں گا کہ آپ سے اس طرح ملاقات ہو جانے کو اب میں اپنی خوش قسمتی سمجھ رہا ہوں۔ ورنہ سچی بات یہ ہے کہ اب تک میں یہی سوچ رہا تھا کہ آپ سے ملاقات نے میرا وقت ضائع کیا ہے"...... پروفیسر نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس دیا۔

"آپ کی یہی بات تو مجھے پسند آئی ہے پروفیسر رضا کہ آپ میں وہ منافقت نہیں ہے جو آج کے دور کا خاصہ بن چکی ہے۔ آپ جو کچھ محسوس کرتے ہیں اس کا کھلے طور پر اظہار بھی کر دیتے ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دراصل مجھے ان ہوٹلوں سے وحشت ہوتی ہے اور آپ مجھے جبراً یہاں لے آئے ہیں" ..... پروفیسر نے کہا تو صفدر ہنس پڑا۔

"میں تو یہ سمجھا تھا کہ آپ اکیلے رہنے کی وجہ سے تنہائی کا شکار ہو رہے ہیں ۔ بہرحال آیئے پھر پہلے سردار اکمل حسین سے مل لیتے ہیں"۔۔۔ صفدر نے کہا اور ویٹر کو بلا کر اس نے ایک نوٹ دیا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے اوہ عمران صاحب ۔ اور یہاں"۔۔۔۔۔۔ اچانک صفدر نے مین گیٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کون ۔ کس کی بات کر رہے ہو"۔۔۔۔۔۔ پروفیسر نے چونک کر گیٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ آپ واقعی خوش قسمت ہیں پروفیسر ۔ علی عمران صاحب کا تو مجھے خیال ہی نہ رہا تھا ۔ ان کا عجائب گھر تو یہاں کا سب سے بڑا عجائب گھر ہے"۔۔۔ صفدر نے شرارت بھرے لہجے میں کہا ۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ ہلا کر عمران کو اپنی طرف متوجہ کیا جو ہال میں داخل ہو کر اس طرح ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی خالی نشست کی تلاش ہو۔

"کیا آپ درست کہہ رہے ہیں"۔۔۔۔۔۔ پروفیسر رضا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بالکل ۔ اگر آپ علی عمران صاحب کو رضا مند کر لیں تو بس سمجھیں کہ آپ خوش قسمتی کے دور میں داخل ہو گئے ہیں"۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یا اہالیان ہوٹل شیراز"۔ عمران

نے قریب آ کر خالص عربی لہجے میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ۔ یہ پروفیسر رضا ہیں ۔ ان کا تعلق مصر سے ہے ۔ جس بلڈنگ میں آج کل میرا فلیٹ ہے یہ بھی وہاں رہتے ہیں ۔ آج مجھے لفٹ بوائے نے بتایا کہ پروفیسر رضا گذشتہ تین دنوں سے اپنے فلیٹ سے باہر نہیں آئے تو میں ان سے ملنے گیا اور پھر انہیں زبردستی یہاں لے آیا ۔ یہ ریسرچ سکالر ہیں اور مصر کے ان قدیم زیورات پر ریسرچ کر رہے ہیں جو پجاری پہنتے تھے اور جن کی مدد سے وہ جادو کیا کرتے تھے یہاں پاکیشیا میں یہ سب عجائب گھر دیکھ چکے ہیں لیکن یہاں انہیں اپنے مطلب کے زیورات نظر نہیں آئے ۔ میں انہیں سردار اکمل حسین کا عجائب گھر دکھانے لے جا رہا تھا کہ آپ آ گئے اور میں نے انہیں بتایا کہ آپ سے ملاقات ان کے لئے بے حد خوش قسمت ثابت ہو گی ۔ کیونکہ آپ کا ذاتی عجائب گھر یہاں کا سب سے بڑا عجائب گھر ہے اور یقیناً اس عجائب گھر میں ایسے زیورات بھی ہوں گے جن کی تلاش پروفیسر رضا کو ہے"۔۔۔۔۔ صفدر نے جلدی جلدی پروفیسر رضا سے ملاقات سے لے کر اب تک کی ساری بات بتا دی کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں عمران کی زبان کسی اور طرف رواں ہو گئی تو پھر اس کا سارا پلان ناکام ہو جائے گا ۔ وہ دراصل پروفیسر رضا کو عمران کے ذمے ڈال کر خود تماشہ دیکھنا چاہتا تھا۔

"اور پروفیسر رضا ۔ ان کا نام علی عمران ہے ۔ یہ ایم ۔ ایس ۔ سی ۔ ڈی ۔ ایس ۔ سی (آکسن) ہیں ۔ پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس کے

ڈائریکٹر جنرل اور بہت بڑے جاگیردار سر عبدالرحمن کے اکلوتے صاحبزادے ہیں۔ سائنس میں ڈاکٹریٹ کرنے کے باوجود انہوں نے عجیب غیر سائنسی پیشہ اختیار کیا ہوا ہے کہ دنیا بھر کی یونیورسٹیوں میں کام کرنے والے ریسرچ سکالرز کو ان کی مطلوبہ چیزیں سپلائی کرتے ہیں۔ جڑی بوٹیوں سے لے کر جدید ترین سائنسی دھاتیں۔ سب کچھ سپلائی کرتے ہیں"...... صفدر پوری طرح شرارت پر تلا ہوا تھا اور صفدر نے جس انداز میں تعارف کرایا تھا اس سے عمران سمجھ گیا کہ صفدر کیا چاہتا ہے۔

"کیا آپ واقعی ڈاکٹر آف سائنس ہیں اور وہ بھی آکسفورڈ یونیورسٹی سے۔ مجھے تو یقین نہیں آرہا۔ آپ شکل سے مجھے قطعی احمق سے نوجوان لگتے ہیں"...... پروفیسر رضا نے کہا اور صفدر بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا جبکہ عمران کی آنکھیں سرچ لائٹوں کے انداز میں حلقوں کے اندر گھومنے لگیں۔

"کمال ہے جناب پروفیسر صاحب۔ آپ نے کہیں قیافہ شناسی میں تو ڈاکٹریٹ نہیں کر رکھا۔ حیرت ہے۔ آج پہلی بار کسی نے صرف میری شکل دیکھ کر مجھے جینئس کہا ہے۔ ورنہ عام لوگ تو مجھے بیوقوف ہی کہتے رہتے ہیں۔ شکریہ پروفیسر رضا۔ اس سرٹیفکیٹ کا شکریہ"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جینئس۔ کیا مطلب۔ میں نے آپ کو احمق کہا ہے"...... پروفیسر رضا نے انتہائی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ آپ اچھے ریسرچ سکالر ہیں۔ آپ کو اتنی سادہ سی بات کا بھی علم نہیں یا پھر آپ تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔ بے پناہ عقلمندی اور حماقت کی سرحدیں ملتی ہیں۔ اس لئے بے پناہ عقلمند یعنی جینئس کو احمق بھی کہا جاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ آئی ایم سوری۔ میں نے آپ کو ان معنوں میں احمق نہیں کہا تھا"...... پروفیسر نے معصوم سے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"چلئے ان معنوں میں آپ اپنے آپ کو احمق سمجھ لیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اوہ۔ اس تعریف کا شکریہ۔ آپ یہ فرمائیں کیا واقعی آپ کا ذاتی میوزیم ہے"...... پروفیسر رضا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے عمران نے واقعی اس کی تعریف کی ہو۔

"بالکل ہے۔ لیکن اسے دیکھنے کے لئے ٹکٹ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ آپ فرمائیں کتنا ٹکٹ ہے۔ کہاں سے ملتا ہے۔ میں یہ میوزیم ضرور دیکھوں گا"...... پروفیسر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ویٹر قریب آیا تو صفدر نے اسے عمران کے لئے لیمن جوس لانے کا آرڈر دے دیا۔

میوزیم میں ہے اس لئے ظاہر ہے ٹکٹ بھی مجھ سے ہی مل سکتا ہے لیکن چونکہ یہ یہاں کا سب سے بڑا میوزیم ہے اس لئے اس کا ٹکٹ بھی بھاری مالیت کا ہے لیکن آپ یہاں مہمان ہیں اس لئے آپ سے خصوصی رعایت ہو سکتی ہے۔ آپ صرف ایک لاکھ ڈالر دے دیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو پروفیسر کی آنکھیں حیرت کی شدت سے حلقوں سے باہر نکل آئیں۔

کیا۔ کیا بتایا ہے آپ نے۔ ایک لاکھ ڈالر۔ صرف میوزیم دیکھنے کے۔ ۔ ۔ پروفیسر کی حالت واقعی خراب ہو گئی تھی۔

کمال ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ نے کبھی کوئی بڑا میوزیم دیکھا ہی نہیں۔ جناب اس میوزیم کے لئے تو بڑے بڑے لارڈز اپنی جاسیدادیں فروخت کر دیتے ہیں۔ پچاس لاکھ ڈالر تو اس کے ایک شعبے کا ٹکٹ ہے"...... عمران نے کہا اور پروفیسر بے چارے کی آنکھیں اور زیادہ باہر آ گئیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ اتنا بڑا میوزیم۔ مگر۔ مگر۔ میں تو غریب آدمی ہوں۔ میں تو زیادہ سے زیادہ آپ کو ایک سو ڈالر دے سکتا ہوں ...... پروفیسر نے انتہائی بیچارگی بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت شدید بے بسی اور مایوسی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

سو ڈالر میں آپ اس میوزیم کا گیٹ بھی نہیں دیکھ سکتے پروفیسر رضا۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اچھا۔ پھر میں کیا کروں۔ کہاں سے ایک لاکھ ڈالر لے آؤں۔ اوہ

ٹھیک ہے۔ وہاں مصر میں میری ایک بڑی کوٹھی ہے۔ میرے ماموں نے مجھے دی تھی۔ ٹھیک ہے۔ میں جا کر اسے فروخت کر دیتا ہوں۔ ایک لاکھ ڈالر یقیناً مل جائیں گے"...... پروفیسر نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور عمران اس کی سادہ لوحی پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب مجھے یقین آگیا ہے کہ آپ واقعی پروفیسر ہیں۔ مطلب ہے آپ صرف علم کی دنیا میں غرق رہتے ہیں۔ اس لئے آپ کے لئے خوشخبری کہ پروفیسروں سے میوزیم دیکھنے کے لئے کی کوئی ٹکٹ نہیں لیا جاتا"...... عمران نے ویٹر کا لایا ہوا لیمن جوس سپ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا تو پروفیسر کا چہرہ عمران کی بات سن کر گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر تو واقعی میں انتہائی خوش قسمت ہوں"۔ پروفیسر کی خوشی دیدنی تھی اور عمران، صفدر کی طرف دیکھ کر معنی خیز انداز میں ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ آپ کے آنے سے پہلے میں پروفیسر صاحب کو بتا رہا تھا کہ پروفیسر صاحب واقعی اچھے آدمی ہیں۔ منافقت نہیں کرتے۔ جو احساسات ان کے ہوتے ہیں ان کا وہ کھل کر اظہار کر دیتے ہیں"......... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں اور اس زمانے میں ایسے لوگ نایاب ہیں۔ ویسے پروفیسر رضا کیا آپ واقعی رعمیس پر ریسرچ کر رہے ہیں"...... عمران نے کہا تو

پروفیسر بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اس طرح عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے عمران کے سر پر اچانک سینگ نکل آئے ہوں۔

"کیا۔ کیا۔ آپ۔ آپ کیسے رعمیس کے بارے میں جانتے ہیں۔ اس کے بارے میں تو مصریات کے بڑے بڑے ماہرین بھی کچھ نہیں جانتے۔ وہ تو یہ قدیم ترین نام بھی نہیں جانتے اور آپ نے یہ نام لے دیا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا۔ کیا آپ"...... پروفیسر کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔

"ارے اس میں اس قدر حیران ہونے کی کیا بات ہے۔ سب جانتے ہیں کہ قدیم مصری معبدوں میں پجاری مخصوص قسم کے زیورات جادو کے لئے استعمال کرتے تھے اور انہیں رعمیس کہا جاتا تھا یہ تو بڑی عام سی بات ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ یہ عام سی بات نہیں ہے۔ یہ تو انتہائی خاص بات ہے۔ رعمیس کا لفظ صرف اس دور کے پجاری استعمال کرتے تھے اور یہ لفظ وہ صرف آپس میں استعمال کرتے تھے۔ اس لفظ کو مقدس سمجھا جاتا تھا اور اس کی اس طرح حفاظت کی جاتی تھی کہ پجاریوں کے علاوہ اور کسی کے کانوں تک یہ لفظ نہ پہنچ سکے۔ صرف ایک کتبہ ایسا ملا ہے جس میں یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے اور اس کتبے کو بھی اچھے اچھے ماہر پوری طرح نہیں پڑھ سکے۔ وہ رعمیس کو کسی پجاری کا نام ہی سمجھتے ہیں۔ یہ تو صرف میرے استاد ڈاکٹر رضوان کو علم تھا اور ان کے بعد مجھے"...... پروفیسر کی حیرت بدستور قائم تھی۔

"پھر تو یقیناً آپ کو علم ہوگا کہ پروفیسر رضوان نے رعمیس پر ایک پورا تحقیقاتی مضمون لکھا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں لکھا تھا۔ مگر وہ کہیں شائع تو نہیں ہوا۔ اس کا مسودہ تو ابھی تک میرے پاس ہے۔ ڈاکٹر رضوان کے کانفیڈینشل باکس سے دستیاب ہوا ہے اور یہ باکس وہ اپنی وفات سے پہلے خاص طور پر میرے حوالے کر گئے تھے"...... پروفیسر رضا نے کہا۔

"آپ نے وہ مسودہ پڑھا ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں۔ کئی بار پڑھا ہے۔ اس مسودے کو پڑھنے کے بعد ہی تو میں اس قابل ہوا ہوں کہ رعمیس پر ریسرچ کر سکوں"...... پروفیسر رضا نے جواب دیا۔

"اس مسودے کے آخر میں سرخ سیاہی سے ایک چھوٹا سا نوٹ بھی درج ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ نہ صرف مصر میں بلکہ ایشیا میں بھی رعمیس کو استعمال کیا جاتا تھا اور یہاں ایشیا میں رعمیس کو زانجو کہا جاتا ہے اور زانجو پر پاکیشیا کے ایک ریسرچ سکالر ڈاکٹر مطلوب حسین نے تحقیق بھی کی ہے لیکن اس سے پہلے کہ ڈاکٹر مطلوب حسین زانجو پر اپنی تحقیق کو تحریر کر کے شائع کرا سکتے۔ ایک ایکسیڈنٹ میں وہ ہلاک ہو گئے اور اس طرح یہ اہم ریسرچ دنیا کی نگاہوں سے اوجھل رہی"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اب پروفیسر رضا کے ساتھ ساتھ صفدر کے چہرے پر بھی شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے

تھے۔

"ہاں۔ہاں۔ بالکل نوٹ موجود ہے۔میں نے پڑھا ہے بلکہ اپنی وفات سے پہلے ڈاکٹر رضوان نے مجھے کہا تھا کہ وہ میرے ساتھ جلد ہی پاکیشیا جائیں گے اور رعمیس پر مزید تحقیقات کریں گے لیکن پھر اچانک وہ وفات پا گئے اور میں اسی لئے تو یہاں آیا ہوں۔ مجھے یقین تھا کہ رعمیس یہاں پاکیشیا کے کسی عجائب گھر میں موجود ہوگا لیکن یہاں کے میں نے سب عجائب گھر دیکھ ڈالے ہیں لیکن مجھے رعمیس کہیں بھی نظر نہیں آئے۔ لیکن آپ کو کیسے علم ہے۔آپ کہیں کسی قدیم پجاری کا دوسرا جنم تو نہیں ہیں۔مم۔میرا مطلب ہے کہ کسی قدیم پجاری کی روح وغیرہ تو آپ کے جسم میں نہیں آگئی"...... پروفیسر رضا نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہم مسلمان ہیں پروفیسر رضا اور مسلمان اس قسم کی لغویات پر یقین نہیں رکھتے۔میرا مطلب اس دوسرے جنم کے نظریے سے ہے۔ وہ نوٹ ڈاکٹر مطلوب حسین کا تحریر کردہ ہے۔ ڈاکٹر رضوان نے وہ مسودہ ڈاکٹر مطلوب حسین کو بھجوایا تھا اور ڈاکٹر مطلوب حسین سے میری اس موضوع پر خاصی گفتگو ہوتی رہی تھی انہوں نے مجھے وہ مسودہ پڑھنے کے لئے دیا تھا۔انہوں نے ڈاکٹر رضوان کو پاکیشیا آکر زانجر پر تحقیقات کرنے کی دعوت دی تھی۔ لیکن پھر مجھے اطلاع ملی کہ ڈاکٹر رضوان وفات پا گئے ہیں اس لئے میں خاموش ہو گیا"...... عمران نے کہا تو پروفیسر رضا ایک بار پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا

اسے شاید اپنی آنکھوں پر یقین نہ آرہا تھا۔ویسے صفدر کی حالت بھی پروفیسر جیسی ہی تھی۔شاید اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی اس بات کا تصور نہ تھا کہ عمران اس قدیم مصری موضوع پر اس قدر معلومات رکھتا ہوگا۔

"اوہ۔اوہ۔آپ تو عظیم ہیں۔اوہ۔اب تو مجھے یقین آگیا ہے کہ آپ واقعی عظیم احمق ہیں۔مم۔مم۔میرا مطلب ہے عظیم جینئس"۔ پروفیسر رضا نے اپنی عادت کے مطابق فوراً ہی اپنے احساسات کا برملا اظہار کر دیا اور اس بار عمران کے ساتھ ساتھ صفدر بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ایسی کوئی بات نہیں پروفیسر رضا۔میں بھلا آپ کی طرح جینئس کیسے ہو سکتا ہوں۔ابھی تو میں نے حماقت کی پہلی جماعت بھی پاس نہیں کی اور آپ۔آپ تو بہرحال پروفیسر ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔آپ نے کبھی ذکر ہی نہیں کیا کہ آپ اس عجیب وغریب موضوع پر بھی اتنا علم رکھتے ہیں"...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"عمران صاحب۔کیا آپ کو معلوم ہے کہ زانجر کہاں موجود ہوگا"...... پروفیسر نے بے اختیار دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔مجھے معلوم ہے لیکن اس سلسلے میں پہلے تفصیلی گفتگو ہونا ضروری ہے۔یہاں پاکیشیا میں اس موضوع پر ایک اور صاحب

اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں۔ان کی ساری عمر مصر میں گذری ہے۔زانجر بھی ان کے پاس ہے"........ عمران نے کہا۔

"اوہ۔کون ہیں وہ"........ پروفیسر نے چونک کر پوچھا۔

"ڈاکٹر رضوان کے ساتھی پروفیسر بشارت ہیں۔لیکن ان کی بینائی چلی گئی ہے۔اس لئے وہ گوشہ نشینی کی زندگی گزار رہے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔اوہ پھر تو میں ان سے ضرور ملوں گا"........ پروفیسر رضا نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ زانجر سے کیا کام لینا چاہتے ہیں"........ عمران نے کہا۔

"مم۔مم۔اس پر ریسرچ کرنا چاہتا ہوں اور بس"........ پروفیسر نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر رضا۔جب تک آپ مجھے کھل کر نہیں بتائیں گے کہ آپ کا اصل مقصد کیا ہے اس وقت تک نہ میں آپ کی کوئی مدد کر سکتا ہوں اور نہ پروفیسر بشارت"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔کیا مطلب۔آپ کیا کہنا چاہتے ہیں"........ پروفیسر رضا نے چونک کر کہا۔

"پروفیسر رضا۔مجھے معلوم ہے کہ قدیم پجاری اس زانجر یا رعمیس کی مدد سے تین مختلف کام لیا کرتے تھے۔ان میں سے ایک کام تو اپنی عقل کو اپنے دماغ سے علیحدہ کر کے اس دنیا میں ہونے والے واقعات کا مشاہدہ کرنا۔اسے وہ لوگ یہاں کی قدیم زبان میں درگانا کہا کرتے

تھے اور بقول ڈاکٹر رضوان قدیم مصری اس شعبے کو ماکاسو کہا کرتے تھے۔دوسرا کام اس سے یہ لیا جاتا تھا کہ زانجر کی مدد سے وہ نادیدہ جہانوں سے رابطہ قائم کرتے تھے اور کائنات کے عظیم رازوں سے واقفیت حاصل کرتے تھے۔اسے یہاں مقامی زبان میں آشاوسا کہا جاتا تھا اور قدیم مصری زبان میں اسے نسطورگ کا نام دیا جاتا تھا اور تیسرا اور سب سے اہم کام وقت کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے موجودہ وقت سے آگے نکل جانا تھا۔یہ ان پجاریوں کی اپنی قوت تھی کہ وہ موجودہ وقت سے کتنا آگے نکل سکتے تھے۔مطلب یہ کہ وہ مستقبل میں سفر کرتے تھے۔اسے یہاں کی زبان میں بھاشا اور قدیم مصری زبان میں سوما کہا جاتا تھا۔اب آپ بتائیں کہ آپ اس رعمیس یا زانجر سے کونسا کام لینا چاہتے ہیں"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور صفدر کی حالت دیکھنے والی تھی جبکہ پروفیسر رضا کی آنکھیں ایک جگہ ٹک سی گئی تھیں۔

"آپ۔آپ تو ماجواس ہیں۔عظیم ماجواس۔آپ سے کوئی بات چھپی نہیں ہے۔میں آپ کی عظمت کو سلام کرتا ہوں"۔ پروفیسر رضا نے رک رک کر کہا اور دوسرے لمحے کرسی سے اٹھا اور تیزی سے فرش پر بیٹھ کر اس نے عمران کے پاؤں پکڑ لئے۔

"ارے۔ارے یہ کیا کر رہے ہو پروفیسر رضا۔میں مسلمان ہوں اور مجھے اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہے۔یہ ماجواس وغیرہ تو روحوں کے پجاری تھے۔ملحد تھے۔آپ مجھے ماجواس کہہ کر میری توہین کر رہے ہیں"........ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"پھر۔ پھر۔ آپ کو اس قدر تفصیل سے اس کے بارے میں کیسے علم ہو گیا۔ بتایئے پھر کیسے علم ہو گیا۔ مجھے یقین ہے کہ ڈاکٹر رضوان بھی اتنی تفصیل سے اس کے بارے میں نہیں جانتے تھے"۔ پروفیسر رضا کی حالت واقعی عجیب سی ہو رہی تھی۔

"میں نے آپ کو بتایا تو ہے کہ ڈاکٹر مطلوب حسین سے میری اس موضوع پر تفصیلی بات چیت ہوتی رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ پروفیسر بشارت سے بھی کئی بار باتیں ہوئی ہیں۔ یہ سب کچھ انہوں نے مجھے بتایا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر بیزاری اور اکتاہٹ کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید پروفیسر رضا کے اسے ماجو اس کہنے سے عمران کا موڈ بدل گیا تھا۔

"مم۔ مم۔ میں نادیدہ جہانوں سے رابطہ کے لئے کام کر رہا ہوں۔ ڈاکٹر رضوان بھی اس سلسلے میں کام کرتے رہے ہیں"...... پروفیسر رضا نے جواب دیا۔

"آپ کیوں نادیدہ جہانوں سے رابطہ کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا تو پروفیسر رضا چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کچھ بتانے سے ہچکچا رہا ہو۔

"پروفیسر رضا۔ اگر آپ کھل کر بات نہیں کریں گے تو پھر میں آپ کی مزید کوئی مدد نہ کر سکوں گا"...... عمران نے اس کا تذبذب دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کو بتانا ہی پڑے گا۔ آپ سے کچھ چھپانا بیکار ہے۔ ہم کسی

علیحدہ جگہ پر نہیں بیٹھ سکتے"...... پروفیسر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ آیئے میرے ساتھ۔ صفدر تم بھی آؤ"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ ہوٹل سے باہر آکر عمران نے پروفیسر رضا کو اپنی کار میں بٹھا لیا جبکہ صفدر اپنی کار میں بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں رانا ہاؤس میں پہنچ گئیں۔

"عمران صاحب۔ آپ کی ہوٹل میں آمد اتفاقیہ تھی یا آپ کو پہلے سے وہاں پروفیسر رضا اور میری موجودگی کا علم تھا"...... صفدر نے رانا ہاؤس پہنچتے ہی کہا۔

"ارے نہیں۔ میں تو ویسے ہی گھومتا پھرتا وہاں چلا گیا تھا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے جوانا کو بلا کر اسے مشروبات لانے کا حکم دیا اور خود وہ سٹنگ روم میں آکر بیٹھ گئے۔

"ہاں تو پروفیسر رضا صاحب۔ اب آپ کھل کر بتا دیجئے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا آپ میری بات پر یقین کر لیں گے"...... پروفیسر رضا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"آپ اس بات کی فکر نہ کریں۔ آپ اہل علم ہیں اور میں اہل علم کی بات کو کبھی غلط یا جھوٹ نہیں سمجھتا"...... عمران کا لہجہ اور زیادہ سنجیدہ ہو گیا۔

"عمران صاحب۔ مجھے نادیدہ جہان سے پیغام ملا ہے کہ کرہ ارض

کو تباہ کرنے کی سازش کی جا رہی ہے اور یہ سازش اس نادیدہ جہان کی چند ایسی قوتیں کر رہی ہیں جنہیں اس نادیدہ جہان میں بھی پسند نہیں کیا جاتا لیکن ان قوتوں کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے یہ پیغام دیا گیا ہے کہ اگر کرہ ارض کے رہنے والے اپنی دنیا کے خلاف ہونے والی اس سازش کا خاتمہ کر سکتے ہیں تو کر لیں لیکن اس کے لئے رعمیس کی ضرورت ہے۔ رعمیس کے بغیر اس نادیدہ جہان کی ان ناپسندیدہ قوتوں سے کسی صورت بھی رابطہ نہیں ہو سکتا"...... پروفیسر رضا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو صفدر ایسی نظروں سے پروفیسر رضا کو دیکھنے لگا۔ جیسے اسے اس کی ذہنی صحت پر شک گزرنے لگا ہو۔

"کس طرح آپ کو پیغام ملا۔ کس کی طرف سے ملا اور کیا سازش ہے۔ کھل کر بتایئے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مصر میں ایک قدیم مدفون معبد کے بارے میں ایک کتبہ سامنے آیا ہے جس کے مطابق اس معبد کا تاریخی نام لاہوشا ہے اس معبد کے بڑے پجاری کا نام لاہوشا تھا۔ وہ رعمیس کا سب سے بڑا عامل تھا لیکن لاہوشا کے خلاف اس معبد کے ایک کم تر درجے کے پجاری نے سازش کی اور لاہوشا کی روح کو جبراً اس کے جسم سے نکال دیا گیا۔ لاہوشا کی روح صدیوں تک اس دنیا میں بھٹکتی رہی پھر اس کا رابطہ نادیدہ جہان کی کسی قوت سے ہو گیا اور لاہوشا کی روح دنیا کو چھوڑ کر وہاں چلی گئی۔ لاہوشا اس دنیا سے انتقام لینا چاہتا تھا چنانچہ اس نے

اس دنیا کی تباہی کی سازش پر کام شروع کر دیا۔ وہ کرہ ارض کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تاریک کر دینا چاہتا ہے اور اس کے لئے وہ نظام شمسی میں کوئی ایسا فرق ڈالنا چاہتا ہے جس سے سورج اور کرہ ارض کے درمیان براہ راست تعلق ختم ہو جائے گا اور دنیا اندھیروں میں ڈوب جائے گی اور آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر دنیا پر سورج چمکنا بند ہو جائے تو پھر اس دنیا میں رہنے والے کروڑوں اربوں کھربوں افراد کا کیا حشر ہو گا۔ اس وقت پوری دنیا میں رعمیس پر کام کرنے والا میں اکیلا آدمی ہوں۔ اس لئے نادیدہ جہان سے مجھے پیغام دیا گیا ہے لیکن میرے پاس رعمیس نہیں ہے۔ اگر رعمیس مجھے مل جائے تو میں لاہوشا کی روح کو واپس اس کرہ ارض پر جبراً لے آ سکتا ہوں اور جب لاہوشا کی روح یہاں آ جائے گی تو پھر وہ سازش نہ کر سکے گا"...... پروفیسر رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ایسا ممکن ہے عمران صاحب۔ کیا کوئی روح نظام شمسی میں فرق ڈال سکتی ہے۔ میرا تو خیال ہے کہ یہ سب خیالی باتیں ہیں"۔ صفدر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اسی لمحے جوانا ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے میں مشروبات کے تین گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک ایک گلاس ان تینوں کے سامنے رکھ دیا۔

"جوزف کو میرے پاس بھیج دو جوانا"...... عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"عمران صاحب ۔آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا"۔ صفدر نے عمران سے دوبارہ مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا۔

"یس باس"...... جوزف نے اندر داخل ہو کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جوزف ۔افریقہ کے عظیم وچ ڈاکٹر مومو نے تمہیں لاہوشا روح کے بارے میں کیا بتایا تھا"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف چونک پڑا۔

"اوہ ۔اوہ باس ۔یہ تو بہت پرانی بات ہے"...... جوزف نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔لیکن مجھے یقین ہے کہ تمہاری یادداشت ابھی تازہ ہو گی"۔ عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"باس ۔عظیم وچ ڈاکٹروں کے ڈاکٹر بوڑھے مومو نے مجھے بتایا تھا کہ لاہوشا کی روح دنیا پر اندھیرے مسلط کرنے کی کوشش میں مصروف ہے ۔وہ اندھیروں کے دیوتا تیوما کو راضی کرنے کے لئے سیاہ سمندر کے سیاہ موتی کو قبضہ میں کرنا چاہتی ہے لیکن عظیم وچ ڈاکٹروں کے ڈاکٹر بوڑھے مومو نے اس سیاہ موتی کو راجوری کے معبد میں محفوظ کر دیا ہے اور راجوری معبد میں نہ اندھیروں کا دیوتا تیوما داخل ہو سکتا ہے اور نہ لاہوشا کی روح ۔اس لئے لاہوشا کی روح اپنے مقصد

میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی"...... جوزف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ وہ سیاہ موتی ابھی تک راجوری معبد میں محفوظ ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"معلوم تو کر سکتا ہوں باس لیکن"...... جوزف نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ تمہیں اس کے لئے مقدس لکڑی کی ضرورت ہو گی اور مقدس لکڑی یہاں دستیاب نہیں ہو سکتی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں غلط فہمی ہے جوزف ۔مقدس لکڑی یہاں بھی تیار کی جا سکتی ہے ۔تمہارے پاس وہ چھڑی تو ہے جو تم نے تفریح گاہ میں خریدی تھی"...... عمران نے کہا۔

"یس باس ۔لیکن وہ چھڑی تو مقدس نہیں ہے"...... جوزف نے جواب دیا۔

"تم وہ چھڑی لے آؤ اور ایک تیز چاقو بھی لے آؤ ۔میں ابھی اسے مقدس لکڑی میں تبدیل کر دیتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔میں لے آتا ہوں باس"...... جوزف نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"یہ سب کیا ہے عمران صاحب ۔مجھے شدید الجھن ہو رہی ہے"۔

صفدر نے اس بار اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم بس خاموش بیٹھے دیکھتے رہو۔ یہ عام عقلی سطح سے ہٹ کر ایک علیحدہ نظام ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ لاہوشا بہت بڑا عالم تھا۔ افریقہ تو کیا دنیا کا کوئی بھی آدمی اس علم میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا"...... پروفیسر رضا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر رضا۔ یہ علم صرف مصر میں ہی نہیں تھا بلکہ اس کے اصل عالم افریقہ کے گھنے جنگلات میں رہنے والے وچ ڈاکٹر تھے افریقہ کی قدیم زبان میں اسے واؤ واؤ جادو کہا جاتا تھا اور وچ ڈاکٹر مومو، واؤ واؤ جادو کا سب سے بڑا عالم تھا تم ابھی دیکھ لو گے کہ جو کچھ تم رگمیس کے ذریعے کرنا چاہتے ہو۔ وہ جوزف ایک عام سی چھڑی کے ساتھ کرے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا یہ جوزف صاحب۔ اس علم کے ماہر ہیں۔ کیا یہ وچ ڈاکٹر ہیں"...... پروفیسر رضا نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ جوزف نہ اس علم کا ماہر ہے اور نہ ہی وچ ڈاکٹر ہے۔ وہ ایک قدرتی ٹرانس ہے۔ آپ سمجھتے ہیں ناں ٹرانس کسے کہتے ہیں۔ ایسا آدمی جس میں کسی بھی سپر نیچرل کیفیات کو محسوس کرنے اور اسے آگے پہنچا دینے کی قدرتی صلاحیت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب جوزف بچہ تھا تو تمام وچ ڈاکٹر اس سے فطری طور پر محبت کرتے تھے"۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک عام سی چھڑی تھی۔ ایسی چھڑی جو پہاڑی علاقوں میں رہنے والے لوگ اکثر اپنے ہاتھوں میں رکھتے ہیں۔

"یہ لیجئے باس"...... جوزف نے چھڑی عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ایک تیز دھار چاقو بھی عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے چاقو لے کر اس پر کچھ پڑھ کر پھونکا اور پھر اس نے اس چاقو کی مدد سے اس چھڑی پر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر مخصوص انداز کے نشانات لگانے شروع کر دیئے۔ کافی نشانات لگانے کے بعد اس نے چھڑی جوزف کی طرف بڑھا دی۔

"یہ لو۔ اب یہ مقدس چھڑی ہے"...... عمران نے کہا اور جوزف کے چہرے پر یکلخت انتہائی عقیدت بھرے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں اس طرح چھڑی عمران کے ہاتھ سے لی جیسے وہ واقعی انتہائی مقدس چیز ہو۔ پروفیسر رضا اور صفدر دونوں حیرت سے بت بنے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

"سنو جوزف۔ اگر سیاہ موتی راجوری مندر میں محفوظ ہو تو پھر تم نے وچ ڈاکٹر مومو کی روح سے رابطہ قائم کر کے ان سے معلوم کرنا ہے کہ لاہوشا کی روح کرہ ارض کے خلاف کیا سازش کر رہی ہے اور اس سازش کا کیا توڑ ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے بھی اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ ایک طرف قالین پر سیدھا پشت کے بل لیٹ گیا۔ اس نے

مقدس چھڑی اپنے سینے پر ایک خاص جگہ پر مخصوص انداز میں رکھی اور آنکھیں بند کر کے اس نے لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے ۔ اس دوران جوانا بھی کمرے میں آ گیا تھا ۔ وہ بھی ایک طرف کھڑا حیرت سے یہ سب کچھ ہوتے دیکھ رہا تھا ۔ صفدر اور پروفیسر رضا کی نظریں بھی جوزف پر جمی ہوئی تھیں جبکہ عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی جوزف کا تنا ہوا جسم آہستہ آہستہ ڈھیلا پڑتا جا رہا تھا اور ساتھ ہی اس کے چہرے کے عضلات بھی اس طرح ڈھیلے پڑتے جا رہے تھے جیسے ان عضلات میں دوڑتا ہوا خون جس کی وجہ سے ان عضلات میں تناؤ تھا غائب ہوتا جا رہا ہو ۔ اس کے چہرے پر انتہائی شکستگی اور خستگی کے تاثرات نمایاں ہوتے چلے جا رہے تھے ۔ پھر جوزف کا جسم ایک لمحے کے لئے لہرا کر مڑنے لگا ۔ لیکن ایسا صرف چند لمحوں کے لئے ہی ہوا ۔ اس کے بعد وہ بالکل ساکت ہو گیا ۔ کافی دیر بعد ایک بار پھر اس کے جسم کو زور دار جھٹکا لگا ۔ اس نے ایک بار پھر اکڑنا شروع کر دیا اور پھر جس طرح آہستہ آہستہ اس کا جسم ڈھیلا پڑا تھا اسی طرح آہستہ آہستہ دوبارہ تناؤ کی کیفیت میں آتا چلا گیا ۔ اس کے چہرے کے عضلات بھی دوبارہ تننے لگے اور چند لمحوں بعد اس کا چہرہ دوبارہ نارمل کیفیت میں آ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں کھول دیں اور پھر چھڑی ایک طرف ہٹا کر وہ اٹھ کر بیٹھ گیا ۔ جوزف کی آنکھیں خون کی طرح گہری سرخ ہو رہی تھیں ۔

"باس ۔ باس ۔ میری ملاقات عظیم وچ ڈاکٹر مومو کی روح سے ہو

گئی ہے ۔ سیاہ موتی ابھی تک راجوری کے مندر میں موجود ہے اور عظیم وچ ڈاکٹر مومو نے بتایا ہے کہ لاہوشا کی روح نادیدہ جہانوں میں پہنچ گئی تھی لیکن اسے وہاں سے نکال دیا گیا ہے اور اب لاہوشا کی روح کرہ ارض پر بھٹک رہی ہے لیکن اس کی کوشش ہے کہ وہ دوبارہ نادیدہ جہانوں میں پہنچ جائے اور باس ۔ عظیم وچ ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ کرہ ارض کو کوئی خطرہ نہیں ہے عظیم وچ ڈاکٹر مومو نے مجھے یہی بتایا ہے "...... جوزف نے تیز تیز لہجے میں کہا ۔

" او ۔ کے ۔ اب تم جا کر آرام کرو "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف خاموشی سے اٹھا اور مقدس چھڑی اٹھائے اسی طرح خاموشی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا لیکن اس کی چال میں لڑکھڑاہٹ تھی ۔

" تمہاری سمجھ میں بات آ گئی ہے پروفیسر رضا "...... عمران نے مسکراتے ہوئے پروفیسر رضا سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" کونسی بات ۔ میری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آئی " ۔ پروفیسر رضا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" جوزف کے ذریعے ہمیں یہ پیغام دیا گیا ہے پروفیسر رضا کہ لاہوشا کی روح کو نادیدہ جہانوں سے نکال دیا گیا ہے اور اب لاہوشا کی روح کسی زانجر کی تلاش میں ہے تاکہ اس کی مدد سے دوبارہ نادیدہ جہانوں تک پہنچ سکے اور لاہوشا کی روح نے اس کے لئے تمہیں آلہ کار بنانے کی کوشش کی ہے ۔ تمہیں جو پیغام ملا ہے وہ نادیدہ جہانوں سے نہیں ملا

بلکہ یہ پیغام لاہوشا کی روح نے دیا ہے اس لئے کہ تم زانجر کو تلاش
کرو اور جیسے ہی تم زانجر کو تلاش کر لو گے لاہوشا کی روح تمہارا خاتمہ
کر کے زانجر لے اڑے گی اور پھر وہ اس زانجر کی مدد سے دوبارہ نادیدہ
جہانوں سے رابطہ قائم کر کے اپنا انتقام پورا کرنے کی کوشش کرے
گی۔ اس لئے تم زانجر کی تلاش چھوڑ دو"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے عمران صاحب۔ لاہوشا رعمیس کا سب سے بڑا
عالم تھا اس کی روح کے لئے رعمیس کی تلاش کوئی مشکل بات نہیں
ہے۔ اسے کیا ضرورت ہے کہ وہ رعمیس کی تلاش کے لئے مجھے آلہ کار
بنائے"...... پروفیسر رضا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تمہیں ابھی تک پوری طرح اس علم سے واقفیت نہیں ہے
پروفیسر رضا۔ زانجر کو صرف انسانی احساسات کی مدد سے ہی تلاش کیا
جا سکتا ہے کوئی روح اسے تلاش نہیں کر سکتی۔ میرا مطلب ہے کہ وہ
زانجر کو پہچان نہیں سکتی کیونکہ روح کے پاس وہ احساسات موجود
نہیں ہوتے جو ایک زندہ انسان میں موجود ہوتے ہیں۔ اس لئے
لاہوشا تمہاری مدد حاصل کرنے کے لئے مجبور ہے اور چونکہ رعمیس پر
صرف تم ریسرچ کر رہے ہو اس لئے لاہوشا نے تمہارے ساتھ تعلق
قائم کیا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ میں یہ ریسرچ چھوڑ دوں"...... پروفیسر
رضا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ریسرچ مت چھوڑیں۔ صرف رعمیس کی تلاش بند کر دیں"۔
عمران نے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ مجھے اب آپ پر اعتماد ہو گیا ہے۔ اب آپ
کی شکل مجھے ایسی لگ رہی ہے جس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ ویسے مجھے
آپ جیسے عالم سے مل کر بڑی مسرت ہوئی ہے۔ اب مجھے اجازت
دیں"۔ پروفیسر نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"صفدر۔ پروفیسر رضا صاحب کو ان کی رہائش گاہ پر چھوڑ دو"۔
عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا
پھر عمران انہیں باہر کار تک چھوڑنے آیا اور جب صفدر پروفیسر رضا کو
کار میں بٹھا کر رانا ہاؤس سے باہر چلا گیا تو عمران واپس پلٹا اور سیدھا
فون روم میں آ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات موجود
تھے۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو
کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر
اس نے مختصر طور پر صفدر اور پروفیسر رضا سے ہوٹل میں ہونے والی
ملاقات سے لے کر یہاں رانا ہاؤس میں اسے لے آنے اور یہاں ہونے
والی تمام کارروائی بتا دی۔

"پھر"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص
لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے کسی بات کی سمجھ نہ آئی ہو۔

لیکن ظاہر ہے بحیثیت ایکسٹو وہ اس کا اظہار نہ کر سکتا تھا۔

"اس کا مطلب ہے جناب کہ پاکیشیا کے خلاف سپر جنرل سطح پر کوئی خوفناک سازش ہو رہی ہے۔ تفصیل پھر بتاؤں گا۔ فی الحال تو میں نے پروفیسر رضا کے ذہن میں یہ بات ڈال دی ہے کہ رعمیس کی تلاش نقصان دہ ہو گی لیکن جو لوگ چاہتے ہیں کہ پروفیسر رضا رعمیس کو تلاش کرے وہ اب کھل کر سامنے آجائیں گے۔ اس طرح ہم ان پر آسانی سے ہاتھ ڈال سکتے ہیں"....... عمران نے جواب دیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اب پروفیسر رضا کی باقاعدہ نگرانی کرائی جائے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"یس سر۔ یہ اب انتہائی ضروری ہے۔ آپ صفدر کو بریف کر دیں وہ اپنے ساتھ کیپٹن شکیل کو شامل کرلے گا۔ یہ دونوں ہی اس کام کے لئے کافی ہوں گے"....... عمران نے جواب دیا۔

"او۔کے"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔ اسی لمحے جوانا کمرے میں داخل ہوا۔

"ماسٹر۔ جوزف کی حالت بے حد خراب ہے۔ آپ فون کر رہے تھے اس لئے میں باہر کھڑا رہا تاکہ آپ ڈسٹرب نہ ہوں"....... جوانا نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا اسے"....... عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات

نمایاں ہو گئے تھے۔

"اس کا جسم بری طرح مڑ تڑ رہا ہے اور اس کے منہ سے کراہیں نکل رہی ہیں۔ اس کی زبان بھی کافی حد تک باہر کو نکل آئی ہے اور آنکھیں بھی۔ یوں لگ رہا ہے جیسے کوئی نادیدہ قوت اس کا گلا دبا رہی ہو"۔ جوانا نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ جلدی کرو۔ ایک گلاس پانی لے کر اس کے پاس پہنچو۔ میں وضو کر کے آتا ہوں"....... عمران نے کہا اور تیزی سے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جلدی سے جوتے اتارے۔ جرابیں اتاریں اور پھر کوٹ اتار کر ایک طرف رکھا آستین اوپر کیں اور پھر وضو کرنے میں مصروف ہو گیا۔ وضو کرنے کے بعد اس نے دوبارہ جرابیں پہنیں۔ بوٹ پہنے اور کوٹ پہن کر وہ تیزی سے جوزف کے مخصوص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جوزف بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کی حالت واقعی بے حد خراب ہو رہی تھی۔ جوانا اس کے سرہانے کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا اور اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران کرسی گھسیٹ کر جوزف کے بستر کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے جوانا کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ وہ بار بار پڑھ کر پانی کی طرف پھونک رہا تھا۔ کافی دیر تک ایسا کرنے کے بعد اس نے پانی کے چھینٹے جوزف کے چہرے اور جسم پر مارے تو جوزف کی مسلسل بگڑتی ہوئی حالت تیزی سے نارمل ہونا شروع ہو گئی۔ عمران

بار بار چھینکے مار رہا تھا اور جب جوزف کی زبان واپس اس کے حلق میں
چلی گئی تو عمران نے اس کے جبڑے بھینچے اور گلاس میں موجود باقی پانی
اس کے حلق میں انڈیلنا شروع کر دیا۔ جوزف غٹاغٹ پانی پیتا جا رہا تھا
جب گلاس میں موجود پانی کا آخری قطرہ اس کے حلق سے نیچے اتر گیا تو
عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے گلاس ایک طرف رکھ دیا اب
جوزف کے چہرے پر بے پناہ سکون تھا۔

" اب اسے آرام کرنے دو۔ اب جب یہ اٹھے گا تو بالکل نارمل
ہو گا"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ماسٹر۔ یہ کیا چکر ہے۔ میری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آئی۔ یہ
آپ نے پانی پر کیا پڑھا ہے۔ کیا کوئی منتر پڑھا ہے۔ کیا آپ جادوگر
ہیں"...... جوانا کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

" یہ منتر یا جادو نہیں تھا جوانا۔ یہ اس کا توڑ تھا۔ یہ باتیں تمہاری
سمجھ میں نہیں آسکتیں"...... عمران نے کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا۔

" پھر بھی ماسٹر۔ آپ مجھے کچھ بتائیں تو سہی۔ مجھے تو یوں لگ رہا ہے
جیسے میں کسی قدیم دور میں پہنچ گیا ہوں"...... جوانا کے لہجے میں بے
پناہ حیرت تھی اور عمران ہنس پڑا۔

" قدیم اور جدید دور کا مسئلہ نہیں ہے جوانا۔ اس دنیا میں صرف
وہی نظام نہیں ہے جسے ہماری اور تمہاری عقل سمجھتی ہے۔ بے شمار
نظام ایسے ہیں جو ہماری عقل اور فہم سے بالاتر ہیں۔ جوزف چونکہ کافی
طویل عرصے بعد ایسے ہی ایک نظام سے متعلق ہوا ہے اس لئے اس

کے تاثرات اس کے جسم پر پڑ رہے تھے۔ اسے بلیک ورلڈ سسٹم سمجھ لو
ان اثرات کا توڑ نور میں ہے۔ روشنی میں اور اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام
سراپا نور ہے اس لئے میں نے قرآن مجید کی آیتیں جنہیں معوذتین کہا
جاتا ہے پڑھ کر پانی پر پھونک کر جوزف کو پلایا ہے۔ اس سے بلیک
ورلڈ کے اثرات ختم ہو گئے ہیں۔ معوذتین ہر قسم کے جادو۔ بلکہ بلیک
ورلڈ سسٹم کو توڑنے کے لئے اکسیر کا درجہ رکھتی ہیں"...... عمران
نے جواب دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ گیراج کی طرف بڑھ گیا جہاں
اس کی کار موجود تھی اور جوانا کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات
جیسے مجسم ہو کر رہ گئے تھے۔

دروازے پر دستک کی مدھم سی آواز سنتے ہی کرسی پر نیم دراز بوڑھے آدمی نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

"یس کم ان"...... اس نے سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ آہستہ سے کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا جبکہ بوڑھے نے تھری پیس سوٹ کے اوپر سیاہ رنگ کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا اور اس بوڑھے کے سر پر ایک مخروطی شکل کی سیاہ رنگ کے کپڑے کی ٹوپی بھی موجود تھی۔ بوڑھا کلین شیو تھا لیکن اس کی پلکیں اور بھنوؤں کے بال برف کی طرح سفید تھے۔

"آؤ ولکی۔ کیا بات ہے۔ تمہارے چہرے پر پریشانی کے تاثرات موجود ہیں"...... بوڑھے نے کہا اس کا لہجہ بے حد نرم تھا۔

"یس پروفیسر البرٹ جو اطلاع پاکیشیا سے ملی ہے وہ انتہائی پریشان

کن ہے"...... آنے والے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھ کر اطمینان سے بات کرو ولکی۔ کیا اطلاع ملی ہے۔ کیا پریشانی ہے"...... بوڑھے پروفیسر البرٹ نے کہا اور آنے والا ادھیڑ عمر آدمی اس کے سامنے موجود ایک کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"پروفیسر البرٹ۔ پروفیسر رضا نے رگمیس کی تلاش ختم کر دی ہے اور اب وہ واپس آنے کی تیاری کر رہا ہے"...... ولکی نے جواب دیا تو پروفیسر البرٹ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیوں"...... پروفیسر البرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں نے پروفیسر رضا کے ذہن کو پڑھا ہے۔ ہماری ساری سکیم الٹ دی گئی ہے۔ ہم نے اس کے ذہن میں یہ بات راسخ کر دی تھی کہ اگر رگمیس نہ مل سکا تو پوری دنیا شدید خطرے کی زد میں آجائے گی لیکن پاکیشیا میں کوئی آدمی علی عمران ہے اس نے پروفیسر رضا کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی ہے کہ اگر اس نے رگمیس کو تلاش کر لیا تو دنیا خطرے کی زد میں آجائے گی۔ اس لئے اس نے اس کی تلاش بند کر دی ہے"...... ولکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ علی عمران کون ہے"...... بوڑھے کے لہجے میں بے یقینی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"میں نے اس کے ذہن میں جو کچھ پڑھا ہے وہ میں تفصیل سے آپ کو بتا دیتا ہوں۔ پروفیسر رضا جس بلڈنگ میں رہائش پذیر ہے وہاں

ایک مقامی آدمی جس کا نام صفدر سعید ہے بھی رہتا ہے۔ پروفیسر رضا رعمیس کی تلاش میں ناکام ہو کر مخصوص چلہ کر رہا تھا اس لئے وہ تین روز تک اپنے کمرے سے باہر نہ نکلا تو اس صفدر سعید کو اس بلڈنگ کے لفٹ بوائے نے پروفیسر رضا کے بارے میں بتایا اور تشویش ظاہر کی کہ وہ تین روز سے کمرے میں بند ہے کہیں مر نہ گیا ہو۔ تو وہ صفدر پروفیسر رضا کے کمرے میں پہنچ گیا اور وہ پروفیسر رضا کو جبراً اپنے ساتھ ایک ہوٹل میں لے گیا۔ وہاں ایک نوجوان جس کا نام علی عمران ہے آگیا اور پھر پروفیسر رضا یہ سن کر بے حد حیران ہوا کہ وہ علی عمران رعمیس کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے۔ وہ پروفیسر رضا کو ساتھ لے کر ایک عظیم الشان بلڈنگ میں گیا جہاں ایک قوی ہیکل افریقی جس کا نام جوزف تھا اس نے علی عمران کے کہنے پر افریقہ کے کسی وچ ڈاکٹر موموکی روح سے رابطہ قائم کیا اور اس روح نے اس جوزف کو بتایا کہ لاہوشا کی روح کو نادیدہ جہانوں سے نکال دیا گیا ہے اور دنیا کو کوئی خطرہ نہیں ہے پھر اس عمران نے پروفیسر رضا کو سمجھایا کہ اگر اس نے رعمیس کو تلاش کیا تو لاہوشا کی روح اسے دوبارہ اس سے حاصل کر کے نادیدہ جہانوں سے رابطہ کرے گی اور دنیا خطرے کی زد میں آجائے گی۔ پروفیسر رضا کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ وہ انتہائی معصوم ذہن کا آدمی ہے۔ اس نے علی عمران کی بات پر یقین کر لیا ہے اور رعمیس کی تلاش بند کر دی ہے"...... ولکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو واقعی انتہائی پریشان کن خبر ہے۔ بڑی مشکل سے تو ہم نے پروفیسر رضا کو اس کام کے لئے رضامند کیا تھا مگر یہ علی عمران کون ہے۔ اسے اس سارے سلسلے کے بارے میں کیسے معلومات ہیں یہ تو تم نے انتہائی عجیب بات سنائی ہے"...... پروفیسر البرٹ کے لہجے میں شدید پریشانی تھی۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں پروفیسر۔ آپ بہتر جانتے ہیں"...... ولکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم کرنا ہوگا"...... پروفیسر البرٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرسی کی پشت سے سر لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے چہرے کے عضلات آہستہ آہستہ پھڑکنے لگے پھر اس پھڑپھڑاہٹ میں کافی تیزی آگئی۔ کمرے کی چھت سے نکلنے والی روشنی آہستہ آہستہ مدہم پڑتی چلی گئی۔ ولکی سر جھکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ روشنی مدہم پڑتے پڑتے اس قدر مدہم ہو گئی کہ اب کمرے میں صرف ان دونوں کے سائے ہی نظر آرہے تھے۔ چند لمحوں بعد روشنی پھر تیز ہونا شروع ہو گئی اور جب وہ پہلے جیسی پوزیشن پر آئی تو پروفیسر البرٹ نے بے اختیار آنکھیں کھول دیں۔

"حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز"...... پروفیسر کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اس کے چہرے پر بھی شدید ترین حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

"کیا ہوا پروفیسر"...... ولکی نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"اس شخص کا ذہن انتہائی طاقتور ہے۔ میرا تمام علم بے کار ثابت ہوا ہے۔ میں اس کے ذہن کے اندر داخل ہی نہیں ہو سکا۔ چنانچہ میں نے لاکوش سے مدد چاہی اور لاکوش کے مطابق یہ آدمی نہ صرف بلیک ورلڈ کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے بلکہ اس کے پاس ایسا علم بھی موجود ہے جس کی مدد سے وہ بلیک ورلڈ کے ہر حربے کو توڑ سکتا ہے۔ لاکوش نے مجھے بتایا ہے کہ اگر یہ شخص چاہے تو وہ رممیس کو تلاش کر سکتا ہے"...... پروفیسر البرٹ نے جواب دیا۔

"پھر پروفیسر۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے"...... ولکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے ہر صورت میں رممیس چاہئے۔ اگر رممیس میرے ہاتھ لگ جائے تو میرا رابطہ لاہوشا کی روح سے ہو جائے گا۔ میں لاہوشا کی روح کو مسخر کر کے بلیک ورلڈ کا سب سے طاقتور انسان بن جاؤں گا اور پھر میں آسانی سے پاکیشیا اور باقی مسلم ورلڈ کو تباہ و برباد کر سکوں گا۔ مجھے ہر صورت میں رممیس چاہئے۔ ہر صورت میں"...... پروفیسر البرٹ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر۔ آخر آپ پاکیشیا کو اتنی اہمیت کیوں دیتے ہیں۔ وہ تو ایک غیر ترقی یافتہ۔ کمزور اور چھوٹا سا ملک ہے جبکہ مسلم ورلڈ میں دوسرے بڑے بڑے ملک موجود ہیں جو اس سے کہیں زیادہ طاقتور اور کہیں زیادہ باوسائل ہیں"...... ولکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اس بات کو نہیں سمجھتے ولکی۔ پاکیشیا مسلم ورلڈ کا لیڈر ہے۔ یہ

دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو مسلم نظریے پر قائم ہوا ہے۔ پاکیشیا ایک مختلف ملک ہے اور مجھے علم ہے کہ جب تک پاکیشیا کا خاتمہ نہیں ہو جاتا تب تک یہودیوں کی عظیم سلطنت کے قیام کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ جیسے جیسے پاکیشیا ترقی کرتا جائے گا ویسے ویسے مسلم ورلڈ بھی طاقتور ہوتی چلی جائے گی اور مسلم ورلڈ کے طاقتور ہونے کا مطلب ہے کہ یہودیوں کا غلبہ ختم ہوتا چلا جائے گا اور پاکیشیا کو تباہ کرنے کے لئے رممیس کی ضرورت ہے"...... پروفیسر البرٹ نے آہستہ آہستہ بولتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر۔ کیوں نہ اس علی عمران کا خاتمہ کر دیا جائے"...... ولکی نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔ میں نے لاکوش سے بات کی ہے۔ لاکوش کے مطابق ایسا ممکن نہیں ہے بلکہ اس نے بتایا ہے کہ اگر عمران کو ہمارے پلان کا علم ہو گیا تو پھر وہ ہمارے خاتمے کے لئے کام شروع کر دے گا اور وہ اس قدر خطرناک شخص ہے کہ اس سے کچھ بعید نہیں کہ وہ ہمارا ہی خاتمہ کر دے۔ اس کے قبضے میں شاید روشنی کی قوتیں ہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اسے کسی طرح استعمال کر کے اس سے رممیس تلاش کرا کر حاصل کر لیں"...... پروفیسر البرٹ نے کہا۔

"اوہ۔ تو اب آپ اسے استعمال کرنا چاہتے ہیں لیکن کس طرح۔ آپ تو خود کہہ رہے ہیں کہ وہ انتہائی خطرناک شخص ہے اور وہ ہمارا

خاتمہ بھی کر سکتا ہے"...... ولکی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"فکر مت کرو۔ بلیک ورلڈ اب اتنی بھی کمزور اور بے بس نہیں ہے کہ ایک آدمی سے خوفزدہ ہو جائے۔ تم فی الحال جاؤ۔ مجھے اس سلسلے میں کچھ نادیدہ طاقتوں سے مشورہ کرنا ہوگا۔ پھر میں تمہیں ہدایات دوں گا"...... پروفیسر البرٹ نے کہا۔

"اس پروفیسر رضا کا کیا کرنا ہے"...... ولکی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اس سے ہر قسم کا رابطہ ختم کر دو"۔ پروفیسر البرٹ نے جواب دیا اور ولکی سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد پروفیسر البرٹ کرسی سے اٹھا اور کمرے کی عقبی دیوار میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور دوسری طرف موجود ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا اس کمرے کی دیواروں چھت اور فرش پر گہرے سیاہ رنگ کا پینٹ کیا گیا تھا۔ پروفیسر البرٹ نے دروازہ بند کیا اور پھر سائیڈ پر موجود سفید بٹنوں کے ایک پینل پر سے اس نے یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔ سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی دروازے پر سیاہ رنگ کی چادر سی گر گئی اور اس کے ساتھ ہی کمرے کی چھت سے سرخ رنگ کی ہلکی ہلکی روشنی نکلنے لگی۔ پروفیسر کمرے کے عین درمیان میں بچھی ہوئی سیاہ رنگ کی چادر پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک وہ اسی

طرح پڑھتا رہا پھر اچانک سرخ رنگ کی روشنی ایک جھماکے سے تیز ہو گئی اس کے ساتھ ہی سامنے والی دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں ہٹ گئی اور اس میں پیدا ہونے والے خلا میں سے ایک انتہائی خوبصورت لڑکی اندر آ گئی۔ اس لڑکی کے جسم پر سیاہ رنگ کا لمبا سا لبادہ تھا لیکن اس کے بازو عریاں تھے۔ اس کے چہرے کے نقوش قدیم دور کی عورتوں جیسے تھے ویسے دیکھنے میں وہ بے حد حسین تھی۔

"مجھے کیوں یاد کیا گیا ہے ڈاکٹر"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے سامنے بیٹھ جاؤ جبوتی"...... پروفیسر البرٹ نے آنکھیں کھول کر بھاری آواز میں کہا اور لڑکی پروفیسر کے سامنے اس طرح بیٹھ گئی جیسے کوئی شاگرد استاد کے سامنے بیٹھتا ہے۔

"حکم پروفیسر"...... اس لڑکی نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جبوتی۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں کس پلان پر عمل کر رہا ہوں"۔ پروفیسر البرٹ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جبوتی جانتی ہے پروفیسر"...... لڑکی نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اور تمہیں یقیناً اس بات کا بھی علم ہو گیا ہوگا کہ میرا پلان پاکیشیا میں رہنے والے ایک شخص علی عمران کی وجہ سے ناکام ہو گیا ہے"۔ پروفیسر البرٹ نے اس طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں پروفیسر۔ جبوتی کو علم ہو گیا ہے"...... جبوتی نے جواب دیا

"دیکھو جبوتی میں ہر صورت میں پاکیشیا کو تباہ کرنا چاہتا ہوں"۔ پروفیسر البرٹ نے کہا۔

"ایسا مشکل ہے پروفیسر"۔ جبوتی نے جواب دیا۔

"وہ کیوں"۔ پروفیسر نے چونک کر پوچھا۔

"پروفیسر پاکیشیا پر نور کی عظیم طاقت کی خاص نظر ہے۔ یہ ملک ایک خاص مقصد کے تحت وجود میں لایا گیا ہے اور جیسے جیسے وقت گزرے گا اس ملک کے وجود میں لائے جانے کا مقصد پورا ہوتا چلا جائے گا۔ ابھی پاکیشیا اپنے وجود کے ابتدائی دور سے گزر رہا ہے اور پروفیسر آپ کو معلوم ہے کہ ابتدائی دور اندھیروں کا دور ہوتا ہے لیکن آہستہ آہستہ اندھیرے چھٹتے جائیں گے اور وہاں روشنی پھیلتی چلی جائے گی اور جیسے جیسے وقت گزرے گا پاکیشیا روشن ہوتا چلا جائے گا اور ایک وقت آئے گا کہ پاکیشیا پوری دنیا کے لئے روشنی کا مینار بن جائے گا۔ یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے جسے کسی صورت بھی ختم نہیں کیا جا سکتا"...... جبوتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے جو کچھ بتایا ہے اس کا مجھے علم ہے اس لئے تو میں اس پلان پر عمل کر رہا ہوں کہ روشنی کی طرف بڑھتے ہوئے پاکیشیا پر ایسے اندھیرے مسلط کر دیئے جائیں کہ وہ کبھی بھی ان اندھیروں سے نہ نکل سکے۔ اگر میرا پلان کامیاب ہو جاتا۔ پروفیسر رضا رحمیس کو پاکیشیا میں ڈھونڈ نکالتا اور وہ مجھ تک پہنچ جاتا تو اس کی مدد سے میں پاکیشیا پر انتہائی گہرے اندھیرے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسلط کر دیتا۔

لیکن اس علی عمران نے میرا یہ پلان ناکام بنا دیا ہے۔ لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ عمران آسانی سے رحمیس کو حاصل کر سکتا ہے۔ میں اب اس عمران کو استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے بتاؤ کہ مجھے اس سلسلے میں کیا کرنا چاہئے۔ کوئی مشورہ دو۔ ایسا مشورہ کہ جس کی مدد سے میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں"...... پروفیسر البرٹ نے پرزور لہجے میں کہا۔

"آپ نے درست سوچا ہے پروفیسر۔ اس عمران کو واقعی استعمال کیا جا سکتا ہے"...... جبوتی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"کس طرح۔ یہی تو میں جاننا چاہتا ہوں"...... پروفیسر البرٹ نے چونک کر اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ کو اچھی طرح معلوم ہے پروفیسر کہ دولت اور عورت دو ایسی طاقتیں ہیں کہ اگر انہیں مخصوص انداز میں استعمال کیا جائے تو اس سے ہر ناممکن کام کو ممکن بنایا جا سکتا ہے۔ آپ عمران کے خلاف ان طاقتوں کو استعمال کریں۔ آپ کا مقصد پورا ہو جائے گا"...... جبوتی نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ عمران کو نہ کوئی عورت متاثر کر سکتی ہے اور نہ دولت۔ کوئی اور ترکیب بتاؤ۔ کوئی قابل عمل ترکیب"...... پروفیسر البرٹ نے کہا۔

"تو پھر اور تو کوئی صورت میرے علم میں نہیں آ رہی"...... جبوتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو جبوتی۔ تم سیاہ دلدل میں واقع بلیک ورلڈ کے اس معبد کی پجارن ہو جسے بلیک ورلڈ کا مرکز سمجھا جاتا ہے اس لئے اگر تم خود عمران پر کام کرو تو تم یقیناً کامیاب ہو سکتی ہے"...... پروفیسر البرٹ نے کہا۔

"میں بلیک ورلڈ کے لئے ہر کام کر سکتی ہوں پروفیسر۔ لیکن اس کے لئے مجھے خصوصی ریاضت کرنی پڑے گی۔ کیونکہ میں اس وقت جس حالت میں ہوں روشنی کی ایک کرن بھی میرے وجود کو ختم کر سکتی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں کسی عورت پر اپنا اثر ڈال کر یہ کام کرا سکتی ہوں"...... جبوتی نے کہا۔

"نہیں جبوتی۔ یہ انتہائی کٹھن کام ہے۔ یہ کسی عام عورت کے بس کا روگ ہی نہیں ہے۔ یہ کام صرف تم ہی کر سکتی ہو اور تمہیں کرنا ہو گا"...... پروفیسر البرٹ نے اصرار بھرے لہجے میں کہا تو جبوتی مسکرا دی۔

"ٹھیک ہے پروفیسر۔ اگر آپ کا حکم ہے تو میں ضرور کروں گی۔ مجھے اس کے لئے پندرہ راتوں کی مہلت چاہئے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ بھی پاکیشیا جائیں اور وہاں خفیہ طور پر بلیک ڈیول کا معبد قائم کریں تاکہ اس عمران کو اس معبد میں لے جا کر اس کے ذہن کو کنٹرول کیا جا سکے۔ تب ہی اس سے یہ کام لیا جا سکتا ہے"۔ جبوتی نے جواب دیا۔

"میں وہاں ضرور جاؤں گا اور تم سے پہلے پہنچ کر وہاں بلیک ڈیول کا معبد قائم کروں گا"...... پروفیسر البرٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا

"ٹھیک ہے۔ پھر مجھے اجازت"...... جبوتی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم جاؤ۔ اب تمہاری اور میری ملاقات وہیں پاکیشیا میں ہی ہو گی"...... پروفیسر البرٹ نے کہا اور جبوتی اٹھ کر مڑی اور دیوار کے اس خلا میں غائب ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی دیوار برابر ہو گئی اور چھت سے نکلنے والی تیز سرخ روشنی بھی دوبارہ مدھم پڑ گئی اور پروفیسر البرٹ نے اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اب کامیابی یقینی ہے۔ عمران چاہے کتنا ہی طاقتور اور خطرناک کیوں نہ ہو۔ جبوتی کا مقابلہ بہرحال نہیں کر سکتا"...... پروفیسر البرٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور مڑ کر اس نے دیوار میں نصب پینل کے بٹن پریس کئے تو سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی دروازے پر موجود سیاہ چادر غائب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی چھت سے نکلنے والی سرخ روشنی بھی غائب ہو گئی اور پروفیسر البرٹ دروازہ کھول کر واپس اسی پہلے والے کمرے میں پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر وہ دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آہستہ سے تالی بجائی تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اندر آ گئی۔

"اناکی کو میرے پاس بھیجو فوراً"...... پروفیسر البرٹ نے کہا اور لڑکی خاموشی سے واپس مڑ گئی۔ دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی جس کے جسم پر تقریباً نیم عریاں لباس تھا۔

"مجھے یاد کیا ہے آپ نے پروفیسر"...... اس لڑکی نے انتہائی

مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اناکی ۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے"....... پروفیسر البرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" حکم آقا ۔اناکی تو آپ کی ادنیٰ کنیز ہے"......... لڑکی نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

" بیٹھو اناکی اور میری بات غور سے سنو"...... پروفیسر البرٹ نے کہا اور اناکی اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی ۔اس کے چہرے پر اشتیاق نمایاں تھا۔

" پاکیشیا میں ایک آدمی ہے جس کا نام علی عمران ہے ۔اس شخص نے میرا بہت بڑا پلان ناکام کر دیا ہے لیکن اب میں اس علی عمران کو استعمال کر کے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتا ہوں ۔اس کی تسخیر کے لئے میں نے جبوتی کو راضی کر لیا ہے ۔جبوتی اسے تسخیر کرے گی لیکن جبوتی کا کہنا ہے کہ وہ اس صورت میں وہاں کام کر سکتی ہے کہ وہاں بلیک ڈیول کا معبد قائم کیا جائے ۔ تم اس کام کی ماہر ہو ۔ تم ایسا کرو کہ فوراً پاکیشیا روانہ ہو جاؤ اور وہاں کوئی مناسب جگہ تلاش کر کے بلیک ڈیول کا معبد قائم کرو۔ تمام بلیک پاورز کو اپنے ہمراہ لے جاؤ۔ جب یہ کام ہو جائے تو مجھے اطلاع دو پھر میں وہاں پہنچ جاؤں گا"....... پروفیسر البرٹ نے کہا۔

" ٹھیک ہے پروفیسر ۔جیسے آپ کا حکم ۔ لیکن آپ جیسی شخصیت جس آدمی سے اس قدر مرعوب ہے وہ یقیناً کوئی عام آدمی نہیں ہو سکتا

اور خاص طور پر جب آپ جبوتی کو اس کے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہوں ۔ لیکن ایک بات کا جائزہ لے لیں پروفیسر کہ اگر اس آدمی کا تعلق روشنی کی دنیا سے زیادہ قریبی ہوا تو جبوتی اس کے خلاف کام نہ کر سکے گی کیونکہ جبوتی بہرحال ایک قوت ہے ۔ میری طرح انسان نہیں ہے"۔اناکی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم کیا کہنا چاہتی ہو"....... پروفیسر البرٹ نے چونک کر کہا۔

" میرا خیال ہے کہ آپ جبوتی کی بجائے مجھے اس عمران پر کام کرنے دیں ۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ آپ کو مایوسی نہیں ہو گی"۔ اناکی نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

" لیکن میں جبوتی سے بات کر چکا ہوں"........ پروفیسر البرٹ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

آپ اس کی فکر نہ کریں ۔میں جبوتی سے خود ہی بات کر لوں گی ۔ آپ اس کی فکر نہ کریں"....... اناکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے ۔ تم بھی جبوتی سے کم نہیں ہو ۔خود ہی جبوتی سے مل کر پلان طے کر لو ۔مجھے بہرحال اپنا مقصد حاصل کرنا ہے کسی طرح بھی ہو"......پروفیسر البرٹ نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں ۔آپ کا کام ہو جائے گا ۔ یہ میرا وعدہ ہے"۔ اناکی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" لیکن بہرحال بلیک ڈیول کا معبد وہاں ضرور قائم کرنا ہے"........ پروفیسر البرٹ نے کہا۔

"یس پروفیسر۔ وہ ہو جائے گا۔ آپ بے فکر رہیں"...... انا کی نے جواب دیا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی اور پروفیسر البرٹ نے اطمینان بھرا سانس لیا۔

عمران نے کار ایک درمیانے درجے کی کوٹھی کے گیٹ پر روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے ستون پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ ستون پر ڈاکٹر بشارت کی نیم پلیٹ موجود تھی۔ چند لمحوں بعد کوٹھی کا سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔

"السلام علیکم بابا طالب۔ آپ کیسے ہیں"...... عمران نے بڑے ادب سے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران بیٹے آپ۔ وعلیکم السلام جیتے رہو۔ اللہ تعالیٰ ہر میدان میں سرخرو رکھے۔ بڑے طویل عرصے بعد آنا ہوا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کئی بار آپ کو یاد کر چکے ہیں"...... ادھیڑ عمر آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بس بابا کچھ کام ہی ایسے پڑ جاتے ہیں کہ آنا نہیں ہو سکتا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں پھاٹک کھولتا ہوں" ...... بابا طالب نے کہا اور واپس مڑ گیا عمران مڑ کر دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور عمران کار اندر پورچ میں لے گیا۔ جہاں ایک پرانے ماڈل کی کار پہلے سے موجود تھی۔ عمران نے اس کار کے ساتھ ہی اپنی کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے چونکہ معلوم تھا کہ ڈاکٹر بشارت یہاں بابا طالب کے ساتھ اکیلے رہتے ہیں اور اسے ڈاکٹر بشارت کے کمرے کا بھی علم تھا اس لئے وہ بغیر کسی رہنمائی کے اس کمرے کی طرف بڑھتا گیا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے آہستہ سے دروازے پر دستک دی۔

"آجاؤ عمران بیٹے" ...... اندر سے ایک مسرت بھری آواز سنائی دی اور عمران نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو وہ کھلتا چلا گیا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ" ...... عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ کمرہ بڑے خوبصورت لیکن سادہ انداز میں سجا ہوا تھا ڈاکٹر بشارت بھی اوحیڑ عمر آدمی تھے لیکن وہ نابینا تھے۔ انہوں نے آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگایا ہوا تھا اور وہ ایک آرام کرسی پر نیم دراز تھے۔ ان کے جسم پر صاف ستھرا لباس تھا۔ کمرے کے فرش پر دبیز ایرانی قالین بچھا ہوا تھا۔

"وعلیکم السلام۔ آؤ بیٹھو عمران بیٹے۔ بڑے دنوں بعد چکر لگایا ہے" ...... ڈاکٹر بشارت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ شاید تکلفاً بڑے دن کہہ رہے ہیں۔ اگر زیادہ دن ہو جاتے تو

کم از کم آپ میرے قدموں کی آواز سے مجھے نہ پہچان سکتے" ...... عمران نے سامنے موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تم صرف قدموں کی آواز کی بات کر رہے۔ تم کال بیل بجاتے ہو تو مجھے پتہ لگ جاتا ہے کہ عمران بیٹا آیا ہے" ...... ڈاکٹر بشارت نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کی یہی محبت تو مجھے کھینچ لاتی ہے" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آج تو کم از کم محبت کے زور پر نہیں آئے تم۔ آج تو تمہیں پروفیسر رضا کی وجہ سے آنا پڑا ہے" ...... ڈاکٹر بشارت نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ نے اب نجوم سیکھ لیا ہے" ...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر بشارت بے اختیار ہنس پڑے۔

"بینائی رہ جاتی تو شاید نجوم بھی سیکھ لیتا۔ مجھے اس علم سے بھی خاصی دلچسپی رہی ہے۔ لیکن نابینا ہونے کی وجہ سے نجوم کو میرا مطلب ہے ستاروں کو نہ دیکھ سکتا ہوں اور نہ زائچہ بنا اور پڑھ سکتا ہوں"۔ ڈاکٹر بشارت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر وہ کونسا علم ہے کہ آپ کو پروفیسر رضا کے بارے میں علم ہو گیا ہے" ...... عمران نے کہا اور ڈاکٹر بشارت ایک بار پھر مسکرا دیئے۔

"ایسی باتیں جاننے کے لئے اور بھی بہت سے علوم ہیں۔ بہرحال

چھوڑو اس بات کو ۔ یہ بتاؤ کہ پروفیسر رضا کو رعمیس کی تلاش سے منع کرنے کے بعد تمہارا کیا خیال ہے کہ بلیک پاورز رعمیس کی تلاش بند کر دیں گی"...... ڈاکٹر بشارت نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بلیک پاورز ۔ اوہ تو کیا آپ کا مطلب ہے کہ پروفیسر رضا بلیک پاورز کا نمائندہ ہے ۔ لیکن وہ تو ایسا آدمی نہیں لگ رہا تھا" ۔ عمران نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ تو معصوم آدمی ہے ۔ اسے تو صرف آلہ کار بنایا گیا تھا ۔ اصل آدمی تو پروفیسر البرٹ ہے ۔ اس وقت بلیک ورلڈ کا سب سے بڑا نمائندہ بلیک پاورز اس کے قبضے میں ہیں ۔ یوں سمجھو کہ جدید دور کا وچ ڈاکٹر ہے"...... ڈاکٹر بشارت نے کہا۔

"کیا وہ سحر جادو کا ماہر ہے"...... عمران نے کہا۔

"ارے نہیں ۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔ ان معنوں میں وہ وچ ڈاکٹر نہیں ہے ۔ وہ بلیک ورلڈ کا نمائندہ ہے ۔ جس طرح روحانیت کے لئے کام کرنے والوں کے مختلف رتبے ہوتے ہیں جیسے ولی، قلندر، قطب، ابدال ۔ غوث ۔ اسی طرح بلیک ورلڈ میں بھی مختلف عہدے ہوتے ہیں ۔ بلیک ورلڈ کا تمام نظام بلیک ڈیول کے تحت ہے اور بلیک ڈیول کے بعد اس کے نائب ہوتے ہیں اور پروفیسر البرٹ کو تم بلیک ڈیول کا نائب کہہ سکتے ہو ۔ بلیک ورلڈ کی طاقتیں اس کی تابع اور اس کے حکم کے تحت کام کرتی ہیں ۔ لیکن وہ بذات خود ایک عام سا آدمی ہے ۔ بس وہ مختلف طاقتوں کو استعمال کر کے کام کراتا ہے"......

ڈاکٹر بشارت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ کو اس ساری تفصیل کا علم کیسے ہو گیا۔ جہاں تک میرا خیال ہے کہ آپ کا تو کوئی تعلق بلیک ورلڈ سے نہیں رہا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اللہ تعالیٰ مجھے محفوظ رکھے ۔ بلیک ورلڈ تو شیطانی نظام ہے ۔ یہ ساری معلومات مجھے اتفاقاً حاصل ہو گئیں ۔ اصل بات یہ کہ آج کل میں ایک ایسے سبجیکٹ پر کام کر رہا ہوں جس کا تعلق حواس خمسہ سے نہیں ہے بلکہ صرف خیال کی قوت پر ہے ۔ کیونکہ نابینا ہونے کی وجہ سے میں حواس خمسہ کو استعمال کرنے والے کسی سبجیکٹ پر کام نہیں کر سکتا ۔ اس سبجیکٹ پر ریسرچ کے دوران اچانک بغیر کسی وجہ کے میرے ذہن کے پردے پر تمہاری تصویر ابھر آئی ۔ میرا مطلب ہے تمہاری وہ تصویر جو میں نے اپنے ذہن میں بنائی ہوئی ہے اور پھر انکشافات کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ تمہاری ہوٹل میں پروفیسر رضا سے ملاقات ۔ تمہاری اس سے باتیں ۔ پھر کسی اور جگہ جا کر تمہاری اس سے مزید باتیں ۔ کسی جوزف کے انکشافات ۔ یہ سب کچھ یہاں بیٹھے بیٹھے مجھے معلوم ہو گیا اور آخر میں یہ بات بھی میرے ذہن میں آ گئی کہ تم مجھ سے ملنے کے لئے آ رہے ہو"...... ڈاکٹر بشارت نے کہا تو عمران کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ کونسا نظام ہو گا ڈاکٹر"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے بھی اس پر غور کیا ہے۔ میرے ذہن میں تو یہی آیا ہے کہ کسی نامعلوم وجہ سے یا اتفاق سے میرا ذہنی رابطہ تمہارے ذہن سے ہو گیا اور جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے تمہارے ذہن سے ہی معلوم ہوا ہے۔ لیکن ہوا یہ سب کچھ اتفاق سے ہی ہے"....... ڈاکٹر بشارت نے کہا۔

"لیکن اگر یہ بات ہوتی تو مجھے فوراً پتہ چل جاتا کہ میرے ذہن سے کسی کا رابطہ ہوا ہے جبکہ مجھے اس کا کوئی احساس نہیں ہوا"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ تم جیسے طاقتور اور تربیت یافتہ ذہن کو واقعی اس کا علم ہو جانا چاہئے۔ لیکن تم شاید ٹیلی پیتھی کے سلسلے میں سوچ رہے ہو لیکن یہ کوئی اور نظام ہے۔ ٹیلی پیتھی نہیں ہے۔ بہر حال اس بات کو چھوڑو۔ تم جس مقصد کے لئے آئے ہو اس کی بات کرو"....... ڈاکٹر بشارت نے جواب دیا۔

"لیکن آپ نے یہ نہیں بتایا کہ پروفیسر البرٹ کے بارے میں آپ کو کیسے معلوم ہوا"....... عمران نے کہا۔ تو ڈاکٹر بشارت چونک پڑے۔

"ارے ہاں۔ اس کے متعلق تو بتانا میں بھول ہی گیا تھا۔ جب سے ذہنی رابطے کے دوران پروفیسر رضا کا نام سامنے آیا تو میرے ذہن یکلخت پروفیسر البرٹ کے بارے میں انکشافات ہونے شروع ہو گئے اور جو کچھ میں نے تمہیں اس کے متعلق بتایا ہے وہ سب کچھ اس دوران مجھے معلوم ہوا ہے"....... ڈاکٹر بشارت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس پروفیسر البرٹ کا حلیہ۔ اس کا حدود اربعہ اور اصل بات یہ کہ وہ پروفیسر رضا کو درمیان میں ڈال کر کیوں رعمیس حاصل کرنا چاہتا تھا۔ وہ خود اسے تلاش کیوں نہیں کر سکتا اور وہ اس سے کیا فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے اور اب وہ کیا کرے گا"....... عمران نے کہا تو ڈاکٹر بشارت بے اختیار مسکرا دیئے۔

"تم نے تو بیک وقت اتنے سوال کر دیئے کہ ان کے جواب میں پورا تحقیقاتی مقالہ لکھا جا سکتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ مجھے اس وقت ان میں سے کسی سوال کا بھی جواب معلوم نہیں ہے۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ جتنا میں نے تمہیں بتایا ہے"....... ڈاکٹر بشارت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ میں تو اس لئے آپ کے پاس آیا تھا کہ آپ نے مجھے بتایا تھا کہ آپ کے پاس رعمیس موجود ہے۔ اس لئے میرا خیال تھا کہ رعمیس کی وجہ سے آپ بلیک ورلڈ کے بارے میں تفصیلات جانتے ہوں گے"....... عمران نے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"جہاں تک رعمیس کا تعلق ہے تو جب میں نے تمہیں بتایا تھا اس وقت جو زیور میرے پاس موجود تھا۔ میں اسے رعمیس ہی سمجھتا تھا لیکن بعد میں انکشاف ہوا کہ وہ اصل رعمیس نہیں ہے۔ وہ نقلی زیور ہے میرا مطلب ہے کہ اس پر رعمیس کے جو نشانات تھے وہ تحقیق سے غلط ثابت ہوئے تھے۔ میں نے اسے ڈاکٹر رضوان کو بھیجا تھا انہوں نے اس پر تحقیق کر کے مجھے واپس بھجوا دیا تھا"....... ڈاکٹر بشارت نے

جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو سارا مسئلہ ہی ختم ہو گیا"...... عمران نے کہا۔

"اگر تم اس سلسلے میں اپنا تجسس مٹانا چاہتے ہو تو میں تمہیں ایک ٹپ دے سکتا ہوں"...... ڈاکٹر بشارت نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"کیسی ٹپ"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"دارالحکومت کے نواحی قصبے مانگ والا میں ایک صاحب رہتے ہیں جن کا نام حکیم فضل دین ہے مانگ والا کے مین بازار میں ان کی حکمت کی دکان ہے اور وہ تقریباً میری عمر کے ہی ہیں۔ جدی پشتی حکیم ہیں۔ وہ پرائمری سکول میں میرے کلاس فیلو بھی رہے ہیں جب میں نابینا ہونے کی وجہ سے یہاں آیا تو اچانک ایک روز مجھے ان کا خیال آگیا۔ میں نے بابا طالب سے بات کی کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ بابا طالب مانگ والا کے رہنے والے ہیں۔ بابا طالب نے مجھے بتایا کہ حکیم صاحب حیات ہیں اور مانگ والا میں اپنے آباؤاجداد کی دکان میں حکمت کر رہے ہیں۔ بابا طالب نے ہی مجھے بتایا کہ جوانی میں وہ سفلی علوم کے چکر میں پڑ گئے تھے اور اس سلسلے میں ان کی اتنی شہرت ہوئی تھی کہ سب لوگ انہیں مانگ والا کا شیطان کہنے لگے تھے اور گندے کام کرانے والے ان کے دروازے پر پہنچتے رہتے تھے لیکن پھر اچانک انہوں نے سب کچھ چھوڑ چھاڑ دیا اور باقاعدہ مسجد میں جا کر امام مسجد کے ہاتھ پر توبہ کی اور پھر واقعی وہ اس توبہ پر قائم بھی رہے ہیں اور اب وہ انتہائی

دین دار آدمی ہیں اور اب انہیں سب لوگ حکیم بابا کہتے ہیں اور ان کی بے پناہ عزت کرتے ہیں۔ بابا طالب کی یہ باتیں سن کر مجھے ان سے ملنے کا شوق ہوا تو میں بابا طالب کے ساتھ ان سے ملنے کے لئے مانگ والا گیا۔ وہ مجھ سے مل کر بے حد خوش ہوئے۔ میں ان کے پاس کئی روز مہمان ٹھہرا اور ہمارے درمیان خوب کھل کر باتیں ہوئیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ انہوں نے واقعی سفلی علوم میں انتہا درجے کی مہارت حاصل کر لی تھی اور ان کا تعلق اس نظام سے انتہائی اعلیٰ سطح پر جڑ گیا تھا اور وہ اس دلدل میں پوری طرح ڈوب چکے تھے لیکن پھر ان پر اللہ تعالیٰ نے رحمت کی اور ان کا رابطہ ایک نیک آدمی سے ہوا جو کسی قصبے میں امام مسجد تھے۔ وہ صاحب اہل نظر تھے۔ انہوں نے حکیم فضل دین پر ایسی نظر ڈالی کہ حکیم فضل دین کی زندگی اور سوچ کا رخ ہی بدل گیا۔ انہوں نے سفلی علوم سے توبہ کر لی اور آج تک اپنی توبہ پر قائم ہیں۔ امام مسجد صاحب بقول ان کے وفات پا چکے ہیں لیکن اب وہ حکمت کے ساتھ ساتھ سفلی علوم کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے بھی کام کرتے ہیں لیکن اس کے لئے وہ کوئی ہدیہ وغیرہ قبول نہیں کرتے۔ بقول ان کے وہ صرف ایسا اپنے سابقہ گناہوں کے کفارے کے لئے کرتے ہیں۔ میری ان سے جو تفصیلی بات ہوئی اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ واقعی بلیک ورلڈ کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں اور نہ صرف جانتے ہیں بلکہ اب بھی وہ اس نظام کے بارے میں باخبر رہتے ہیں۔ پھر وہ اکثر دارالحکومت آکر بھی مجھ سے ملتے رہتے ہیں اس

لئے میرا خیال ہے کہ اگر تم ان سے مل لو تو یقیناً وہ اس بارے میں تمہیں کوئی مفید بات بتا سکتے ہیں۔ تم ان سے میرا نام لینا یا اگر تم چاہو تو میں بابا طالب کو تمہارے ساتھ بھیج دیتا ہوں"...... ڈاکٹر بشارت نے کہا۔

"نہیں۔ بابا طالب کو ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس طرح آپ کو تکلیف ہو گی۔ میں آپ کا نام لے کر ان سے مل لوں گا۔ اب مجھے اجازت دیں"...... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کبھی کبھی ویسے بھی چکر لگا لیا کرو"...... ڈاکٹر بشارت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"انشاء اللہ ضرور حاضری دوں گا"...... عمران نے کہا اور سلام کر کے وہ مڑا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس کالونی سے نکل کر اس روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جس سے وہ مانگ والا قصبہ تک پہنچ سکتا تھا گو بظاہر اس ساری کارروائی کا کوئی مقصد نہ تھا لیکن عمران کے ذہن میں ایک تجسس سا تھا اور آج کل فارغ بھی تھا اس لئے وہ صرف اپنی دلچسپی کی وجہ سے یہ ساری ملاقاتیں کر رہا تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ مانگ والا قصبے پہنچ گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا قصبہ تھا اس لئے اسے جلد ہی حکیم بابا کی دکان کا علم ہو گیا مگر جب وہ دکان پر پہنچا تو دکان بند تھی۔ ہمسایوں سے معلوم ہوا کہ حکیم صاحب کی طبیعت ناساز ہے اس لئے وہ آج دکان پر نہیں آئے تو عمران نے ان کی رہائش گاہ کا پتہ معلوم کیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ان کے مکان پر پہنچ گیا جو

ایک حویلی نما خاصا بڑا اور کشادہ مکان تھا۔

"میرا نام علی عمران ہے۔ میں دارالحکومت سے آیا ہوں۔ مجھے ڈاکٹر بشارت علی صاحب نے بھیجا ہے۔ حکیم صاحب سے ملنا ہے"۔ عمران نے ملازم کے باہر آنے پر اس سے کہا۔

"جی آجایئے۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں"...... ملازم نے کہا اور اس نے حویلی کا بڑا پھاٹک کھول دیا۔ عمران کار اندر لے گیا اور پھر ملازم اسے ایک ڈرائنگ روم نما انداز میں سجے ہوئے کمرے میں بٹھا کر واپس چلا گیا۔ پھر اس کی واپسی تقریباً دس منٹ بعد ہوئی۔

"آیئے جناب۔ حکیم صاحب کی طبیعت ناساز ہے اس لئے وہ آپ سے اپنے کمرے میں ہی ملاقات کریں گے"...... ملازم نے کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا اور چند لمحوں بعد وہ ملازم کی رہنمائی میں ایک اور بڑے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں کرسی پر ایک ادھیڑ عمر باریش آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کے جسم پر سادہ سا لباس تھا لیکن اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے اس باریش آدمی سے جو یقیناً حکیم بابا فضل دین تھے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آیئے تشریف لے آیئے۔ خوش آمدید"...... حکیم صاحب نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ عمران نے مصافحہ کیا۔

"تشریف رکھیئے اور فرمایئے کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے"۔ حکیم صاحب نے مسکراتے ہوئے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"چائے اور دوسرے مشروبات تو ہر جگہ سے مل جاتے ہیں لیکن آپ جیسے حکیم صاحب سے تو کوئی خاص شربت ہی ملے گا۔ روح کو بالیدہ کر دینے والا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو حکیم بابا فضل دین بے اختیار ہنس پڑے۔

"بہت خوب۔ ضرور ملے گا"...... حکیم صاحب نے کہا اور پھر انہوں نے عمران کو لے آنے والے ملازم سے کسی شربت کا عجیب سا نام لے کر لانے کے لئے کہا تو ملازم سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"میری طبیعت ناساز ہے اس لئے میں آج دکان پر بھی نہ جا سکا تھا اور یہاں بھی میں نے اپنے ملازم کو منع کر رکھا تھا کہ وہ ملاقاتیوں سے معذرت کرے لیکن آپ نے ڈاکٹر بشارت صاحب کا حوالہ دیا تو میرا ملازم آپ سے انکار نہ کر سکا کیونکہ وہ ڈاکٹر بشارت صاحب اور میرے تعلقات کے بارے میں جانتا ہے لیکن اب آپ سے ملاقات کے بعد مجھے حقیقتاً دلی مسرت ہو رہی ہے کیونکہ میری نظروں نے دیکھ لیا ہے کہ میری ملاقات ایک عظیم انسان سے ہو رہی ہے"...... حکیم بابا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو آپ کا حسن ظن ہے حکیم صاحب۔ ورنہ میں کیا اور میری اوقات کیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ بھی آپ کی عظمت کا ثبوت ہے۔ بہرحال فرمایئے کیسے آنا ہوا

ہے"...... حکیم بابا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا ملازم اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں سنہرے رنگ کے مشروب کا ایک گلاس تھا جو اس نے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"آپ نہیں لیں گے"...... عمران نے گلاس لیتے ہوئے حکیم صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میری طبیعت ناساز ہے اس لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ آپ لیجئے"...... حکیم صاحب نے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو کسی سازوں کے مستری کو لے آؤں دارالحکومت سے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سازوں کے مستری کو۔ کیا مطلب"...... حکیم بابا نے حیران ہو کر کہا۔

"سازوں کا کوئی مستری ہی ناساز کو ساز بنا سکتا ہے"...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو حکیم بابا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ بڑی دلچسپ باتیں کرتے ہیں۔ خوب۔ دراصل جوانی میں غلط دھندوں میں پھنس گیا تھا جس کے اثرات بعض اوقات طبیعت پر پڑ جاتے ہیں"...... حکیم بابا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جوانی ہوتی ہی ایسی ہے۔ آپ کا قصور نہیں ہے"...... عمران نے مشروب کی چسکی لیتے ہوئے کہا اور حکیم بابا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"آپ غلط دھندوں سے کوئی اور مطلب نہ لیں۔ میں دراصل سفلی

علوم کے چکر میں پڑ گیا تھا"...... حکیم صاحب نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"شربت تو واقعی بے حد لذیذ اور روح پرور ہے۔ اس کے لئے خصوصی شکریہ"...... عمران نے کہا اور حکیم بابا مسکرا دیئے۔

"شکریہ۔ یہ ہمارا خاندانی نسخہ ہے"...... حکیم بابا نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ شربت نہ صرف بے حد لذیذ تھا بلکہ اسے پیتے ہوئے عمران کو انتہائی خوشگواری کے تاثرات محسوس ہو رہے تھے۔

"حکیم صاحب۔ آپ سفلی علوم میں سے کن کن علوم کے ماہر تھے"...... عمران نے گلاس خالی کر کے ایک طرف موجود تپائی پر رکھتے ہوئے کہا تو حکیم صاحب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں"۔ حکیم بابا نے کہا۔

"میں آپ کو تفصیل بتا دیتا ہوں۔ اس کے بعد بات ہو گی"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر پروفیسر رضا سے ملاقات۔ اس سے ہونے والی بات چیت اور پھر ڈاکٹر بشارت سے ہونے والی بات چیت اور اس کے بعد ڈاکٹر بشارت نے حکیم صاحب کے متعلق جو کچھ بتایا تھا وہ سب بتا دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اب میں ساری بات سمجھ گیا ہوں کہ آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے مجھے تھوڑا سا وقت چاہئے"...... حکیم

بابا نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کتنا وقت"...... عمران نے پوچھا۔

"آپ آج رات میرے پاس رہیں۔ صبح آپ کو جو کچھ معلوم کر سکا بتا دوں گا"...... حکیم بابا نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ میں رات یہاں نہیں رک سکتا۔ ویسے بھی آپ کی طبیعت ناساز ہے۔ اس لئے آپ کو اس وقت مزید تکلیف دینا بھی نہیں چاہتا۔ میں ایک ہفتے بعد پھر حاضر ہو جاؤں گا۔ اس دوران آپ کی جب بھی طبیعت ٹھیک ہو۔ معلومات حاصل کر لیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں عمران صاحب۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ بس آپ کو ایک گھنٹہ انتظار کرنا ہو گا"...... حکیم بابا نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں انتظار کر لوں گا۔ میں باہر ڈرائینگ روم میں جا کر بیٹھ جاتا ہوں"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ آپ یہیں تشریف رکھیں۔ مجھے ایک خاص کمرے میں جانا ہو گا"...... حکیم بابا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور حکیم صاحب سر ہلاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ ان کے جانے کے بعد عمران کمرے کے کونے میں رکھے ہوئے ایک ریک کی طرف بڑھ گیا۔ ریک میں حکمت کے موضوع پر خاصی پرانی کتابیں موجود تھیں۔

عمران ان کتابوں کو دیکھتا رہا اور پھر اس نے ایک کتاب منتخب کی اور
اسے اٹھا کر واپس کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ ظاہر ہے اس کے لئے خالی بیٹھ
کر ایک گھنٹہ گزارنا مشکل تھا۔ اس لئے اس نے یہ ایک گھنٹہ کتاب
پڑھنے میں گزارنے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ کتاب پڑھتا رہا اور پھر اس وقت
وہ چونکا جب اس نے کمرے میں کسی کے داخل ہونے کی آہٹ سنی۔ وہ
چونک کر مڑا تو اس نے کمرے میں حکیم بابا کو داخل ہوتے دیکھا۔ حکیم
بابا کا چہرہ سیاہی مائل ہو رہا تھا۔ آنکھیں دھندلا سی گئی تھیں۔ عمران
بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ آپ کی کیا حالت ہو گئی ہے"....... عمران نے جلدی
سے آگے بڑھ کر حکیم بابا کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"فکر مت کرو۔ میں ٹھیک ہوں۔ دراصل یہ کام ہی ایسا ہے کہ
اس سے اعصاب اور جسم پر غیر معمولی دباؤ پڑتا ہے۔ بہرحال ٹھیک
ہوں۔ فکر مت کرو"...... حکیم بابا نے آہستہ سے کہا اور کرسی پر بیٹھ کر
انہوں نے سر کرسی کی پشت سے لگایا اور لمبے لمبے سانس لینے شروع کر
دیئے۔ انہوں نے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

"میں شرمندہ ہوں حکیم صاحب کہ میری وجہ سے آپ کو یہ تکلیف
اٹھانی پڑی"...... عمران نے کہا۔ وہ واقعی حکیم بابا کی حالت دیکھ کر
دل ہی دل میں شرمندہ ہو رہا تھا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ مجھے صرف پانچ منٹ لگیں گے۔
پھر میں نارمل ہو جاؤں گا"...... حکیم بابا نے اسی طرح آنکھیں بند کئے

کئے جواب دیا اور عمران خاموش ہو گیا۔ البتہ اس نے ہاتھ میں پکڑی
ہوئی کتاب بند کر کے دوبارہ ریک میں رکھ دی اور خود آکر کرسی پر بیٹھ
گیا۔ حکیم بابا کی کیفیت واقعی آہستہ آہستہ نارمل ہوتی جا رہی تھی اور
پھر واقعی پانچ منٹ ہی وہ پوری طرح نارمل ہو گئے۔ اب انہوں نے
آنکھیں کھولیں تو ان کی آنکھوں میں وہی پہلے جیسی تیز چمک تھی۔

"تم خواہ مخواہ گھبرا گئے ہو۔ ایسے کاموں میں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔
ابھی تو مجھے کچھ بھی نہ ہوا تھا۔ تم اگر میری حالت اس وقت دیکھتے جب
میں اس شیطانی نظام کی دلدل میں دھنسا ہوا تھا۔ پورا بدروح جیسا بن
گیا تھا"...... حکیم بابا نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسے واقعی اندازہ ہو رہا تھا کہ ایسے سفلی چلوں
کے دوران انسان کی کیا حالت ہو جاتی ہو گی۔

"اگر اس قدر تکلیف ہوتی ہے حکیم بابا۔ تو پھر ایسا کام لوگ کرتے
کیوں ہیں"...... عمران نے کہا اور حکیم بابا بے اختیار ہنس پڑے۔

"ہوس اقتدار۔ اپنی بات کو فوراً پورا ہوتے دیکھنے کی فطری
خواہش اور دوسروں کے افعال کو اپنے تابع دیکھنے کی انسانی جبلت"۔
حکیم بابا نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کی بات درست ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس
لیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ انتہائی حیرت انگیز بھی
ہے اور خوفناک بھی۔ میں نے ایک خاص عمل کے ذریعے اس شیطانی

نظام کی انتہائی اعلیٰ سطح پر رابطہ قائم کر کے معلومات حاصل کی ہیں ۔ جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے اس کے مطابق اس شیطانی نظام کی کوئی بہت بڑی طاقت اس ملک پاکیشیا پر اندھیرے مسلط کرنے اسے تباہ و برباد کرنے کی غرض سے کام کر رہی ہے کیونکہ اس بڑی طاقت کے مطابق پاکیشیا کی ترقی پوری دنیا میں پھیلے ہوئے شیطانی نظام کے خاتمے کا باعث بھی ہو سکتی ہے اور اس کے لئے انہیں اس مقدس زیور رعمیس یا زانجر کی تلاش ہے ۔ان کے خیال کے مطابق یہ مقدس زیور پاکیشیا میں کہیں موجود ہے انہوں نے پہلے اسے مصر میں تلاش کرایا لیکن وہاں یہ نہ مل سکا ۔پروفیسر رضا کو انہوں نے آلہ کار بنایا کیونکہ وہ خود اسے تلاش نہیں کر سکتے ۔ان کے مطابق اس زیور کو صرف وہ آدمی تلاش کر سکتا ہے جس کا تعلق شیطانی نظام سے نہ ہو بہرحال اس زانجر کو وہ طاقت حاصل کر کے اس کی مدد سے پاکیشیا کو تباہ کرنا چاہتی ہے ۔ جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے وہ طاقت ایک انسان ہے اور یہودی ہے لیکن وہ اس شیطانی نظام میں خاصا بڑا مقام رکھتا ہے ۔ لیکن اب انہیں یقین آگیا ہے کہ پروفیسر رضا اس زیور کو تلاش نہیں کر سکتا ۔اس لئے انہوں نے اسے چھوڑ دیا ہے اور اب انہوں نے پاکیشیا کے کسی آدمی کو منتخب کیا ہے ۔اس کا نام معلوم نہیں ہو سکا ۔صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ کوئی انتہائی خطرناک آدمی ہے ۔اس لئے اس شیطانی شخصیت نے اس پر شیطانی نظام کے خاص حربے استعمال کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ بس اتنا ہی معلوم ہوا ہے"...... حکیم بابا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا

"کیا یہ شیطانی شخصیت وہی پروفیسر البرٹ ہوگا"...... عمران نے کہا ۔

"ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ۔میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا"...... حکیم بابا نے کہا ۔

" او کے ۔بہت بہت شکریہ حکیم بابا ۔آپ نے میری خاطر اتنی تکلیف اٹھائی ہے ۔میں اس کے لئے آپ کا دلی طور پر مشکور ہوں ۔اب مجھے اجازت دیں"...... عمران نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا ۔

"کیا تم مطمئن ہو گئے ہو یا میں پھر کوشش کروں"...... حکیم بابا نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا ۔

" اوہ نہیں حکیم بابا ۔مجھے اس سارے سلسلے سے براہ راست تو کوئی دلچسپی نہیں ہے ۔میں تو صرف اپنے ذہنی تجسس کی وجہ سے کام کر رہا ہوں ۔مجھے بس اس بات کی فکر تھی کہ کہیں اس معصوم سے پروفیسر رضا کو جس نے میرے کہنے پر اس رعمیس کی تلاش بند کر دی تھی کوئی تکلیف نہ پہنچے لیکن اب جبکہ آپ نے بتا دیا ہے کہ انہوں نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا ہے تو اب میں مطمئن ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"لیکن پاکیشیا کے خلاف جو سازش کی جا رہی ہے اس کا کیا ہوگا ۔یہ شیطانی نظام تو انتہائی طاقتور ہے اور پھر وہ نجانے کس کو آلہ کار بنا رہے ہیں جسے وہ خطرناک شخصیت بھی کہہ رہے ہیں ۔میں تو اس بارے میں سوچ رہا ہوں"...... حکیم بابا نے کہا ۔

"آپ پاکیشیا کی فکر نہ کریں حکیم بابا۔ میرا ایمان ہے کہ پاکیشیا پر اللہ تعالیٰ کی خاص نظر کرم ہے۔ وہ یقیناً اس شیطانی نظام کی اس سازش کو اپنے کسی نیک بندے کے ذریعے ختم کرا دے گا"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور حکیم بابا کے چہرے پر بھی عمران کی بات سن کر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے اور عمران ان سے مصافحہ کر کے اور ایک بار پھر ان کا شکریہ ادا کر کے کار میں بیٹھ کر ان کی حویلی سے باہر آ گیا۔ اب اس کی کار کا رخ واپس دارالحکومت کی طرف تھا۔ گو اس کے ذہن میں بار بار یہ خیال آ رہا تھا کہ وہ کونسی شخصیت ہو سکتی ہے جس کو اب آلہ کار بنایا جائے گا اور جسے بلیک ورلڈ والے بھی خطرناک شخصیت قرار دے رہے ہیں۔ لیکن پھر وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو جاتا کہ جسے بلیک ورلڈ کی اعلیٰ سطح پر خطرناک شخصیت قرار دیا جا رہا ہے وہ خود ہی ان سے نمٹ لے گا۔ ظاہر ہے وہ اس پروفیسر رضا کی طرح سیدھا سادہ معصوم آدمی نہ ہو گا۔ اب اسے یہ تو تصور بھی نہ تھا کہ جسے آلہ کار بنایا جا رہا ہے اور جسے خطرناک شخصیت قرار دیا جا رہا ہے۔ وہ اس کی اپنی ذات ہے۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو آرام کرسی پر نیم دراز پروفیسر البرٹ نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے سے جبوتی اور اناکی اندر داخل ہو رہی تھیں۔ وہ دونوں تقریباً نیم عریاں لباس میں تھیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ آؤ"........ پروفیسر البرٹ نے چونک کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"بلیک ڈیول کا یہ نیا معبد پسند آیا ہے پروفیسر"........ اناکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم نے واقعی بہترین انتظامات کئے ہیں۔ مجھے پسند آئے ہیں"........ پروفیسر البرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر البرٹ۔ ہم دونوں آپ سے اس عمران کے سلسلے میں بات کرنے آئی ہیں"........ اناکی نے کہا تو پروفیسر البرٹ چونک پڑا۔

"اوہ۔ کیا بات۔ کیا کوئی نئی بات سامنے آئی ہے"........ پروفیسر

البرٹ نے ایک بار پھر چونک کر پوچھا۔

"پروفیسر البرٹ۔ اناکی مجھ سے ملی تھی اور اس نے جب مجھے کہا کہ وہ خود اس عمران کو کنٹرول کرنا چاہتی ہے تو میں رضامند ہو گئی۔ البتہ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ میں پیچھے رہ کر اس کی مدد کرتی رہوں گی۔ یہ بات طے ہونے کے بعد میں نے کسی انسانی روپ دھارنے کی ریاضت نہ کی البتہ میں نے اس عمران کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کیں تو انتہائی حیرت انگیز باتیں سامنے آئی ہیں چنانچہ میں نے اناکی سے کہا کہ وہ مشن پر کام کرنے سے پہلے معبد میں آئے اور ہم دونوں مل کر پہلے ان نئی معلومات کی بنا پر آپ سے مشورہ کریں گی۔ چنانچہ میں نے یہاں آنے اور آپ سے باتیں کرنے اور اناکی کی مدد کرنے کے لئے یہ روپ دھار لیا ہے تاکہ عام روشنی میرا کچھ نہ بگاڑ سکے اور اب جبکہ اناکی یہاں پہنچی ہے تو ہم دونوں آپ کے پاس حاضر ہوئی ہیں"...... جبوتی نے کہا۔

"کونسی نئی معلومات سامنے آئی ہیں۔ ایسی کیا بات ہے کہ تمہیں مجھ سے مشورے کی ضرورت پڑی ہے"...... پروفیسر البرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر البرٹ۔ ہمیں معلوم ہے کہ آپ بلیک ڈیول کے نائب ہیں اور آپ کو وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کو ذاتی طور پر بلیک ڈیول کی شیطانی صلاحیتیں حاصل نہیں ہیں۔ آپ سارا کام مختلف شیطانی طاقتوں کو

حکم دے کر کرتے ہیں۔ آپ کی شیطانی ذہانت کی وجہ سے آپ کو بلیک ڈیول نے اپنا نائب بنایا ہے لیکن آپ کو شیطانی صلاحیتیں اس لئے نہیں دیں کہ اس طرح آپ کی ذہانت ختم ہو سکتی تھی۔ چنانچہ آپ بظاہر ایک عام سے انسان ہیں"...... جبوتی نے کہا تو پروفیسر البرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ مجھے یہ ساری باتیں معلوم نہیں ہیں۔ پھر یہ باتیں کرنے سے تمہارا کیا مقصد ہے"...... پروفیسر البرٹ کے لہجے میں اس بار قدرے غصے کا تاثر موجود تھا۔

"آپ ناراض نہ ہوں۔ آپ ہمارے آقا ہیں۔ آپ کی ناراضگی تو ہمارے لئے موت ہے۔ میں نے یہ باتیں صرف اپنی بات کو پوری طرح واضح کرنے کے لئے کی ہیں"...... اس بار جبوتی نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بات کرو"...... پروفیسر البرٹ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر البرٹ میں نے اس عمران کے بارے میں جو معلومات حاصل کی ہیں ان سے پتہ چلا ہے کہ عمران ذہنی اور روحانی طور پر اس قدر طاقتور ہے کہ اس پر کسی طرح بھی بلیک ورلڈ کنٹرول نہیں کر سکتی دوسری بات یہ کہ عمران کو آپ کے متعلق بھی علم ہو گیا ہے آپ نے جب عمران کے ذہن میں جھانکنے کی اس کوشش کی تھی اور آپ کو ناکامی ہوئی تھی تو آپکی اس کوشش سے پاکیشیا کے ایک اور آدمی

جس کا نام ڈاکٹر بشارت ہے۔اس کو اتفاقاً کامیابی حاصل ہو گئی۔اس
نے عمران کا ذہن پڑھ لیا۔اس طرح اسے پروفیسر رضا اور رعمیس کی
تلاش کے بارے میں معلوم ہو گیا اور ساتھ ہی آپ کی کوشش کی وجہ
سے اس کا لنک آپ کے ساتھ بھی ہو گیا اور اسے معلوم ہو گیا کہ آپ
پروفیسر البرٹ ہیں اور آپ بلیک ڈیول کے نائب ہیں اور پروفیسر رضا
کو آپ نے آلہ کار بنا کر رعمیس تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔اس
نے یہ بات عمران کو بتا دی اس کے بعد ایک اور بات سامنے آئی کہ
پاکیشیا کا ہی ایک اور شخص جس کا نام حکیم بابا ہے وہ کسی زمانے میں
بلیک ورلڈ سے متعلق رہا ہے لیکن بعد میں علیحدہ ہو گیا تھا۔لیکن اب
بھی اسے یہ صلاحیت حاصل ہے کہ وہ اگر چاہے تو بلیک ورلڈ کی اعلیٰ
سطح سے رابطہ کر کے معلومات حاصل کر سکتا ہے۔اس ڈاکٹر بشارت
نے اس عمران کو اس حکیم بابا کی ٹپ دے دی اور عمران اس حکیم بابا
کے پاس پہنچ گیا۔اس حکیم بابا نے بلیک ورلڈ کی اعلیٰ سطح سے رابطہ
جوڑ کر یہ معلوم کر لیا کہ رعمیس کو اس لئے تلاش کرایا جا رہا ہے کہ
اس کی مدد سے پاکیشیا پر اندھیرے مسلط کر دیئے جائیں اور اسے یہ
بھی معلوم ہو گیا ہے کہ آپ نے پروفیسر رضا کو چھوڑ کر اب پاکیشیا کے
کسی اور آدمی کو جسے بلیک ورلڈ بھی خطرناک شخصیت سمجھتی ہے اس
رعمیس کی تلاش کے لئے آلہ کار بنانے کا فیصلہ کیا ہے لیکن اسے آپ کا
نام یا علی عمران کا نام معلوم نہ ہو سکا۔اس کے بعد عمران کے ذہن
میں اس خطرناک شخصیت کے بارے میں بھی کھد بد شروع ہو گئی اور

اس کے ذہن میں یہ بات بھی کھٹکنے لگی کہ اس رعمیس سے پاکیشیا کی
تباہی کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔عمران حد درجہ محب الوطن آدمی ہے۔
چنانچہ وہ ایک روز کے وقفے کے بعد دوبارہ اس ڈاکٹر بشارت کے پاس
پہنچا اور اس نے حکیم بابا کی بتائی ہوئی ساری باتیں اسے بتا دیں اور
اس رعمیس کی تلاش اور اس کے ذریعے پاکیشیا کی تباہی کے منصوبے
کی بات کر دی۔ڈاکٹر بشارت اب کافی عرصے سے نابینا ہے لیکن جب
وہ نابینا نہ تھا تو وہ رعمیس کے سبجیکٹ پر ریسرچ کرتا رہا تھا اور اس نے
ایک رعمیس پاکیشیا کے ایک قدیم مندر سے حاصل کر لیا تھا۔اس
کے تعلقات پروفیسر رضا کے استاد اور رعمیس پر اتھارٹی ڈاکٹر رضوان
سے بھی تھے اور ڈاکٹر مطلوب سے بھی اور پروفیسر رضا جس رعمیس کی
تلاش میں پاکیشیا پہنچا تھا وہ رعمیس دراصل اس ڈاکٹر بشارت کے
پاس تھا لیکن ڈاکٹر بشارت نے اس رعمیس کو ڈاکٹر رضوان کے پاس
مزید تحقیقات کے لئے بھیجا تھا اور ڈاکٹر رضوان اس پر انتہائی دقیق
ریسرچ کرنے کے بعد یہ معلوم کر لینے میں کامیاب ہو گیا تھا کہ وہ
اصل رعمیس نہ تھا بلکہ نقلی رعمیس تھا کیونکہ ایشیا کے قدیم ترین دور
میں مندروں کے پجاری ایسے نقلی رعمیس بنا کر دوسرے پجاریوں پر
رعب ڈالا کرتے تھے۔ایسا ہی نقلی رعمیس ڈاکٹر بشارت کے ہاتھ لگا
تھا۔ڈاکٹر رضوان نے مزید تحقیق کے ساتھ وہ نقلی رعمیس واپس
ڈاکٹر بشارت کو بھجوا دیا تھا جسے ڈاکٹر بشارت نے ضائع کر دیا لیکن
پروفیسر رضا کو اس بارے میں علم نہ تھا کہ رعمیس نقلی ثابت ہو چکا

ہے ۔اسے بس ڈاکٹر رضوان سے اتنا ہی معلوم ہوا تھا کہ ایک رعمیس پاکیشیا میں موجود ہے ۔ بہرحال عمران نے جب ڈاکٹر بشارت سے بات کی تو ڈاکٹر بشارت نے اسے بتایا کہ پاکیشیا میں کوئی رعمیس موجود نہیں ہے بلکہ ڈاکٹر رضوان کی تحقیقات کے مطابق ایک رعمیس بہرحال دنیا میں موجود ہے لیکن کہاں ہے اور کس کے پاس ہے اس کا علم کسی کو بھی نہیں ہے اور نہ ہی بلیک ورلڈ اس کا سراغ لگا سکتی ہے ۔ حتیٰ کہ لاہوشا کی روح بھی اس کا سراغ نہیں لگا سکی ۔اس لئے وہ فکر نہ کرے ۔اس رعمیس کی وجہ سے پاکیشیا کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو سکتا ۔اس پر عمران مطمئن ہو کر واپس چلا گیا"...... جبوتی نے بغیر رکے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"حیرت انگیز۔یہ تو واقعی انتہائی حیرت انگیز انکشافات ہیں ۔اس کا مطلب ہے کہ ہمارا سارا پلان کہ عمران کو استعمال کر کے اس رعمیس کو حاصل کیا جائے ختم ہو گیا ۔اب اس کی ضرورت نہیں رہی "۔پروفیسر البرٹ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا آپ اس رعمیس کے ذریعے پاکیشیا کو تباہ کرنے کا پلان بھی ختم کر رہے ہیں "...... جبوتی نے کہا۔

"نہیں ۔میں اس پلان کو کس طرح ختم کر سکتا ہوں ۔اسے تو ہر صورت میں پورا کیا جائے گا کیونکہ جب تک پاکیشیا پر اندھیرے مسلط نہ کئے جائیں باقی مسلم ورلڈ پر بھی اندھیرے مسلط نہیں کئے جا سکتے "...... پروفیسر البرٹ نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"کیا اس کے لئے آپ کوئی اور پلان نہیں بنا سکتے...... بلیک ورلڈ کے پاس سینکڑوں ، ہزاروں حربے ہیں ۔ طاقتیں ہیں "۔ جبوتی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" بلیک ڈیول کا نائب ہونے کی وجہ سے جو کچھ میں جانتا ہوں تم اس کا عشر عشیر بھی نہیں جانتی جبوتی ۔ تم نے خود ہی بتایا تھا کہ پاکیشیا ایک انفرادی ملک ہے ۔اس پر نور کی عظیم طاقت کی خاص نظر ہے ۔ اسے مستقبل میں پوری مسلم ورلڈ کا لیڈر بنانے کے لئے خصوصی طور پر تخلیق کیا گیا ہے ۔ابھی پاکیشیا اپنے ابتدائی دور میں ہے اور سب جانتے ہیں کہ ابتدائی دور میں اندھیروں کا زور زیادہ ہوتا ہے لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا پاکیشیا ان اندھیروں سے نجات پاتا چلا جائے گا اور روشنی کی طرف بڑھتا جائے گا۔اس کے بعد کیا ہو گا یہ تم نہیں جانتی جبکہ میں جانتا ہوں کہ ابھی یہاں پاکیشیا کی تخلیق سے پہلے کا نظام رائج ہے جو روشنی کا نظام نہیں ہے اس لئے پاکیشیا پر یوں لگتا ہے جیسے بلیک ڈیول پوری طرح مسلط ہو لیکن یہاں روشنی کی قوتیں مسلسل کام کر رہی ہیں اور پاکیشیا آہستہ آہستہ روشنی کے نظام کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے ۔ پاکیشیا کے عوام کے دلوں میں روشنی کی عظیم ترین شخصیت کے عشق کی روشنی موجود ہے۔ پاکیشیا کا عام آدمی چاہے بظاہر کتنا ہی شیطانی صفات کا مالک ہو لیکن روشنی کی عظیم ترین شخصیت کا عشق اس کے دل میں بھی روشن ہے اور روشنی کی اس عظیم ترین شخصیت کے خلاف معمولی سی معمولی بات پر

بھی اس عشق کی روشنی یکلخت بھڑک اٹھتی ہے۔ ویسے مجموعی طور پر
پاکیشیا کے عوام کی واضح اور بڑی اکثریت اپنی ذاتی زندگیوں میں
روشنی کے نظام کے بنیادی اصولوں کو اپنائے ہوئے ہے۔ صرف وہاں
کا نظام ایسا ہے کہ جس کی وجہ سے روشنی کے اس پرتو کے پورے ملک
پر اثرات واضح طور پر نظر نہیں آتے لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا ہے
پاکیشیا روشنی کے اس عظیم نظام کو پورے ملک پر بطور نظام لاگو
کرنے کی طرف بڑھ رہا ہے اور اگر انہیں نہ روکا گیا تو جلد یا بدیر بہرحال
وہ دن آجائے گا جب روشنی کا یہ عظیم نظام پاکیشیا میں بطور نظام لاگو کر
دیا جائے گا اور ایک بار یہ نظام یہاں لاگو ہو گیا تو پھر اس کے اثرات
واضح سے واضح تر ہوتے چلے جائیں گے اور اندھیرے پسپا ہوتے چلے
جائیں گے اور پاکیشیا نہ صرف مسلم ورلڈ کا لیڈر بن جائے گا بلکہ پوری
دنیا کو بھی لیڈ کرنے لگے گا اور وہاں روشنی کے اس نظام کے قائم ہونے
کے بعد جو اثرات ظاہر ہونگے اس کی وجہ سے نہ صرف مسلم ورلڈ کے
باقی ممالک اسے اپنانا شروع کر دیں گے بلکہ پوری دنیا کا نظام اس کی
پیروی شروع کر دیگا اور تم اچھی طرح جانتی ہو کہ اس وقت جو نظام دنیا
میں رائج ہے وہ یہودیوں کا قائم کردہ ہے اور یہی نظام بلیک ورلڈ کا
نمائندہ نظام بھی ہے اس لئے اس نظام کو بچانے کے لئے پاکیشیا پر
اندھیرے مسلط کرنا ضروری ہے۔ یہ تو تھا پس منظر۔ اب رہی
تمہاری بات کہ بلیک ورلڈ کے پاس سینکڑوں ہزاروں اندھیروں کی
قوتیں اور حربے ہیں انہیں پاکیشیا پر استعمال کیوں نہیں کیا جاتا اور

رعمیس کی مدد سے اس پر اندھیرے مسلط کر دینے کا پلان کیوں بنایا
گیا ہے تو اب میں تمہیں اس بارے میں بتاتا ہوں میں نے پہلے بتایا
ہے کہ پاکیشیا کے عوام کے دلوں میں روشنی کی عظیم ترین شخصیت
کے عشق کا شعلہ موجود ہے اور نیکی کی قوتیں وہاں مسلسل کام کر رہی
ہیں اور نور کی عظیم ترین قوت کی طرف سے پاکیشیا کو ایک خاص
مقصد کے لئے تخلیق کیا گیا ہے اس لئے وہاں مجموعی طور پر بلیک ورلڈ
کا کوئی حربہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کسی صورت میں بھی۔ چاہے کتنی
ہی کوشش کر لی جائے۔ یہ بات ایک اٹل حقیقت ہے جبکہ رعمیس
کی مدد سے لاہوشا کی روح کو تسخیر کر کے اس روح کی مدد سے پاکیشیا
میں قائم موجودہ نظام کو سہارا دیا جا سکتا ہے۔ اس طرح مجھے یقین ہے
کہ یہ نظام مزید طویل عرصے تک پاکیشیا میں قائم رہ سکتا ہے۔ اسے
میں پاکیشیا پر اندھیرے مسلط کرنے کا نام دیتا ہوں۔ اس طرح
پاکیشیا میں روشنی کے نظام کو مکمل طور پر نافذ ہونے سے طویل عرصے
تک روکا جا سکتا ہے۔ گو ایسا ہمیشہ کے لئے تو نہیں ہو سکتا لیکن
بہرحال طویل مدت کے لئے ایسا ہو جائے گا اور ہمارے لئے فی الحال
یہی کافی ہے بعد میں جو ہو گا اس کے بارے میں بعد میں سوچا جائے گا۔
لیکن تم نے یہ بات کیوں کہی تھی"...... پروفیسر البرٹ نے کہا۔
"اس لئے کہ اب اس رعمیس کو کیسے تلاش کیا جا سکتا ہے"۔
جبوتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"مجھے یقین ہے کہ اگر بلیک ڈیول سے رابطہ قائم کیا جائے تو یقیناً

اس کا جواب مل جائے گا۔ یقیناً دنیا بھر میں کوئی نہ کوئی ایسا آدمی ضرور ہوگا جو اسے تلاش کر سکتا ہوگا"...... پروفیسر البرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں نے آپ سے پہلے کر لیا ہے۔ مجھے جو جواب ملا ہے اسے سن کر آپ بھی حیران ہوں گے۔ اس رعمیس کو اگر پوری دنیا میں کوئی تلاش کر سکتا ہے تو وہ شخص یہی علی عمران ہی ہے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ وہ اسے اپنی مرضی اور خواہش سے تلاش کرے۔ اگر کسی طرح بھی اس پر بلیک ورلڈ کی طرف سے دباؤ ڈالا گیا تو پھر وہ ایسا نہ کر سکے گا۔ یہ بات ایک طے شدہ حقیقت ہے اور جس ٹائپ کا یہ آدمی ہے وہ رعمیس کو خود کبھی بھی تلاش کرنے کی خواہش نہ کرے گا۔ اس لئے میں کہہ رہی تھی کہ آپ اس پلان کو چھوڑ کر کچھ اور سوچیں"۔ جبوتی نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر اس علی عمران کو بہر حال ہمارے لئے یہ رعمیس تلاش بھی کرنا پڑے گا اور حاصل بھی"...... پروفیسر البرٹ پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ یہ بھی ایک طے شدہ حقیقت ہے"...... پروفیسر البرٹ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے پروفیسر البرٹ کہ آپ کا ذہن پلاننگ بنانے میں بے مثال ہے اس لئے آپ یقیناً کوئی ایسا پلان بنا لیں گے"...... جبوتی نے شاید اس کے سرد لہجے کو محسوس کرتے ہوئے اس بار قدرے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے غور کرنے دو"...... پروفیسر البرٹ نے کہا اور کرسی پر ایک بار پھر نیم دراز ہو کر اس نے اپنا سر کرسی کی پشت سے لگایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ آہستہ آہستہ اس کے چہرے کے عضلات پتھر کی طرح سخت ہوتے چلے گئے اور چند لمحوں بعد ہی یوں محسوس ہونے لگ گیا تھا جیسے وہ انسان کی بجائے پتھر کا بنا ہوا مجسمہ ہو۔ جبوتی اور اناکی دونوں خاموش بیٹھی رہیں۔ کافی دیر بعد پروفیسر البرٹ کے چہرے کے عضلات میں دوبارہ تبدیلی آنا شروع ہو گئی اور پھر آہستہ آہستہ وہ انسانی چہرے میں تبدیل ہوتا گیا۔ جب اس کا چہرہ پوری طرح نارمل ہو گیا تو اس نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں اور اس کی آنکھیں خون کبوتر کی طرح سرخ تھیں۔

"میں نے سب کچھ معلوم کر لیا ہے۔ وہ سب کچھ بھی جو تم نے بتایا ہے اور وہ بھی جس کا ابھی تک تمہیں بھی علم نہیں اور نہ ہی علم ہو سکتا ہے۔ واقعی علی عمران اس رعمیس کو تلاش بھی کر سکتا ہے اور اسے حاصل بھی کر سکتا ہے اور اس کے لئے میں نے تجویز بھی سوچ لی ہے لیکن اس میں اناکی اور تمہیں دونوں کو اہم کردار ادا کرنا پڑے گا"...... پروفیسر البرٹ نے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم دونوں تو آپ کی ادنیٰ کنیزیں ہیں پروفیسر"...... ان دونوں نے بیک آواز جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ میں نے اس علی عمران کی فطرت بھی پڑھ لی ہے اور مجھے اس کی بے پناہ صلاحیتوں کا علم بھی ہو گیا ہے۔ یہ شخص ذہنی طور پر

اس دنیا کے عظیم انسانوں کی صف میں کھڑا کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے کردار میں کوئی جھول نہیں ہے اور یہ آدمی اپنے دین کے ساتھ انتہائی مضبوطی سے جڑا ہوا بھی ہے ۔اس قدر مضبوطی سے کہ اس کا ذہن اور دل روشنی سے پوری طرح منور ہے ۔ایسے آدمی پر بلیک ورلڈ کا کوئی حربہ استعمال نہیں کیا جا سکتا ۔یہ ہماری مجبوری ہے اور تمہاری یہ بات بھی درست ہے کہ اس کی ذہنی صلاحیتوں کا دار مدار بھی اس بات پر ہے کہ یہ اپنی مرضی اور خواہش سے انہیں استعمال کرے ۔جبراً یا کسی بھی دباؤ کے ذریعے اس کی ذہنی صلاحیتوں کو کام میں نہیں لایا جا سکتا ۔اس لئے میں نے اس کو استعمال کرنے کے لئے ایک دوسری تجویز سوچی ہے ۔ کسی طرح اس شخص کو یہ باور کرا دیا جائے کہ جب تک وہ اس رعمیس کو حاصل کر کے اسے ضائع نہ کرے گا اس وقت تک پاکیشیا اور دوسرے مسلم ممالک پر مکمل تباہی کا خطرہ منڈلاتا رہے گا تو یہ شخص جس طرح پاکیشیا اور مسلم ورلڈ سے محبت کرتا ہے مجھے سو فیصد یقین ہے کہ اگر اس کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی جائے تو پھر یہ اپنی پوری صلاحیتیں اس کی تلاش اور اسے حاصل کرنے میں صرف کر دے گا اور مجھے یقین ہے کہ یہ کامیاب بھی ہو جائے گا لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ساتھ بلیک ورلڈ کا ایک طاقتور نمائندہ ہر وقت رہے تاکہ جیسے ہی یہ رعمیس حاصل کرے وہ نمائندہ اسے ضائع ہونے سے پہلے اس سے حاصل کر لے ۔ ورنہ یہ واقعی اسے تباہ کر دے گا چنانچہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اناکی

کو بلیک ورلڈ سے قطعی علیحدہ کر دیا جائے ۔اس کے دل ودماغ سے بلیک ورلڈ کا نام تک کھرچ دیا جائے اس طرح یہ ایک عام عورت بن جائے گی ۔اس کے اندر فطری طور پر ایسی صلاحیتیں موجود ہیں کہ یہ عمران کا ساتھ دے سکتی ہے ۔مزید اسے مشقیں کسی بھی اس کام کے ماہر سے کرائی جا سکتی ہیں ۔ عمران دراصل ایک سیکرٹ ایجنٹ ہے اور وہ صرف اس عورت میں دلچسپی لے سکتا ہے جس میں ایسی صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود ہوں میں نے اس کے ذہن کا مطالعہ کیا ہے تاکہ یہ معلوم کر سکوں کہ کیا اس کی حیثیت سرکاری ہے اور اگر سرکاری ہے تو کیا وہ کسی سرکاری تنظیم سے متعلق ہے یا نہیں ۔اگر تعلق ہے تو پھر ویسا ہی پلان بنایا جائے ۔لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ فری لانسر ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ایک ممبر جولیا میں دلچسپی بھی رکھتا ہے ۔ہم اناکی کو بھی ایک فری لانسر سیکرٹ ایجنٹ کا روپ دے دیں گے ۔ نابینا ڈاکٹر بشارت کے ذہن کو البتہ آسانی سے کنٹرول کیا جا سکتا ہے اور عمران اس ڈاکٹر بشارت کو رعمیس والے موضوع پر اتھارٹی سمجھتا ہے ۔چنانچہ ڈاکٹر بشارت کو استعمال کیا جا سکتا ہے ۔اس کی بینائی ایک حادثے میں ختم ہو گئی تھی لیکن میں نے دیکھ لیا ہے کہ اس کی بینائی کو بحال کیا جا سکتا ہے ۔اگر ہم اس کی بینائی بحال کرا دیں اور پھر اسے استعمال کرتے ہوئے عمران کے پاس بھیجیں اور وہ عمران کو بتائے کہ اس کی بینائی کسی نامعلوم علم کی بدولت نہ صرف خود بخود

بحال ہو گئی ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی حتمی طور پر معلوم
ہو گیا ہے کہ اگر رعمیس کو تلاش کر کے ختم نہ کیا گیا تو اس رعمیس کی
وجہ سے پاکیشیا کسی بھی وقت عظیم اور مکمل تباہی سے دوچار ہو سکتا
ہے اور ساتھ ہی ڈاکٹر بشارت اسے یہ بھی بتا دے کہ اسے مشورہ دیا
گیا ہے کہ اس رعمیس کی تلاش کے دوران اناکی کی موجودگی ضروری
ہے۔ کوئی بھی بہانہ بنایا جا سکتا ہے۔ مقصد یہ کہ اناکی جب تک
ساتھ نہ ہو گی اس وقت تک رعمیس ظاہر ہی نہیں ہو سکتا اور اسے
اناکی کی کسی بھی ملک میں موجود بطور فری لانسر ایجنٹ نشاندہی کی جا
سکتی ہے۔ چونکہ ڈاکٹر بشارت کی بینائی بحال ہو جائے گی اور ڈاکٹر
بشارت کو بھی اس کا علم نہ ہو گا کہ اسے استعمال کیا جا رہا ہے۔ وہ
شروع سے آخر تک یہی سمجھتا رہے گا کہ وہ خود اس موضوع پر کام کر رہا
ہے اس لئے لازماً وہ عمران کو یقین دلانے میں کامیاب بھی رہے گا پھر یہ
یقیناً اناکی کو بھی از خود اپنے ساتھ شامل کر لیں گے۔ اب اس کے بعد
اناکی کی فطری صلاحیتوں پر اس بات کا انحصار ہو گا کہ وہ عمران کو اپنے
آپ میں گہری دلچسپی لینے پر مجبور کر دے اور مجھے معلوم ہے کہ اناکی میں
ایسی فطری صلاحیتیں موجود ہیں اور وہ فطری طور پر انہیں استعمال
کرنے پر بھی قادر ہے۔ اب یہ تو ہوا اس پلاننگ کا ایک رخ۔ اب
دوسرے رخ کے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں نے جہاں تک معلوم کیا
ہے عمران کی ذہنی صلاحیتیں عام حالات کی نسبت مقابلے کے دوران
زیادہ نکھرتی ہیں اور مقابلہ جس قدر زوردار ہو گا اتنی ہی زیادہ تیزی سے

اس کی صلاحیتیں کام کرتی ہیں اس لئے جب تک اس رعمیس کی تلاش
کے دوران زوردار مقابلے کی فضا پیدا نہ کی جائے گی اس وقت تک
عمران کی ذہنی صلاحیتیں اپنے عروج پر نہ پہنچیں گی۔ اس کے لئے میں
جبوتی تمہیں استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ عمران کو بتا دیا جائے کہ بلیک
ورلڈ کی سرپرستی میں ایک خاص تنظیم اپنے طور پر اس رعمیس کو تلاش
کرنے اور اسے حاصل کرنے کے لئے کام کر رہی ہے۔ چونکہ ڈاکٹر
بشارت اور عمران دونوں کو ہی یہ معلوم ہے کہ بلیک ورلڈ سے
متعلق کوئی بھی طاقت اس رعمیس کو از خود تلاش نہیں کر سکتی اس
لئے میں نے سرپرستی کی بات کی ہے ورنہ یہ تنظیم عام انسانوں پر
مشتمل ہو گی لیکن ایسے انسانوں پر جو ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کے
لحاظ سے کسی طرح بھی اس عمران سے کم نہ ہوں گے۔ اس تنظیم میں
شامل کرنے کے لئے افراد کو تم اپنی طاقتوں سے تلاش کر کے منتخب
کرو گی۔ تمہارا نام اور تمہارا حکم کام کرے گا۔ تم پس منظر میں رہو گی
تم اس تنظیم کا نام جبوتی گروپ بھی رکھ سکتی ہو اور اگر تم چاہو تو
ریاضت کر کے خود بھی مکمل انسانی روپ میں آ سکتی ہو۔ مجھے اس پر
کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ جس طرح تم مناسب سمجھو کرو"...... پروفیسر
البرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن پروفیسر البرٹ۔ مقابلہ کس طرح ہو گا۔ مجھے تو خود معلوم
نہیں ہے کہ رعمیس کہاں ہے۔ پھر"...... جبوتی نے کہا۔

"گڈ۔ تمہاری یہ بات واقعی قابل غور ہے۔ اس کا یہ حل نکالا جا

سکتا ہے کہ تم اس طرح کام کرو جیسے عمران اور اس کے ساتھیوں کو رعمیس کی تلاش سے روکنا چاہتی ہو۔ کیونکہ بلیک ورلڈ یہ نہیں چاہتی کہ عمران اسے تلاش کر کے ضائع کر دے اور تمہارا گروپ بلیک ورلڈ سے گو براہ راست متعلق نہیں ہے۔ لیکن بلیک ورلڈ کے لئے یہ مشن سرانجام دے رہا ہے"...... پروفیسر البرٹ نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن پروفیسر البرٹ۔ اگر کسی بھی وقت ہمارا گروپ اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا اور انہوں نے عمران کا خاتمہ کر دیا تو پھر تو سب کچھ ہی ختم ہو جائے گا"...... جبوتی نے کہا۔

" تمہاری یہ بات بھی درست ہے۔ مجھے ایک بار پھر سوچنا پڑے گا"...... پروفیسر البرٹ نے جواب دیا اور ایک بار پھر اس نے کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں اور ایک بار پھر اس کے چہرے کے عضلات آہستہ آہستہ پتھریلے ہوتے چلے گئے۔ پھر کافی دیر بعد اس کے چہرے کی کیفیات دوبارہ نارمل ہونا شروع ہو گئیں اور پھر مکمل طور پر نارمل ہونے کے بعد اس نے آنکھیں کھول دیں اس کی آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ سرخ ہو رہی تھیں۔

" میں نے اس کا حل بھی معلوم کر لیا ہے جبوتی اور نہ صرف معلوم کر لیا ہے بلکہ اس سارے پلان کی حتمی منظوری بھی بلیک ڈیول سے لے لی ہے کیونکہ اس کی منظوری کے بغیر تمہیں اور انا کی دونوں کو بلیک ورلڈ سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا تھا اب تمہیں لازماً مکمل انسانی

روپ میں آنا پڑے گا لیکن تم اس روپ میں بلیک ورلڈ کے کسی غیر انسانی حربے کو استعمال نہیں کرو گی اور نہ کر سکو گی البتہ چونکہ تم بنیادی طور پر غیر انسانی طاقت ہو اس لئے مکمل انسانی روپ میں آنے کے بعد بھی تمہارے اندر غیر انسانی طاقتیں بہرحال رہیں گی لیکن یہ طاقتیں ایسی ہوں گی جو تمہیں انتہائی ذہین۔ انتہائی جسمانی طاقت کی مالک۔ انتہائی حسین اور انتہائی زبردست سیکرٹ ایجنٹ کی صلاحیتوں کی حامل بنا دیں گی اور سنو۔ اب تلاش کا کام بھی مختصر ہو گیا ہے۔ بلیک ڈیول نے آخر کار یہ معلوم کر لیا ہے کہ رعمیس مصر کے صحرا میں دفن کسی نامعلوم معبد میں موجود ہے اور اس معبد کا نام قدیم مصری تاریخ میں بھی رعمیس معبد ہی درج ہے لیکن یہ معبد کہاں ہے یہ بلیک ڈیول کو بھی معلوم نہیں ہو سکا اور نہ ہی اس دنیا میں کسی کو معلوم ہے۔ اس لئے اب ڈاکٹر بشارت کے ذریعے یہ بات عمران تک پہنچا دی جائے گی کہ رعمیس نام کے مدفون معبد میں رعمیس موجود ہے۔ تم بھی اپنے گروپ کے ساتھ مصر پہنچ جاؤ گی لیکن تم اس وقت سامنے آؤ گی جب عمران اس معبد کا محل وقوع تلاش کر لے گا۔ اس کی اطلاع تمہیں انا کی دے دے گی۔ اس کے بعد تمہارا گروپ حرکت میں آئے گا اور پھر تمہارا مشن اس عمران کا حقیقی خاتمہ ہو گا کیونکہ بلیک ڈیول نے حکم دیا ہے کہ صرف اس معبد کی تلاش کے لئے عمران کی صلاحیتوں کو استعمال کیا جائے اور اسے رعمیس تک کسی بھی صورت میں نہ پہنچنے دیا جائے بلکہ اس معبد کا محل وقوع

معلوم ہوتے ہی اسے ہلاک کر دیا جائے اور جبوتی اس معبد کو اوپن کرے۔ اپنے گروپ کے آدمیوں کو وہاں لے جائے اور اپنے گروپ کے آدمیوں سے اس رعمیس کو نکلوائے اور پھر سارے گروپ کو ختم کر کے رعمیس کو مجھ تک پہنچادے۔ اس کے بعد باقی کام میں خود کر لوں گا"...... پروفیسر البرٹ نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی بات بن گئی ہے۔ لیکن پروفیسر البرٹ۔ پھر میرے گروپ کو عمران کے خلاف حرکت میں آنے کی کیا ضرورت ہے اناکی جو عمران کے ساتھ ہو گی وہ اس کا خاتمہ آسانی سے کر دے گی"۔ جبوتی نے کہا۔

"نہیں۔ اناکی یہ کام نہیں کر سکتی اور اگر اناکی نے یہ کام کیا تو اناکی خود اس عمران کے ہاتھوں ہلاک بھی ہو سکتی ہے۔ اناکی صرف تمہاری مخبر کے طور پر اس کے ساتھ رہے گی اور بس۔ عمران کی دوست بنی رہے گی۔ جب تک یہ عمران ہلاک نہ ہو جائے۔ ہاں جب عمران ہلاک ہو جائے تو پھر یہ عمران کے ساتھیوں کو جنہیں وہ ساتھ لے جائے گا آسانی سے ہلاک کر سکتی ہے"۔ پروفیسر البرٹ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن آپ اس دوران کہاں رہیں گے۔ کیا یہاں پاکیشیا میں"...... جبوتی نے کہا۔

"نہیں۔ اب میرا یہاں رہنا بے کار ہے۔ یہ سیٹ اپ ختم کر کے میں چلا جاؤں گا اور جب اناکی عمران سے ملے گی تب میں تم دونوں

سے قطعی لاتعلق ہو جاؤں گا۔ نہ ہی میرا تم سے کوئی رابطہ ہو گا اور نہ ہی میں تمہاری کوئی مدد کروں گا۔ کیونکہ کسی طرح بھی بلیک ورلڈ کو اس بارے میں استعمال نہیں کیا جانا۔ ہاں جب تم رعمیس کو تلاش کر لو گی اس وقت میں تم سے خود ہی رابطہ کروں گا اور پھر جہاں بھی میں ہوں گا تمہیں اس جگہ کا پتہ چل جائے گا اور تم دونوں میرے پاس پہنچ جاؤ گی اور جب تم رعمیس کو میرے حوالے کر دو گی تو پھر میں تم دونوں کو واپس تمہاری اصل حالتوں میں لے آؤں گا"۔ پروفیسر البرٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے پروفیسر البرٹ۔ اب ہر بات کی وضاحت ہو گئی ہے۔ ویسے اگر آپ اجازت دیں تو میں مصر میں اپنے طور پر میرا مطلب ہے جب میں مکمل طور پر انسانی روپ میں ہوں گی۔ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی ذہنی صلاحیتوں کو استعمال کر کے رعمیس معبد کو تلاش کروں۔ ہو سکتا ہے کہ میں عمران سے پہلے اسے تلاش کر لوں"۔ جبوتی نے کہا۔

"اگر ایسا ہو جائے تو ظاہر ہے ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے لیکن بہرحال پھر بھی تمہیں اس عمران کا خاتمہ کرنا ہی ہو گا کیونکہ اگر اس کا خاتمہ نہ کیا گیا تو وہ بھوت کی طرح پیچھے پڑ جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ اس سے پہلے کہ ہم رعمیس کو اپنے استعمال میں لے آئیں وہ کوئی ایسا گل کھلا دے کہ سب کچھ ہی ختم ہو جائے"...... پروفیسر البرٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب ہمیں اجازت"...... جبوتی نے اٹھتے ہوئے کہا

اس کے ساتھ ہی انا کی بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہاں جاؤ اور اپنے مشن پر کام شروع کر دو۔ میں اب ڈاکٹر بشارت پر کام شروع کرتا ہوں"...... پروفیسر البرٹ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور وہ دونوں تیزی سے مڑیں اور دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔

"عمران صاحب۔ وہ پروفیسر رضا والا معاملہ تو ختم ہو گیا۔ لیکن آپ نے اب تک اس بارے میں کوئی تفصیل ہی نہیں بتائی کہ یہ پروفیسر صاحب کون تھے اور کیوں ان کی نگرانی کی ضرورت پڑی"۔ بلیک زیرو نے میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو ایک غیر ملکی اخبار پڑھنے میں مصروف تھا۔ عمران آج کئی دنوں بعد دانش منزل آیا تھا اور جب سے وہ آیا تھا اس نے سوائے ایک کپ چائے پینے اور اخبار پڑھنے کے اور کوئی کام نہ کیا تھا۔

"ارے ہاں۔ مجھے تو اس کا خیال بھی نہ رہا۔ میں نے تمہیں رانا ہاؤس سے اسی لئے فون کیا تھا کہ مجھے یہ سلسلہ طویل ہوتا محسوس ہو رہا تھا لیکن وہ تو یکلخت ہی فنش ہو گیا"...... عمران نے اخبار تہہ کر کے ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

"مگر سلسلہ کیا تھا۔ یہ تو بتائیے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے

ہوئے پوچھا۔

"سلسلہ کچھ تمہارے نام جیسا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"میرے نام جیسا۔ کیا مطلب"...... بلیک زیرو کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"تمہارا نام بلیک زیرو ہے ناں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ہے اور یہ نام بھی آپ کا ہی رکھا ہوا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب کیا کروں۔ نام تو کچھ دیکھ کر ہی رکھا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اچھا آپ کا مطلب ہے کہ میں صلاحیتوں کے لحاظ سے زیرو ہوں"...... بلیک زیرو نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"صلاحیتوں کے لحاظ سے نہیں۔ بلیک کے لحاظ سے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بلیک کے لحاظ سے۔ کیا مطلب"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"مطلب ہے سیاہ زیرو۔ ایسا زیرو کہ دور سے نظر آجائے کہ وہ ہے زیرو۔ اب تم خود دیکھو اگر زیرو سفید ہو۔ سفید خون کی طرح تو وہ بھلا کیسے نظر آسکتا ہے"...... عمران نے کہا تو اس بار بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اب اس کے چہرے پر ہلکی سی کبیدگی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔ شاید عمران کے اس فقرے نے اسے ٹھیس

پہنچائی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کی مرضی۔ آپ جو چاہیں کہیں"...... بلیک زیرو نے باقاعدہ ناراض ہوتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارے روٹھنے کا یہ انداز دیکھ کر تو میرا جی چاہتا ہے کہ تمہارا نام بلیکی زیرو رکھ دوں۔ مگر مسئلہ وہی ہے کہ زیرو تو پھر زیرو رہ جاتا ہے زیرو کی مونث مجھ سے آج تک ہو ہی نہیں سکی"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو دھیرے سے مسکرا دیا۔ لیکن اس بار اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"یعنی تم واقعی روٹھ گئے ہو۔ کمال ہے۔ میں تو تمہاری تعریف کر رہا ہوں۔ میں نے اتنا خوبصورت اور بامعنی نام رکھا ہے تمہارا اور تم بجائے خوش ہونے کے۔ تالیاں بجانے کے۔ میرا شکریہ ادا کرنے اور مجھے کسی اچھے سے ہوٹل میں شاندار دعوت کھلانے کے ناراض ہو رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"اگر یہ نام اس قدر اچھا ہے تو آپ رکھ لیں"...... بلیک زیرو کے لہجے میں ناراضگی بدستور موجود تھی۔

"کونسا نام"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہی بلیک زیرو"...... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہیں اس نام میں بلیک پر اعتراض ہے یا زیرو پر"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دونوں پر"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"مطلب ہے اگر تمہارا نام وائٹ ون یا وائٹ ٹو رکھ دیا جائے تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"ایسے ہی سمجھ لیں"...... بلیک زیرو بھی ضد پر اتر آیا تھا۔

"سوچ لو"...... عمران نے چیلنج کرنے والے انداز میں کہا۔

"سوچ لیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اچھا اب میں تمہیں تمہارے نام کا مطلب بتاتا ہوں۔ بلیک سیاہ کو کہتے ہیں اور سیاہی برائی کی علامت ہے جس طرح سیاہ دل سیاہ قوتیں وغیرہ وغیرہ۔ ایسا ہی ہے ناں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو مجھے اعتراض ہے"...... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور زیرو کا مطلب ہے کہ کچھ نہیں۔ تو بلیک زیرو کا مطلب ہوا کہ ایسا شخص جس میں کوئی برائی نہیں ہے کوئی منفی رجحان نہیں ہے جو بلیک کے لحاظ سے زیرو ہے۔ جو مکمل سفید ہے۔ یعنی مکمل شریف آدمی ہے جس کے دامن پر سیاہ چھینٹ تک نہیں۔ جس کے دل پر کوئی سیاہ داغ تک نہیں۔ یہی مطلب ہوا ناں۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی۔ اوہ۔ بالکل یہ تو واقعی اچھا نام ہے بلیک زیرو بہت اچھا نام ہے۔ آئی ایم سوری عمران صاحب۔ میں نے خواہ مخواہ اس کا غلط مطلب سمجھ لیا تھا"...... چند لمحوں بعد بلیک زیرو نے اٹک

اٹک کر قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"آج پتہ چلا کہ صرف نام رکھ دینے سے کچھ نہیں ہوتا"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ کا مطلب ہے کہ میں بلیک زیرو نہیں ہوں۔ مجھ میں برائیاں موجود ہیں"...... بلیک زیرو نے ایک بار پھر غصہ کھانا شروع کیا تو عمران ہنس پڑا۔

"ایک برائی تو بہرحال زیرو نہیں ہے۔ باقی کا حساب اللہ جانتا ہے میرا مطلب ہے غصہ بھی تو برائی میں شامل ہے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور بلیک زیرو۔ ایک بار پھر شرمندہ سے انداز میں ہنس پڑا۔

"آپ باتیں ہی ایسی کرتے ہیں کہ آدمی کو خواہ مخواہ غصہ آجاتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"خواہ مخواہ والا لفظ تم نے درست کہا ہے۔ میں نے تمہارے اندر برائیوں کی بات نہ کی تھی بلکہ میں تو دانش منزل کے نام کی بات کر رہا تھا کہ صرف نام دانش منزل رکھ دینے سے اس میں رہنے والے کو دانش نہیں مل سکتی اور دانش کی عدم موجودگی ہی غصے کا سبب بنتی ہے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر شرمندہ سے انداز میں ہنس پڑا۔

"اچھا چھوڑیں اس بات کو۔ آپ کہہ رہے تھے کہ وہ پروفیسر رضا والا سلسلہ میرے نام جیسا ہے"...... بلیک زیرو نے شاید موضوع بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ وہاں بھی بلیک کا ہی سلسلہ تھا ۔ بلیک ورلڈ کا ۔ یعنی شیطانی دنیا"........ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بلیک ورلڈ ۔ شیطانی دنیا ۔ کیا مطلب ۔ میں سمجھا نہیں"۔ بلیک زیرو کے چہرے پر حقیقی حیرت تھی۔

"اس دنیا میں بے شمار ایسے نظام کام کر رہے ہیں جن میں سے چند کے علاوہ اور کسی کا ادراک ہمیں نہیں ہے البتہ دو ایسے نظام ہیں جن کے متعلق ہم جانتے ہیں ۔ ایک روشنی کا نظام یعنی نیکی کا ۔ خیر کا اور دوسرا نظام اس کے مقابل شیطانی نظام ہے ۔ برائی کا ۔ گمراہی کا ۔ دونوں نظام انسانوں پر اثر انداز ہوتے ہیں ۔ دونوں کے متعلق اسے آگاہی حاصل ہے بہرحال اس شیطانی نظام کو عرف عام میں بلیک ورلڈ کہا جاتا ہے اور سب سے بڑے شیطان کو بلیک ڈیول کہتے ہیں ۔ اس نے انسانوں کو گمراہ کرنے کے بے شمار حربے اختیار کر رکھے ہیں ۔ بدی اور برائی کی بے شمار قوتیں اس کی تابع ہیں ۔ اس کا کام دنیا پر برائی اور شیطانیت کو پھیلانا ہے اور وہ اس مقصد سے مسلسل کام کرتا رہتا ہے ۔ جو انسان اس نظام میں شامل ہو جاتا ہے وہ اس شیطانی نظام کا حصہ بن جاتا ہے اور جس طرح خیر کے نظام روحانیت میں شامل نیک لوگوں کے رتبے ہوتے ہیں اسی طرح شیطانی نظام میں شامل افراد بھی جیسے جیسے گناہوں کی دلدل میں ڈوبتے جاتے ہیں ان کے شیطانی درجے بڑھتے جاتے ہیں ۔ بہرحال یہ لمبی تفصیل ہے ۔ مختصر یہ کہ قدیم زمانے میں مصر اور یہاں پاکیشیا اور کافرستان کے علاقوں میں ان

شیطانوں کے خفیہ معبد ہوا کرتے تھے جہاں شیطان کی پوجا کی جاتی تھی ۔ ان کے پجاری ہر قسم کی برائیاں پھیلانے کی جدوجہد کرتے رہتے تھے ۔ ان میں ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ ایک خاص قسم کے زیور کو پہنا جاتا تھا جسے شیطانی زیور کہا جاتا تھا ۔ قدیم مصری زبان میں اسے رعمیس کہا جاتا تھا اور یہاں کے علاقوں میں اسے زانجر کا نام دیا جاتا تھا اس رعمیس یا زانجر کی مدد سے وہ لوگ ایسی روحوں سے رابطہ کرتے تھے جو برے انسانوں کی روحیں ہوتی تھیں ۔ برائی جن کے تن من میں اس طرح موجود ہوتی تھی کہ مرنے کے باوجود ان کی روحیں بھی اس دلدل میں ڈوبی رہتی تھیں ۔ ان کا کام بھی شیطانوں کی طرح دنیا بھر میں اندھیرے پھیلانا ہوتا تھا ۔ وہ یہاں دنیا میں بھٹکتی رہتی تھیں ۔ اس رعمیس کی مدد سے ان سے نہ صرف انسانوں کا رابطہ ہو جاتا تھا بلکہ انہیں تسخیر کیا جا سکتا تھا اور پھر انہیں تسخیر کر کے برائی کے بڑے بڑے کام کرائے جاتے تھے ایسے کام جو عام انسانوں کے بس میں نہ تھے اور یہ سارا دھندہ بلیک ورلڈ کا ہی ایک حصہ ہے اور صدیوں سے چلا آ رہا ہے ۔ پروفیسر رضا قدیم مصری تاریخ کا ریسرچ سکالر ہے ۔ وہ ذاتی طور پر معصوم اور سیدھا سادہ سا آدمی ہے لیکن اس کی ریسرچ کا شعبہ رعمیس ہے ۔ وہی شیطانی زیور ۔ اس کا استاد قدیم مصری تاریخ پر اتھارٹی پروفیسر رضوان تھا جو اب وفات پا چکا ہے ۔ ان سے اسے پتہ چلا کہ ایک رعمیس پاکیشیا میں موجود ہے ۔ چنانچہ وہ یہاں آ گیا ۔ صفدر کی اس سے اچانک ملاقات ہو گئی اور وہ اسے ہوٹل لے گیا جہاں گھومتا

پھر تا میں بھی پہنچ گیا۔ وہاں جب رحمیس کی بات ہوتی تو میں چونک پڑا
کیونکہ اس بارے میں مجھے بھی خاصی معلومات تھیں۔ میں اسے او
صفدر کو رانا ہاؤس لے آیا اور پھر اس سے تفصیلی باتیں ہوئیں۔ تب
مجھے پتہ چلا کہ وہ واقعی سیدھا آدمی ہے۔ میں نے اسے اس رحمیس کی
تلاش سے روک دیا کہ اس طرح برائی پھیلنے میں مدد ملے گی اور وہ مان
گیا۔ میں نے اسے واپس جانے کا مشورہ دے دیا۔ اس وقت میرا خیال
تھا کہ شاید کوئی تنظیم اسے استعمال نہ کر رہی ہو۔ لیکن پھر نگرانی سے
پتہ چلا کہ ایسی کوئی تنظیم نہیں ہے۔ اس کے بعد میں اس مضمون پر
کام کرنے والے اور اب نابینا ہو جانے والے ڈاکٹر بشارت سے ملا
جنہوں نے بتایا کہ بلیک ورلڈ کی شیطانی قوتیں پروفیسر رضا کو آلہ کار
بنا کر رحمیس تلاش کرا رہی ہیں۔ پھر میں ان کی ٹپ پر ایک اور آدمی
سے ملا تو انہوں نے بھی یہی بتایا اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ وہ شیطانی
قوتیں جن کے پیچھے کسی یہودی پروفیسر البرٹ کا ہاتھ ہے اس رحمیس
کو اس لئے تلاش کر رہی ہیں تاکہ اس کی مدد سے پاکیشیا پر اندھیرے
مسلط کر سکیں۔ میں پھر ڈاکٹر بشارت سے ملا۔ وہ رحمیس جس کی
تلاش میں پروفیسر رضا یہاں آیا تھا وہ ڈاکٹر بشارت کے پاس ہی تھا لیکن
وہ نقلی ثابت ہو چکا تھا۔ اس دور میں آج کل کی طرح ایسی چیزیں نقلی
بھی بنائی جاتی تھیں۔ بہرحال انہوں نے میری تسلی کرا دی کہ رحمیس
کو شیطانی طاقتیں از خود تلاش ہی نہیں کر سکتیں اور کر بھی لیں تو اس
سے پاکیشیا کو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ میں مطمئن ہو گیا۔ یہ

ہے ساری بات"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"انتہائی حیرت انگیز باتیں ہیں۔ افسانوی قسم کی۔ ایسی باتیں جن
پر موجودہ دور میں کوئی یقین ہی نہیں کر سکتا"...... بلیک زیرو نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ہاں۔ وہ لوگ اس پر یقین نہیں کر سکتے۔ جنہیں ان نظاموں سے
پوری طرح واقفیت نہیں ہوتی۔ بہرحال چھوڑو۔ اب میں نے اس
مسئلے کو ذہن سے ہی جھٹک دیا ہے"...... عمران نے کہا اور ایک بار
پھر ایک سائیڈ پر رکھا ہوا اخبار اٹھانے ہی لگا تھا کہ میز پر موجود فون کی
گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے اخبار اٹھانے کی بجائے ہاتھ بڑھا کر رسیور
اٹھا لیا۔
"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"سلیمان بول رہا ہوں۔ کیا صاحب ہیں"...... دوسری طرف سے
سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ سلیمان
سوائے اشد ضرورت کے یہاں فون نہ کیا کرتا تھا۔
"ہاں۔ کیا بات ہے سلیمان۔ کیوں فون کیا ہے"...... عمران نے
اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
"صاحب۔ فلیٹ پر ڈاکٹر بشارت صاحب آئے ہیں اور ان کا اصرار
ہے کہ وہ فوری طور پر آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے انہیں ٹالنے کی
بے حد کوشش کی ہے لیکن وہ بضد ہیں اور ان کی کیفیت بھی کچھ ایسی
ہی ہے جیسے اگر آپ سے ان کی فوری ملاقات نہ ہو سکی تو نجانے کیا ہو

جائے اس لئے میں سپیشل روم کے فون سے آپ کو کال کر رہا ہوں"۔ سلیمان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر بشارت اور میرے فلیٹ پر۔ اچھا ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" یہ وہی ڈاکٹر بشارت ہیں جن کا آپ ابھی ذکر کر رہے تھے"۔ بلیک زیرو نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ نابینا ہونے کی وجہ سے وہ تو کہیں آتے جاتے ہی نہیں۔ ان کی اس طرح فلیٹ پر آمد کا مطلب ہے کہ کوئی انتہائی اہم ترین بات ہوئی ہو گی"۔...... عمران نے کہا اور تیزی سے آپریشن روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے فلیٹ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ فلیٹ پر پہنچ کر اس نے کار گیراج میں بھی بند نہ کی اور تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ فلیٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اندر داخل ہوا تو کچن سے سلیمان نے سر باہر نکال کر دیکھا۔ عمران ڈرائینگ روم کے دروازے پر پہنچ کر ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر تیزی سے پردہ ہٹا کر اندر داخل ہو گیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کا جسم جیسے پتھر کا سا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیل کر کانوں تک پہنچ گئیں۔ اس کی نظریں سامنے صوفے پر بیٹھے ہوئے ڈاکٹر بشارت پر جمی ہوئی تھیں جن کی آنکھوں پر حسب دستور سیاہ عینک موجود نہ تھی اور ان کی آنکھوں کو دیکھتے ہی پتہ چل جاتا تھا کہ وہ بینائی سے بھرپور ہیں۔

" تم آ گئے عمران۔ خدا کا شکر ہے"...... ڈاکٹر بشارت نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" آپ۔ آپ کی آنکھیں"...... عمران نے حیرت کے شدید ترین جھٹکے سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر بشارت کے چہرے پر یکلخت جیسے مسرت کے گلاب کھل اٹھے۔

" یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے عمران۔ نجانے اللہ تعالیٰ کو میری کون سی نیکی پسند آ گئی کہ اس نے مجھے آنکھوں کا نور لوٹا دیا یقین جانو عمران۔ میں نجانے کتنے گھنٹے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں پڑا روتا رہا ہوں۔ لیکن مجھے اب تک مسلسل یہی احساس ہے کہ میں آنکھوں میں لوٹ آنے والے نور کی ایک کرن کے کروڑویں حصے کا بھی شکرانہ ادا نہیں کر سکا۔ اس روشنی اس نور کی قدر و قیمت جس قدر میں جانتا ہوں تم نہیں جان سکتے"...... ڈاکٹر بشارت نے انتہائی جذباتی سے لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ مبارکباد ڈاکٹر بشارت۔ دلی مبارکباد"...... عمران نے بے ساختہ سے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ آگے بڑھ کر ڈاکٹر بشارت کے سینے سے چمٹ گیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ ڈاکٹر بشارت۔ اللہ تعالیٰ واقعی رحیم و کریم ہے۔ مبارکباد ڈاکٹر بشارت۔ مبارکباد"...... عمران کے لہجے میں اس قدر خلوص تھا کہ ڈاکٹر بشارت کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے۔

" بہت شکریہ عمران۔ تمہاری مبارکباد میں جو خلوص ہے۔ جو

مسرت ہے۔ایسی مسرت تو میرے دل میں بھی پیدا نہیں ہوئی شکریہ بے حد شکریہ"........ ڈاکٹر بشارت نے عمران کی پشت سہلاتے ہوئے کہا اور عمران علیحدہ ہو گیا۔عمران کے چہرے پر واقعی ایسی کیفیات تھیں جیسے ڈاکٹر بشارت کے بجائے اسے مبارکباد ملی ہو۔

"یہ سب ہوا کیسے ڈاکٹر"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔

"کیا ہونا تھا۔بس اللہ تعالیٰ کے حکم کی دیر تھی۔پوری دنیا کے ڈاکٹروں نے حتمی فیصلہ دے دیا تھا کہ اب میری آنکھوں میں کسی صورت بھی بینائی واپس نہیں آسکتی اور میں قطعی مایوس ہو گیا تھا۔ لیکن یہ میری غلطی تھی۔مایوسی تو گناہ ہے۔اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے بابا طالب بازار گیا ہوا تھا۔کل دوپہر کو میں کوٹھی میں اکیلا تھا کہ مجھے شدید پیاس محسوس ہوئی۔میں نے اس جگہ دیکھا جہاں بابا طالب میرے لئے پانی رکھتا ہے لیکن وہ جگہ خالی تھی۔میں اٹھ کر کچن میں جانے لگا کہ اچانک مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے کسی نے مجھے دھکا دے دیا ہو اور میں اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا۔میری عینک اڑ کر کہیں دور جا گری اور میرا چہرہ زمین سے جا ٹکرایا۔میرے ذہن میں دھماکہ سا ہوا اور پھر تم یقین کرو میری آنکھوں کے سامنے موجود انتہائی گھپ اندھیرے میں روشنی شامل ہونے لگ گئی۔میں اپنی چوٹ بھول گیا۔ میں اٹھنے لگا تو ایک بار پھر گر گیا اور پھر روشنی کا عمل تیز ہو گیا اور چند لمحوں بعد میں پوری طرح ہر چیز کو دیکھ رہا تھا۔کافی دیر تک مجھے یقین

نہ آیا لیکن جب یقین آیا کہ میں واقعی دیکھ سکتا ہوں تو میں وہیں سجدے میں گر گیا"۔ڈاکٹر بشارت نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"واقعی اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے کافی کے برتن میز پر لگانے شروع کر دیئے۔

"میں تمہارے پاس ایک اہم بات کے لئے آیا ہوں عمران"۔ڈاکٹر بشارت نے کہا۔

"اہم بات"........ عمران نے چونک کر کہا اور ڈاکٹر بشارت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔لیکن وہ اس وقت تک خاموش رہا جب تک سلیمان نے کافی بنا کر پیالیاں ان کے سامنے نہ رکھیں اور پھر مڑ کر واپس نہ چلا گیا۔

"عمران رحمیں کی تلاش پاکیشیا کے بچاؤ کے لئے انتہائی ضروری ہے۔اگر رحمیں اس بلیک ورلڈ کے ہاتھ لگ گیا تو خدا نخواستہ پاکیشیا انتہائی اور مکمل تباہی سے بھی دوچار ہو سکتا ہے۔ایسی تباہی جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا"........ ڈاکٹر بشارت نے کافی کی چسکی لیتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور عمران ایک بار پھر حیرت سے ڈاکٹر بشارت کو دیکھنے لگا۔

"لیکن مجھے تو آپ نے کچھ اور بتایا تھا"........ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔اس وقت واقعی میں نے یہی کہا تھا۔لیکن اب یہی انکشاف

ہوا ہے ۔ اصل میں کل رات میں بیٹھا رعمیس کے بارے میں ایک قدیم مصری مقالہ پڑھ رہا تھا کہ پڑھتے پڑھتے اچانک میرا رابطہ بلیک ورلڈ کے پروفیسر البرٹ کے ذہن سے ہو گیا اور اس بار مجھے اس کے ذہن کو زیادہ گہرائی تک پڑھنے کا موقع مل گیا اور تب مجھے معلوم ہوا کہ اس رعمیس سے یہ پروفیسر البرٹ کیا کام لینا چاہتا ہے ۔ پہلے تو یہی بات تھی کہ رعمیس کی مدد سے وہ لاہوشا کی روح سے رابطہ کر کے پاکیشیا کو تباہ کرنا چاہتا ہے لیکن کس طرح ۔ یہ بات معلوم نہ تھی ۔ اس کا انکشاف اب ہوا ہے ۔ کتابوں اور سنگی مخطوطوں سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ مصر کے انتہائی قدیم ترین دور میں ایک خوفناک بیماری اچانک پورے مصر میں پھیل گئی تھی ۔ ایک ایسی بیماری جسے اس دور میں راجورنا کا نام دیا گیا تھا اس بیماری نے مصر کو مکمل تباہی کے کنارے پر پہنچا دیا تھا ۔ اس راجورنا بیماری میں مبتلا ہونے والے شخص کا خون گرم ہونا شروع ہو جاتا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس قدر گرم ہو جاتا ہے کہ لاوے کی طرح کھولنے لگتا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے انسان اندر سے جل کر راکھ ہو جاتا تھا ۔ قدیم مصری زبان میں راجورنا کا مطلب کھولتا ہوا لاوا ہوتا ہے ۔ یہ متعدی بیماری تھی اور یہ بیماری مصر میں اس قدر تیزی سے پھیلی کہ دیکھتے ہی دیکھتے بستیوں کی بستیاں تباہ ہوتی چلی گئیں ۔ اس وقت آبادیاں دور دور تھیں لیکن اس کے باوجود یہ بیماری اس قدر برق رفتاری سے پھیلتی چلی جا رہی تھی جیسے مصر کی پوری فضا اس بیماری سے آلودہ ہو گئی ہو ۔ حتیٰ کہ اس دور کا بادشاہ

اور اسکے درباری تک اس بیماری کی لپیٹ میں آکر ہلاک ہو گئے تو اس دور کے ایک نیک آدمی نے انسانوں کو اس بیماری سے بچانے کے لئے کوئی عمل کیا اور کہا جاتا ہے کہ اس نے اس بیماری کو مصر کی پوری فضا سے نکال کر ایک مقدس برتن میں بند کر کے اسے کہیں نامعلوم مقام پر چھپا دیا ۔ اس عامل کے مطابق اس بیماری کو ہمیشہ کے لئے ختم نہ کیا جا سکتا تھا ۔ پھر لاہوشا کا دور آیا تو لاہوشا نے جو رعمیس معبد کا بڑا پجاری تھا اس نے اس مقدس برتن کا سراغ لگا لیا اور یہ برتن اس چھپی ہوئی جگہ سے نکال کر اس بیماری کو دوبارہ کھول دیا اور ایک بار پھر مصر پر تباہی کا زمانہ آگیا ۔ لیکن یہ لاہوشا خود اس کا شکار ہو گیا ۔ وہ اپنے کسی عمل کی وجہ سے موت سے تو بچ گیا لیکن اسے اس تکلیف کا احساس ہو گیا جو اس بیماری کی وجہ سے انسان کو پہنچتی تھی ۔ چنانچہ اس نے از خود اس بیماری کو دوبارہ اس مقدس برتن میں بند کر کے اسے کسی نامعلوم مقام پر دفن کر دیا جہاں وہ آج تک دفن ہے اور شاید قیامت تک دفن رہے گا ۔ اس پروفیسر البرٹ کا اصل منصوبہ یہ ہے کہ وہ رعمیس کو حاصل کر کے اس سے لاہوشا کی روح کو تسخیر کرے گا اور پھر اس سے اس راجورنا کا وہ مقدس برتن خفیہ جگہ سے حاصل کرے گا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ عمل بھی جس کی وجہ سے لاہوشا اس بیماری میں مبتلا ہونے کے باوجود صحت مند ہو گیا تھا ۔ کہا جاتا ہے کہ پورے مصر میں واحد لاہوشا تھا جو اس بیماری میں مبتلا ہونے کے باوجود مرنے سے بچ گیا تھا ۔ چنانچہ پروفیسر البرٹ اس اس

بیماری کے جراثیموں کو سب سے پہلے پاکیشیا میں استعمال کرنا چاہتا ہے۔اس طرح پاکیشیا کے کروڑوں افراد کو وہ اس بیماری میں مبتلا کر کے موت کے گھاٹ اتار دینا چاہتا ہے۔اس کے بعد باقی مسلم ورلڈ کا بھی وہ یہی حشر کرنا چاہتا ہے جبکہ اسرائیل اور دوسرے یہودیوں کو وہ اس سے محفوظ رہنے کا عمل دے کر بچا لے گا اور اس کے پلان کے مطابق جب مسلمان اس بیماری میں مبتلا ہو کر ختم ہو جائیں گے تو وہ لاہوشا کی روح کی مدد سے اس بیماری کو دوبارہ اس مقدس برتن میں بند کر کے غائب کر دے گا"...... ڈاکٹر بشارت نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پھر اس کا کیا حل ہے۔اس بیماری کے متعلق میں نے تفصیل سے کہیں پڑھا نہیں ہے۔ مگر اس کا نام اور اشارات بہرحال قدیم مخطوطات اور تاریخ میں ملتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"میں نے اس پر ذاتی طور پر بہت غور کیا ہے۔دیکھو عمران تم اچھی طرح جانتے ہو کہ پاکیشیا کی اہمیت بلیک ورلڈ طاقتوں اور یہودیوں کی نظر میں کیا ہے۔وہ ہر صورت میں اس ملک کا خاتمہ چاہتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ پروفیسر البرٹ جو نجانے کب سے اس چکر میں ملوث ہے۔ کو جب بھی موقع مل گیا وہ لازماً پاکیشیا کی تباہی اور اس کے کروڑوں افراد کو ہلاک کرنے میں ایک لمحے کے لئے بھی نہ ہچکچائے گا۔اس لئے ہمیں اس بات کو صرف افسانوی رنگ میں نہیں لینا چاہئے بلکہ اسے ہمیں اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے"...... ڈاکٹر بشارت نے کہا اور

عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ کی بات درست ہے ڈاکٹر بشارت۔آپ کو تو صرف اندازہ ہے کہ یہودی پاکیشیا کو دشمن نمبر ایک سمجھتے ہیں جبکہ مجھے اس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے بلکہ بعض اوقات تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے پوری دنیا کے یہودیوں کی زندگی کا پہلا اور آخری مقصد ہی پاکیشیا کی تباہی ہے اور مسلم ورلڈ میں پاکیشیا کی جو حیثیت ہے اسے روحانیت سے تعلق رکھنے والے افراد اچھی طرح جانتے ہیں۔اب جبکہ یہودی پروفیسر البرٹ اور بلیک ورلڈ ایک ہوں تو پھر لامحالہ ان کا نشانہ پاکیشیا ہی ہو گا۔اس لئے آپ نے جو کچھ بتایا ہے دوسرے تو شاید اس پر سرے سے یقین ہی نہ کریں لیکن مجھے معلوم ہے کہ ایسا ہو بھی سکتا ہے لیکن اس کا حل کیا ہے۔کیا اس پروفیسر البرٹ کو تلاش کر کے اس کا خاتمہ کر دیا جائے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اس بھیانک سازش کے پیچھے اس پروفیسر البرٹ کا ہی ذہن ہو گا۔اگر اس کا خاتمہ کر دیا جائے تو یہ بھیانک سازش بھی دم توڑ جائے گی"...... عمران نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات اپنی جگہ درست ہے لیکن میرا خیال دوسرا ہے۔اگر ہم نے کسی طرح پروفیسر البرٹ کا خاتمہ کر دیا تو بلیک ورلڈ کسی اور کو سامنے لے آئے گی۔اس دنیا میں پروفیسر البرٹ جیسے افراد کی کوئی کمی نہیں ہے۔اس لئے پہلے ہمیں وہ وجہ ختم کرنی چاہئے جو اس سازش کی بنیاد بن رہی ہے اس کے بعد پروفیسر البرٹ سے بھی نمٹا جا سکتا

ہے"...... ڈاکٹر بشارت نے کہا۔

"بنیاد ختم کی جائے۔ کیا اس بلیک ورلڈ کا خاتمہ کیا جائے لیکن"۔ عمران نے کہنا شروع کیا۔

"نہیں۔ یہ تو ایک نظام ہے جو نجانے کب سے قائم ہے۔ میرا مطلب اس رعمیس سے تھا۔ اس بھیانک سازش کا سارا ڈھانچہ اس رعمیس کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے۔ اگر اس رعمیس کو کسی طرح حاصل کر کے اس طرح ضائع کر دیا جائے کہ اس سے بلیک ورلڈ کوئی فائدہ نہ حاصل کر سکے تو یہ ساری سازش خود بخود ختم ہو جائے گی"۔ ڈاکٹر بشارت نے کہا۔

"لیکن ایک یا دو رعمیس ضائع کرنے سے کیا ہو گا۔ نجانے دنیا میں کتنے رعمیس ہوں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اس بات کے انکشاف نے تو مجھے حوصلہ دیا ہے کہ اس دنیا میں اب صرف ایک ہی اصل رعمیس باقی رہ گیا ہے اور یہ کام لاہوشا نے کیا تھا۔ اس نے پوری دنیا میں موجود اصل رعمیس حاصل کر کے تلف کر دیئے تھے اور آئندہ کے لئے وہ طاقتیں بھی سلب کر لی تھیں جن کی مدد سے رعمیس تیار کئے جاتے تھے۔ اس نے صرف ایک رعمیس باقی رکھا تھا اور وہ اس کے قبضے میں تھا اور بلیک ورلڈ کو بھی اس کا علم ہے اور وہ بھی اس رعمیس کی تلاش میں سرگرداں ہیں"...... ڈاکٹر بشارت نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ پھر واقعی اس بنیاد کے خاتمے کے لئے کام

کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب ایک اور خوشخبری سنو۔ مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ یہ رعمیس کہاں موجود ہے۔ لیکن اس انکشاف میں میری کسی ذہانت کا تعلق نہیں ہے بلکہ یہ انکشاف بھی اس پروفیسر البرٹ سے ہی مجھے ملا ہے۔ پروفیسر البرٹ نے اپنے بے پناہ شیطانی علم کو استعمال کرتے ہوئے آخر کار اس کا حتمی سراغ لگا لیا ہے۔ اس کے مطابق یہ رعمیس اس رعمیس معبد میں موجود لاہوشا کی ممی کے تابوت میں اس کے ساتھ رکھا ہوا ہے لیکن اصل بات جس کا علم اس پروفیسر البرٹ کو نہیں ہو سکا اور جہاں تک پروفیسر البرٹ کا خیال ہے کہ اسے ہو بھی نہیں سکتا وہ یہ کہ رعمیس معبد مصر میں کہاں مدفون ہے اور اسے کس طرح تلاش کر کے کھولا جا سکتا ہے۔ یہ بات میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں نے پروفیسر البرٹ کے ذہن کو پڑھا ہے۔ وہ اس معبد کو تلاش کرنے کے لئے مصر کے کسی گروپ سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے جسے وہ جبوتی گروپ کہہ رہا ہے۔ یہ جبوتی کوئی عورت ہے اور جبوتی گروپ کا تعلق جرائم کی دنیا سے ہے لیکن پروفیسر البرٹ کے نقطہ نظر سے جبوتی اور اس کے گروپ کے افراد اس قدر ذہین ہیں کہ وہ یقیناً اس مدفون معبد کو تلاش کر لیں گے"۔ ڈاکٹر بشارت نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے ڈاکٹر بشارت۔ لیکن میرا خیال ہے کہ کوئی مجرم گروپ ایسے معبد کو کسی صورت میں بھی تلاش نہیں کر سکتا۔ یہ کام تو مصری تاریخ سے وابستہ ماہرین ہی کر سکتے ہیں۔ البتہ

اسے تلاش کر لینے کے بعد مجرم گروپ اس میں سے نوادرات چوری کرنے میں ماہر ہو سکتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہر حال یہ پروفیسر البرٹ کا اپنا کام ہے کہ وہ کیا کرتا ہے اور کیا نہیں کرتا۔ ہم نے تو اپنے طور پر کام کرنا ہے"...... ڈاکٹر بشارت نے جواب دیا۔

"چلئیے مان لیا کہ ہم اس رعمیس کو تلاش بھی کر لیتے ہیں اور حاصل بھی کر لیتے ہیں۔ پھر اس کا ہم کیا کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"اس کو ضائع کرنے کا طریقہ موجود ہے۔ وہی طریقہ جس کی مدد سے لاہوشا نے پوری دنیا میں موجود رعمیس حاصل کر کے ضائع کئے تھے اور وہ طریقہ بے حد سادہ ہے کہ رعمیس کو کسی بھی ایسے پرندے کے خون میں ڈبو دیا جائے جسے انسان کھاتے ہیں۔ جیسے ہی رعمیس اس پرندے کے خون میں ڈوبے گا اس میں موجود تمام پراسرار طاقتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گی"...... ڈاکٹر بشارت نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو ٹھیک ہے۔ پھر تو پاکیشیا کے تحفظ کے لئے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ اوکے ڈاکٹر بشارت۔ آپ کا بے حد شکریہ۔ آپ کی وجہ سے یہ انتہائی قیمتی معلومات مجھ تک پہنچی ہیں اور پاکیشیا کے خلاف ہونے والی ایک خوفناک سازش کا علم ہوا ہے۔ اب میں انشاء اللہ اسے ضرور تلاش کر کے ضائع کر دوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح نہیں۔ میں اس کام میں تمہاری مدد کروں گا۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ میرا مطلب صرف علمی اور ذہنی امداد سے ہے۔ وہاں مصر میں جو افراد اس کام میں ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ ان سے میری واقفیت ہے۔ پہلے میں نابینا تھا اس وقت میں مجبور تھا لیکن اب میں اللہ کے فضل و کرم سے ٹھیک ہوں۔ اب میں تمہارے ساتھ کام کر سکتا ہوں۔ تمہیں مجھے ساتھ لے جا کر فائدہ ہی ہوگا۔ نقصان نہیں ہوگا"...... ڈاکٹر بشارت نے کہا۔

"مجھے آپ کو ساتھ لے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے ڈاکٹر بشارت۔ لیکن آپ کے اور میرے کام کرنے کا انداز مختلف ہے اور میرے وہاں پہنچتے ہی یقیناً اس پروفیسر البرٹ کو اس بات کا علم ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں روکنے یا ختم کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے لئے آپ اپنے طور پر چاہیں تو کوشش کریں۔ مجھ سے البتہ آپ کا رابطہ نہ ہو سکے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں اکیلا تو یہ کام نہیں کر سکتا۔ چلو ٹھیک ہے میں یہاں بیٹھ کر تمہارے حق میں دعا کرتا رہوں گا"...... ڈاکٹر بشارت نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ سب سے بڑی امداد ہو گی میرے لئے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اب مجھے اجازت دیں"...... ڈاکٹر بشارت نے صوفے

سے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر عمران ڈاکٹر بشارت کو چھوڑنے نیچے آیا اور جب ڈاکٹر بشارت ٹیکسی میں بیٹھ کر چلے گئے تو عمران کار میں بیٹھا اور واپس دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے اس رقمیس کو حاصل کر کے ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن وہ مصر جانے سے پہلے اس سارے معاملے پر اچھی طرح غور بھی کر لینا چاہتا تھا اور ایسے لوگوں سے فون پر بات بھی کر لینا چاہتا تھا جو اس کے خیال کے مطابق اس معاملے میں اس کی مدد کر سکتے تھے۔

عمران نے کار ایک درمیانے درجے کی کوٹھی کے بند پھاٹک کے سامنے روکی اور سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے جوزف کی طرف دیکھا۔ جوزف سر ہلاتا ہوا دروازہ کھول کر نیچے اترا اور اپنی سائیڈ والے ستون پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور اس کے ساتھ ہی جوزف بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹ گیا کیونکہ سائیڈ پھاٹک سے ایک نوجوان لیکن انتہائی متناسب جسم کی خوبصورت اور دلکش مصری لڑکی باہر آ گئی تھی۔ شاید جوزف کو کسی لڑکی کی آمد کا تصور تک نہ تھا اس لئے وہ جھجک کی وجہ سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ لڑکی کے جسم پر مکمل لباس تھا اور اس کے چہرے پر پاکیزگی اور شرافت کا پرتو بھی موجود تھا۔ لڑکی بڑے حیرت بھرے انداز میں جوزف اور کار کو دیکھ رہی تھی۔ ویسے وہ مصری حسن کا مکمل نمونہ تھی۔ عمران تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

"میرا نام علی عمران ہے اور ہمیں نے پروفیسر بہرام سے ملنا ہے۔ انہوں نے فون پر وقت دیا تھا"...... عمران نے آگے بڑھ کر تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام اناکی ہے۔ میں پروفیسر صاحب کی سوتیلی بیٹی ہوں"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر سرہلاتی ہوئی تیزی سے پیچھے ہٹ کر چھوٹے پھاٹک میں غائب ہو گئی۔ عمران مسکراتا ہوا دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ جوزف بھی گو سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا لیکن اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات موجود تھے۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔

"کیا بات ہے جوزف۔ تمہارا موڈ کیوں آف ہو گیا ہے۔ اناکی تو خوبصورت لڑکی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ نجانے کیا بات ہے۔ اس لڑکی کو دیکھ کر مجھے زنگالی جھیل کے کنارے رہنے والی وہ چڑیل یاد آگئی ہے جو اپنے حسن سے انسانوں کا شکار کرتی تھی اور پھر انہیں کھا جاتی تھی۔ زنگالی قبیلے کا وچ ڈاکٹر اسے خوبصورت چڑیل کہتا تھا اور اس کا کہنا تھا کہ اس چڑیل کے جال سے صرف وہی بچ سکتا ہے جو اندھا ہو۔ ورنہ جو اسے دیکھ لے وہ اس کے حسن سے نہیں بچ سکتا"...... جوزف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اسی لمحے بڑا پھاٹک کھل گیا اور عمران کار آگے لے گیا۔ لیکن اس نے کار پھاٹک کو کراس کر کے روک دی۔

"مس اناکی۔ آپ آجایئے۔ جوزف پھاٹک بند کر دے گا"۔ عمران نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکال کر پھاٹک کی سائیڈ پر کھڑی اناکی سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف اس کی بات سن کر خاموشی سے نیچے اتر گیا۔

"آپ باس کے ساتھ چلئے مس۔ میں پھاٹک بند کرتا ہوں"۔ جوزف نے پھاٹک کے قریب پہنچ کر سادہ سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ شکریہ"...... اناکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے کار کی طرف بڑھ گئی۔ دوسرے لمحے وہ بڑے بے تکلفانہ انداز میں کار کا دروازہ کھول کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھی اور دروازہ بند کرتے ہوئے وہ عمران کی طرف دیکھ کر مسکرا دی۔ اس کی مسکراہٹ بے حد جاندار تھی۔

"آپ نے کہا ہے کہ آپ پروفیسر بہرام کی سوتیلی بیٹی ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ میری ماں کے دوسرے شوہر ہیں۔ جب میری ماں نے پروفیسر صاحب سے شادی کی تو اس وقت میری عمر دو سال تھی پھر میری ماں نے مجھے گریٹ لینڈ کے ایک سکول میں داخل کرا دیا۔ یہ رہائشی سکول تھا۔ میں وہیں پلی بڑھی ہوں۔ میری ماں نے پروفیسر صاحب سے یہ بات بھی چھپائی تھی کہ میں ان کی بیٹی ہوں۔ پروفیسر صاحب سے ان کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ میری ماں مجھے ملنے وہاں آیا کرتی تھی اور اس نے مجھے بتا دیا تھا کہ میرے والد کون تھے اور کس طرح ایک حادثے میں ان کے ہلاک ہو جانے کے بعد میری ماں نے پروفیسر

صاحب سے شادی کر لی تھی لیکن انہوں نے پروفیسر صاحب کو میرے متعلق کچھ نہیں بتایا۔ اس کا کہنا تھا کہ شاید پروفیسر صاحب اسے پسند نہ کریں۔ چند روز پہلے میں نے اخبار میں پڑھا کہ میری ماں ایک کار کے حادثے میں ہلاک ہو گئی ہے تو میں نے گریٹ لینڈ سے پروفیسر صاحب کو فون کیا اور انہیں ساری بات بتائی۔ پروفیسر صاحب بے حد حیران ہوئے۔ انہوں نے مجھے بلا لیا۔ میں یہاں آئی اور میں نے اپنی ماں کے خطوط انہیں دکھائے تو انہوں نے میری بات تسلیم کر لی اور انہوں نے مجھے اپنی بیٹی بنا لیا۔ اب ان کا رویہ مجھ سے اس قدر محبت بھرا پرخلوص اور مشفقانہ ہے کہ مجھے یقین ہے کہ میرا اصل باپ بھی شاید مجھ سے اس قدر محبت نہ کرتا۔ میری ماں نے خواہ مخواہ میرے متعلق پروفیسر صاحب کو نہ بتایا۔ بہرحال اب میں مستقل طور پر یہاں آ گئی ہوں۔ گذشتہ ایک ہفتے سے"...... اناکی نے پوری تفصیل سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اس دوران کار پورچ میں پہنچ کر رک بھی چکی تھی لیکن چونکہ اناکی مسلسل بولے چلی جا رہی تھی اس لئے عمران بھی کار بند کر کے خاموش بیٹھا اس کی باتیں سنتا رہا۔

"لیکن آپ کا نام کچھ غیر مانوس سا ہے۔ مصری نام تو ایسے نہیں ہوتے"...... عمران نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے مسکرا کر کہا اور اناکی بھی ہنستی ہوئی نیچے اتر آئی۔ جوزف بھی پھاٹک بند کر کے کار کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"میرا نام میری ماں نے رکھا تھا۔ اب یہ تو اسے معلوم ہو گا کہ یہ

کیسا نام ہے۔ بہرحال مجھے پسند ہے"...... اناکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اناکی کی رہنمائی میں ایک کمرے میں پہنچے تو کرسی پر ایک ادھیڑ عمر باوقار چہرے والا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر سیاہ فریم اور دبیز شیشوں والی نظر کی عینک موجود تھی۔ اس نے سلیپنگ گاؤن پہن رکھا تھا اور اس نے ہاتھ میں کوئی کتاب پکڑی ہوئی تھی۔ کمرے میں ایک الماری میں کتابیں سجی ہوئی تھیں۔

"ڈیڈی۔ علی عمران صاحب"...... اناکی نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا اور وہ آدمی جو پروفیسر بہرام تھا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"خوش آمدید جناب۔ اس نے اپنا تعارف کرا دیا ہو گا۔ میرا نام بہرام ہے"...... ادھیڑ عمر نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اناکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ نہ صرف تعارف بلکہ تفصیلی تعارف کرایا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پروفیسر بہرام بے اختیار ہنس پڑے۔ پھر رسمی فقرات کے بعد وہ وہیں بیٹھ گئے۔ جوزف وہیں پورچ میں ہی رک گیا تھا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے مسٹر عمران"...... اناکی نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جو جی چاہے پلوا دیجئے"...... عمران نے جواب دیا اور اناکی مسکراتی ہوئی واپس مڑ گئی۔

"پروفیسر آرتھر نے آپ کی بڑی تعریف کی ہے مسٹر عمران اور اسی لئے میں آپ سے ملنے کے لئے تیار ہو گیا تھا ورنہ میں عام طور پر ملنے ملانے سے گریز ہی کرتا ہوں۔ پروفیسر آرتھر نے بتایا تھا کہ آپ قدیم مصری تاریخ کے سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ کا تعلق پاکیشیا کی کسی یونیورسٹی سے ہے"...... پروفیسر بہرام نے کہا۔

"اگر آپ سے ملنے کے لئے ضروری ہے کہ ملنے والا کسی یونیورسٹی سے متعلق ہو تو پھر مجھے ورلڈ نالج یونیورسٹی کا طالب علم سمجھ لیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ورلڈ نالج یونیورسٹی۔ کیا مطلب۔ یہ کونسی یونیورسٹی ہے۔ میں تو اس کا نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں"...... پروفیسر بہرام نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس یونیورسٹی کا تعلق پوری دنیا سے ہے۔ پوری دنیا میں جہاں جہاں بھی اور جو جو بھی علم پھیلا ہوا ہے وہ اس یونیورسٹی کے طالب علموں کے نصاب میں شامل ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پروفیسر بہرام چند لمحوں تک خاموش بیٹھے رہے پھر اچانک چونکے اور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ میں سمجھ گیا کہ تمہیں ویسے علم حاصل کرنے کا شوق ہے۔ بہت خوب مجھے یہ سن کر حقیقتاً بے حد خوشی ہوئی ہے۔ ورنہ آج کل تو اس انداز میں علم کا حصول آؤٹ آف فیشن ہوتا جا رہا ہے۔ اب تو لوگ صرف کمرشل انداز کا علم حاصل کرتے

ہیں"...... پروفیسر نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔ اسی لمحے اناکی اندر داخل ہوئی۔ اس نے ٹرے اٹھایا ہوا تھا۔ جس میں مشروب کے تین گلاس موجود تھے۔

"آج ملازم چھٹی پر ہے۔ اس لئے میری بیٹی کو تکلیف کرنی پڑ رہی ہے"...... پروفیسر نے کہا۔

"ایسی بات نہیں ڈیڈی۔ مجھے تو آپ کی اور آپ کے مہمانوں کی خدمت کر کے خوشی ہوتی ہے"...... اناکی نے جواب دیا اور ایک ایک گلاس پروفیسر اور عمران کو دے کر وہ خود ایک گلاس لے کر کرسی پر بیٹھ گئی۔

"آپ کے ساتھی کو میں نے مشروب دینے کی کوشش کی تھی لیکن نجانے وہ کیسا آدمی ہے اس نے انتہائی سرد مہری سے انکار کر دیا ہے"۔ اناکی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ ایسا ہی آدمی ہے۔ وہ افریقہ کے ایک آدم خور قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے صرف سرخ رنگ کا مشروب ہی اسے پسند آتا ہے اور اس مشروب کا رنگ دودھ جیسا ہے۔ یہ اسے کہاں پسند آئے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آدم خور قبیلے۔ اوہ۔ مائی گاڈ"...... اناکی نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ خوفزدہ نہ ہوں۔ آدم خور اس کے آباؤ اجداد تھے وہ نہیں ہے۔ بس اب تو اس کی آدم خوری صرف خون کے رنگ تک ہی محدود ہو کر

رہ گئی ہے"...... عمران نے کہا اور پروفیسر بھی ہنس پڑا اور اناکی بھی مسکرادی۔

"میری بیٹی اناکی نے بھی گریٹ لینڈ کی یونیورسٹی سے قدیم مصریات کی ہی تعلیم حاصل کی ہے اور یقین کریں مجھے اس کے علم پر حیرت ہوتی ہے کہ بعض اوقات تو میں اپنے آپ کو اس کے سامنے علمی لحاظ سے انتہائی کمتر سمجھنے لگ جاتا ہوں"...... پروفیسر نے کہا۔

"ارے ڈیڈی۔ آپ تو مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔ بھلا میں کیا اور میرا علم کیا۔ آپ کا نام تو پوری دنیا میں مشہور ہے"...... اناکی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"یہ تو واقعی انتہائی مسرت آمیز بات ہے کہ مس اناکی بھی قدیم مصریات کی ماہر ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو جناب۔ آپ اب فرمائیں کہ آپ مجھ سے کیا مدد حاصل کرنا چاہتے ہیں"...... پروفیسر نے مشروب کا گلاس ختم کر کے ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

"آپ رعمیس کے بارے میں تو جانتے ہوں گے"...... عمران نے کہا تو پروفیسر بے اختیار چونک پڑا۔

"رعمیس۔ آپ کا مطلب اس قدیم دیوتا سے ہے جس سے قدیم پجاری جادو وغیرہ کیا کرتے تھے۔ روحوں کو تسخیر کیا کرتے تھے۔ اس کی بات کر رہے ہیں ناں آپ"...... پروفیسر نے قدرے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ درست سمجھے ہیں۔ قدیم مصر میں ایک معبد تھا جسے رعمیس معبد کہا جاتا تھا۔ مجھے اس معبد کے محل وقوع کی تلاش ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ مدفون معبدوں کے سلسلے میں طویل عرصے سے ریسرچ کر رہے ہیں۔ یہ بات بھی مجھے پروفیسر آرتھر نے بتائی تھی اور انہوں نے آپ کے متعلق بتایا اور ان کے کہنے پر میں پاکیشیا سے یہاں مصر آیا ہوں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"رعمیس معبد۔ ہاں اس نام کا معبد واقعی تھا لیکن یہ معبد تو شیطان کے پجاریوں کا تھا اور اس رعمیس کا تعلق بھی بلیک ورلڈ سے ہے۔ آپ کو اس کی کیوں تلاش ہے"...... پروفیسر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں اس موضوع پر ڈاکٹر رضا کے ساتھ مل کر ریسرچ کر رہا ہوں ڈاکٹر رضوان ہمیں گائیڈ کر رہے تھے لیکن وہ وفات پا گئے اس لئے مجھے آپ کے پاس آنا پڑا"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ...... تو یہ بات ہے۔ ڈاکٹر رضوان واقعی اس موضوع پر اتھارٹی تھے۔ لیکن وہ تو صرف اس میں علمی حد تک دلچسپی رکھتے تھے۔ مگر آپ تو عملی طور پر اس کے بارے میں کام کر رہے ہیں"...... پروفیسر نے کہا۔

"جی ہاں۔ میں اس معبد کو تلاش کر کے دنیا کے سامنے لے آنا چاہتا ہوں"...... عمران نے جواب دیا۔

"ویری سوری مسٹر عمران۔ میں اس سلسلے میں آپ کی کوئی مدد نہ کر سکوں گا۔ کیونکہ یہ میرا شعبہ ہی نہیں رہا"...... پروفیسر نے کہا۔

"ڈاکٹر رضوان نے ایک بار ذکر کیا تھا کہ آپ کے پاس قدیم کتبہ موجود ہے جس میں اس بارے میں کوئی اشارہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ہاں واقعی ایک معبد کی کھدائی سے وہ کتبہ ملا تھا۔ اس میں رعمیس کے بارے میں اشارہ موجود ہے لیکن صرف اس حد تک کہ ایسا معبد موجود تھا۔ اس سے زیادہ اس میں کچھ نہیں ہے"۔ پروفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ اس کتبے کا فوٹو گراف مجھے عنائت فرمائیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں ضرور۔ اناکی بیٹے۔ سیف میں ایک لفافہ موجود ہے اس پر سرخ پنسل سے چار کا ہندسہ لکھا ہوا ہے وہ لفافہ لے آؤ"...... پروفیسر نے اناکی سے کہا۔

"بہتر ڈیڈی"...... اناکی نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی۔

"کیا آپ اس سلسلے میں کوئی ٹپ نہیں دے سکتے۔ کوئی ایسا آدمی جس سے اس بارے میں کوئی معلومات مل سکیں"...... عمران نے کہا۔

"ایسا آدمی۔ اوہ ہاں۔ کچھ عرصہ قبل ایک کانفرنس میں ڈاکٹر اکرم

اس بارے میں بات کر رہے تھے۔ میں نے اس وقت تو توجہ ہی نہ دی تھی۔ وہ کافی لمبی بات کر رہے تھے۔ آپ ان سے مل لیں۔ شاید وہ آپ کا مسئلہ حل کر سکیں"...... پروفیسر نے کہا۔

"ان کا پتہ"...... عمران نے کہا۔

"وہ یہاں کی مقامی یونیورسٹی میں اس شعبے کے ہیڈ ہیں۔ وہیں یونیورسٹی میں ہی رہتے ہیں۔ مشہور آدمی ہیں۔ آپ کسی سے بھی پوچھ لیں"...... پروفیسر بہرام نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے اناکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں خاکی رنگ کا ایک بڑا سا لفافہ تھا۔ اس نے وہ لفافہ پروفیسر بہرام کی طرف بڑھا دیا۔ پروفیسر نے لفافہ لے کر اسے کھولا اور اس کے اندر موجود کافی سارے فوٹو گرافس نکال کر انہیں چیک کرنے لگے۔ پھر ایک فوٹو گراف انہوں نے علیحدہ کیا اور باقی لفافے میں رکھ کر علیحدہ کیا گیا فوٹو گراف اس نے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ لفافہ واپس رکھ آؤ بیٹی"...... پروفیسر نے لفافہ اناکی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس ڈیڈی"...... اناکی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور لفافہ لے کر ایک بار پھر کرسی سے اٹھی اور واپس دروازے کی طرف مڑ گئی۔ عمران اس دوران فوٹو گراف پر موجود تحریر پڑھنے میں مصروف تھا۔ یہ فوٹو گراف ایک خاص تکنیک سے بنایا گیا تھا۔ قدیم کتبوں کے فوٹو گراف اس تکنیک سے ہی بنائے جاتے ہیں۔ اس سے تحریر اس قدر

واضح ہو کر ابھر آتی ہے کہ جیسے کاغذ پر کسی نے خود ہی ہاتھ سے لکھا ہو۔ ورنہ تو قدیم کتبوں کے فوٹو گراف اگر عام انداز میں اتارے جائیں تو ایک حرف تک نہ پڑھا جا سکے۔

"ہاں ۔ واقعی اس میں تو صرف ذکر ہی ہے ۔ بہرحال اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے اپنے پاس رکھ لوں"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بالکل رکھ لو۔ میرے پاس اس کی بے شمار کاپیاں ہیں"۔ پروفیسر نے کہا۔ اسی لمحے انا کی اندر داخل ہوئی۔

"اچھا اب مجھے اجازت دیجئے ۔ میں نے آپ کا بہت وقت لیا ہے"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے آپ چل دیئے ۔ تشریف رکھیئے ۔ میں نے بھی یہ فوٹو گراف دیکھنا ہے ۔ آپ کو شاید علم نہ ہو کہ میں نے اس موضوع پر یونیورسٹی میں مقالہ لکھا تھا لیکن اس کتبے کا تو مجھے بھی علم نہ تھا"۔ انا کی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"پھر تو واقعی آپ نے بہت گہری ریسرچ کی ہو گی مقالہ لکھنے کے لئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فوٹو گراف جیب سے نکال کر انا کی کی طرف بڑھا دیا۔

"طالب علموں کے مقالے ایسے ہی ہوتے ہیں جناب"...... انا کی نے فوٹو گراف لیتے ہوئے مسکرا کر کہا اور عمران اور پروفیسر بہرام دونوں ہی اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑے ۔ انا کی نے کرسی پر بیٹھ

کر اس فوٹو گراف پر موجود تحریر کو پڑھنا شروع کر دیا ۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑی ۔

"رسامہ ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ تو یہ رعمیس معبد رسامہ کے علاقہ میں ہے"۔ یکلخت انا کی نے کہا تو پروفیسر بہرام اور عمران دونوں حیران ہو کر انا کی کی طرف دیکھنے لگے ۔

"یہ رسامہ تم نے کہاں سے پڑھ لیا"...... پروفیسر بہرام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس میں درج ہے ڈیڈی ۔ یہ دیکھئے"...... انا کی نے کہا اور اٹھ کر پروفیسر بہرام کے پاس گئی اور اس نے فوٹو گراف ان کے سامنے کر کے ایک لفظ پر انگلی رکھ دی ۔

"یہ ۔ یہ تو انا کا ہے ۔ ایک معبد کا نام ۔ جیسے رعمیس معبد ہے ۔ یہ رسامہ کیسے ہو گیا"...... پروفیسر بہرام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈیڈی ۔ یہ انا کا نہیں ہے ۔ اگر یہ انا کا ہوتا تو لفظ کے آخر میں یہ چھوٹی سی لکیر نہ ہوتی ۔ یہ دیکھیئے ۔ یہ مدہم سی لکیر"...... انا کی نے کہا تو پروفیسر بے اختیار چونک پڑا اور غور سے فوٹو گراف کو دیکھنے لگا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ ہاں ۔ ہاں واقعی ۔ یہ لکیر تو ہے ۔ اوہ ۔ یہ تو مجھے پہلے نظر ہی نہیں آئی ۔ حالانکہ میں نے اسے انلارج کرا کر پڑھا تھا"۔ پروفیسر بہرام کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی ۔

"ڈیڈی ۔ یہ لکیر انلارجمنٹ میں تو ویسے ہی غائب ہو گئی ہو گی ۔ اس کا رنگ نہیں دیکھ رہے ۔ یہ رنگ تو جیسے جیسے انلارج ہوتا جائے

غائب ہوتا جائے گا۔ یہ اب بھی بے حد مدہم نظر آ رہی ہے"...... انا کی نے کہا تو پروفیسر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ ویری گڈ انا کی ۔ تمہاری قدر میرے دل میں اور بڑھ گئی ہے۔ مجھے فخر ہے کہ میری بیٹی اس قدر ذہین ہے ۔ یہ واقعی رسامہ ہے اور اب تو اس سارے فقرے کا ہی مطلب بدل گیا۔ واقعی رغمیس معبد رسامہ میں ہے"...... پروفیسر بہرام نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے دکھایئے"...... عمران نے فوٹو گراف پروفیسر کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

"لائن تو موجود ہے جناب ۔ لیکن اس لائن سے رسامہ نہیں بنتا۔ بلکہ واقعی یہ اناکا ہی بنتا ہے"...... عمران نے چند لمحے غور کرنے کے بعد کہا۔

"نہیں مسٹر عمران ۔ انا کی درست کہہ رہی ہے ۔ یہ رسامہ ہی بنتا ہے"...... پروفیسر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر صاحب ۔ جس لائن کی وجہ سے آپ اسے رسامہ کہہ رہے ہیں اس کے آخر میں ایک کراسنگ لکیر بھی موجود ہے اور اس کراسنگ لکیر کے آنے کا مطلب ہے کہ یہ لکیر لفظ میں شامل نہیں ہے بلکہ زیبائشی ہے ۔ اس لئے اسے ہلکا رنگ دیا گیا ہے ۔ قدیم کتبوں میں یہی انداز ہمیشہ روا رکھا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کراسنگ لائن دکھاؤ"...... پروفیسر نے ایک بار پھر چونک کر کہا

اور عمران کے ہاتھ سے فوٹو گراف لے لیا۔

"ہاں واقعی کراسنگ لائن بھی موجود ہے ۔ عمران صاحب درست کہہ رہے ہیں انا کی آج نجانے مجھے کیا ہو گیا ہے ۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں کوئی طفل مکتب ہوں ۔ نہ ہی مجھے پہلی والی لکیر نظر آئی اور نہ کراسنگ لائن"...... پروفیسر بہرام نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"یہ بات نہیں پروفیسر بہرام ۔ دراصل دو طالب علموں کے درمیان آپ پھنس گئے ہیں ۔ بہرحال آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ کی وجہ سے مجھے یہ کتبہ مل گیا اور ڈاکٹر اکبر کا پتہ بھی ۔ اب مجھے اجازت دیجئے"...... عمران نے فوٹو گراف واپس لے کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ۔ کیا اس معبد کی تلاش میں آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں بھی آپ کے ساتھ کام کروں ۔ دراصل مجھے بھی اس کا بے حد شوق ہے ۔ ڈیڈی آپ عمران صاحب سے میری سفارش کیجئے ناں"...... انا کی نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ۔ انا کی واقعی آپ کی بے حد مددگار ثابت ہو گی"۔ پروفیسر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ جب میں اس کی تلاش کے لئے جاؤں گا تو آپ کو اطلاع کر دوں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں ۔ اس طرح نہیں ۔ میں اب آپ کے ساتھ رہوں گی ۔ کیوں ڈیڈی ۔ آپ سفارش کریں ناں"...... انا کی نے بچوں کے سے

انداز میں کہا۔

"بیٹے ۔ ابھی تو اسے کاغذوں پر تلاش کرنے کا مرحلہ ہے ۔ عمران صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں ۔ جب وہ عملی طور پر کام کریں گے تو وہ تمہیں ساتھ لے لیں گے "....... پروفیسر بہرام نے کہا۔

"عمران صاحب آپ کی رہائش کہاں ہے ۔ آپ یہاں ہماری کوٹھی میں آجائیں "....... اناکی نے کہا۔

"آپ کا اس آفر کا بے حد شکریہ ۔ میں یہاں اکیلا نہیں آیا ۔ میرے ساتھی بھی ہیں ۔ بہرحال آپ فکر نہ کریں ۔ میں نے جو وعدہ کیا ہے وہ میں پورا کروں گا "....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر پروفیسر بہرام سے مصافحہ کر کے وہ ان کے کمرے سے باہر آگیا ۔ اناکی اسے کار تک چھوڑنے آئی ۔

"عمران صاحب ۔ اپنا وعدہ ضرور پورا کریں ۔ ایسا نہ ہو کہ میں انتظار ہی کرتی رہوں "....... اناکی نے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا ۔ جوزف عمران کو آتے دیکھ کر پہلے ہی پھاٹک کی طرف چل پڑا تھا ۔

"عمران صاحب آپ کی رہائش کہاں ہے "...... اناکی نے عمران کے کار میں بیٹھتے ہوئے دوبارہ پوچھا۔

"ہوٹل خیابان میں "....... عمران نے کہا اور اناکی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور جب عمران پھاٹک کی طرف کار لے گیا تو اناکی پھاٹک بند کرنے کے لئے اس کے پیچھے آئی اور پھر جوزف نے پھاٹک کھول دیا ۔

اس لئے عمران کار باہر سڑک پر لے آیا اور جب جوزف سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا تو عمران نے کار آگے بڑھا دی ۔

" باس ۔ میں پھر کہہ رہا ہوں کہ اس لڑکی سے بچ کر رہنا ۔ یہ زنگالی جھیل کی چڑیل ہے "....... جوزف نے کہا۔

" ارے ابھی تک تمہارے ذہن میں یہی بات اٹکی ہوئی ہے ۔ بھلے آدمی یہ پروفیسر بہرام کی بیٹی ہے ۔ شریف لڑکی ہے "........ عمران نے کہا۔

" باس ۔ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں مجھے اس پر یقین ہے ۔ لیکن جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ بھی درست ہے "....... جوزف مسلسل اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

" اچھا چلو چھوڑو ۔ ڈیش بورڈ سے نقشہ نکالو ۔ ہم نے اب یونیورسٹی جانا ہے ۔ اس کا راستہ تلاش کرو "....... عمران نے کہا اور جوزف نے ڈیش بورڈ کھولا اور اس میں موجود کتابچہ باہر نکال لیا جو یہاں کی حکومت سیاحوں کے لئے شائع کرتی تھی ۔ اس میں مصر کے دارالحکومت کے بارے میں تفصیلی معلومات کے ساتھ ساتھ شہر کا انتہائی تفصیلی نقشہ بھی موجود تھا اور پھر جوزف راستہ بتاتا گیا اور عمران کار سمیت مصر کی اس قدیم ترین اور سب سے بڑی یونیورسٹی کے احاطے میں داخل ہو گیا ۔ ڈاکٹر اکبر واقعی بے حد مشہور تھے ۔ اس لئے عمران اور جوزف جلد ہی اس بلاک میں پہنچ گئے جہاں ڈاکٹر اکبر کی رہائش گاہ تھی ۔

"جی صاحب"........ ڈاکٹر اکبر کے ملازم نے جو دروازے کے باہر ہی موجود تھا۔ دروازے کے سامنے کار رکتے دیکھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھ آیا تھا۔

"ڈاکٹر اکبر صاحب سے ملنا ہے۔ میرا نام علی عمران ہے اور میں پاکیشیا سے آیا ہوں اور پروفیسر بہرام نے ہمیں ڈاکٹر صاحب کے پاس بھیجا ہے"..... عمران نے کار کا دروازہ کھولے بغیر ہی کھڑکی سے سر باہر نکال کر ملازم کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سے۔ اتنی دور سے۔ پروفیسر بہرام۔ اوہ ٹھیک ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب کو اطلاع دیتا ہوں۔ شاید ملاقات کے لئے رضا مند ہو جائیں۔ ورنہ وہ کسی سے بھی نہیں ملتے"....... ملازم نے جواب دیا اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی واپسی تقریباً پندرہ منٹ بعد ہوئی۔

"تشریف لائیے جناب۔ ڈاکٹر صاحب نے ملاقات کی اجازت دے دی ہے۔ لیکن جناب وہ ان دنوں بیمار ہیں اس لئے آپ برائے مہربانی زیادہ وقت نہ لیں"...... ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے۔ میں خیال رکھوں گا"....... عمران نے جواب دیا اور پھر جوزف کو کار میں بیٹھے رہنے کا کہہ کر عمران کار سے نیچے اترا اور ملازم کی رہنمائی میں چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دو راہداریوں سے گزرنے کے بعد ملازم ایک کمرے کے بند دروازے پر رک گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر آہستہ سی دستک دی

"آجاؤ"...... اندر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور ملازم نے آہستگی سے دروازہ کھولا اور عمران کو آنکھوں سے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔ سادہ انداز میں سجا ہوا کمرہ تھا۔ ایک کرسی پر ایک ادھیڑ عمر لیکن باوقار سا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ ملازم اندر داخل ہوتے ہی ایک طرف ہٹ گیا جبکہ عمران اس آدمی کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران کو دیکھ کر وہ آدمی جو یقیناً ڈاکٹر اکبر تھا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تکلیف دینے کی معافی چاہتا ہوں ڈاکٹر صاحب۔ میرا نام علی عمران ہے۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا"........ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کوئی بات نہیں جناب۔ مجھے ملازم نے بتایا ہے کہ آپ پاکیشیا سے آئے ہیں اور پروفیسر بہرام نے آپ کو بھیجا ہے تو میں فوراً آپ سے ملاقات کے لئے تیار ہو گیا۔ خوش آمدید"....... ڈاکٹر اکبر نے کہا اور پھر مصافحہ اور سلام دعا کے بعد عمران اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کافی لے آؤ"....... ڈاکٹر اکبر نے ایک طرف کھڑے ملازم سے کہا اور ملازم خاموشی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"فرمائیے۔ آپ نے کیسے تکلیف کی ہے۔ میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں"........ ڈاکٹر اکبر نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں رگمیس معبد کی تلاش پر کام کر رہا ہوں"..... عمران نے جواب دیا تو ڈاکٹر اکبر بے اختیار چونک پڑا۔

"رعمیس معبد کی تلاش"...... ڈاکٹر اکبر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"جی ہاں ۔ میں اسے تلاش کر کے مصری قدیم تاریخ میں ایک انقلابی اضافہ کرنا چاہتا ہوں ۔ اس سلسلے میں پروفیسر بہرام سے ملاقات ہوئی ہے ۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک ایسا کتبہ ہے جس میں رعمیس معبد کے بارے میں اشارہ موجود ہے ۔ اس کتبے کا فوٹو گراف میں نے ان سے لے لیا ہے لیکن اس میں واقعی صرف اس معبد کا نام موجود ہے ۔ بہرحال اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ رعمیس معبد کا وجود بہرحال تھا ۔ میں نے اس سلسلے میں مزید معلومات کے لئے جب ان سے کوئی ٹپ طلب کی تو انہوں نے آپ کا نام لیا ۔ اس لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن انہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں اس سلسلے میں آپ کی کوئی مدد کر سکتا ہوں ۔ اس موضوع پر تو کبھی میری ان سے بات نہیں ہوئی"...... ڈاکٹر اکبر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انہیں یاد تھا کہ ایک کانفرنس میں آپ اس بارے میں بات کر رہے تھے ۔ اس لئے ان کا خیال تھا کہ آپ اس سلسلے میں خاصا جانتے ہوں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"خاصا تو نہیں بہرحال جانتا ضرور ہوں ۔ لیکن یہ بات نہیں جانتا کہ وہ رعمیس معبد کہاں تھا ۔ میری ریسرچ کا تعلق صرف رعمیس کے

جادوئی پہلو سے تھا اور بس"...... ڈاکٹر اکبر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ میں تو اس معبد کو تلاش کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"آپ کو اس بات کا تو علم ہو گا ہی کہ رعمیس کا تعلق بلیک ورلڈ سے ہے ۔ اس لئے رعمیس معبد کو شیطان کا معبد کہا جاتا تھا"۔ ڈاکٹر اکبر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ۔ اچھی طرح علم ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اس لئے میرا مشورہ یہی ہے کہ آپ اس چکر میں نہ الجھیں ۔ ورنہ بلیک ورلڈ کی پراسرار قوتیں آپ کے خلاف بھی ہو سکتی ہیں اور اس کا نتیجہ آپ کے حق میں اچھا نہ رہے گا"...... ڈاکٹر اکبر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔ اسی لمحے ملازم ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا لیکن ٹرے میں صرف کافی کا ایک ہی کپ موجود تھا ۔ جو اس نے ٹرے سے اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"آپ نہیں لیں گے"...... عمران نے کافی کا کپ پکڑ کر ڈاکٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں ۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے ۔ آپ لیجئے"...... ڈاکٹر اکبر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ ملازم خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"ڈاکٹر اکبر ۔ بلیک ورلڈ کو تو خود اس معبد کی تلاش ہے"۔ عمران نے کافی سپ کرتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر اکبر بے اختیار چونک پڑا۔

"بلیک ورلڈ کو تلاش ہے۔ کیا مطلب۔ آپ کو کیسے علم ہوا۔
اسے کیسے اس کی تلاش ہو سکتی ہے۔ یہ معبد تو ہے ہی ان کا۔ انہیں تو
اس بارے میں معلوم ہی ہوگا اور اگر معلوم نہ بھی ہو تب بھی وہ
پراسرار قوتیں ہم انسانوں کی نسبت زیادہ آسانی سے اسے تلاش کر
سکتی ہیں"...... ڈاکٹر اکبر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر آپ اس بارے میں مجھے سب کچھ بتانے کا وعدہ کریں جو آپ
جانتے ہوں تو میں آپ کو پوری تفصیل بتا سکتا ہوں"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ کا مطلب ہے یہ بھی کوئی پراسرار کہانی ہے۔
ٹھیک ہے۔ میرا وعدہ کہ میں اس معاملے میں اپنی ذات کی حد تک
تمہاری پوری مدد کروں گا"...... ڈاکٹر اکبر نے کہا تو عمران نے اسے
پروفیسر رضا کی ملاقات سے لے کر یہاں تک پہنچنے کی ساری کہانی کے
موٹے موٹے پوائنٹس بتا دیئے اور ڈاکٹر اکبر کی آنکھیں حیرت سے
پھیلتی ہوئی ان کے کانوں تک پہنچ گئیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس قدر بھیانک اور خوفناک سازش۔
تمہاری بات درست ہے۔ میں اس پروفیسر البرٹ کو جانتا ہوں۔ وہ
ایسے ہی شیطانی ذہن کا آدمی ہے اور انتہائی متعصب اور کٹر یہودی ہے
اور مسلمانوں کا دشمن نمبر ایک بھی"...... ڈاکٹر اکبر نے انتہائی جوشیلے
لہجے میں کہا اور شاید وہ جوش کی وجہ سے آپ کی بجائے عمران کو تم کہہ
گیا تھا۔

"آپ نے اب واقعی اپنے وعدے پر عمل شروع کر دیا ہے کہ ایک
تو مجھے آپ کہنے کا تکلف ختم کر دیا ہے کیونکہ میں تو ایک طالب علم
ہوں اور آپ استاد۔ دوسرا آپ نے پروفیسر البرٹ کے بارے میں بھی
بات کر دی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس عزت افزائی کا شکریہ۔ میں پروفیسر البرٹ کے متعلق بتا رہا تھا
پروفیسر البرٹ گریٹ لینڈ کی ایک یونیورسٹی میں میرا ساتھی رہا ہے
اسے شروع سے ہی سپر نیچرل ورلڈ کے ساتھ بے حد شغف تھا اور وہ
اس سلسلے میں کام کرتا رہتا تھا۔ وہ عجیب وغریب شعبدے بھی دکھایا
کرتا تھا۔ پھر وہ ایک روز ملازمت چھوڑ کر اچانک چلا گیا۔ ایک دو بار
اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا کہ وہ بلیک ورلڈ پر خفیہ طور پر
ریسرچ کر رہا ہے اور بس۔ اس سے زیادہ اور مجھے کچھ معلوم نہیں لیکن
اتنا معلوم ہے کہ وہ کٹر یہودی اور متعصب آدمی ہے اور واقعی اس کا
ذہن شیطانی سکیمیں سوچنے میں بے حد تیز تھا۔ یہ یقیناً وہی پروفیسر
البرٹ ہوگا"...... ڈاکٹر اکبر نے کہا۔

"بالکل جناب۔ لیکن میں سب سے پہلے اس رعمیس کو تلاش کرنا
چاہتا ہوں تاکہ اس کی مدد سے پروفیسر البرٹ جو کام کرنا چاہتا ہے اسے
اس سے روک دوں۔ اس کے بعد پروفیسر البرٹ کے بارے میں
سوچوں گا"...... عمران نے کہا۔

"واقعی اب تو اس معبد کو تلاش کرنا ضروری ہے۔ لیکن یہ بات
مجھے اب تک سمجھ نہیں آئی کہ جب اس کا تعلق بھی بلیک ورلڈ سے ہے

تو بلیک ورلڈ اسے تلاش کیوں نہیں کر سکتی اور اس کا کوئی نمائندہ اس رحمیس کو براہ راست کیوں حاصل نہیں کر سکتا"...... ڈاکٹر اکبر نے کہا۔

"میرا اس بارے میں یہی خیال ہے کہ یہ سب کچھ اس لاہوشا پجاری کی وجہ سے ہے۔ اس نے شاید اسے صرف اپنے تک محدود رکھنے کے لئے کوئی خاص چکر چلایا ہوگا"...... عمران نے جواب دیا تو ڈاکٹر اکبر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے"...... ڈاکٹر اکبر نے کہا۔

"اب آپ اس سلسلے میں میری مدد کریں"...... عمران نے کہا۔

"اس سلسلے میں جو کام میں نے کیا ہے اسے میں نے تحریر کر لیا تھا لیکن بلیک ورلڈ کے خوف کی وجہ سے میں نے اسے شائع نہیں کرایا۔ وہ مضمون میں تمہیں دے دیتا ہوں۔ تم اسے پڑھ لو"...... ڈاکٹر اکبر نے کہا اور اٹھ کر ایک طرف کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور پھر جب وہ مڑا تو اس کے ہاتھ میں ایک موٹی سی فائل تھی۔

"یہ لو۔ اسے اطمینان سے پڑھ لو۔ اس کے بعد مزید بات کریں گے"...... ڈاکٹر اکبر نے فائل عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ تو خاصی ضخیم ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے ساتھ لے جاؤں۔ اسے اطمینان سے پڑھنے کے بعد میں پھر حاضر ہوں گا۔ یہ بھی آپ کو واپس کر دوں گا اور مزید بات چیت بھی ہو جائے گی"......

عمران نے کہا۔

"تم کہاں ٹھہرے ہوئے ہو۔ کیا پروفیسر بہرام کے پاس"۔ ڈاکٹر اکبر نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہوٹل خیابان کے کمرہ نمبر چار تیسری منزل پر رہ رہا ہوں"...... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے لے جاؤ اور اطمینان سے پڑھو۔ میرا خیال ہے کہ تم جیسا ذہین آدمی ضرور اس سے کچھ نہ کچھ حاصل کر لے گا اور اگر تم اس کی مدد سے اپنے عظیم مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہو تو مجھے اس سے مسرت ہو گی"...... ڈاکٹر اکبر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر مصافحہ کر کے وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ باہر موجود کار تک پہنچ گیا۔

"تم ڈرائیو کرو گاڑی جوزف اور واپس ہوٹل چلو"...... عمران نے عقبی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل کھولی اور اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔

جبوتی انتہائی شاندار انداز میں سجے ہوئے کمرے میں موجود ایک کرسی پر نیم دراز تھی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس نے اپنا سر کرسی کی پشت سے ٹکایا ہوا تھا۔ اچانک ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور جبوتی نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور پھر ہاتھ بڑھا کر سائیڈ تپائی پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... اس کا لہجہ سرد اور تحکمانہ تھا۔

"مادام۔ اناکی آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اناکی۔ اوہ بات کراؤ"...... جبوتی نے چونک کر کہا اور اس بار وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"ہیلو۔ اناکی بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد رسیور سے اناکی کی مدھم آواز سنائی دی۔

"یس۔ جبوتی بول رہی ہوں"...... جبوتی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جبوتی۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت یہاں دارالحکومت میں پہنچ چکا ہے اور ہوٹل خیابان میں رہائش پذیر ہے"...... اناکی نے کہا تو جبوتی کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

"کیسے معلوم ہوا۔ تفصیل سے بتاؤ"...... جبوتی نے اس بار قدرے جوش بھرے لہجے میں کہا اور جواب میں اناکی نے عمران کے پروفیسر بہرام کی کوٹھی میں آنے اور پھر واپس جانے تک ہونے والی ساری کارروائی بتادی۔

"کیا وہ اصل حلیئے میں ہے"...... جبوتی نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہی حلیہ ہے جس کا فوٹو تم نے مجھے دکھایا تھا"...... اناکی نے جواب دیا۔

"لیکن تم اس کے ساتھ کیوں نہیں گئی جبکہ یہ طے ہوا تھا کہ تم اس وقت تک اس کے ساتھ رہو گی جب تک وہ معبد کو تلاش نہیں کر لیتا"...... جبوتی کا لہجہ قدرے سخت تھا۔

"میں نے کوشش کی تھی لیکن وہ تو پتھر دل آدمی ہے۔ انتہائی بے حس سا۔ اس کی نظروں میں مجھے وہ چمک ہی نظر نہیں آئی جو میں ہر ملنے والے نوجوان کی آنکھوں میں ابھرتی دیکھتی ہوں۔ وہ تو مجھے اس طرح دیکھتا رہا جیسے میں کوئی عام سی لڑکی ہوں۔ میری کوشش کے باوجود اس نے صرف اتنا وعدہ کیا ہے کہ جب وہ معبد کو تلاش کرے گا تو وہ مجھے ساتھ لے جائے گا۔ اس کی رہائش گاہ بھی میں نے زبردستی اس سے

پوچھی ہے"....... اناکی نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمارا یہ حربہ ناکام رہا کہ وہ تمہارے حسن سے متاثر ہو کر تمہیں اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ ہو جائے گا"........ جبوتی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مکمل طور پر ناکام نجو۔ نجانے وہ کس مٹی کا بنا ہوا ہے"۔ اناکی نے جواب دیا۔

"وہ جس کتبے کا فوٹو گراف لے گیا ہے تم نے اس میں رسامہ کے علاقے کی نشاندہی کی تھی تاکہ ہم اسے وہاں آسانی سے گھیر سکیں"....... جبوتی نے پوچھا۔

"ہاں۔ پلان کے مطابق میں نے ایسا کیا تھا کہ وہ لکیر پروفیسر بہرام اور عمران کو دکھائی تھی جو میں نے تمہارے کہنے پر اس فوٹو گراف میں خود ڈالی تھی۔ پروفیسر بہرام نے تو اس لکیر کو دیکھتے ہی فوراً میری بات تسلیم کر لی۔ لیکن عمران نے اسے تسلیم نہیں کیا۔ اس نے کہا ہے کہ اس لکیر کے نیچے کوئی کراسنگ لائن ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ زیبائشی لکیر ہے۔ پتہ نہیں لکیر ڈالتے ہوئے وہ چھوٹی سی کراس لکیر کیسے پڑ گئی اور پھر پروفیسر نے بھی اس بات کی تائید کر دی"....... اناکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب کیا کیا جائے۔ پروفیسر البرٹ نے تو کہا تھا کہ تم اس کے ساتھ رہو گی اور اس نے تمہیں اپنے ساتھ رکھنے سے انکار کر دیا ہے"۔ جبوتی نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب نے جو پہلے پلان بنایا تھا اس پر عمل ہوتا تو شاید ایسا ہو جاتا"....... اناکی نے کہا اور جبوتی چونک پڑی۔

"پہلا پلان۔ کونسا پلان"....... جبوتی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہی کہ ڈاکٹر بشارت علی عمران کو میرے متعلق بتائے گا کہ میں اس کی اس معبد کی تلاش میں مدد کر سکتی ہوں۔ ڈاکٹر بشارت کی بات وہ ضرور مان لیتا۔ لیکن پھر انہوں نے پلان بدل دیا اور مجھے پروفیسر بہرام کی بیٹی بننا پڑا"....... اناکی نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اس کی بھی وجہ تھی اور تم نے دیکھا کہ ہماری کوشش کے باوجود عمران ہمارے اس لکیر والے حربے میں نہیں آیا۔ پروفیسر البرٹ جانتے ہیں کہ وہ انتہائی ذہین آدمی ہے اور اسے قدیم مصری تاریخ پر خاصی گہری معلومات ہیں اور انہیں یہ معلوم تھا کہ اس کتبے کے مطالعہ کے لئے عمران لازماً پروفیسر بہرام سے ملنے آئے گا اور اس کی پاکیزہ کردار کی انتہائی حسین بیٹی کو جو خود بھی قدیم مصری تاریخ کی ماہر ہو۔ لازماً ساتھ رکھ لے گا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا تو لازمی بات ہے کہ ڈاکٹر بشارت کے کہنے پر وہ تم سے ملتا تو پھر وہ فوراً سمجھ جاتا کہ تم اس معاملے میں اس کی مدد نہیں کر سکتی اور تمہارے حسن و جمال سے وہ بقول تمہارے قطعی متاثر ہی نہیں ہوا"......... جبوتی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن اب مجھے کیا کرنا ہوگا۔ میں نے تو اسی لئے فون

کیا ہے"...... اناکی نے کہا۔

"پہلے واقعی میرا خیال یہی تھا کہ میں اپنے گروپ کی مدد سے اس عمران کا خاتمہ کر دوں گی اور خود اس معبد کو تلاش کروں گی۔ اب جبکہ میں نے اس معبد کی تلاش شروع کی ہے تو مجھے ناکامی ہوئی ہے اور جس طرح عمران نے لکیر والی سکیم کو ناکام بنادیا ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ واقعی انتہائی تیز آدمی ہے۔ اس لئے وہ لازماً اس معبد کو تلاش کر لے گا۔ اس لئے اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک وہ معبد کو تلاش نہ کر لے اسے نہ چھیڑا جائے۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے اس بات سے باخبر رہنا ہے کہ وہ کب اسے تلاش کرتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اسے تلاش کر لے اور ہم انتظار کرتے رہ جائیں"...... جبوتی نے کہا۔

"تو پھر تم جیسے کہو"...... اناکی نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ میرے پاس آجاؤ۔ ہم یہاں سے اکٹھی ہوٹل خیابان اس کے پاس جائیں گی۔ تم میرا تعارف مصری تاریخ کی ایک ماہر کے طور پر کرا دینا۔ پھر میں خود سنبھال لوں گی۔ اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہاری بجائے میں خود اس کے ساتھ رہوں گی"...... جبوتی نے کہا۔

"لیکن اگر اس نے تمہارے حسن وجمال پر بھی توجہ نہ دی تو"۔ اناکی نے کہا۔

"میں حسن وجمال کے ساتھ ساتھ ذہانت کا استعمال بھی کروں گی

بہرحال تم فکر نہ کرو۔ جو میں چاہتی ہوں۔ ویسا ہی ہوگا"...... جبوتی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آرہی ہوں"...... دوسری طرف سے اناکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جبوتی نے کریڈل پر دو تین بار ہاتھ مارا۔

"یس مادام"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اناکی آرہی ہے۔ جیسے ہی وہ یہاں پہنچے۔ اسے میرے کمرے میں پہنچا دینا"...... جبوتی نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھی اور عقبی سمت موجود دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس نے لباس تبدیل کر لیا تھا۔ پہلے وہ نیم عریاں لباس میں تھی لیکن اب اس نے مکمل لباس پہن لیا تھا لیکن یہ لباس بھی خاصا چست تھا۔ تھوڑی دیر بعد اناکی وہاں پہنچ گئی۔

"اوہ۔ اس قدر چست لباس۔ ڈاکٹر صاحب نے تو بتایا تھا کہ عمران ان معاملوں میں انتہائی مشرقی خیالات کا حامل ہے"...... اناکی نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا۔

"اسی لئے تو مکمل لباس پہنا ہے اور اب یہ لباس اتنا بھی چست نہیں ہے۔ بالکل ہی ڈھیلے ڈھالے لباس میں تو یقیناً میں بڑھیا ہی لگوں گی"...... جبوتی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے...... جیسے تمہاری مرضی۔ لیکن ایک اور بات میرے ذہن میں آئی ہے۔ اگر تم اجازت دو تو کہہ دوں"...... اناکی

نے کہا۔

"ہاں ۔ہاں...... کھل کر کہو۔ کیا کہنا چاہتی ہو"........ جبوتی نے کہا۔

"بجائے اس کے کہ تم خود عمران سے جا کر ملو اور اس سے اس معبد کی تلاش کے بارے میں بات کرو۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ اپنے آدمیوں سے اس کی خفیہ نگرانی کراتی رہو۔ اب معبد یہاں دارالحکومت میں تو نہ ہوگا۔ کسی صحرا میں ہی ہوگا۔ جب عمران وہاں جائے گا تو اطلاع مل جائے گی"......... اناکی نے کہا۔

"اس خیال کی وجہ بھی بتا دو"........ جبوتی نے کہا۔

"میں نے جہاں تک اس عمران کو پڑھا ہے وہ حد درجہ ذہین اور شاطر آدمی ہے۔ اگر اسے معمولی سا شک بھی پڑ گیا کہ تم اس کے خلاف ہو تو وہ چکنی مچھلی کی طرح ہاتھ سے نکل جائے گا جبکہ ابھی اسے معلوم ہی نہ ہوگا کہ تم اس کی مخالفت میں کام کر رہی ہو"....... اناکی نے کہا تو جبوتی بے اختیار مسکرا دی۔

"تو تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ میرے متعلق اور میرے گروپ کے متعلق تفصیلات ڈاکٹر ولیم نے اس ڈاکٹر بشارت کے ذریعے عمران تک پہنچا دی ہیں"........ جبوتی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا عمران کو علم ہے کہ تم اور تمہارا گروپ اس کے خلاف کام کر رہا ہے"......... اناکی نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ۔اسے بتا دیا گیا ہے کہ بلیک ورلڈ نے جبوتی گروپ کو اس

معبد کو تلاش کے لئے ہائر کیا ہے"......... جبوتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔اوہ۔اس کے باوجود تم اس سے جا کر ملو گی"........ اناکی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔اسی میں تو لطف آئے گا۔اس کا اور میرا ہم دونوں کا مقصد ایک ہی ہے ۔اس لئے وہ لامحالہ یہ کوشش کرے گا کہ مجھ سے فائدہ اٹھائے اور میری کوشش ہوگی کہ اس سے فائدہ اٹھاؤں اور اس مشترکہ مقصد کی وجہ سے وہ مجھے ساتھ رکھنے پر یا مجھ سے زیادہ سے زیادہ ملنے پر مجبور ہو جائے گا"........ جبوتی نے کہا۔

"لیکن ایسا نہ ہو کہ وہی تم سے فائدہ اٹھا جائے اور تم ایسا نہ کر سکو"........ اناکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے اناکی۔ گو اس روپ میں میرے پاس بلیک ورلڈ کی کوئی طاقت موجود نہیں ہے لیکن میری ذہنی صلاحتیں بہت بڑھ گئیں ہیں ۔اس لئے تم فکر نہ کرو۔ میں عمران سے کسی صورت بھی کم نہ رہوں گی"۔ جبوتی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر تم مجھے ساتھ مت لے جاؤ تو بہتر ہے۔ تم خود اپنے طور پر جا کر اس سے ملو"........ اناکی نے کہا۔

"نہیں۔ تم نے اسے یہی کہنا ہے کہ میں بھی اسی مقصد کے لئے پروفیسر بہرام کے پاس آئی تھی اور تم مجھے ملوانے لے آئی ہو ۔اس طرح اس سے تعارف ہو جائے گا۔ باقی کام میں خود کر لوں گی"۔ جبوتی

نے کہا۔

"اوکے ۔آؤ پھر"...... اناکی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی ۔جبوتی بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگیں ۔

عمران کی نظریں فائل پر جمی ہوئی تھیں ۔وہ ہوٹل میں اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا اور جب سے وہ واپس آیا تھا مسلسل اس فائل کے مطالعے میں مصروف تھا جو وہ ڈاکٹر اکبر سے لے آیا تھا۔ عمران اپنے ساتھ صرف جوزف ۔جوانا اور ٹائیگر کو لے آیا تھا ۔چونکہ اس کے نقطہ نظر سے یہ کیس براہ راست پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نہ تھا اس لئے وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو ساتھ نہ لایا تھا اور پھر ان تینوں کو اس نے ان کے کمروں میں یہ کہہ کر بھجوا دیا تھا کہ وہ تنہائی میں بیٹھ کر پوری توجہ سے اس فائل کو پڑھنا چاہتا ہے ۔یہی وجہ تھی کہ وہ اس وقت کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ اسے واپس آئے ہوئے تقریباً دو گھنٹے گزر چکے تھے اور اب وہ فائل کے آخری صفحات کو پڑھنے میں مصروف تھا۔ پھر کچھ دیر بعد اس نے فائل کو بند کیا اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے اسے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر شکنوں

کا جال سا پھیلا ہوا تھا اور آنکھیں اس طرح سکڑی ہوئی تھیں جیسے وہ
کسی گہری سوچ میں ہو۔ فائل سے اسے کوئی خاص مدد تو نہ ملی تھی
لیکن ایک واضح اشارہ ایسا مل گیا تھا جس کے بارے میں وہ مزید غور
کر رہا تھا۔ ڈاکٹر اکبر نے رگمیس کے سلسلے میں ایک ایسے آدمی سے
ملاقات کی تھی جس کے پاس قدیم مصری نوادرات کا ذخیرہ تھا اور اس
آدمی کا نام فائل میں باقر ہاشانی لکھا ہوا تھا۔ یہ آدمی بزنس مین تھا اور
نوادرات کا ہی بزنس کرتا تھا۔ اس کے پاس ایک ایسا کتبہ موجود تھا
جس میں رگمیس معبد کے محل وقوع کے بارے میں درج تھا لیکن
اس کتبے میں اس محل وقوع کے لئے ایسی زبان استعمال کی گئی تھی
جسے کوئی مصری عالم نہ پڑھ سکا تھا گو ڈاکٹر اکبر نے اس سے اس کتبے کو
خریدنے کے لئے بھی بات چیت کی تھی لیکن اس نے اسے فروخت
کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ عمران سوچ رہا تھا کہ اگر اس آدمی
سے وہ کتبہ یا اس کا فوٹو گراف مل جائے تو وہ مصر کے بڑے بڑے
عالموں سے اسے پڑھنے کے سلسلے میں مل سکتا تھا۔ وہ یہی سوچ رہا تھا
کہ ڈاکٹر اکبر کو فون کر کے اس باقر ہاشانی کے بارے میں معلومات
حاصل کرے۔ لیکن اسے خدشہ تھا کہ ڈاکٹر اکبر پھر اس معاملے میں
مزید کرید کرے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ ساتھ جانے پر اصرار کرے اور
پھر بعد میں بھی اسے اس کے بارے میں بتانا پڑے گا۔ اس لئے وہ سوچ
رہا تھا کہ خود اس باقر ہاشانی کو تلاش کرے اور خود اس سے بات
کرے۔ چنانچہ آخر کار اس نے براہ راست باقر ہاشانی سے بات کرنے کا

فیصلہ کیا اور میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر اس نے فون
سیٹ کے نچلے حصے میں لگا ہوا بٹن دبا کر اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر
انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔

"نوادرات کے تاجر ہیں جناب باقر ہاشانی۔ ان کا فون نمبر
چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"ان کے آفس ہاشانی کارپوریشن کا نمبر چاہئے یا ان کی رہائش گاہ
کا"۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"دونوں ہی بتا دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے
آفس اور رہائش گاہ کے نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے شکریہ ادا کر کے
کریڈل دبایا اور پھر پہلے دفتر کے نمبر ڈائل کئے۔ کیونکہ ابھی دفتر کا وقت
تھا۔

"ہاشانی کارپوریشن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔

"باقر ہاشانی صاحب سے بات کرائیں۔ میں پرنس آف ڈھمپ کا
سیکرٹری بات کر رہا ہوں۔ پرنس ہاشانی صاحب سے نوادرات کی بہت
بڑی مالیت کی کھیپ کیش خریدنا چاہتے ہیں"...... عمران نے جوزف
کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند

لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔باقرباشانی بول رہا ہوں"...... بولنے والے کے لہجے میں ہلکی سی حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

"میرا نام جوزف ہے اور میں پرنس آف ڈھمپ کا سیکرٹری ہوں۔ پرنس اپنی ریاست کے سرکاری عجائب گھر کے لئے قدیم مصری نوادرات خریدنا چاہتے ہیں۔لاکھوں ڈالر کا سودا ہو سکتا ہے۔ کیش سودا۔قیمت وغیرہ کی فکر نہ کریں۔جو چیز پرنس کو پسند آجاتی ہے وہ اس کی قیمت پر غور ہی نہیں کیا کرتے۔پرنس اس وقت یہاں دارالحکومت میں ایک نجی دورے کے سلسلے میں آئے ہوئے ہیں۔کیا آپ ان سے ملاقات کریں گے"...... عمران نے جوزف کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے ملاقات میں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔لیکن یہ ڈھمپ جگہ کونسی ہے۔میں نے تو یہ نام آج پہلی بار سنا ہے حالانکہ میرا کاروبار زیادہ تر شاہی افراد سے ہی رہتا ہے"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ریاست ڈھمپ کوہ ہمالیہ کے دامن میں واقع ایک آزاد ریاست ہے اور چونکہ وہاں انتہائی قیمتی معدنیات وسیع پیمانے پر نکلتی ہیں اس لئے امارت کے لحاظ سے اس وقت ریاست ڈھمپ سرفہرست ہے لیکن کنگ آف ڈھمپ ریاست کی پبلسٹی کے قائل نہیں ہیں کیونکہ وہاں سے قیمتی ترین اور وافر مقدار میں ملنے والی معدنیات کی وجہ سے

ریاست کی آزادی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے"...... عمران نے جوزف کے لہجے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔تو یہ بات ہے۔ٹھیک ہے۔میں پرنس سے ملاقات کے لئے تیار ہوں۔کہاں ہوگی یہ ملاقات اور کب"...... باقرباشانی نے جواب دیا۔اس بار اس کے لہجے میں مسرت اور اشتیاق نمایاں تھا۔

"پرنس چونکہ نجی دورے پر ہیں اور وہ مقامی حکومت کو اس دورے سے آگاہ نہیں کرنا چاہتے۔ورنہ سرکاری پروٹوکول کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔اس لئے پرنس آپ کے دفتر میں آپ سے فوری ملاقات چاہتے ہیں تاکہ سودا مکمل کر کے اور آپ کو پیمنٹ کر کے وہ خاموشی سے واپس چلے جائیں۔مال آپ بعد میں بھی بھجوا سکتے ہیں۔پرنس کو آپ کے متعلق جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق آپ مصر کے سب سے بڑے نوادرات کے ڈیلر اور تاجر بھی ہیں اور آپ کا کاروبار انتہائی ایماندارانہ بنیادوں پر قائم ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں پرنس کا بے حد ممنون ہوں اور میں اپنے دفتر میں پرنس کا استقبال کر کے انتہائی فخر محسوس کروں گا"...... باقرباشانی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک بات کا خیال رکھیں جناب کہ پرنس کو صرف خاص نوادرات پسند آتے ہیں اس لئے آپ عام سے نوادرات انہیں دکھانے کا تکلف ہی نہ کریں تو بہتر ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں جناب۔پرنس کو میں مطمئن کر دوں گا"......

باقر ہاشانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے پرنس .... ایک گھنٹے بعد آپ کے آفس پہنچ جائیں گے اور روانگی سے قبل آپ کو دوبارہ فون کر دیا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"میں بسرو چشم ان کا منتظر رہوں گا"...... دوسری طرف سے ہاشانی نے جواب دیا۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے ہاتھ مار کر کریڈل دبایا اور پھر فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے فون کو ہوٹل ایکس چینج سے منسلک کر دیا۔ چونکہ اس نے کریڈل دبا کر چھوڑ دیا تھا اور رسیور اس کے ہاتھ میں تھا اس لئے بٹن دیتے ہی ہوٹل آپریٹر سے رابطہ قائم ہو گیا۔

"یس سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مینجر سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ مینجر بول رہا ہوں جناب"...... چند لمحوں بعد ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"مسٹر مینجر۔ مجھے ایک پارٹی سے ملاقات کے لئے جانا ہے۔ کیا آپ نیو ماڈل رولس رائس کار کا بندوبست کر سکتے ہیں۔ باوردی ڈرائیور سمیت۔ لیکن کار ٹیکسی کے طور پر رجسٹرڈ نہیں ہونی چاہئے۔ واپسی ایک دو گھنٹے کے درمیان ہو جائے گی اور کرایہ آپ جو چاہیں۔ لیکن کار بالکل نئی اور شاندار ہونی چاہئے اور زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹے تک

یہاں پہنچ جائے"...... عمران نے کہا۔

"بالکل جناب۔ ہم اپنے معزز گاہکوں کی خدمت اپنا فرض سمجھتے ہیں جناب۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے مینجر نے کہا۔

"او کے۔ کار منگوا لیں اور مجھے اطلاع دیں۔ کار کا بل بھی ساتھ ہی بھجوا دیں"...... عمران نے کہا۔

"کار آ جائے گی جناب۔ بل پیشگی ادا کرنے کی ضرورت نہیں جناب۔ ہمیں اپنے معزز گاہکوں پر مکمل اعتماد ہوتا ہے۔ رینٹ آپ کے فائنل بل میں جمع ہو جائے گا"...... دوسری طرف سے مینجر نے کہا۔

"او کے۔ تھینک یو"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر کریڈل دبا کر اس نے کال ختم کر دی۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"روم نمبر نو نائن نو۔ مسٹر جوزف سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... آپریٹر نے جواب دیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف۔ جوانا اور ٹائیگر کو ساتھ لے کر میرے کمرے میں آ جاؤ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے میز پر رکھی ہوئی فائل اٹھائی اور کمرے کی دیوار میں نصب سیف کھول کر اس نے فائل سیف میں رکھی اور سیف بند کر دیا۔ یہ سیف ہوٹل کی طرف سے

مسافروں کی قیمتی اشیا کی حفاظت کے لئے ہر کمرے میں نصب کئے گئے
تھے تاکہ مسافروں کی عدم موجودگی میں کمرے کی صفائی کے دوران
ملازم مسافروں کی کوئی قیمتی چیز چوری نہ کر لیں۔ مسافروں کے لئے
جو ہدایت نامہ ہر کمرے میں رکھا ہوا تھا اس میں خاص طور پر یہ
ہدایت ہوٹل انتظامیہ کی طرف سے درج تھی کہ وہ اپنی تمام قیمتی اشیا
کو سیف میں محفوظ کر لیں ورنہ چوری ہو جانے کی صورت میں انتظامیہ
ذمہ دار نہ ہو گی۔ عمران کے نقطہ نظر سے چونکہ یہ فائل قیمتی تھی اس
لئے اس نے اسے سیف میں رکھ دیا تھا اور سیف میں رکھی جانے والی یہ
پہلی چیز ہی تھی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا۔
اس کے پیچھے جوزف اور جوانا تھے۔

"جوزف۔ پرنس کے باڈی گارڈز والی تمہاری اور جوانا کی مخصوص
یونیفارمز تمہارے سامان میں موجود ہیں ناں۔ میں نے تمہیں انہیں
ساتھ لے آنے کی ہدایت کی تھی"...... عمران نے جوزف سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے جواب دیا۔

"کیا آپ پرنس بن کر کہیں جانا چاہتے ہیں ماسٹر"...... جوانا نے
چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ نوادرات کے ایک بہت بڑے تاجر باقر پاشانی سے ملنا ہے
مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسا کتبہ ہے جس میں
ہمارے مطلب کی چیز موجود ہے لیکن وہ اسے کسی کو دکھانے اور

فروخت کرنے سے انکاری ہے اس لئے مجبوراً مجھے پرنس آف ڈھمپ بن
کر جانا پڑ رہا ہے۔ اس طرح یقیناً مقصد آسانی سے حل ہو جائے گا"۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس۔ آپ کا پرنس والا لباس تو ساتھ نہیں ہے آپ نے
اسے ساتھ رکھنے کی ہدایت بھی نہ کی تھی"...... جوزف نے کہا۔

"یہاں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تھری پیس سوٹ سے کام چل
جائے گا۔ تم جا کر یونیفارمز پہن لو"...... عمران نے جواب دیا تو
جوزف اور جوانا دونوں واپس مڑ گئے۔

"میرا کیا کردار ہو گا باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم میرے ذاتی دوست ہو۔ تمہارا نام رضوان ہے اور تمہارا تعلق
بھی ریاست ڈھمپ سے ہی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔

"پھر تو یہ روپ میرے لئے باعث فخر ہو گا"...... ٹائیگر نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شاہوں کی دوستی بھی خطرناک ہوتی ہے اور دشمنی بھی۔ اس لئے
اس قدر خوش ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے منہ
بناتے ہوئے جواب دیا اور ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں لباس تبدیل کر لوں پھر آتا ہوں۔ کوشش کروں گا کہ پرنس
کی ذاتی دوستی کے معیار پر پورا اتروں"...... ٹائیگر نے کہا اور عمران
بے اختیار مسکرا دیا۔ ٹائیگر کے واپس جانے کے بعد عمران اٹھا اور

ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔جہاں جوزف نے اس کے سامان میں سے اس کے لباس نکال کر لٹکا دیئے تھے۔ عمران تھوڑی دیر بعد جب ڈریسنگ روم سے باہر آیا تو اس کے جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے اور جدید تراش کا نیوی بلیو رنگ کا تھری پیس سوٹ موجود تھا۔اس کے گلے میں انتہائی قیمتی موتیوں کے دو ہار بھی موجود تھے جن کی وجہ سے اس کی وجاہت میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا۔انگلی میں انتہائی قیمتی اور نادر ہیرے کی انگوٹھی تھی۔انگوٹھی پلاٹینیم کی بنی ہوئی تھی۔ عمران عام طور پر اپنے آپ سے لاپرواہ سا رہتا تھا لیکن اب چونکہ اس نے اپنے آپ کو پرنس کا رول ادا کرنے کے لئے خصوصی طور پر تیار کیا تھا اس لئے اس کی وجاہت میں ہزاروں نہیں تو بلا مبالغہ سینکڑوں گنا اضافہ ہو گیا تھا۔اسی لمحے دروازہ کھلا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا۔اس نے کشمشی رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اور اس سوٹ میں اس کی وجاہت بھی عمران سے زیادہ نہیں تو کم بھی نظر نہ آ رہی تھی۔

"آپ تو واقعی پرنس لگ رہے ہیں"...... ٹائیگر نے اندر داخل ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"صرف پرنس ...... اوہ ہمارا خیال تھا کہ ہم پرنس چارمنگ ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"واقعی آپ پرنس چارمنگ ہی ہیں"...... ٹائیگر نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔اسی لمحے دروازہ دوبارہ کھلا اور جوزف اور جوانا

اندر داخل ہوئے۔ان کے جسموں پر باڈی گارڈز کی خاکی رنگ کی مخصوص یونیفارمز تھیں اور بیلٹ کے دونوں طرف لٹکے ہوئے ہولسٹرز میں بھاری ریوالوروں کے دستے نظر آ رہے تھے۔اس یونیفارمز میں وہ واقعی قوت اور طاقت کے پہاڑ نظر آ رہے تھے۔

"ان ریوالوروں کے لائسنس رکھ لئے ہیں ساتھ۔ایسا نہ ہو کہ مصر کی پولیس پرنس کو بے عزت کر دے"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"......جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"رقم کی گڈیاں۔مخصوص گرینڈ چیک بک۔پرنس کا شاہی کارڈ۔ سب کچھ ہے ناں"...... عمران نے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید بات چیت ہوتی۔ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"منیجر بول رہا ہوں۔حکم کے مطابق کار پہنچ گئی ہے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"آپ ڈرائیور کو میرے کمرے میں بھجوا دیں تاکہ میں اسے ہدایات دے سکوں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"...... عمران نے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک باوردی

ڈرائیور جس نے باقاعدہ وی آئی پی ڈرائیور یونیفارم پہن رکھی تھی۔ اندر داخل ہوا۔ وہ ادھیڑ عمر آدمی تھا اور چہرے مہرے سے خاصا تجربہ کار نظر آرہا تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی جیسے ہی اس کی نظر عمران اور اس کے ساتھ موجود جوزف اور جوانا پر پڑیں تو وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت مرعوبیت کے تاثرات ابھر آئے تھے اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔ وہ مقامی آدمی تھا۔

"سیکرٹری"...... عمران نے ڈرائیور کے سلام پر آہستہ سے سر کو ہلاتے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس پرنس"...... جوزف نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈرائیور کا نام معلوم کیا جائے اور چونکہ اس سے ہماری پہلی ملاقات ہے اس لئے رواج کے مطابق اسے انعام بھی دیا جائے"۔ عمران نے اسی طرح شاہانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام کرامت ہے جناب"...... ڈرائیور نے خود ہی سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔ عمران کے اس انداز پر اس کے چہرے پر پہلے سے موجود مرعوبیت کے تاثرات میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

"جناب نہیں پرنس۔ سمجھے۔ آئندہ ایسی گستاخی نہ کرنا۔ یہ لو انعام"...... جوزف نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر اس نے ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر"...... ڈرائیور نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا اور جلدی سے نوٹ جوزف کے ہاتھ سے لے لیا۔

"کرامت کو بتا دیا جائے کہ ہم نے ہاشانی کارپوریشن کے آفس میں جانا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس پرنس"...... ڈرائیور نے جواب دیا۔

"جاؤ نیچے اور ہمارا انتظار کرو"...... جوزف نے کہا اور ڈرائیور نے اس بار خاصا جھک کر سلام کیا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"میں ہاشانی کو فون کر دوں کہ پرنس آرہا ہے"...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر ہاشانی کے دفتر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہاشانی کارپوریشن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"باقر ہاشانی صاحب سے رابطہ کرائیں۔ میں پرنس آف ڈھمپ کا سیکرٹری بول رہا ہوں"...... عمران نے جوزف کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور عمران کو اپنے لہجے میں بات کرتے دیکھ کر جوزف کے چہرے پر یکلخت مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ جیسے عمران نے اس کے لہجے کی نقل کر کے اسے بہت بڑا خزانہ بخش دیا ہو۔

"ہاشانی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد باقر ہاشانی کی آواز سنائی

دی۔

"پرنس آپ سے ملاقات کے لئے روانہ ہونے والے ہیں۔آپ منتظر رہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہم ان کے استقبال کے لئے ان کی آمد کے دل وجان سے منتظر ہیں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا ہی تھا کہ یکلخت دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"...... عمران نے چونک کر کہا۔دوسرے لمحے دروازہ کھلا تو عمران سمیت کمرے میں موجود سب افراد بے اختیار چونک پڑے۔آنے والی دو عورتیں تھیں انتہائی خوبصورت اور نوجوان۔ان میں سے ایک نے مکمل مقامی لباس پہن رکھا تھا جبکہ دوسری کے جسم پر ایک شوخ رنگ کا سکرٹ تھا۔مکمل لباس والی کے چہرے پر پاکیزگی اور شرافت کا رنگ نمایاں تھا جبکہ دوسری کے چہرے پر بے باکی اور بے تکلفی نمایاں تھی۔عمران اور جوزف دونوں ہی اس مکمل لباس والی کو پہچان گئے۔یہ پروفیسر بہرام کی سوتیلی بیٹی اناکی تھی۔

"اوہ۔آپ شاید کہیں جا رہے تھے۔ویری سوری مسٹر علی عمران۔یہ میری دوست ہے ان کا نام جبوتی ہے۔جس مقصد کے لئے آپ ڈیڈی کے پاس آئے تھے۔یہ بھی اسی مقصد کے لئے آئی تھی۔اس لئے میں نے سوچا کہ انہیں آپ سے ملوا دوں"...... اناکی نے کمرے کی صورت حال دیکھتے ہوئے گھبرائے ہوئے سے لہجے میں کہا جبکہ جبوتی کی نظریں عمران پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے چپک سی گئی ہوں۔

اس کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات بتا رہے تھے کہ اسے عمران کی وجاہت نے بے پناہ متاثر کیا ہے۔

"سیکرٹری"...... عمران نے اناکی کی بات سن کر جوزف کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"یس پرنس"...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو جبوتی اور اناکی دونوں پرنس کا لفظ سن کر بری طرح چونک پڑیں۔

"معزز مہمانوں کو بیٹھنے کے لئے کہا جائے اور انہیں مشروبات پیش کئے جائیں"...... عمران نے کہا۔

"تشریف رکھیں معزز خواتین۔پرنس آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں"...... جوزف نے کسی ماہر سیکرٹری کی طرح بات کرتے ہوئے کہا۔

"مم۔مم۔مگر ہمارے گھر تو آپ صرف علی عمران تھے۔پرنس"۔اناکی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مس اناکی۔آپ کے ڈیڈی صاحب علم ہیں اور ہم علم کے قدر دان۔اس لئے وہاں پرنس کی بجائے ایک طالب علم کی حیثیت سے گئے تھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اناکی کے چہرے پر اور زیادہ حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"آپ کی طرف سے اپنی عزت افزائی پر بے حد مشکور ہیں پرنس۔کیا آپ اپنا تفصیلی تعارف کرائیں گے کہ آپ کہاں کے پرنس ہیں"...... جبوتی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ اناکی اس کے ساتھ

والی کرسی پر بیٹھ گئی تھی اور عمران ان کے سامنے جبکہ جوزف اور جوانا عمران کے عقب میں کھڑے ہوئے تھے۔ ٹائیگر اپنی جگہ خاموش کھڑا تھا۔

"سیکرٹری .... محترم خاتون سے ہمارا تفصیلی تعارف کرایا جائے"........ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا پھر وہ ٹائیگر سے مخاطب ہوا۔

"آپ بھی تشریف رکھیں مسٹر رضوان۔ آپ ہمارے ذاتی دوست ہیں اس لئے آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ آپ ہمارے برابر بیٹھ سکتے ہیں"........ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس عزت افزائی کا بے حد شکریہ پرنس"......... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں اناکی کے سامنے پڑی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اناکی نے بڑی گہری نظروں سے ٹائیگر کو دیکھا اور اس کی آنکھوں میں یکلخت ٹائیگر کے لئے انتہائی پسندیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن ٹائیگر کا چہرہ سپاٹ تھا۔

"محترم خاتون۔ پرنس ریاست ڈھمپ کے ولی عہد ہیں اور ریاست ڈھمپ کوہ ہمالیہ کے دامن میں ایک آزاد خود مختار اور خوشحال ریاست ہے۔ پرنس یہاں نجی دورے پر آئے ہیں"....... جوزف نے تفصیلی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ سے مل کر مجھے یقیناً بے حد مسرت ہوئی ہے۔ میں نے آج تک صرف تصویروں اور فلموں میں پرنس دیکھے تھے۔ لیکن آج آپ

کو دیکھ کر مجھے معلوم ہوا ہے کہ حقیقتاً پرنس کس قدر خوبصورت ہوتے ہیں"....... جبوتی نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"ہم اس تعریف پر محترم خاتون کا شکریہ ادا کرتے ہیں"۔ عمران نے بڑے شاہانہ وقار سے بات کرتے ہوئے کہا جبکہ جوزف تعارف کرانے کے بعد فون پر روم سروس کو مشروبات بھیجنے کا آرڈر دینے میں مصروف ہو گیا۔

"پرنس۔ آپ کو رعمیس کی تلاش کیوں ہے"....... جبوتی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ہم اسے اپنی ریاست کے سرکاری عجائب گھر کی زینت بنانا چاہتے ہیں"....... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن کیا آپ کو علم نہیں کہ رعمیس کا تعلق بلیک ورلڈ سے ہے"........ جبوتی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بلیک ورلڈ کا تعلق تو اور بھی بہت سی خوبصورت چیزوں سے ہو سکتا ہے۔ کیا ہم ہر اس چیز کو اس لئے حاصل کرنے سے باز رہ جائیں کہ اس کا تعلق بلیک ورلڈ سے ہے"....... عمران نے جواب دیا تو جبوتی بے اختیار چونک پڑی۔

"آپ کس کی بات کر رہے ہیں"........ جبوتی نے کہا۔

"سوری محترم خاتون۔ ہم اپنی بات کی وضاحت کے قائل نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ ہماری شان کے خلاف ہے۔ ویسے کیا آپ ہمیں یہ بتانا پسند فرمائیں گی کہ جب آپ کو معلوم ہے کہ رعمیس کا تعلق بلیک

ورلڈ سے ہے۔ تو آپ کیوں اسے تلاش کر رہی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"مجھے ایک پارٹی نے اس کو تلاش کرنے کے لئے ہائر کیا ہے۔ میرا ایک گروپ ہے اور ہم ایسے کام کرتے ہی رہتے ہیں"...... جبوتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ویٹر ٹرے میں مشروبات کے دو گلاس اٹھائے اندر داخل ہوا تو جوزف نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کی ٹرے سے مشروبات کے دونوں گلاس اٹھائے اور خود انہیں جبوتی اور اناکی کے سامنے رکھ دیا۔ لیکن جیسے ہی وہ جبوتی کے سامنے میز پر گلاس رکھنے کے لئے جھک کر جبوتی کے قریب ہوا۔ دوسرے لمحے وہ بے اختیار ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی ناگواری کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ جبوتی اور اناکی دونوں کی چونکہ جوزف کی طرف پشت تھی اس لئے وہ جوزف کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات کو نہ دیکھ سکیں لیکن عمران۔ ٹائیگر اور عمران کے عقب میں موجود جوانا کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"پرنس۔ کیا یہ ملاقات فوری ختم نہیں ہو سکتی"...... اچانک جوزف نے سخت لہجے میں کہا تو جبوتی اور اناکی دونوں نے بے اختیار مڑ کر جوزف کی طرف دیکھا۔

"یہ معزز خواتین گو وقت حاصل کئے بغیر تشریف لے آئی ہیں اور ہم بغیر وقت دیئے کسی سے ملاقات نہیں کیا کرتے سیکرٹری۔ لیکن محترمہ

اناکی چونکہ ایک صاحب علم کی صاحبزادی ہیں اور خود بھی صاحب علم ہیں۔ اس لئے ان کے احترام میں ہم نے ان سے ملاقات منظور کر لی ہے گو ہم نے انتہائی ضروری کام کے لئے جانا ہے اور ہم جانے کے لئے تیار تھے۔ لیکن ظاہر ہے معزز خواتین کے احترام میں ہم ازخود ملاقات ختم نہیں کر سکتے۔ یہ ریاست ڈھمپ کے اصولوں کے خلاف ہے۔ لیکن تم نے ایسی تجویز کیوں پیش کی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس لئے پرنس کہ ان میں سے ایک معزز خاتون کا تعلق شیطانی دنیا سے ہے۔ اس کا تعلق راگولی معبد سے ہے"...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو جبوتی یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے چہرے پر شدید ترین غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یو شٹ اپ۔ نانسنس۔ تم میری توہین کر رہے ہو"...... جبوتی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کا خوبصورت چہرہ یکلخت بھوکی بلی کے چہرے کی طرح سکڑ سا گیا تھا۔

"ہم جانتے ہیں سیکرٹری۔ اس کے باوجود بہرحال یہ خواتین ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کیا جانتے ہیں آپ"...... جبوتی عمران کی بات سن کر بے اختیار مڑی۔ اس بار اس کا لہجہ بے حد جارحانہ تھا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یکلخت بری طرح چیختی ہوئی فضا میں اچھلتی چلی گئی اس کے ہاتھ پیر تیزی سے ادھر ادھر حرکت کر رہے تھے۔ اس کی گردن

جوزف کے ہاتھ میں تھی اور جوزف نے اسے فضا میں اٹھایا ہوا تھا اور وہ اس کے ہاتھ میں لٹکی فضا میں بری طرح ہاتھ پیر مار رہی تھی۔

"یہ۔یہ۔کیا کر رہے ہو۔یہ کیا کر رہے ہو"...... اناکی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"تمہاری یہ جرأت گندی روح کہ تم باس کے سامنے چیخو۔میرا نام جوزف ہے جوزف۔جس سے راگولی معبد کی گندی روحیں اس طرح ڈرتی ہیں کہ جیسے شیر کے سامنے بکریاں۔اب اگر تم نے دوبارہ باس کے سامنے بکواس کی تو ایسی سزا دوں گا کہ تمہاری یہ گندی روح لاہونا کی دلدل میں پڑی ہمیشہ ہمیشہ سڑتی رہ جائے گی"...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے جبوتی کو دوبارہ کرسی پر پٹخ دیا۔جبوتی کرسی سے نیچے گری اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے گردن مسلنا شروع کر دی اور پھر وہ جوزف کی طرف مڑی۔اس کی آنکھوں سے یکلخت شعلے سے نکلنے لگے تھے۔

"تم۔تمہاری یہ جرأت کہ تم جبوتی کے ساتھ یہ سلوک کرو کالے گدھ"...... جبوتی نے غراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح جبوتی اپنی جگہ سے اچھلی۔اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں جوزف کے سینے میں زوردار فلائنگ کک مارنے کی کوشش کی تھی لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختی ہوئی فضا میں اٹھتی ہوئی ایک دھماکے سے دروازے سے ٹکرا کر نیچے گری۔جوزف نے اس کے

اچھلتے ہی یکلخت اچھل کر اپنے آپ کو اس کے حملے سے نہ صرف بچایا تھا بلکہ اس نے اپنے ہی زور میں آگے بڑھتی ہوئی جبوتی کی پشت پر اس طرح ضرب لگائی تھی کہ اس کا جسم فضا میں قلا بازی کھاتا ہوا پوری قوت سے سامنے دروازے سے جا ٹکرایا تھا اور چونکہ قلا بازی کھا جانے کی وجہ سے دروازے سے اس کا سر ٹکرایا تھا اس لئے نیچے گر کر وہ دو بار تڑپی۔اس نے ایک بار جسم کو سمیٹ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر ساکت ہو گئی۔

"میں ہاتھ دھو لوں پرنس۔اس گندی روح کو چھونے کی وجہ سے میرا ہاتھ بھی گندا ہو گیا ہے"...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تیزی سے ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"یہ۔یہ سب کیا ہے۔یہ سب کیا ہے۔کیا آپ لوگ خواتین کا یہی احترام کرتے ہیں۔میں جبوتی کو اس دعویٰ سے یہاں لے آئی تھی کہ آپ انتہائی شریف آدمی ہیں۔لیکن"...... اناکی نے غصے کی شدت سے ہانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو۔جوزف کی بات اس بارے میں حتمی ہوتی ہے۔لیکن اگر اس جبوتی کا تعلق بلیک ورلڈ سے ہے تو پھر اس نے جوزف پر بلیک ورلڈ کا کوئی حربہ استعمال کرنے کی بجائے جسمانی طور پر حملہ کیوں کیا ہے"...... عمران نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔اسی لمحے جوزف باتھ روم سے باہر آ گیا۔

"ادھر آؤ جوزف۔تم نے کیسے اندازہ لگایا ہے کہ جبوتی شیطانی روح

ہے"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پرنس ۔جب میں مشروب کا گلاس اس کے سامنے رکھنے کے لئے
جھکا تو اس کے جسم سے مجھے راگولی معبد سے نکلنے والی وہ گندی سڑا
ہوئی مخصوص بو آنے لگ گئی اور میں سمجھ گیا کہ راگولی کی گندی روح
ہے"........ جوزف نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"لیکن پھر اس نے تم پر کوئی شیطانی حربہ کیوں استعمال نہیں کیا
جسمانی حملہ کیوں کیا"........ عمران نے کہا۔

"جوزف نے عظیم وچ ڈاکٹر موموکو مرتے وقت خوش کیا تھا یا
اس لئے یہ گندی روحیں جوزف پر شیطانی حملہ سوچ سمجھ کر ہی کر سکتی
ہیں ۔کیونکہ عظیم وچ ڈاکٹر موموراگولی معبد کو تباہ کرنے کی قوت
رکھتا تھا"....... جوزف نے اسی طرح سادہ سے لہجے میں کہا اور عمرا
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی
گھوما اور کمرہ اناکی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔عمران
مڑی ہوئی انگلی کا ہک پوری قوت سے خاموش کھڑی اناکی کی کنپٹی پر
تھا اور وہ چیختی ہوئی نیچے گری ہی تھی کہ ٹائیگر کی لات چلی اور اناکی
حلق سے ایک اور چیخ نکلی اور اس کا پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طر
تڑپتا ہوا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔

"ان دونوں کے ہاتھ پیر باندھ کر انہیں باتھ روم میں ڈال د
کمرے کی چابی کاؤنٹر پر نہ دینا ۔واپسی پر ان سے مزید باتیں ہ
گی"....... عمران نے کہا اور جوزف اور جوانا دونوں اس کے حکم

تعمیل کرنے میں مصروف ہو گئے۔ان دونوں کو باتھ روم میں ڈال کر
اور کمرہ لاک کر کے وہ لفٹ کی طرف بڑھنے لگے۔چونکہ اس ہوٹل کے
کمرے مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھے اس لئے انہیں معلوم تھا کہ ان
دونوں کے چیخنے کی آوازیں باہر نہ سنائی دیں گی۔

ہوٹل کے سامنے رولس رائس کار موجود تھی اور باوردی ڈرائیور
ساتھ کھڑا ہوا تھا۔چند لمحوں بعد وہ کار میں سوار ہو کر ہاشانی کارپوریشن
کی طرف بڑھنے لگے ۔فرنٹ سیٹ پر عمران تھا جبکہ عقبی سیٹ پر
جوزف اور جوانا کے درمیان ٹائیگر سینڈوچ بنا بیٹھا ہوا تھا ۔یہ تو
غنیمت تھا کہ یہ رولس رائس جیسی بڑی گاڑی تھی ۔اگر چھوٹی گاڑی
ہوتی تو یقیناً ٹائیگر کو بیٹھنے کی معمولی سی جگہ بھی نہ مل سکتی تھی۔تقریباً
پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد کار ایک عالی شان چھ منزلہ بلڈنگ
کے سامنے جا کر رک گئی جس پر ہاشانی کارپوریشن کا جہازی سائز کا
انتہائی خوبصورت نیون سائن بھی جل بجھ رہا تھا۔

مین گیٹ پر تین افراد اور ایک خاتون موجود تھے جن میں سے ایک
کا قد چھوٹا لیکن جسم خاصا پھیلا ہوا تھا جبکہ باقی دونوں افراد سمارٹ
جسم کے مالک تھے ۔کار رکتے ہی جوزف نے دروازہ کھولا اور تیزی سے
باہر نکل کر اس نے عمران کی سائیڈ والا دروازہ کھولا اور مؤدبانہ انداز
میں جھک گیا ۔عمران بڑے باوقار انداز میں نیچے اترا ۔دوسری طرف
سے جوانا باہر آگیا اور پھر ٹائیگر بھی کار سے باہر آگیا ۔باوردی ڈرائیور
کار رکتے ہی سب سے پہلے نیچے اترا تھا لیکن وہ باہر آ کر مؤدبانہ انداز میں

ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا تھا۔ عمران کے باہر نکلتے ہی وہ چاروں افراد
تیزی سے آگے بڑھے۔ ان میں سے پھیلے ہوئے جسم کے مالک آدمی نے
جلدی سے آگے بڑھ کر عمران کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"میرا نام باقر ہاشانی ہے پرنس۔ میں آپ کو اپنے دفتر میں خوش
آمدید کہتا ہوں"...... اس پھیلے ہوئے جسم والے نے مسرت بھرے
لہجے میں کہا۔

"شکریہ۔ ہمیں بھی آپ کا یہ شاندار اور خوبصورت دفتر دیکھ کر
بڑی مسرت ہوئی ہے۔ لیکن کیا آپ صرف اکیلے ہی ہمیں خوش آمدید
کہیں گے۔ یہ آپ کے ساتھی اور خاص طور پر یہ خوبصورت اور دلکش
خاتون نے ہمیں خوش آمدید نہیں کہا"...... عمران نے بڑے
گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہم بھی آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں جناب۔ یہ ہماری خوش قسمتی
ہے کہ ہماری ملاقات آپ جیسے وجیہہ اور خوبصورت پرنس سے ہو رہی
ہے"...... اس بار اس لڑکی نے مترنم سے لہجے میں کہا اور عمران
مسکرا دیا۔

"یہ میری سیکرٹری ہے صوفیہ اور یہ میرے ادارے کے جنرل منیجر
ہیں مسٹر واسطی۔ یہ میرے نوادرات سیکشن کے ڈائریکٹر ہیں مسٹر
عامر"...... باقر ہاشانی نے اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا
اور عمران نے باری باری سوائے اس سیکرٹری کے باقی سب سے
مصافحہ کیا جبکہ عمران کے ساتھیوں کی آنکھوں میں عمران کے اس

رویے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عمران
پرنس کے روپ میں نہ ہی اس انداز میں بات کرتا تھا اور نہ اس طرح
مصافحہ کرتا تھا لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ عمران یہ سب کچھ اس لئے کر رہا
ہے کہ اسے ان لوگوں سے مطلب ہے۔ وہ ہر صورت میں اس کتبے کو
یا اس کا فوٹو گراف حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ورنہ اسے خطرہ تھا کہ اگر یہ
لوگ ذرا بھی غصہ کھا گئے تو ہو سکتا ہے سرے سے اس کتبے کے وجود
سے ہی منکر ہو جائیں۔ تھوڑی دیر بعد عمران اور اس کے ساتھی ہاشانی
کے ساتھ اس کے شاندار دفتر میں پہنچ گئے تھے جہاں ان کی تواضع
مشروبات سے کی گئی۔ ہاشانی، جوزف اور جوانا کو دیکھ کر بے حد
مرعوب نظر آ رہا تھا۔

"آپ فرمائیں پرنس کہ آپ کس قسم کے نوادرات کی خریداری
چاہتے ہیں"...... ہاشانی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہر قسم کے قدیم ترین نوادرات۔ ایسے نوادرات جنہیں واقعی
نوادرات کہا جا سکے۔ آپ کے پاس ان کی البم تو ہوں گی"...... عمران
نے کہا۔

"بالکل پرنس۔ لیکن میں نے انتہائی قیمتی نوادرات کی ایک
باقاعدہ نمائش گاہ بنائی ہوئی ہے جہاں میں صرف ان معزز ترین افراد کو
لے جاتا ہوں جو قدر شناس بھی ہوں اور خوش ذوق بھی اور میں آپ کو
یہ نوادرات دکھاتے ہوئے حقیقتاً فخر محسوس کروں گا۔ کیونکہ آپ
معزز ترین بھی ہیں اور خوش ذوق اور قدر شناس بھی"...... ہاشانی نے

اپنی خاص کاروباری گفتگو کا آغاز کر دیا۔

"ہم آپ کے یہ نوادرات ضرور دیکھیں گے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس ایک ایسا کتبہ ہے جس میں رعمیس معبد کا محل وقوع کسی ایسی زبان میں درج ہے جسے آج تک پڑھا نہیں جا سکا۔ ہمیں یہ معلوم کر کے بے حد مسرت ہوئی ہے۔ یہ واقعی ایک نادر چیز ہے۔ ہم اسے خریدنا چاہتے ہیں"...... عمران نے اصل بات پر آتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ اگر وہ اپنے مطلب کی بات پر نہ آیا تو اس کا وقت ضائع ہوتا رہے گا جبکہ اسے واپس جانے کی بھی جلدی تھی کیونکہ جبوتی اور لناکی دونوں کو وہ اپنے کمرے میں چھوڑ آیا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ کو کیسے اس کا علم ہو گیا۔ ایسا کتبہ واقعی میرے پاس موجود ہے لیکن میں نے اسے اپنے ذاتی ذخیرہ میں داخل کر رکھا ہے۔ میں اسے کسی قیمت پر بھی فروخت نہیں کرنا چاہتا"...... ہاشانی نے چونک کر کہا۔

"اس کی کوئی خاص وجہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"بس میرا اپنا شوق سمجھ لیجئے"...... ہاشانی نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کو حق ہے کہ آپ اپنی چیز کو فروخت کریں یا نہ کریں لیکن ہمیں اتنا حق تو بہرحال حاصل ہے کہ ہم اسے ایک نظر دیکھ سکیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل پرنس۔ میں بڑے فخر سے آپ جیسے قدر شناس کے سامنے اسے پیش کروں گا"...... ہاشانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے مسٹر عامر کی طرف مڑ گیا۔

"مسٹر عامر۔ پرنس کو وہ کتبہ لا کر دکھایا جائے"...... ہاشانی نے کہا۔

"یس سر"...... عامر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"آپ کتنی مالیت کے نوادرات خریدنا چاہتے ہیں پرنس"۔ ہاشانی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کے پاس انتہائی خاص نوادرات جو برائے فروخت ہوں کل کتنی مالیت کے ہوں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ہاشانی بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"پوری طرح تو تخمینہ نہیں لگایا جا سکتا اندازاً ان کی مالیت کروڑوں ڈالرز میں تو بہرحال ہو گی"...... ہاشانی نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ ہم سب خرید لیں گے۔ پچاس ساٹھ کروڑ ڈالرز ہمارے لئے ایسے ہیں جیسے کسی کے لئے سو دو سو ڈالرز"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ہاشانی تو ہاشانی اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے دوسرے افراد کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"کیا کہا۔ کیا آپ"...... حیرت کی شدت سے ہاشانی کے منہ سے

فقرہ ہی نہ نکل پایا تھا۔

"مسٹر ہاشانی ۔ہم پرنس ہیں اور پرنس بھی ریاست ڈھمپ کے ۔ آپ اس طرح حیرت کا اظہار کر کے ہماری توہین کر رہے ہیں"۔عمران نے اس بار منہ بناتے ہوئے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھٹھ ۔ٹھیک ہے پرنس ۔آئی ایم سوری ۔م ۔م مگر پچاس ساٹھ کروڑ ڈالرز تو بہر حال بڑی رقم ہے ۔بہت بڑی رقم"......ہاشانی نے انتہائی گڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گریٹ لینڈ کے سپر سٹار بینک کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کہ کیا یہ بینک پچاس ساٹھ کروڑ ڈالرز کیش ادا کر سکے گا یا نہیں"۔عمران نے کہا۔

"سپر سٹار بینک ۔وہ تو بہت بڑا بینک ہے ۔وہ تو پورا گریٹ لینڈ خرید سکتا ہے"......ہاشانی نے کہا۔

"تو آپ گریٹ لینڈ سپر سٹار بینک کے جنرل مینیجر سے فون پر رابطہ کیجئے اور خود اس سے پوچھیئے کہ پرنس آف ڈھمپ اگر پچاس کروڑ ڈالرز کا چیک جاری کریں تو کیا بینک اسے کیش کر دے گا ۔آپ کو جواب مل جائے گا"...... عمران نے بڑے بے نیازانہ سے لہجے میں کہا اور ہاشانی کے چہرے پر جیسے زلزلے کے سے آثار نمودار ہو گئے۔

"م ۔م ۔مجھے یقین آگیا ہے ۔میں معذرت خواہ ہوں پرنس ۔مجھے دراصل آج تک اتنے بڑے سودے سے کبھی واسطہ نہیں پڑا تھا"......ہاشانی کی شاید جرأت ہی نہ ہوئی تھی کہ پرنس کے سامنے وہ

کال کر کے تصدیق کرے۔

"ہمارے لئے یہ معمولی بات ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور عامر اندر داخل ہوا ۔اس کے ہاتھ میں ایک سنگی کتبہ تھا جسے چاندی کے بنے ہوئے ایک کیس میں باقاعدہ رکھا گیا تھا۔

"یہ لیجئے پرنس ۔دیکھئے اور خود اندازہ لگائیے کہ یہ کس قدر قیمتی نوادر ہے"...... ہاشانی نے انتہائی فخریہ لہجے میں کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کتبہ اس کے ہاتھ سے لیا اور پھر انتہائی غور سے اسے دیکھنے لگا۔

"اس کے فوٹو گراف تو آپ نے بنوائے ہی ہوں گے"۔عمران نے کہا۔

"میں نے تو نہیں بنوائے ۔لیکن قانون کے مطابق نیشنل لائبریری والوں نے اس کے فوٹو گراف تیار کر رکھے ہیں کیونکہ یہاں کا قانون ہے کہ کوئی بھی کتبہ چاہے وہ کسی کی ملکیت ہو ۔اس کا فوٹو گراف نیشنل لائبریری میں ہر صورت میں جمع کرانا پڑتا ہے ۔ورنہ نہ صرف کتبہ ضبط کر لیا جاتا ہے بلکہ اس آدمی کو قومی مجرم قرار دے کر اس کو انتہائی سخت سزا بھی دی جاتی ہے اور اس کی جائیدادیں بھی ضبط کر لی جاتی ہے"......ہاشانی نے جواب دیا۔

"کیا آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ نیشنل لائبریری میں اس کتبے کے فوٹو گراف کا لائبریری نمبر کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی مجھے معلوم ہے۔ میں نے خود جا کر اس کے فوٹو گراف بنوا کر جمع کرائے تھے۔ اس کا لائبریری کوڈ نمبر فارٹی فائیو الیون ٹو ہے"۔ عامر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ایک بار پھر کتبے کو غور سے دیکھنے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ کافی ہے۔ آپ کا بے حد شکریہ مسٹر ہاشانی۔ کہ آپ کی وجہ سے مجھے اس قدیم اور نادر کتبے کو دیکھنے کا موقع ملا"۔ عمران نے کتبہ واپس عامر کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو اس بات پر فخر ہے کہ آپ جیسی شخصیت نے اسے دیکھا۔ میرے لئے یہ بہت عزت افزائی ہے اور میں یقیناً اس کتبے کے ساتھ ایک کارڈ لکھوا کر منسلک کروں گا کہ اسے پرنس آف ڈھمپ جیسی اعلیٰ اور معزز شخصیت نے پسند کیا ہے"...... ہاشانی ایک بار پھر اپنی کاروباری گفتگو پر اتر آیا تھا۔

"مسٹر ہاشانی۔ مقصد آپ سے ملاقات کرنا تھا۔ وہ ہو گئی۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ آپ ایک ایماندار اور بااصول کاروباری آدمی ہیں۔ اس لئے اب آپ سے کاروباری ڈیلنگ ہو سکتی ہے۔ اب ہم بے فکر ہیں۔ لیکن ہمیں کاروباری گفتگو کرنا پسند نہیں ہے۔ کل مسٹر رضوان آپ کے پاس آئیں گے اور جو یہ خریدنا چاہیں گے آپ کو کیش پیمنٹ کر دی جائے گی۔ چاہے وہ کتنے کروڑ ڈالرز کی ہی کیوں نہ ہوں"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"مگر۔ مگر پرنس۔ آپ نے تو فرمایا تھا کہ آپ خود خریداری کریں

گے"...... ہاشانی نے اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم صرف فروخت کرنے والے سے ملتے ہیں اور بس۔ خریداری مسٹر رضوان کیا کرتے ہیں۔ ہم نہیں اور ہم نے آپ سے مل لیا ہے۔ اگر آپ کی طبیعت اور شخصیت ہمیں پسند نہ آتی تو ہم آپ سے ایک ڈالر کی بھی خریداری نہ کرتے۔ لیکن چونکہ ہمیں آپ کی طبیعت اور شخصیت دونوں پسند آئی ہیں اس لئے ہم نے مسٹر رضوان کو اجازت دے دی ہے کہ وہ کل آ کر جس قدر مالیت کی چاہیں خریداری کر لیں"...... عمران نے کہا تو ہاشانی کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے شاید لاکھوں ڈالرز کے نوٹ رقص کرنے لگ گئے تھے۔

"بے حد شکریہ پرنس۔ میں اسے اپنے لئے عزت افزائی سمجھتا ہوں"...... ہاشانی نے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور پھر ہاشانی اور اس کے ساتھی عمران اور اس کے ساتھیوں کو نیچے کار تک چھوڑنے آئے۔

"واپس ہوٹل چلو"...... عمران نے کار میں بیٹھتے ہی ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ چند لمحوں بعد کار واپس ہوٹل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ہوٹل پہنچ کر عمران نے کار واپس بھجوا دی۔

"ٹائیگر۔ اب تم فوراً ٹیکسی لے کر نیشنل لائبریری جاؤ اور وہاں سے اس کتبے کا فوٹو گراف لے کر آؤ۔ میں اس دوران اس جبوتی اور

انا کی سے ذرا تفصیلی ملاقات کر لینا چاہتا ہوں"........ عمران نے وہیں مین گیٹ پر ہی ٹائیگر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا تو عمران، جوانا اور جوزف سمیت واپس اپنے کمرے میں پہنچا۔ اس نے لاک کھولا اور پھر سب سے پہلے اس نے باتھ روم کا دروازہ کھول کر اندر جھانکا اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ جبوتی اور انا کی دونوں ہوش میں تھیں اور جس پوزیشن میں انہیں بے ہوشی کے دوران یہاں ڈالا گیا تھا اب وہ اس سے مختلف پوزیشن میں تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد انہوں نے آزاد ہونے کے لئے اپنی طرف سے بھرپور جدوجہد کی ہے لیکن ظاہر ہے انہیں باندھا اس طرح گیا تھا کہ وہ آزاد نہ ہو سکی تھیں۔ ہوش میں آنے کے باوجود وہ خاموش پڑی ہوئی تھیں ان دونوں نے گردنیں موڑ کر عمران کو دیکھا لیکن پھر بھی خاموش رہیں۔ البتہ ان کے چہروں پر عمران کے لئے نفرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"انہیں اٹھا کر باہر لے آؤ"........ عمران نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"سوری پرنس۔ میں تو ان کے قریب بھی نہیں جانا چاہتا۔ یہ تو گندی روحیں ہیں"........ جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں لے آتا ہوں"........ جوانا نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد وہ ان دونوں کو اکٹھا اٹھائے باتھ روم سے باہر لے آیا اور اس نے ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ کرسیوں پر بٹھا دیا۔

"ان کی بندشیں کھول دو۔ میں اس دوران لباس تبدیل کر لوں۔

لیکن خیال رکھنا یہ محترمہ جبوتی شاید اپنے آپ کو مارشل آرٹ کی ماہر سمجھتی ہیں"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور باتھ روم سے ملحقہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو جبوتی اور انا کی دونوں کرسیوں پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کی بندشیں کھول دی گئی تھیں۔ جوزف اور جوانا دیوؤں کی طرح ان دونوں کے عقب میں اس طرح کھڑے تھے جیسے حکم ملتے ہی وہ انہیں اٹھا کر فضا میں پرواز کر جائیں گے۔ جوانا جبوتی کی کرسی کے عقب میں اور جوزف انا کی کے عقب میں کھڑا تھا۔ جبوتی اور انا کی دونوں کے چہرے غصے کی شدت سے اچھے خاصے مسخ ہوئے نظر آ رہے تھے لیکن وہ خاموش بیٹھی ہوئی تھیں۔

"محترم خواتین کے لئے مشروبات منگوائے جائیں"........ عمران نے ان کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جوانا سے کہا۔

"تمہیں اس کے لئے بھگتنا پڑے گا مسٹر عمران"........ جبوتی نے پہلی بار دانت پیستے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اسی لئے تو میں نے چیکنگ کی ہے"........ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چیکنگ۔ کیسی چیکنگ"........ جبوتی نے چونک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کی جھلک یکلخت ابھر آئی تھی۔

"مس جبوتی۔ جوزف کا تعلق افریقہ کے قدیم وچ ڈاکٹروں سے رہا ہے۔ اس لئے اسے واقعی معلوم ہو جاتا ہے کہ کون دراصل کیا ہے۔

اس لئے جب اس نے تمہیں راگولی معبد کی روح کہا تو مجھے اس پر سنجیدگی سے غور کرنا پڑ گیا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ راگولی معبد کا تعلق بلیک ورلڈ سے تھا۔ یہی وجہ تھی کہ میں تم دونوں کو بے ہوشی کے عالم میں باندھ کر باتھ روم میں ڈال کر چلا گیا تھا تاکہ اگر تمہارا تعلق واقعی بلیک ورلڈ سے ہے تو تم غائب ہو جاؤ گی یا ہوش میں آ کر اور کوئی منتر پڑھ کر تم اپنے آپ کو آزاد کر لو گی۔ اس لئے واپس آ کر میں نے سب سے پہلے تمہیں چیک کیا۔ تم ہوش میں آجانے کے باوجود نہ ہی غائب ہوئی تھیں اور نہ ان بندشوں سے آزادی حاصل کر سکی تھیں حالانکہ تمہاری پوزیشنیں بتا رہی تھیں کہ تم نے اس کے لئے خاصی جدوجہد کی ہے۔ اس کے باوجود تم دونوں آزاد نہیں ہو سکیں اور نہ ہی تم دونوں نے کوئی حربہ استعمال کر کے اپنی مدد کے لئے کسی کو بلایا ہے۔ اس طرح میری پوری طرح تسلی ہو گئی ہے کہ جوزف کا آئیڈیا غلط ہے اور تم دونوں کا تعلق بلیک ورلڈ سے نہیں ہے۔ تمہیں جو تکلیف ہوئی ہے میں اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ اگر تم کہو تو میں اپنے ساتھی جوزف کو اس کی سزا بھی دے سکتا ہوں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پرنس"...... جوزف نے کچھ کہنا چاہا۔

"تم خاموش رہو۔ پہلے بھی تمہاری وجہ سے مجھے ان معزز خواتین سے شرمندگی اٹھانی پڑی ہے"...... عمران نے اسے سختی سے ڈانٹتے ہوئے کہا اور جوزف ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

"ٹھیک ہے۔ ان حالات میں تمہارا یہ رویہ واقعی درست تھا۔ اب ہمیں تم سے کوئی گلہ نہیں ہے"...... جبوتی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... عمران نے کہا اور جبوتی مسکرا دی۔

"اب تم یہ بتاؤ کہ تم ہمیں چھوڑ کر کہاں گئے تھے"...... جبوتی نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔ وہ اب آپ والا تکلف ختم کر کے تم پر آ گئی تھی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی اور جوانا تیزی سے کرسی کی پشت سے ہٹ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو ویٹر ٹرے میں مشروبات کے دو گلاس رکھے اندر داخل ہوا اور پھر اس نے سائیڈ میز پر مشروب کے دونوں گلاس رکھے اور خالی ٹرے اٹھائے خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"مشروب لیجئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جبوتی اور اناکی دونوں نے گلاس اٹھا لئے۔

"تم نے بتایا نہیں کہ تم ہمیں چھوڑ کر کہاں گئے تھے"...... جبوتی نے کہا۔

"مجھے اطلاع ملی تھی کہ یہاں کے ایک نوادرات کے تاجر باقر باشانی کے پاس ایسا قدیم کتبہ موجود ہے جس میں رگمیس معبد کا محل وقوع درج ہے لیکن وہ ایسی زبان میں ہے جسے آج تک کوئی نہیں پڑھ سکا۔ میں باقر باشانی سے ملنے گیا تھا۔ کتبہ میں نے دیکھا ہے

وہ واقعی ایسی زبان میں ہے کہ اسے کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ اس لئے میں واپس آگیا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہیں کس نے بتایا تھا کہ ایسا کتبہ باقرپاشانی کے پاس ہے"۔ جبوتی نے چونک کر پوچھا۔

ایک آدمی سے ٹپ ملی تھی۔ لیکن تم نے یہ نہیں بتایا کہ تمہاری خدمات کس پارٹی نے حاصل کی ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سوری ۔ پیشہ ورانہ مجبوری کی وجہ سے میں اس پارٹی کا نام نہیں بتا سکتی ۔ بہرحال میں یہاں اس لئے آئی تھی کہ اگر تم چاہو تو میں اپنے گروپ کی طرف سے تمہارے ساتھ سودا کر سکتی ہوں"...... جبوتی نے کہا۔

" کیسا سودا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" اگر تم رحمیس معبد کو تلاش کر لو تو اس کا محل وقوع مجھے بھی بتا دینا تاکہ میں اپنی پارٹی کے سامنے سرخرو ہو سکوں اس کے لئے تم رقم کے علاوہ جو کچھ بھی چاہو تمہیں مل سکتا ہے اور اگر میں نے یا میرے گروپ نے اسے تلاش کر لیا تو میں اس کا محل وقوع تمہیں بتا دوں گی"...... جبوتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم نے رقم کے علاوہ بھی جو کچھ کے الفاظ استعمال کئے ہیں ۔ اس سے تمہارا کیا مقصد ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" دیکھو عمران ...... مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تمہیں دولت کی کوئی

پرواہ نہیں ہے ۔ جس کے اس قدر شاندار باڈی گارڈز ہوں اسے دولت کے ذریعے نہیں خریدا جا سکتا۔ اس لئے میں نے آفر کی ہے کہ تم رقم کے علاوہ جو بھی ڈیمانڈ کرو مثلاً دوستی یا کوئی اور بھی ڈیمانڈ ۔ تمہاری ڈیمانڈ ضرور پوری کی جائے گی"...... جبوتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس آفر کا شکریہ ۔ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے ۔ اس لئے کسی سودے کی بھی ضرورت نہیں ہے ۔ اگر مجھے محل وقوع معلوم ہو گیا تو میں تمہیں ضرور اس سے مطلع کر دوں گا۔ لیکن تم سے رابطہ کیسے ہو سکے گا"...... عمران نے کہا۔

" اناکی کے ذریعے"...... جبوتی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اوکے ۔ اب ہمیں اجازت"...... جبوتی نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی ۔ اناکی بھی خاموشی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی عمران بھی اٹھا اور پھر وہ ان دونوں کو دروازے تک چھوڑ کر واپس پلٹ آیا۔

" ہاں ۔ اب بتاؤ جوزف کہ کیا واقعی جبوتی راگولی معبد کی گندی روح ہے ۔ عمران نے واپس آکر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" یس باس"...... جوزف نے جواب دیا۔

" اگر یہ گندی روح ہوتی اور انسانی جسم کا روپ دھارے ہوئے ہوتی تو کیا پھر یہ فرار نہ ہو جاتی"...... عمران نے کہا۔

" یہ گندی روحیں بے حد عیار ہوتی ہیں باس ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے آپ پر اپنا اعتماد جمانے کے لئے ایسا کیا ہو"...... جوزف

نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"تو پھر اس کی چیکنگ کیسے ہو سکتی ہے۔ تمہارے ذہن میں کوئی طریقہ ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ وچ ڈاکٹر موموا والا طریقہ استعمال کریں"۔ جوزف نے فوراً ہی جواب دیا۔

"وہ کون سا طریقہ ہے"......... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس پر شہد کی مکھیاں چھوڑ دیں۔ اگر یہ گندی روح ہے تو کوئی بھی مکھی کسی بھی صورت میں نہ اس کے جسم پر بیٹھے گی اور نہ اس کے قریب جائے گی۔ چاہے اس نے اپنے جسم پر دنیا جہان کی خوشبویات کا سپرے کیوں نہ کر رکھا ہو"۔ جوزف نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو کیا شہد کی مکھی اس کے جسم پر نہیں بیٹھے گی"۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا کیونکہ یہ بات اس کے لئے واقعی نئی تھی

"اس جبوتی کے جسم پر شہد کی مکھی کا بیٹھنا تو ایک طرف۔ اگر وہ اس کے قریب بھی چلی جائے تو جوزف کی گردن اڑا دینا باس"۔ جوزف نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن ماسٹر۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ کوئی گندی روح کسی انسانی جسم میں داخل ہو سکے"........ اس بار جوانا نے کہا۔

"یہ وہ بات نہیں جوانا۔ جو تم سوچ رہے ہو۔ یہ گندی روح کسی انسانی جسم میں داخل نہیں ہوئی بلکہ گندی روح انسانی جسم میں ظاہر ہوئی ہے"........ جوزف نے جوانا کو اس طرح سمجھاتے ہوئے کہا جیسے

استاد کسی کند ذہن بچے کو سمجھاتا ہے۔

"کیا مطلب۔ میں بھی تمہاری بات نہیں سمجھا"........ عمران نے چونک کر کہا۔

"باس۔ راگولی معبد کی گندی روحوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جب چاہیں مکمل انسانی شکل میں ظاہر ہو سکتی ہیں۔ انہیں چھو کر بھی پتہ چلے گا کہ وہ انسان ہیں لیکن ہوتی وہ گندی روحیں ہیں"۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس کی چیکنگ کا بھی کوئی طریقہ ہے کہ یہ کسی دوسرے جسم میں داخل ہوئی ہے یا جس طرح تم کہہ رہے ہو۔ اس طرح ظاہر ہوئی ہے"....... عمران نے کہا۔

"یس باس"....... صرف ناخن ان کے اپنے نہیں ہوتے۔ یہ مصنوعی ناخن لگاتی ہیں یا پھر ناخن کی شکل کا گوشت ان کی انگلیوں پر ہوتا ہے۔ ان سے چیکنگ کی جا سکتی ہے۔ اگر تو اس کے ناخن مصنوعی ہیں تو پھر یہ گندی روح انسانی جسم میں ظاہر ہوتی ہے اور اگر اس کے ناخن اصلی ہیں تو پھر اس نے کسی دوسرے جسم پر قبضہ کر کھا ہے"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بس ٹھیک ہے۔ اب تم اپنے کمروں میں جاؤ۔ میں اب ضرورت پڑنے پر چیکنگ کر لوں گا"......... عمران نے کہا اور جوزف اور جوانا خاموشی سے چلتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

جبوتی اپنے کمرے میں بڑی بے چینی سے ٹہل رہی تھی۔ وہ بار بار میز پر رکھے ہوئے فون کی طرف اس طرح دیکھتی جیسے اسے کسی اطلاع کا انتہائی بے چینی سے انتظار ہو اور پھر تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور جبوتی نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جبوتی نے تیز لہجے میں کہا۔

"روجر بول رہا ہوں مادام"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیا رپورٹ ہے"...... جبوتی نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا

"ہم نے وہ کتبہ حاصل کر لیا ہے مادام"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور جبوتی اچھل پڑی۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ وہی کتبہ ہے جو اس عمران نے دیکھا

تھا"...... جبوتی نے کہا۔

"یس مادام۔ میں نے باقرپاشانی کے نوادرات کے انچارج عامر سے تمام معلومات حاصل کر لی ہیں۔ عامر کے ساتھ ہمارے مذاکرات انتہائی کامیاب رہے اور پھر ایک بھاری رقم کے عوض اس نے وہ کتبہ ہمارے حوالے کر دیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یہاں مصر میں جعلی کتبے تیار کرنے والے بے شمار لوگ ہیں اس لئے وہ ایسے کسی آدمی سے جعلی کتبہ بنوا کر رکھ لے گا۔ اس طرح کسی کو بھی علم نہ ہو سکے گا کہ اصل کتبہ ہمیں مل چکا ہے"...... روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اب تم کہاں سے بول رہے ہو"...... جبوتی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پوائنٹ ٹو سے مادام۔ میں ابھی کتبہ لے کر یہاں پہنچا ہوں"۔ روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ تم وہیں ٹھہرو۔ میں خود وہاں آ رہی ہوں"...... جبوتی نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی تھوڑی دیر بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر اڑی چلی جا رہی تھی۔ تقریباً پچیس منٹ بعد اس کی کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ایک درمیانے درجے کی کوٹھی کے بند گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔ اس نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آیا۔ اس نے جبوتی کو دیکھا تو اسے انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور تیزی سے واپس چھوٹے پھاٹک

میں غائب ہو گیا ۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھلا اور جبوتی کار اندر لے
گئی ۔ پورچ میں کار روک کر وہ جیسے ہی نیچے اتری ۔ ایک نوجوان نے
آگے بڑھ کر انتہائی مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا ۔

"کہاں ہے وہ کتبہ روجر" ...... جبوتی نے اس نوجوان سے مخاطب
ہو کر انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا ۔

"اندر موجود ہے مادام" ...... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور
مادام سرہلاتی ہوئی تیزی سے اندر کی طرف کو بڑھ گئی ۔ روجر اس کے
پیچھے مؤدبانہ انداز میں چل رہا تھا ۔ ایک کمرے میں میز کے اوپر ایک
قدیم کتبہ پڑا ہوا تھا لیکن وہ کیس کے بغیر تھا ۔

"تمہیں اس بات کا یقین ہے کہ یہی اصل کتبہ ہے" ...... جبوتی
نے غور سے اس کتبے کو دیکھتے ہوئے کہا ۔

"بس مادام ۔ یہ سو فیصد اصلی کتبہ ہے ۔ میں نے اس کی تصدیق
یہاں کے ایک نوادرات کے ماہر سے کرالی ہے" ...... روجر نے جواب
دیا ۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ عمران اس کتبے کو حاصل کئے
بغیر واپس کیوں چلا گیا ہے ۔ کیا اس کا خیال ہے کہ کتبے میں درست
محل وقوع موجود نہ ہوگا یا اس کی زبان کوئی نہ پڑھ سکے گا" ...... جبوتی
نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا ۔

"میرا خیال ہے مادام ۔ آپ کا دوسرا آئیڈیا درست ہے ۔ اس منیجر
نے بھی مجھے یہی بتایا تھا کہ اس زبان کو آج تک کوئی بھی ماہر نہیں

پڑھ سکا ۔ حالانکہ حکومت مصر نے اپنے طور پر اس کی کوششیں کیں
لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکا" ...... روجر نے کہا ۔

"حکومت نے کوششیں کیں ۔ کیا مطلب ۔ یہ کتبہ تو باقر پاشانی
کی ذاتی ملکیت ہے ۔ پھر یہ حکومت کے پاس کیسے پہنچ گیا" ...... جبوتی
نے چونک کر پوچھا ۔

"اس کا مخصوص فوٹو گراف یہاں کی قومی لائبریری میں موجود ہے
مادام ۔ یہاں کا قانون ہے کہ کوئی بھی کتبہ چاہے وہ کسی کی بھی ملکیت
ہو ۔ اس کا فوٹو گراف لازماً قومی لائبریری میں جمع کرایا جاتا ہے اور پھر
اس فوٹو گراف کی کاپیوں کی مدد سے اس کے بارے میں ریسرچ کی
جاتی ہے ۔ قدیم کتبے چاہے حکومت کی ہی ملکیت کیوں نہ ہوں ۔
ریسرچ ان فوٹو گراف سے ہی کی جاتی ہے کیونکہ قدیم کتبے زیادہ
ہاتھوں میں جانے سے ان کے ٹوٹنے یا خراب ہو جانے کا خدشہ ہوتا
ہے" ۔ روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ اس لئے عمران نے اس کتبے کو حاصل
نہیں کیا ۔ اس نے لازماً لائبریری سے اس کا فوٹو گراف حاصل کر لیا
ہوگا ۔ ہم نے خواہ مخواہ اس کتبے کی خریداری کے لئے اتنی بھاری رقم
ضائع کی ۔ ہم بھی قومی لائبریری سے اس کا فوٹو گراف حاصل کر سکتے
تھے ۔ مقصد تو رعمیس معبد کا محل وقوع ہی معلوم کرنا تھا" ۔ جبوتی
نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا ۔

"آپ کا حکم تھا مادام کہ کتبہ ہر قیمت پر حاصل کیا جائے ۔ ویسے

رقم ضائع ہونے کی آپ فکر نہ کریں۔اس سے کہیں زیادہ قیمت پر یہ کتبہ یورپ کے کسی بھی امیر اور نوادرات اکٹھا کرنے والے آدمی کو یا کسی بھی نجی عجائب گھر کو فروخت کیا جا سکتا ہے"...... روجر نے کہا۔

"اوہ۔رقم کا مسئلہ نہیں روجر۔میں تو ایسے ہی بات کر رہی تھی۔ بہرحال اب ہم نے کسی ایسے آدمی کو ہر قیمت پر تلاش کرنا ہے جو اس تحریر کو پڑھ سکے"...... جبوتی نے کہا۔

"مادام۔اس سلسلے میں اس مینجر سے تفصیلی بات ہوئی ہے۔اس نے ایک ٹپ دی ہے۔اس کے کہنے کے مطابق مصر کے ایک اور مشہور شہر سیات میں ایک بوڑھا سکالر رہتا ہے۔جس کا نام یعقوب ہے۔اسے یہاں کے عام لوگ پاگل کہتے ہیں لیکن وہ پاگل نہیں ہے۔ اسے دراصل قدیم مصر میں استعمال ہونے والی ایسی زبانیں پڑھنے کا جنون ہے جنہیں اس زمانے میں بھی صرف خاص خاص لوگ خاص خاص مقاصد کے لئے استعمال کرتے تھے جس طرح اس کتبے میں کسی خاص مقصد کے لئے خاص زبان استعمال کی گئی ہے"...... روجر نے کہا۔

"اوہ۔تمہارا مطلب ہے کہ اس زمانے میں بھی کوڈ استعمال کئے جاتے تھے"...... جبوتی نے چونک کر کہا۔

"مادام۔ایسا ہر زمانے میں ہوتا رہا ہے۔دوسروں سے اپنے خاص راز چھپانے کے لئے ایسی بے شمار زبانیں ہر زمانے کے عالم ایجاد کر لیتے تھے"...... روجر نے جواب دیا تو جبوتی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوکے۔پھر فوری سیات چلنے کا بندوبست کرو۔میں اس عمران سے پہلے اس معبد کا محل وقوع تلاش کر لینا چاہتی ہوں تاکہ پھر میں اسے ہلاک کر سکوں۔اس آدمی نے مجھ پر حملہ کر کے اور پھر مجھے باندھ کر میری سخت ترین توہین کی ہے"...... جبوتی نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ مادام۔پھر آپ نے اسے فوری طور پر گولی کیوں نہ ماری"۔ روجر نے غصیلے لہجے میں کہا تو جبوتی مسکرا دی۔

"میرے سامنے عظیم مقصد ہے روجر۔رعمیس معبد کی تلاش اور میں نے محسوس کیا ہے کہ عمران انتہائی ذہین آدمی ہے اور اس کے ساتھی بھی خاص قسم کی صلاحیتوں کے حامل ہیں اس لئے میں طرح دے گئی کہ ہو سکتا ہے کہ ہم رعمیس معبد کو تلاش نہ کر سکیں اور عمران کر لے۔ایسی صورت میں اس کی ہلاکت ہمارے مقصد کے خلاف ہی جاتی۔اس لئے میں نے اسے زندہ چھوڑ دیا۔ہاں جب رعمیس معبد کا محل وقوع معلوم ہو جائے گا۔چاہے ہم خود اسے معلوم کر لیں یا عمران کرے۔اس کے بعد میں اس عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایسی دردناک موت ماروں گی کہ دنیا اس سے عبرت لے گی"۔جبوتی نے کہا اور روجر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ واقعی عظیم ہیں مادام"...... روجر نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور جبوتی مسکرا دی۔

"تم اب سیات جانے کا بندوبست کرو"...... جبوتی نے کہا۔

"میں ہیلی کاپٹر سروس والوں سے تیز رفتار ہیلی کاپٹر منگوا لیتا ہوں ہیلی کاپٹر سے ہم زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں میں سیات پہنچ جائیں گے"....... روجر نے کہا اور جبوتی کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا اور جبوتی نے میز پر پڑا ہوا وہ کتبہ اٹھایا اور وہیں کرسی پر بیٹھ کر اسے غور سے دیکھنے لگی۔ کتبے پر موجود تحریر کا آدھا حصہ تو ایسی قدیم مصری زبان میں تھا جسے اب تقریباً مصر کا ہر پڑھا لکھا شخص جانتا تھا لیکن باقی نصف حصہ واقعی کسی ایسی زبان میں تھا کہ جسے پڑھا نہ جا سکتا تھا۔ جبوتی بھی چونکہ قدیم مصری زبان آسانی سے پڑھ لیتی تھی اس لئے اس نے کتبے کا پہلا نصف حصہ پڑھنا شروع کر دیا اور پھر جب دوسری زبان شروع ہوتی تو اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کتبے کو ایک طرف میز پر رکھ دیا۔

"اس میں واقعی رعمیس معبد کا محل وقوع درج ہے۔ اس عمران نے نجانے کیسے اس کتبے کا سراغ لگا لیا ہے۔ لیکن یہ زبان اب کون پڑھے گا"....... جبوتی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اوز پھر ایک بار پھر اس نے کتبہ اٹھایا اور اس نامعلوم اور عجیب وغریب حروف پر غور کرنا شروع کر دیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد اسے دل ہی دل میں اعتراف کرنا پڑا کہ یہ زبان واقعی اس کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ چنانچہ اس نے کتبہ دوبارہ سائیڈ میز پر رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد روجر دوبارہ اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ کا بیگ تھا۔

"ہیلی کاپٹر یہاں پہنچ گیا ہے مادام۔ آپ اس پر سوار ہوں۔ میں اس

کتبے کو اس بیگ میں پیک کر کے آتا ہوں"....... روجر نے کہا اور جبوتی سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد تیز رفتار ہیلی کاپٹر انہیں لئے تیزی سے سیات کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"اس یعقوب کا پتہ معلوم کر لیا ہے ناں تم نے"....... جبوتی نے روجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مادام۔ نہ صرف پتہ معلوم کر لیا ہے بلکہ میں نے پائلٹ کو سمجھا بھی دیا ہے۔ یعقوب سیات شہر کے شمال میں ایک خاصی بڑی قدیم حویلی میں رہتا ہے۔ ہیلی کاپٹر وہیں براہ راست جا کر اترے گا"....... روجر نے کہا اور جبوتی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کی مسلسل پرواز کے بعد ہیلی کاپٹر سیات شہر کی حدود میں داخل ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ آبادی سے ہٹ کر بنی ہوئی ایک پرانی سی حویلی کے بہت بڑے لان نما حصے میں اتر گیا۔ یہاں ہر طرف جھاڑیاں اور خود رو گھاس اس طرح پھیلی ہوئی تھی جیسے یہ حویلی صدیوں سے ویران ہو۔ لیکن جیسے ہی وہ لوگ ہیلی کاپٹر سے نیچے اترے۔ اچانک عمارت کے برآمدے سے ایک بوڑھا سا آدمی جس کے جسم پر انتہائی سستا لباس تھا اور لباس بھی اس طرح مسلا ہوا اور میلا کچیلا سا تھا جیسے پہننے کے بعد آج تک اسے دھویا نہ گیا ہے اور نہ ہی اتارا گیا ہے۔ وہ اپنی چال ڈھال اور چہرے مہرے سے کوئی ملازم ہی لگتا تھا۔

"آپ کون ہیں اور یہاں کیوں آئے ہیں"....... اس بوڑھے نے

قریب آکر قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہم نے تمہارے آقا یعقوب سے ملنا ہے۔ ہم دارالحکومت سے آئے ہیں"...... جبوتی نے ملازم کو قدرے ناگوار سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں ملنا ہے۔ کیا کام ہے تمہیں۔ کیا اس سے شادی کرنی ہے"...... اس بوڑھے نے کہا تو جبوتی کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"شٹ اپ۔ تمہیں تمیز نہیں ہے بات کرنے کی نانسنس۔ جاؤ دفع ہو جاؤ اور اپنے آقا سے کہو کہ وہ ہمارا استقبال کرے"...... جبوتی نے انتہائی غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں ہوں یعقوب۔ تمہیں اور تم نے مجھے شٹ اپ بھی کہا ہے اور نانسنس بھی۔ اس لئے تم فوراً دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ ورنہ میں تمہارا اور تمہارے اس لومڑی کی شکل والے ساتھی کا خون پی جاؤں گا"...... اس بوڑھے نے بھی غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر جبوتی اور روجر دونوں کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"کیا۔ کیا تم ہی یعقوب سکالر ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... جبوتی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں ہو سکتا ناں۔ بس ٹھیک ہے۔ تم نے پہلے بھی مجھے نانسنس کہا تھا اور اب بھی تم کہہ رہی ہو کہ میں سکالر نہیں ہوں۔

ٹھیک ہے۔ پھر جاؤ یہاں کیا لینے آئی ہو۔ ہاں۔ اگر تمہارا ارادہ مجھ سے شادی کرنے کا ہو تو میں تیار ہوں۔ لیکن یہ بتا دوں کہ میں روزانہ اپنی بیوی کو دس کوڑے مارنا انتہائی ضروری سمجھتا ہوں تاکہ میری بیوی میری تابع اور فرمانبردار رہے۔ اگر تمہیں یہ شرط منظور ہو تو پھر میری بیوی بننے کا فخر حاصل کر سکتی ہو"...... بوڑھے نے اپنے میلے سے دانت نکالتے ہوئے کہا اور جبوتی کو اس گندے اور میلے کچیلے بوڑھے کی بات سن کر اس قدر غصہ آیا کہ اس کی آنکھوں سے بے اختیار شعلے سے نکلنے لگے۔

"جناب۔ آپ واقعی اس دنیا کے عظیم ترین سکالر ہیں۔ ہم دونوں آپ کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں"...... اچانک روجر نے انتہائی عقیدت بھرے لہجے میں کہا تو جبوتی چونک کر حیرت سے روجر کو دیکھنے لگی تو روجر نے آنکھ کی مدد سے اسے مخصوص انداز میں اشارہ کر دیا اور جبوتی نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے اب وہ روجر کا مقصد سمجھ گئی ہو۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم اچھے آدمی ہو۔ تم نے مجھے عظیم سکالر کہا ہے لیکن یہ عورت۔ یہ تو بڑی مغرور ہے۔ اس نے تو مجھے نانسنس کہا ہے"۔ یعقوب نے کہا۔

"جناب میں تو آپ کی ذہانت اور عقلمندی کی اس دنیا میں سب سے بڑی مداح ہوں۔ آپ صرف عظیم ہی نہیں بلکہ عظیم ترین سکالر ہیں اور جناب آپ سے شادی پر تو واقعی مجھے بے پناہ فخر ہوگا۔ مگر۔

جبوتی نے بھی اداکاری شروع کر دی تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ بات ہے تو پھر میں تم دونوں سے خوش ہوں۔ لیکن تم نے مگر کیوں کہا ہے۔ ان اگر مگر جیسے لفظوں سے مجھے سخت نفرت ہے"...... بوڑھے یعقوب نے کہا۔

"مادام کا مطلب ہے جناب کہ وہ فوراً شادی نہیں کریں گی۔ پہلے آپ کی مہمان بنیں گی۔ پھر بیوی بنیں گی"...... روجر نے فوراً ہی بات کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ اسے خطرہ تھا کہ یہ پاگل بوڑھا پھر نہ بگڑ جائے۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ اب تم میرے مہمان ہو آؤ"...... بوڑھے نے کہا اور تیزی سے واپس عمارت کی طرف مڑ گیا۔ جبوتی نے روجر کو دیکھا اور روجر بے اختیار مسکرا دیا۔ جبوتی بھی مسکرا دی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچے۔ جہاں ہر طرف کتابیں ہی کتابیں بکھری ہوئی تھیں۔ قلمی مسودے بھی ان میں شامل تھے اور سالخوردہ دیمک زدہ کتابیں بھی۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ کمرہ کتابوں کے کسی کباڑی کی دکان ہو۔ ایسے کباڑی کی جسے کتابوں کی قدر و قیمت کا درست طور پر اندازہ ہی نہ ہو۔ فرش پر ایک میلی سی دری بچھی ہوئی تھی۔

"بیٹھو۔ میں صرف مہمانوں کو اس کمرے میں آنے کی اجازت دیتا ہوں۔ بیٹھو"...... بوڑھے نے کہا اور خود بھی وہ دری پر اس طرح بیٹھ

گیا جیسے خاصی دور سے دوڑتا ہوا آیا ہو اور اب تھک کر بیٹھا ہو۔

"جناب۔ میں نے آپ کی بڑی تعریف سنی ہے کہ آپ قدیم مصری زبانوں کو جتنا جانتے ہیں۔ اتنا دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی نہیں جان سکتا"...... روجر نے دری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم نے ٹھیک سنا ہے"...... یعقوب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر جناب۔ میرے پاس ایک قدیم کتبہ ہے جس میں ایک ایسی زبان لکھی ہوئی ہے جو کسی سے بھی نہیں پڑھی جا سکتی۔ کیا آپ اسے پڑھ سکیں گے"...... روجر نے کہا تو بوڑھا بے اختیار اچھل پڑا۔

"قدیم کتبہ اور تمہارے پاس۔ اوہ۔ اوہ۔ دکھاؤ مجھے۔ فوراً دکھاؤ"...... بوڑھے یعقوب نے کہا۔ کتبے کا سنتے ہی اس نے جبوتی کو اس طرح نظر انداز کر دیا تھا جیسے اس کا وجود عدم وجود اس کے لئے برابر ہو گیا ہو حالانکہ اس سے پہلے اس کی نظریں جبوتی پر اس طرح چپکی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چپک جاتا ہے۔

"اچھا دکھاتا ہوں جناب"...... روجر نے کہا اور بیگ کھول کر اس نے کتبہ نکالا اور بوڑھے یعقوب کی طرف بڑھا دیا۔ بوڑھا یعقوب اس کتبے پر اس طرح جھپٹا جیسے چیل گوشت پر جھپٹتی ہے۔

"اوہ۔ اوہ۔ رعمیس معبد کے محل وقوع والا کتبہ۔ اوہ۔ اوہ۔ مجھے کتنی تلاش تھی اس کی۔ اوہ۔ خدا کا شکر ہے آج یہ مجھے مل گیا"۔ یعقوب نے کتبے کو دیکھتے ہوئے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا آپ اسے پڑھ سکتے ہیں"....... جبوتی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں اسے پڑھ سکتا ہوں۔ میں نے اس کا فوٹو گراف پڑھ لیا تھا۔ لیکن مجھے اصل کتبہ چاہئے تھا۔ کیونکہ فوٹو گراف چاہے کتنا ہی واضح ہو۔ اصل کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے فوٹو گراف کے مطابق جو محل وقوع رعمیس معبد کا بنتا ہے مجھے اس پر شک ہے کیونکہ ایک اور کتبہ بھی میرے پاس موجود ہے جس میں بھی اس رعمیس معبد کے محل وقوع کے بارے میں اشارے موجود ہیں اور ان دونوں کے اشاروں میں بہت فرق ہے۔ لیکن اب اس کتبے کی مدد سے میں اصل محل وقوع تلاش کر لوں گا"....... یعقوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اب وہ واقعی کوئی سکالر ہی نظر آرہا تھا۔

"تو پھر پڑھیئے اور مجھے بتایئے۔ جس وقت آپ صحیح محل وقوع معلوم کر لیں۔ اس وقت میں آپ سے شادی کر لوں گی"....... جبوتی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا تم واقعی مجھ سے شادی کرو گی"....... یعقوب نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ میرا وعدہ"....... جبوتی نے سرہلاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ۔ پھر تو میں اسے ابھی پڑھ لیتا ہوں۔ اس کے لئے میرا کمرہ علیحدہ ہے اور جب تک میں واپس نہ آؤں تم نے یہیں بیٹھنا ہے اور باہر نہیں نکلنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میرے ریسرچ روم میں آجاؤ

اور میں ذہنی طور پر ڈسٹرب ہو جاؤں"....... یعقوب نے کہا اور روجر اور جبوتی دونوں نے اثبات میں سرہلا دیئے۔ یعقوب کتبہ اٹھائے اس کمرے سے باہر نکل گیا۔

"کہیں یہ پاگل کتبے سمیت فرار نہ ہو جائے"....... جبوتی نے کہا۔

"نہیں مادام۔ یہ سنکی آدمی ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ہم صحیح جگہ پر پہنچے ہیں۔ یقیناً یہ رعمیس معبد کا محل وقوع ٹریس کر لے گا"....... روجر نے کہا اور جبوتی نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر اس بوڑھے یعقوب کی واپسی تقریباً ایک گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں اب صرف ایک کاغذ تھا۔ کتبہ وہ واپس نہ لایا تھا۔

"یہ لو رعمیس معبد کا درست محل وقوع اور اب تم مجھ سے شادی کرو"....... یعقوب نے کاغذ جبوتی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"پہلے ہم چیک تو کر لیں کہ کیا واقعی وہاں رعمیس معبد ہے بھی یا نہیں اور ہاں وہ ہمارا کتبہ کہاں ہے"....... جبوتی نے کاغذ لیتے ہوئے کہا۔

"وہ کتبہ اب تمہیں نہیں مل سکتا۔ وہ میرا ہے کیونکہ میں نے اسے پڑھا ہے اور سنو۔ تم اب یہاں سے اس وقت تک نہیں جا سکتی جب تک تم مجھ سے شادی نہ کر لو۔ یہ تمہارا ساتھی ہمارا نکاح پڑھائے گا"....... یعقوب نے تیز لہجے میں کہا۔

"نکاح۔ کیا مطلب"....... جبوتی نے چونک کر پوچھا۔

"تم نکاح کا مطلب بھی نہیں جانتی۔ مطلب ہے شادی"۔ یعقوب

نے گڑبڑا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہو جائے گی شادی بھی۔ پہلے اس بات کی تصدیق تو ہو جائے کہ جو کچھ تم نے اس کاغذ پر لکھا ہے وہ واقعی درست ہے"....... اس بار جبوتی نے ناگواری سے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر کاغذ کو غور سے دیکھنے لگی جس پر عجیب و غریب قسم کے ہندسے اور الفاظ لکھے ہوئے تھے اور ٹیڑھی میڑھی لکیروں سے کوئی نقشہ بھی بنایا گیا تھا۔

"یہ نقشہ درست ہے۔ تم بے شک جا کر چیک کر لو۔ کاغذ پر جہاں میں نے سرخ رنگ کا دائرہ بنایا ہے یہاں قدیم رعمیس معبد مدفون ہے"....... یعقوب نے کہا۔

"لیکن تم نے اس پر جو کچھ لکھا ہے اسے پڑھے گا کون۔ مجھے تو سمجھ ہی نہیں آ رہی"....... جبوتی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تم کسی بھی مدفون مقبرے کھودنے والے ماہر کو یہ نقشہ دکھا دینا۔ وہ خود ہی سمجھ جائے گا لیکن سنو۔ اب تمہیں پہلے مجھ سے شادی کرنا پڑے گی"....... یعقوب نے کہا۔

"یہاں تم اکیلے رہتے ہو"....... جبوتی نے کاغذ روجر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"....... یعقوب نے چونک کر کہا۔

"تمہارا کھانا کون پکاتا ہے اور دوسرے کام کون کرتا ہے"۔ جبوتی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہفتے میں ایک بار ایک ملازم شہر سے آ جاتا ہے۔ چند گھنٹے کام کر

کے چلا جاتا ہے لیکن اب تم سے شادی کے بعد مجھے اس ملازم کو بھی تنخواہ نہ دینی پڑے گی۔ اب یہ سارے کام تم کیا کرو گی اور ہاں۔ دس کوڑے بھی روزانہ تمہیں کھانے پڑیں گے"....... بوڑھے یعقوب نے کہا۔

"اب بند کرو یہ بکواس بوڑھے گدھے۔ میں تمہارے چہرے پر تھوکنا بھی گوارا نہیں کرتی۔ چلو روجر واپس چلیں"....... جبوتی نے انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"نہیں۔ تم نہیں جا سکتے۔ پہلے شادی پھر دوسری بات"۔ یعقوب نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اچانک جیب سے ایک چھوٹا سا پستول نکال لیا۔ لیکن دوسرے لمحے ایک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی یعقوب چیختا ہوا الٹ کر پشت کے بل گرا اور دری پر بری طرح تڑپنے لگا۔ جبوتی کے ہاتھ میں بھی پستول نظر آ رہا تھا جس کی نال سے اب دھوئیں کی لکیر نکل رہی تھی۔

"ہونہہ۔ بوڑھا گدھا۔ مجھ سے شادی کرنا چاہتا تھا"....... جبوتی نے انتہائی حقارت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ بوڑھا یعقوب ابھی تک دری پر پڑا تڑپ رہا تھا اور اس کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں لیکن جبوتی نے مڑ کر بھی اس کی طرف نہ دیکھا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس نے بوڑھے کے دل میں گولی اتار دی ہے اس لئے وہ ہر صورت میں مر جائے گا۔

"وہ کتبہ تو تلاش کر لیں"....... روجر نے کمرے سے باہر آتے ہی

کہا۔

"چھوڑو اسے۔ اب اس کا کیا فائدہ۔ اب یہ نقشہ ہمارے پاس ہے"...... جبوتی نے کہا اور روجر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور تیزی سے واپس دارالحکومت کی طرف بڑھنے لگا۔ پائلٹ ہیلی کاپٹر میں ہی رہا تھا۔ اس لئے اسے شاید معلوم ہی نہ ہو سکا تھا کہ اندر حویلی میں کیا ہوا ہے۔ جبوتی نے بوڑھے یعقوب کا دیا ہوا کاغذ روجر سے لیا اور اسے غور سے دیکھنے میں مصروف ہو گئی۔ لیکن کافی دماغ سوزی کے بعد جب اسے کچھ سمجھ نہ آئی تو اس نے منہ بناتے ہوئے کاغذ تہہ کر کے اپنے پاس رکھ لیا۔ تقریباً دو گھنٹے کی پرواز کے بعد ہیلی کاپٹر ایک بار پھر اسی کوٹھی کے لان میں اتر گیا جہاں سے وہ روانہ ہوئے تھے۔ جبوتی ہیلی کاپٹر سے اتر کر اندرونی عمارت کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد روجر بھی اندر آ گیا۔

"اب کیا حکم ہے مادام"...... روجر نے کہا۔

"کسی کھدائی کے ماہر کو بلاؤ۔ میں فوری طور پر معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ اس کاغذ پر کیا لکھا ہوا ہے"...... جبوتی نے کہا اور روجر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا جبکہ جبوتی نے ایک ریک میں رکھی ہوئی شراب کی بوتل اور ایک جام اٹھایا اور پھر وہ کرسی پر آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے شراب جام میں ڈالی اور گھونٹ گھونٹ کر کے پینے میں مصروف ہو گئی ابھی اس نے ایک جام بھی ختم نہ کیا تھا کہ روجر اندر داخل ہوا اور جبوتی نے چونک کر اسے دیکھا۔

"آ رہا ہے مادام"...... روجر نے کہا۔

"کون آ رہا ہے"...... جبوتی نے چونک کر پوچھا۔

"عاطف نام کا ایک آدمی ہے۔ وہ حکومت کی طرف سے مدفون معبدوں کی کھدائی کراتا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ وہ اس کام کا اس وقت مصر میں سب سے بڑا ماہر ہے۔ میری اس سے بات ہو چکی ہے اور میں نے آدمی بھیج دیا ہے تاکہ وہ اسے یہاں لے آئے"...... روجر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ تو حکومت کا آدمی ہے۔ اگر حکومت کو اس معبد کا علم ہو گیا تو"...... جبوتی نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"آپ فکر نہ کریں مادام۔ حکومت کی تو صرف آڑ ہوتی ہے۔ یہ لوگ دراصل پرائیویٹ کام ہی کرتے ہیں۔ اس طرح بے پناہ دولت ان کے ہاتھ آ جاتی ہے۔ یہ مدفون مقبرے کھود کر ان میں سے نوادرات نکال کر اسے دوبارہ دفن کر دیتے ہیں۔ میں نے معلوم کر لیا ہے"۔ روجر نے کہا۔

"اوہ۔ یہ ٹھیک ہے"...... جبوتی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پھر تقریباً بیس منٹ بعد ایک نوجوان نے آ کر اطلاع دی کہ عاطف نام کا آدمی آ گیا ہے۔

"اسے یہیں بلا لو"...... جبوتی نے کہا اور روجر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک مضبوط جسم کا ادھیڑ عمر آدمی تھا جس کے جسم پر تھری پیس سوٹ

تھا۔اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں جبوتی کو سلام کیا۔

"بیٹھو مسٹر عاطف۔ہمیں بتایا گیا ہے کہ تم مدفون معبدوں کی کھدائی کے ماہر ہو"...... جبوتی نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس مادام۔پورے مصر میں اس کام میں میرے مقابلے کا دوسرا آدمی نہیں ہے"...... عاطف نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم نے ایک مدفون مقبرے کا محل وقوع کثیر دولت خرچ کر کے معلوم کرایا ہے لیکن ہم اسے حکومت پر ظاہر نہیں کرنا چاہتے اور نہ ہی کسی اور گروپ پر۔جبکہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ تمہارا تعلق حکومت سے ہے"...... جبوتی نے کہا۔

"جی ہاں۔آپ نے درست سنا ہے۔میں حکومت کے اس شعبے کا انچارج ہوں لیکن ہم پرائیویٹ کام بھی کرتے ہیں اور اس سلسلے میں ہمارے چند اصول ہیں جن پر ہم سختی سے عمل کرتے ہیں۔میری آپ کے ساتھی مسٹر روجر سے تفصیلی بات ہو چکی ہے۔آپ ان سے پوچھ سکتی ہیں"...... عاطف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر عاطف سے میری تفصیلی بات ہو چکی ہے مادام۔انہوں نے راز داری کا حلف لیا ہے اور اس کے بدلے میں ان کو بھرپور معاوضہ دیا جائے گا"...... روجر نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں مادام۔ہمیں صرف اپنے معاوضے سے مطلب ہوتا ہے۔اگر ہمیں بھرپور معاوضہ مل جائے تو پھر ہم ہر طرف سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں"...... عاطف نے کہا اور جبوتی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"دیکھو مسٹر عاطف۔یہاں قدیم دور میں ایک معبد ہوتا تھا جسے رعمیس معبد کے نام سے جانا جاتا تھا۔پھر یہ مدفون ہو گیا اور آج تک باوجود کوشش کے اس کا محل وقوع معلوم نہیں ہو سکا۔اب ہم نے انتہائی زر کثیر خرچ کر کے اس کا محل وقوع دریافت کرایا ہے لیکن جس ماہر نے اس کا محل وقوع تلاش کیا ہے اس کے بنائے ہوئے نقشے کی ہمیں سمجھ نہیں آ رہی۔اس لئے پہلے تم یہ بتاؤ کہ اس ماہر کے نقشے کے مطابق یہ رعمیس معبد کہاں مدفون ہے"...... جبوتی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بوڑھے یعقوب کا دیا ہوا کاغذ عاطف کی طرف بڑھا دیا۔عاطف نے کاغذ لے کر اسے غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"اوہ۔اوہ۔تو یہ معبد الابر کے صحرا میں واقع ہے۔اوہ۔ویری بیڈ الابر کا صحرا تو مصر کا سب سے خوفناک صحرا ہے۔جہاں سینکڑوں میلوں تک نہ پانی ہے اور نہ کوئی آبادی"...... عاطف نے کہا۔

"روجر۔ذرا نقشہ لے آؤ تا کہ میں بھی دیکھوں کہ یہ الابر صحرا کہاں ہے"...... جبوتی نے روجر سے کہا اور روجر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"مادام۔یہ نقشہ کس نے بنایا ہے"...... عاطف نے چند لمحے

خاموش رہنے کے بعد جبوتی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" یہ محل وقوع ایک قدیم کتبے میں موجود تھا لیکن اس کی زبان کسی سے نہ پڑھی جارہی تھی۔ لیکن ایک بہت بڑے ماہر نے اسے پڑھ لیا اور اس نے اس کتبے کی مدد سے یہ نقشہ تیار کیا ہے۔ کیوں تم نے یہ بات کیوں پوچھی ہے"...... جبوتی نے کہا۔

" اس لئے مادام کہ آج سے پہلے الابر صحرا میں کبھی کوئی معبد یا مقبرہ دریافت نہیں ہوا بلکہ ماہرین کے مطابق یہ صحرا مصر کے قدیم ترین دور سے اسی طرح خوفناک صحرا ہے۔ اس لئے یہاں کسی معبد یا مقبرے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"...... عاطف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جبوتی کوئی جواب دیتی۔ روجر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا نقشہ تھا۔ جبوتی کے اشارے پر روجر نے یہ نقشہ کھول کر درمیانی میز پر رکھ دیا۔ یہ مصر کا تفصیلی نقشہ تھا۔

" مسٹر عاطف۔ بال پوائنٹ سے اس جگہ کی نشاندہی کرو جہاں اس کاغذ کے مطابق رعمیس معبد مدفون ہو سکتا ہے۔ مکمل نشاندہی کرو"...... جبوتی نے کہا اور عاطف نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے اپنی جیب میں موجود ایک پتلا سا باکس نکالا۔ اسے کھولا تو اس کے اندر مختلف رنگوں کے مخصوص ٹائپ کے بال پوائنٹ موجود تھے۔ شاید عاطف ان کی مدد سے اپنا کوئی ٹیکنیکل کام سرانجام دیتا ہوگا۔ اس نے ایک سرخ رنگ کا بال پوائنٹ نکالا اور باکس کو بند کر کے واپس

جیب میں ڈال کر اس نے جبوتی کے دیئے ہوئے کاغذ کو دیکھ دیکھ کر نقشے پر مختلف نشانات لگانے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک وہ نشانات لگاتا رہا۔ جبوتی اور روجر دونوں خاموش بیٹھے اسے ایسا کرتے دیکھتے رہے۔ عاطف نے ایک بار پھر جیب سے وہ باکس نکال کر اسے کھولا اور اس کے اندر ایک شفاف رنگ کا پیمانہ نکالا۔ جس پر مخصوص نشانات لگے ہوئے تھے اور اس پیمانے کی مدد سے اس نے پہلے لگائے گئے نشانات کے درمیان لکیریں کھینچنا شروع کر دیں۔

" یہ دیکھئے مادام۔ یہ ہے وہ پوائنٹ جہاں اس کاغذ کے مطابق رعمیس معبد مدفون ہے"...... عاطف نے آخرکار تمام لکیروں کو ایک دوسرے کو کاٹنے والے پوائنٹ کے گرد دائرہ لگاتے ہوئے کہا۔

" یہ کون سی جگہ ہے"...... جبوتی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" الابر صحرا کا تقریباً وسطی علاقہ اور نقشے کے مطابق یہاں ایک چھوٹی سی پہاڑی بھی ہے"...... عاطف نے جواب دیا تو جبوتی بے اختیار چونک پڑی۔

" پہاڑی اور صحرا میں"...... جبوتی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں۔ یہ اس پورے صحرا میں اکلوتی پہاڑی ہے اور یہ بات گو حیرت انگیز ہے۔ بہرحال ہے"...... عاطف نے کہا تو جبوتی نے اثبات میں سرہلا دیا۔ وہ اب نقشے کے اس حصے کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

" کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ کھودنے سے پہلے معلوم ہو سکے کہ کوئی

معبد موجود ہے یا نہیں"......... جبوتی نے کہا۔

"جی ہاں ۔ جدید سائنس نے اب ایسے آلات ایجاد کر لئے ہیں کہ وسیع علاقے میں مدفون مقبرے یا معبد بغیر ایک انچ کھدائی کے تلاش کئے جا سکتے ہیں ۔ ان آلات کو ہم اپنی زبان میں ڈیٹکٹو کہتے ہیں کیونکہ ان کا سائنسی نام بے حد مشکل ہے ۔ اس ڈیٹکٹو کی مدد سے یہ بات آسانی سے معلوم کی جا سکتی ہے کہ الابر صحرا میں واقع پہاڑی کے ساتھ واقعی کوئی معبد مدفون ہے یا نہیں"......... عاطف نے جواب دیا۔

"یہ آلہ کہاں سے مل سکتا ہے"......... جبوتی نے خوش ہو کر پوچھا۔

"یہ ابھی حال ہی میں حکومت مصر نے ایکریمیا سے خریدا ہے اور اس کی مدد سے کئی مدفون مقبرے تلاش کئے گئے ہیں لیکن حکومت کی خصوصی اجازت کے بغیر اس آلے کو کوئی استعمال نہیں کر سکتا اور اگر حکومت سے اجازت لی گئی تو پھر مدفون معبد بھی یہاں کے مقامی قانون کے مطابق حکومت کی ملکیت ہو جائے گا اور آپ کو کچھ نہیں ملے گا"......... عاطف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ایکریمیا سے اس آلے کو پرائیویٹ طور پر تو حاصل کیا جا سکتا ہو گا"......... جبوتی نے کہا۔

"نہیں مادام ۔ حکومت مصر بھی کئی سالوں کی کوششوں کے بعد اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی ہے ۔ ایکریمیا کی کوئی خاص اور خفیہ لیبارٹری اسے صرف حکومت ایکریمیا کے خصوصی حکم پر تیار کرتی ہے"......... عاطف نے جواب دیا۔

"کتنا بڑا آلہ ہے"......... جبوتی نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ زیادہ بڑا نہیں ہے ۔ ایک چھوٹے باکس جتنا ہے"......... عاطف نے جواب دیا۔

"کیا تم اسے آپریٹ کر لیتے ہو"......... جبوتی نے پوچھا۔

"جی نہیں ۔ یہ انتہائی پیچیدہ سائنسی آلہ ہے اور اسے آپریٹ بھی اس کا خاص ماہر ہی کرتا ہے اور رزلٹ بھی وہی نکالتا ہے ۔ یہاں اس کے ماہر کا نام ڈاکٹر فواد ہے اور جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ آلہ مصر کے سب سے بڑے بنک نیشنل بنک کے مین لاکر روم میں رکھا گیا ہے جہاں تک کسی کی پہنچ نہیں ہو سکتی"......... عاطف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ پھر تو مجبوری ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں اس معبد کا خیال چھوڑنا پڑے گا"......... جبوتی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یس مادام ۔ ویسے مادام میں نے جو پہلے بات کی تھی وہ درست ہے الابر صحرا میں کسی معبد یا مقبرے کے مدفون ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ۔ آج تک کسی نے بھی الابر صحرا میں کسی مقبرے یا معبد کی موجودگی کا سوچا تک نہیں ۔ تمام مدفون مقابر ایک خاص پٹی میں ہی ملتے ہیں اور الابر صحرا وہاں سے بہت دور ہے ۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ جس آدمی نے یہ نقشہ بنایا ہے اسے ضرور کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے"......... عاطف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ بہرحال تمہارا شکریہ کہ تم نے ہمیں وقت دیا ہے ۔

روجر، مسٹر عاطف کو ان کے وقت دینے کا انتہائی معقول معاوضہ دیا جائے"...... جبوتی نے کہا اور عاطف اور روجر دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آیئے مسٹر عاطف"...... روجر نے کہا۔

"آپ کا بے حد شکریہ مادام۔ میں ہر وقت آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں"...... عاطف نے مسکراتے ہوئے کہا اور جبوتی کے سر ہلانے پر وہ سلام کر کے روجر کے ساتھ چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ جبوتی ہونٹ بھینچے ہوئے تھی۔ وہ اب بھی غور سے اس نقشے کو دیکھ رہی تھی۔ تقریباً دس منٹ بعد روجر دوبارہ اندر داخل ہوا۔

"اب کیا حکم ہے مادام"...... روجر نے کہا۔

"سنو روجر۔ میرا دل کہتا ہے کہ اس بوڑھے یعقوب نے یہ نقشہ درست بنایا ہے۔ یہ کوئی عام معبد نہیں ہے کہ عام جگہوں پر ہو۔ یہ شیطان کا معبد ہے اور شیطان کے معبد ایسی ہی جگہوں پر بنائے جاتے ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ ہم رغمیس معبد کو تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن اس کی تصدیق ضروری ہے تاکہ اصل پارٹی کو حتمی طور پر آگاہ کیا جا سکے اور اس کی حتمی تصدیق کے لئے ہمیں ہر صورت میں ڈاکٹر فواد کو اس آلے کے استعمال پر آمادہ کرنا ہوگا اور اس بنک کے سپیشل لاکر روم سے وہ آلہ بھی اس طرح حاصل کرنا ہوگا کہ حکومت کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ چیکنگ کے بعد آلہ واپس رکھا جا سکتا

ہے۔ بہرحال چیکنگ ضروری ہے"...... جبوتی نے کہا۔

"اگر آپ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے مادام تو پھر بے فکر رہیں۔ میں اس کا بندوبست کر لوں گا"...... روجر نے کہا۔

"کس طرح۔ تم نے اس قدر حتمی بات کیسے کر دی ہے"۔ جبوتی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"مادام۔ دولت میں بہت طاقت ہے۔ ہر وہ کام جو بظاہر ناممکن نظر آتا ہے دولت کی چھڑی لگاتے ہی ممکن ہو جاتا ہے۔ اس معاشرے میں ہر آدمی کی ایک قیمت مقرر ہے۔ بعض لوگ تھوڑی رقم پر بک جاتے ہیں اور بعض بہت بڑی دولت کے عوض۔ بہرحال بک ضرور جاتے ہیں اور ہمارے پاس رقم کی کوئی کمی نہیں ہے۔ میں بنک کے عملے کو خرید کر آلہ حاصل کروں گا اور ڈاکٹر فواد کی بھی بہرحال کوئی نہ کوئی قیمت تو ہو گی۔ جب اسے اس کی مطلوبہ قیمت ادا کر دی جائے گی تو پھر وہ بھی ہمارے ساتھ کام کرنے پر آمادہ ہو جائے گا"...... روجر نے جواب دیا تو جبوتی بے اختیار مسکرا دی۔

"گڈ روجر گڈ۔ تمہارا انتخاب غلط ثابت نہیں ہوا۔ تم بے فکر رہو جلد ہی تم اس دنیا کے سب سے دولت مند آدمی بن جاؤ گے"۔ جبوتی نے کہا اور روجر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"شکریہ مادام"...... روجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس عمران کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرتے رہو کہ وہ کیا کر رہا ہے"...... جبوتی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس مادام"...... روجر نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں اپنی رہائش گاہ پر جا رہی ہوں۔ جب تم تمام انتظامات مکمل کر لو تو مجھے اطلاع کر دینا۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ تم نے اس کام میں دیر نہیں کرنی اور ہاں۔ یہ کاغذ اور نقشہ مجھے دے دو۔ یہ میرے پاس رہے گا"...... جبوتی نے کہا۔

"یس مادام"...... روجر نے کہا اور نقشہ تہہ کر کے اور یعقوب والا کاغذ اٹھا کر اس نے جبوتی کی طرف بڑھا دیا اور جبوتی وہ کاغذ اور نقشہ لے کر تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

ٹائیگر کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر عمران چونک پڑا۔

"کیا ہوا...... وہ فوٹو گراف مل گیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور جیب سے ایک لفافہ نکال کر اس نے عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے لفافہ لے کر اسے کھولا۔ اس کے اندر کتبے کا فوٹو گراف موجود تھا۔ عمران نے فوٹو گراف لفافے سے باہر نکالا اور لفافہ ایک طرف رکھ کر وہ غور سے اس فوٹو گراف کو دیکھنے میں مصروف ہو گیا جبکہ ٹائیگر ایک طرف رکھی کرسی پر خاموشی سے بیٹھ گیا۔ عمران کافی دیر تک فوٹو گراف کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فوٹو گراف ایک طرف رکھا اور میز پر موجود ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"نیشنل یونیورسٹی میں پروفیسر طوبیٰ صاحب سے بات کرائیں۔

اگر وہ یونیورسٹی میں موجود نہ ہوں تو وہاں سے ان کی رہائش گاہ کا پتہ معلوم کر کے وہاں ان سے بات کرائیں"...... عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"باس۔ان دونوں خواتین کا کیا ہوا"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"دونوں چلی گئیں اور کیا ہوتا۔بہرحال انہیں جانا تو تھا ہی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ اسی طرح بے ہوش تھیں یا ہوش میں آ گئی تھیں۔انہوں نے اودھم تو خوب مچایا ہوگا"...... ٹائیگر نے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے اسے تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔تو آپ کا مطلب ہے کہ جوزف کا خیال غلط تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے۔لیکن جوزف اپنی بات پر مصر ہے۔اس نے اس کی چیکنگ کے دو طریقے بھی بتائے ہیں۔جب موقع ملا تو چیکنگ بھی کر لوں گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"کونسے طریقے باس"...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"ایک تو یہ کہ شہد کی مکھی کسی ایسے جسم پر نہیں بیٹھ سکتی جو گندی روح کا جسم ہو۔چاہے بظاہر وہ کتنی ہی صاف ستھری کیوں نہ ہو

اور اس پر چاہے کتنی ہی خوشبویات کیوں نہ چھڑک دی جائیں اور دوسرا طریقہ یہ کہ ایسی گندی روحوں کے جسم ویسے تو ہر لحاظ سے انسانی جسم ہوتے ہیں لیکن ان کے ناخن مصنوعی ہوتے ہیں۔اصل ہو ہی نہیں سکتے"...... عمران نے جواب دیا۔

"باس۔یہ تو سنا ہے کہ روحیں انسانی جسموں پر قابض ہو جاتی ہیں لیکن یہ نئی بات ہے کہ گندی روحوں کے اپنے جسم بھی ہوتے ہیں"۔ ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہاں بلیک ورلڈ کا کرتا دھرتا چونکہ شیطان ہوتا ہے اس لئے ایسے حربے وہ استعمال کر لیتا ہے۔گندی روح انسانی جسم میں بھی مجسم ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"جناب یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر عارف سے بات کیجئے۔میں نے ان سے پروفیسر طوبیٰ کے بارے میں پوچھا ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ پروفیسر طوبیٰ فوت ہو چکے ہیں"...... دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی حزن وملال کے آثار نمودار ہو گئے۔

"اوہ۔اوہ۔ویری سیڈ۔بات کرائیں"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"گولڈن سینڈز والے کیس میں ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ انتہائی قابل اور انتہائی شفیق انسان تھے۔ مجھے ان کی وفات کی خبر سن کر بے حد دکھ ہوا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی رضا پر سب کو راضی ہونا پڑتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے بھی آمین کہہ دیا۔ عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور فون سیٹ کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر دیا۔ اس طرح فون ڈائریکٹ ہو گیا تھا۔ عمران کو ڈاکٹر عمر ابدال کی رہائش گاہ کا نمبر یاد تھا کیونکہ گولڈن سینڈز کیس میں وہ ڈاکٹر عمر ابدال کے گھر ہی ٹھہرا تھا۔ کلثوم ان کی بیٹی تھی جو یونیورسٹی میں پڑھتی تھی۔ اس کیس میں سپرنٹنڈنٹ فیاض بھی عمران کے ساتھ تھا اور کلثوم کے ساتھ خوب دلچسپ وقت گزرا تھا۔ عمران نے نمبر ڈائل کئے۔

"جی صاحب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی کسی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یہ ڈاکٹر عمر ابدال صاحب کی رہائش گاہ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ڈاکٹر صاحب سے بات کرائیں۔ ان سے کہیں کہ پاکیشیا سے علی عمران کا فون ہے"...... عمران نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب تو بیرون ملک دورے پر گئے ہوئے ہیں جناب۔ ان کی واپسی تو دو ہفتوں بعد ہو گی"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"پھر ان کی صاحبزادی مس کلثوم سے بات کرا دیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ صاحب۔ چھوٹی بی بی تو اب یہاں نہیں رہتیں۔ ان کی شادی ہو گئی ہے اور وہ اپنے خاوند کے ساتھ گریٹ لینڈ چلی گئی ہیں"۔ دوسری طرف سے ملازم نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کوئی اس دنیا سے چلا گیا۔ کوئی اس ملک سے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس نے رسیور اٹھایا۔

"یس سر"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔ کیونکہ رسیور رکھ دینے سے فون کا ڈائریکٹ سسٹم خود بخود آف ہو جاتا تھا۔ اسے دوبارہ ڈائریکٹ کرنے کے لئے دوبارہ فون سیٹ کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پریس کرنا پڑتا تھا۔ اس لئے عمران نے جیسے ہی رسیور رکھا تھا فون کا رابطہ ہوٹل ایکس چینج سے ہو گیا تھا۔

"مصر میں ایک انتہائی مشہور ماہر مصریات رہا کرتے تھے پروفیسر قولی۔ میں نے ان سے ملاقات کرنی ہے۔ کیا آپ ان کے نمبر کی تلاش کر کے ان سے میرا رابطہ کرا سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی میں معلوم کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے شکریہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"خدا کرے پروفیسر قولی کے بارے میں کوئی بری خبر سننے کو نہ ملے"...... عمران نے رسیور رکھ کر ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب

ہو کر کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً پون گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"سر۔ میں نے پروفیسر صاحب کو تلاش کر لیا ہے لیکن وہ بیمار ہیں اور حکومت کی طرف سے انہیں سپیشل میڈیکل انسٹی ٹیوٹ کے سپیشل ہسپتال میں رکھا گیا ہے اور وہاں ان سے فون پر بات نہیں کرائی جا سکتی۔ اگر آپ خود تشریف لے جائیں تو بات ہو سکتی ہے"۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے جواب دیا۔

"یہ ہسپتال کہاں واقع ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"سوات روڈ پر مشہور انسٹی ٹیوٹ ہے"...... آپریٹر نے جواب دیا اور عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

"کیا یہ پروفیسر قولی اس کتبے کی تحریر پڑھ لیں گے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ پروفیسر قولی اس مضمون میں اتھارٹی ہیں۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ ان کی ساری عمر ویسٹرن کارمن کی ایک معروف یونیورسٹی میں اس مضمون کو پڑھاتے اور اس پر ریسرچ کرنے پر گزر گئی ہے۔ ویسٹرن کارمن کی اس یونیورسٹی نے قدیم مصری تاریخ پر ریسرچ کے لئے ایک خصوصی شعبہ صرف پروفیسر قولی کے لئے بنایا تھا کیونکہ پروفیسر قولی کی بیوی ویسٹرن کارمن کی رہنے والی تھی اور اس کا جوانی میں ہی ایک ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا۔

پروفیسر قولی اپنی بیوی کے ساتھ ان دنوں ویسٹرن کارمن گیا ہوا تھا۔ اس کی بیوی کو وہیں ویسٹرن کارمن میں ہی اس کے خاندانی قبرستان میں دفن کر دیا گیا اور پروفیسر قولی نے نہ صرف باقی ساری عمر شادی نہ کی بلکہ اس نے باقی ساری عمر ویسٹرن کارمن میں ہی گزارنے کا عہد کر لیا کیونکہ اس طرح وہ روزانہ اپنی بیوی کی قبر پر جا سکتا تھا۔ پروفیسر چونکہ قدیم مصری تاریخ پر گہری نظر رکھتا تھا اس لئے حکومت ویسٹرن کارمن نے یونیورسٹی میں قدیم مصری تاریخ پر ریسرچ کا شعبہ کھولا اور پروفیسر کو اس کا ہیڈ بنا دیا اور اسے اس قدر مراعات دی گئیں کہ پروفیسر نے اپنی ساری عمر وہیں گزار دی۔ ویسے پروفیسر نے اپنا عہد خوب نبھایا۔ وہ روزانہ اپنی بیوی کی قبر پر ضرور جایا کرتا تھا۔ چاہے طوفان ہو یا آندھی۔ پروفیسر بیمار ہوا۔ لیکن اس نے حاضری میں کوتاہی نہ کی۔ میں کئی بار ویسٹرن کارمن میں پروفیسر سے مل چکا ہوں وہ اب ریٹائر ہو چکے ہیں اور ٹانگوں سے بھی معذور ہو گئے ہیں۔ اس لئے کافی دن پہلے میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ پروفیسر قولی مصر شفٹ ہو گئے ہیں۔ شاید ٹانگوں سے معذور ہو جانے کی وجہ سے وہ اب اپنی بیوی کی قبر روزانہ حاضری دینے سے قاصر ہو گئے تھے اس لئے وہاں رہنے کی بجائے مصر چلے آئے ہیں"...... عمران نے پروفیسر قولی کے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"دنیا واقعی عجیب و غریب لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ ساری زندگی بیوی کی قبر پر روزانہ حاضری دینا واقعی بظاہر ناممکن سی بات لگتی

ہے"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"ہاں۔ بظاہر تو واقعی ایسا لگتا تھا۔ لیکن پروفیسر قولی نے اپنا عہد نبھایا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر ٹیلی فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن کو پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کا نمبر ڈائل کر دیا۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سپیشل میڈیکل انسٹی ٹیوٹ کے تحت جو سپیشل ہسپتال ہے اس کے انچارج کا نمبر چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر بتایا ہوا نمبر ڈائل کر دیا۔

"یس ڈاکٹر سلطانہ سپیکنگ"...... ایک باوقار نسوانی آواز سنائی دی۔

"میرا نام علی عمران ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر قولی میرے مہربان ہیں۔ میں مصر ایک کام سے آیا ہوں مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ بیمار ہیں اور آپ کے ہسپتال میں ایڈمٹ ہیں۔ اگر آپ مجھے ان سے ملاقات کا کچھ وقت عنایت کر دیں تو آپ کی مہربانی ہوگی"...... عمران نے کہا۔

"کیا پروفیسر صاحب آپ سے ملاقات پر رضا مند ہو جائیں گے"۔

دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ ان سے پوچھ لیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں۔ میں معلوم کراتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر کچھ دیر بعد اس خاتون کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہیلو مسٹر علی عمران"...... ڈاکٹر سلطانہ کے لہجے میں ہلکی سی حیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"یس میڈیم"...... عمران نے جواب دیا۔

"آپ تشریف لے آئیں۔ پروفیسر صاحب نہ صرف آپ سے ملاقات پر رضا مند ہیں بلکہ انہوں نے آپ سے ملاقات کے لئے انتہائی اشتیاق ظاہر کیا ہے۔ حالانکہ جب سے وہ ہسپتال میں داخل ہوئے ہیں انہوں نے کسی سے بھی ملاقات نہیں کی"...... ڈاکٹر سلطانہ نے کہا۔

"یہ پروفیسر صاحب کی مہربانی ہے۔ میں حاضر ہو رہا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں آپ کے ساتھ چلوں باس۔ میں اس عظیم آدمی کو دیکھنا چاہتا ہوں جس نے اپنی مرحوم بیوی کے لئے اس قدر ایثار کیا ہے"۔ ٹائیگر نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے۔ تمہیں پروفیسر کی قابلیت سے زیادہ ان کی بیوی سے محبت متاثر کر رہی ہے۔ کہیں ان کے نقش قدم پر چلنے کا ارادہ تو نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کے چہرے پر بے اختیار شرم کے تاثرات ابھر آئے لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"آؤ" ... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر ہسپتال پہنچ چکے تھے ڈاکٹر سلطانہ ایک ادھیڑ عمر خاتون تھیں۔ وہ بڑی خندہ پیشانی سے ملیں اور پھر ایک ڈاکٹر کے ہمراہ اس نے عمران اور ٹائیگر کو پروفیسر قولی کے سپیشل روم کی طرف بھجوا دیا۔

"شکریہ ڈاکٹر۔ اب آپ فارغ ہیں" ... عمران نے دروازے پر پہنچ کر رکتے ہوئے رہنمائی کے لئے آنے والے ڈاکٹر سے کہا اور وہ ڈاکٹر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ عمران نے بند دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔

"یس کم ان" ... اندر سے ایک بھاری مگر بھرائی ہوئی سی آواز سنائی دی اور عمران نے دروازے کو دھکیلا اور اسے کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے ٹائیگر بھی اندر داخل ہو گیا۔ سامنے بیڈ پر ایک بھاری جسم اور چوڑے چہرے کا مالک آدمی بیٹھا ہوا تھا اس کی ٹانگوں پر کمبل تھا۔ اس کا سر بالوں سے یکسر بے نیاز تھا۔ چہرہ بھرا ہوا تھا اور آنکھوں میں خاصی تیز چمک تھی۔ عمران کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ" عمران نے اندر داخل ہوتے ہی انتہائی خشوع وخضوع سے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ آؤ عمران بیٹے۔ یہاں مصر میں تمہاری موجودگی کا سن کر میں بے حد حیران ہوا تھا" پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا

اور ساتھ ہی مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"آپ سے ملاقات تو بہرحال کرنی ہی ہوتی ہے۔ اب یہ آپ کی مرضی کہ آپ چاہے ویسزن کارمن رہیں یا مصر۔ یہ میرا ساتھی ہے۔ اس کا نام عبدالعلی ہے لیکن عرف عام میں ٹائیگر مشہور ہے۔" عمران نے مصافحہ کرتے ہوئے ٹائیگر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر۔ یہ کیا نام ہے" پروفیسر نے حیران ہو کر کہا اور ٹائیگر کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"جس طرح آپ کا نام قولی ہے حالانکہ آپ کا اصل نام احمد فیروز ہے اور مجھے قولی کو قوالی کہنے سے بڑی مشکل سے اپنی زبان کو روکنا پڑتا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو پروفیسر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اب آپ کی طبیعت کیسی ہے پروفیسر" ... عمران نے ایک طرف رکھی ہوئی کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے بھی کرسی اٹھائی اور عمران کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"اب ٹھیک ہوں۔ یہاں آتے ہی نجانے کیا ہوا کہ سانس لینا دشوار ہو گیا تھا۔ بہرحال اب بالکل ٹھیک ہوں۔ لیکن ڈاکٹروں نے ابھی رخصت کی اجازت نہیں دی۔ تم بتاؤ کیسے آنا ہوا مصر۔ کیا کوئی خاص مشن ہے" پروفیسر نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"آپ نے کبھی رعمیس معبد کے بارے میں سنا ہے" ... عمران نے کہا تو پروفیسر قولی بے اختیار چونک پڑا اور اس کے چہرے پر حیرت

کے تاثرات ابھر آئے۔

"رمیس معبد۔ ہاں۔ نہ صرف سنا ہے بلکہ میں اس کے متعلق بہت کچھ جانتا ہوں۔ لیکن تمہیں اس کے متعلق کیسے علم ہوا"۔ پروفیسر قولی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کو معلوم تو ہے پروفیسر کہ مجھے بھی اس علم میں دلچسپی ہے۔ ڈاکٹر رضوان، ڈاکٹر بشارت اور ڈاکٹر مطلوب سے گفتگو کی وجہ سے میں بھی اس بارے میں تھوڑا بہت جاننے لگ گیا ہوں"...... عمران نے کہا تو پروفیسر نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ لیکن تم نے خاص طور پر رمیس معبد کے بارے میں کیوں پوچھا ہے۔ وہ تو قدیم دور میں شیطان کا معبد تھا اور عام طور پر مشہور ہے کہ آج بھی شیطان اس کی حفاظت کرتا ہے اور جو کوئی اس میں زیادہ دلچسپی لیتا ہے۔ شیطان کی طاقتیں اس کے خلاف کام کرنا شروع کر دیتی ہیں"۔ پروفیسر قولی نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیا آپ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ میں تو عام لوگوں کی بات کر رہا ہوں۔ مجھ سے شیطان نے کیا لینا ہے"...... پروفیسر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران ہنس پڑا۔

"آپ سے واقعی اس نے کیا لینا ہے۔ چند قدیم کتبے اور چند قدیم قلمی نسخے"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور اس بار پروفیسر قولی بے اختیار

کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تم نے بتایا نہیں کہ تمہیں اس رمیس معبد سے کیا دلچسپی ہے"۔ پروفیسر نے کہا اور عمران نے اسے مختصر طور پر اپنے مشن کے بارے میں بتا دیا۔

"ہونہہ۔ تو تم اس معبد کو تلاش کر کے وہاں سے وہ رمیس حاصل کرنا چاہتے ہو تاکہ اسے ضائع کر کے اس خطرے کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دو"...... اس بار پروفیسر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس پروفیسر۔ کیا آپ اس کے محل وقوع کی نشاندہی کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ آج تک اس کا محل وقوع ٹریس نہیں کیا جا سکا"۔ پروفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایک کتبہ ایسا ہے جس میں اس کا محل وقوع دیا ہوا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ اس کا فوٹوگراف میں نے نیشنل لائبریری کے خصوصی البم میں دیکھا تھا۔ اصل کتبہ نجانے کس کے پاس ہے۔ لیکن وہ نامعلوم زبان میں لکھا گیا ہے اور میں نے کوشش بھی کی تھی کہ اس زبان کو پڑھ سکوں۔ حالانکہ ایسے بے شمار کتبوں پر درج اس جیسی نامعلوم زبانیں میں پڑھ چکا ہوں لیکن نجانے یہ کیسی زبان تھی کہ باوجود بے پناہ کوشش کے میں اسے نہ پڑھ سکا اور پھر میں نے اس کا خیال ہی چھوڑ دیا"...... پروفیسر نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی برا ہوا۔ میں اس کتبے کا فوٹو گراف لائبریری سے لے آیا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ آپ اسے ضرور پڑھ لیں گے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس دنیا میں ایک آدمی تھا۔ جو شاید اس زبان کو پڑھ سکتا۔ لیکن اس کا ذہنی توازن درست نہیں رہا۔ اس لئے اب اس کے متعلق سوچنا ہی بے کار ہے"...... پروفیسر نے کہا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"آپ کس کی بات کر رہے ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پروفیسر یعقوب اس کا نام ہے۔ وہ ایسی زبانوں کے پڑھنے کا ماہر ہے لیکن اس کا ذہنی توازن طویل عرصے سے خراب ہے۔ وہ پوری طرح سنکی ہو چکا ہے۔ میری تو اس سے طویل عرصے سے ملاقات بھی نہیں ہوئی لیکن مجھے اس کے بارے میں اطلاعات بہرحال ملتی رہتی ہیں"...... پروفیسر نے کہا۔

"پاگل ہونا اور بات ہے پروفیسر اور سنکی ہونا اور بات۔ کیا پروفیسر یعقوب مکمل طور پر پاگل ہو چکے ہیں یا صرف سنکی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"کوئی اسے پاگل کہتا ہے اور کوئی اسے سنکی کہتا ہے۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ یہ تو اس سے ملنے پر ہی معلوم ہو سکے گا کہ دراصل وہ کیا ہے"...... پروفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کہاں رہتے ہیں"۔ عمران نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"شہر سیات کے شمال میں وہ ایک قدیم اور بڑی حویلی میں رہتے ہیں۔ مشہور آدمی ہیں۔ تمہارا سیات پہنچ کر ان کی حویلی تک پہنچنا مشکل نہ ہوگا"...... پروفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ان کے ہاں فون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے ہو۔ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ بہرحال اتنا میں جانتا ہوں کہ اگر وہ ذہنی طور پر تندرست ہوا تو وہ تمہارا مسئلہ آسانی سے حل کر سکتا ہے"...... پروفیسر قولی نے کہا اور عمران اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ سلام دعا کے بعد وہ پروفیسر کے اصرار پر دوبارہ ملنے کا وعدہ کر کے ان سے اجازت لے کر واپس آ گیا۔

"یہ سیات شہر کہاں ہے باس"...... ٹائیگر نے پروفیسر کے کمرے سے باہر آتے ہی پوچھا۔

"دارالحکومت سے کافی فاصلے پر مصر کا ایک بڑا شہر ہے۔ میرے خیال میں وہاں کے لئے ہوائی سروس ہو گی۔ میں فوری طور پر اس پروفیسر یعقوب سے ملنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھے چارٹرڈ ایئر سروس کے دفتر کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ دفتر سے جب انہیں معلوم ہوا کہ سیات شہر کے لئے چھوٹے جہاز چارٹرڈ کئے جاتے ہیں تو عمران نے فوری طور پر ایک چھوٹا جہاز چارٹرڈ کرایا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اس جہاز میں بیٹھے سیات کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

ختم شد

عمران سیریز میں قطعی منفرد۔ انتہائی دلچسپ اور سحر انگیز یادگار ناول

بلیک ورلڈ
حصہ دوم

مصنف۔ مظہر کلیم ایم اے

کیا عمران شیطان کے قدیم ترین معبد کو تلاش کر کے وہاں سے جادوئی زیور حاصل کرنے میں کامیاب ہوا ___ یا ___ ؟

جبوتی ___ انتہائی خوبصورت عورت کے روپ میں شیطانی قوت ___ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے راستے میں انتہائی خوفناک رکاوٹیں کھڑی کر دیں ۔ کیا جبوتی اپنے مقصد میں کامیاب ہوتی ؟

- وہ لمحہ۔ جب جولیا کو شیطانی قوتوں نے اغوا کر لیا اور سیکرٹ سروس بے بس ہو کر رہ گئی ___ کیا جولیا شیطانی قوتوں کی بھینٹ چڑھ گئی ___ یا ___ ؟
- بلیک ورلڈ کی خوفناک اور انتہائی طاقتور شیطانی قوتوں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونیوالے ___ انوکھے، منفرد اور انتہائی خوفناک مقابلے ۔
- کیا عمران۔ بلیک ورلڈ کے مقابلے میں کامیاب رہا ___ یا ___ بلیک ورلڈ کی شیطانی قوتوں نے عمران کو ہی تسخیر کر لیا۔

مختلف انداز کی کہانی۔ ایک ایسا ناول جو اس سے قبل صفحہ قرطاس پر نہیں ابھرا۔

___ شائع ہو گیا ہے

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

علی عمران اور میجر پرمود کے خوفناک ٹکراؤ پر مشتمل ایک حیرت انگیز ناول

مکمل ناول

گریٹ فائٹ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

پروفیسر بارکی ایک سائنسدان جو بلگارنیہ سے فرار ہو کر پاکیشیا پہنچ گیا۔ کیوں؟

میجر پرمود جو پروفیسر بارکی کو بلگارنیہ واپس لانے کے لئے پاکیشیا پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑا کس انداز میں؟

میجر پرمود جس نے دن دیہاڑے پاکیشیا کے ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر پر اکیلے دھاوا بول دیا اور وہاں عمران کی موجودگی کے باوجود اپنے مشن میں کامیاب رہا۔ کیسے؟

علی عمران جس نے میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کو ایسے انداز میں گھیر لیا کہ میجر پرمود کا زندہ بچ نکلنا ناممکن ہو گیا۔ مگر میجر پرمود اس طرح نکل گیا کہ عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑے رہ گیا۔

☆ جوزف، جوانا اور عمران کی ویران پہاڑیوں میں میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں سے دوبدو جنگ۔ ایک ایسا لمحہ جب جوزف سینکڑوں فٹ گہرائی میں جا گرا اور جوانا کو زندگی میں پہلی بار زمین چاٹنے پر مجبور ہونا پڑا۔

☆ بلگارنیہ کی ناک میجر پرمود اور پاکیشیا کے ناقابل تسخیر علی عمران کے درمیان ایک خوفناک اور جان لیوا لڑائی۔ اس لڑائی کا نتیجہ کیا نکلا؟

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں فور سٹارز کے سلسلے کا ایک دلچسپ اور منفرد ناول

مکمل ناول

سفاک مجرم

مصنف مظہر کلیم ایم اے

سفاک مجرم
جو پاکیشیا سے معصوم بچوں کو اغوا کر کے غیر ملکی ادویہ ساز لیبارٹریوں کو فروخت کر دیتے تھے۔ جہاں ان پر انتہائی زہریلی ادویات کے تجربات کیے جاتے۔

سفاک مجرم
جنہوں نے پاکیشیا کے سینکڑوں ہزاروں خاندانوں کو انتہائی سفاکانہ انداز میں موت کی دلدل میں دھکیل دیا۔

سفاک مجرم
جن کا طریقہ کار اس قدر پراسرار تھا کہ عمران اور فور سٹارز باوجود انتہائی کوشش کے ان کا معمولی سا سراغ بھی نہ لگا سکے۔

سفاک مجرم
جن کے خلاف فور سٹارز نے اپنی مکمل ناکامی کا برملا اعتراف کر لیا۔

سفاک مجرم
جو اپنے خلاف ہر ثبوت انتہائی سفاکی سے مٹا دیا کرتے تھے۔

سفاک مجرم
جن کے سفاکانہ جرم سے واقف ہو جانے کے باوجود عمران ان کے خلاف بے بس ہو کر رہ گیا۔ کیوں؟

سفاک مجرم
جن کے ساتھ عمران کے باورچی سلیمان کو جان لیوا مقابلہ کرنا پڑا۔
کیا سلیمان مجرموں کے ہاتھ ہلاک ہو گیا۔ یا ؟
کیا عمران اور فور سٹارز ان سفاک مجرموں کو پکڑنے اور پاکیشیا کے ہزاروں معصوم بچوں کی زندگیاں بچانے میں کامیاب ہو سکے یا ناکامی ان کا مقدر ٹھہری؟
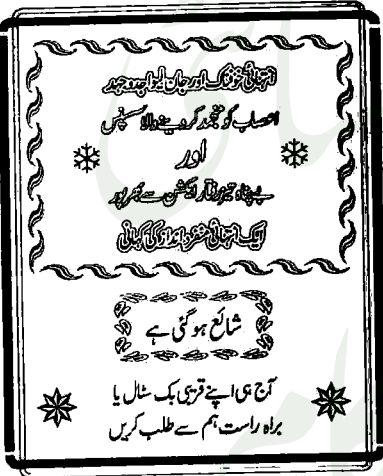
عمران سیریز
بلیک ورلڈ
مظہر کلیم ایم اے
www.paksociety.com
Scanned by Waqar Azeem Pakistanipoint

چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون ۔ "بلیک ورلڈ" کا دوسرا حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ بلیک ورلڈ اور عمران کے درمیان منفرد انداز کا یہ ٹکراؤ اب آہستہ آہستہ شدت اختیار کرتا چلا جا رہا ہے ۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ قطعی منفرد اور جداگانہ انداز کا ناول آپ کو یقیناً پسند آ رہا ہوگا ۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور نوازیئے گا ۔ لیکن دوسرے حصے کے مطالعے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے ۔

منڈی وار برٹن سے شیخ انوار الحق قاضی صاحب لکھتے ہیں ۔ "آپ کا ناول "بلاسٹڈ اٹیک" وادی مشکبار کے موضوع پر انتہائی شاندار اور منفرد انداز کی جدوجہد پر مبنی ہے ۔ یہ ناول لکھ کر آپ نے واقعی حق ادا کر دیا ہے ۔ ایسے ناول پڑھ کر یقیناً ہر قاری کے دل سے بے ساختہ دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ وادی مشکبار میں جاری مشکباریوں کی تحریک کو کامیاب بنائے ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ بھی اس موضوع پر ایسے شاندار اور معیاری ناول لکھتے رہیں گے ۔ البتہ آپ سے ایک شکایت ضرور ہے کہ آپ نے بلیک زیرو کو واقعی ڈمی بنا کر دانش منزل تک ہی محدود کر دیا ہے اسے بھی کسی نہ کسی مشن میں کھل کر کام کرنے کا موقع ملنا چاہیئے" ۔

محترم شیخ انوار الحق قاضی صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے

کا بے حد شکریہ ۔ وادی مشکبار میں جاری تحریک پوری دنیا کے
مسلمانوں کی تحریک ہے اور ہر مسلمان اس تحریک کی کامیابی کے
لئے دل سے دعا گو رہتا ہے اور انشاء اللہ یہ تحریک یقیناً اپنے اعلیٰ وارفع
مقاصد میں کامیابی وکامرانی حاصل کرے گی ۔ جہاں تک بلیک زیرو
کے دانش منزل تک محدود رہنے کا تعلق ہے تو کیا بلیک زیرو کے لئے یہ
اعزاز کم ہے کہ وہ نہ صرف دانش منزل کا چیف ہے بلکہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس کو کنٹرول بھی کرتا ہے ۔ جہاں تک فیلڈ میں کام کرنے کا تعلق
ہے تو فیلڈ میں کام کرنے والوں کو کنٹرول کرنا اور ان سے کام لینا
میرے نزدیک سب سے اہم کام ہے ۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو دانش
منزل میں موجود بلیک زیرو فیلڈ میں کام کرنے والوں کی نسبت کم
اہمیت نہیں رکھتا ۔ امید ہے آپ بھی میرے نقطہ نظر سے ضرور اتفاق
کریں گے ۔

رحیم یار خان سے علی حسین صاحب لکھتے ہیں ۔ " آپ کے ناول
اس قدر معیاری ہوتے ہیں کہ ان میں کسی خامی کو تلاش کرنا جوئے
شیر لانے کے مترادف ہوتا ہے ۔ گذشتہ دنوں آپ کا ناول " ریڈ رنگ "
پڑھا ۔ اس قدر شاندار اور منفرد انداز کا ناول لکھنے پر میری طرف سے
مبارک باد قبول کیجئے ۔ میں آپ کو ایک کوڈ بنا کر بھیج رہا ہوں ۔ جس
کا نام " ڈاٹ اینڈ ڈیش " کوڈ ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کوڈ آپ کو پسند
آئے گا اور آپ اسے ضرور استعمال کریں گے " ۔

محترم علی حسین صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد
شکریہ ۔ آپ نے جو کوڈ بنا کر بھیجا ہے وہ واقعی دلچسپ ہے اور آپ نے
حقیقتاً اس کوڈ پر محنت کی ہے ۔ لیکن آپ نے یہ نہیں لکھا کہ اس کوڈ کا
استعمال میں کہاں کیا کروں ۔ اگر آپ کا مقصد یہ ہے کہ آئندہ ناول
اس کوڈ میں تحریر کیا جائے تو پھر یہ ناول کی بجائے علم رمل کی کتاب
ہی نظر آئے گی ۔ کیونکہ آپ کا یہ کوڈ علم رمل کی اشکال جن میں نقطے اور
لائینیں استعمال ہوتی ہیں کے عین مطابق ہے ۔ بہر حال آپ کی محنت
قابل داد ہے ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

ڈیرہ اسماعیل خان سے محترمہ جویریہ افشاں صاحبہ لکھتی ہیں ۔
" میں نے حال ہی میں آپ کے ناول پڑھنے شروع کئے ہیں اور یقین کیجئے
کہ مختصر سے عرصے میں آپ کے بے شمار ناول پڑھ چکی ہوں اور ہر
ناول نہ صرف دوسرے سے منفرد ثابت ہوا بلکہ ہر ناول اپنی جگہ
جاسوسی ادب میں شاہکار کا درجہ رکھتا ہے ۔ آپ کے ناول مجھے اتنے پسند
آئے ہیں کہ اگر میں وزیراعظم ہوتی تو آپ کی ذہانت پر آپ کو ہر ماہ
پانچ لاکھ روپے نذرانے کے طور پر پیش کیا کرتی ۔ البتہ اب میں صرف
دعائیں دے سکتی ہوں اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عمر خضر عطا
فرمائے اور آپ اسی طرح شاندار اور شاہکار ناول لکھتے رہیں " ۔

محترمہ جویریہ افشاں صاحبہ ۔ اس پر خلوص انداز میں خط لکھنے اور
ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔ آپ کی پرخلوص دعائیں اور میرے
ناولوں کی پسندیدگی ہی میرے لئے سب سے قیمتی نذرانے کی حیثیت
رکھتا ہے اور وہ مجھے آپ کے خط سے مل بھی چکا ہے ۔

کراچی سے محترم طلال مصطفےٰ صاحب لکھتے ہیں ۔" آپ کے ناولوں کا شیدائی ہوں ۔ "ریڈ رنگ" خاص طور پر بے حد پسند آیا ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ منشیات کے موضوع پر زیادہ سے زیادہ ناول لکھتے رہیں گے ۔ تاکہ ہمارے ملک کی نوجوان نسل اس لعنت سے جلد از جلد چھٹکارا حاصل کر سکے ۔ ایک اور بات بھی آپ سے پوچھنی ہے کہ کیا عمران کے جسم میں ہڈیاں نہیں ہیں کہ ہر بار گولی صرف اس کا گوشت ہی پھاڑتی ہے ۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے "۔

محترم طلال مصطفےٰ صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔ منشیات واقعی ایک لعنت ہے اور اس سے جس قدر جلد ممکن ہو سکے چھٹکارا حاصل کرنا چاہئے ۔ تاکہ ہماری توانائیاں محفوظ رہ سکیں اور ملک و قوم کے کام آسکیں ۔ یقیناً یہ ایسا موضوع ہے جس پر آئندہ بھی لکھتا رہوں گا ۔ جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے تو عمران کے جسم میں ہڈیاں تو یقیناً ہوں گی لیکن کچھ عام ہڈیاں ہوتی ہیں اور کچھ کو ڈھیٹ ہڈی کہا جاتا ہے اور مجھے آپ کی ذہانت سے پوری امید ہے کہ آپ کو اپنے سوال کا جواب ضرور مل گیا ہوگا ۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

سیات کا ہوائی اڈہ چھوٹا سا تھا لیکن وہاں جدید دور کے تمام لوازمات موجود تھے ۔ عمران اور ٹائیگر ہوائی اڈے سے باہر آئے اور پھر قریب ہی موجود ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گئے ۔ یہاں ٹیکسیاں ایک قطار کی صورت میں موجود تھیں اس لئے عمران قطار میں موجود سب سے آگے والی ٹیکسی کی طرف بڑھ گیا ۔ عمران کا خیال تھا کہ پروفیسر یعقوب جیسے سنکی آدمی کو یہاں کوئی نہ جانتا ہوگا اور اسے ٹیکسی ڈرائیور کو وہاں تک پہنچنے کا راستہ بتانے میں کافی مشکل پیش آئے گی ۔ لیکن عمران کی اس وقت حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے ٹیکسی ڈرائیور کے سامنے پروفیسر یعقوب کی قدیم حویلی کا نام لیا تو اس نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیا جیسے وہ رہتا ہی پروفیسر یعقوب کی حویلی میں ہو ۔

" کمال ہے ۔ پروفیسر ٹائپ کے افراد تو اس قدر مشہور نہیں ہوتے "...... عمران نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے مخاطب

ہو کر کہا۔

"پروفیسر صاحب ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو سیات کا دورہ کرتے ہیں اور لوگوں کے گھر میں جا کر انہیں بھاری رقومات تحفے کے طور پر دیتے ہیں۔ اس لئے سیات شہر کا بچہ بچہ ان سے واقف ہے"...... ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا وہ دولت مند ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے جناب۔ ورنہ اتنی بھاری رقومات کوئی غریب آدمی تو ہر ماہ ایسے نہیں دے سکتا"...... ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پھر تو پروفیسر صاحب کی حویلی پر حاجت مندوں کا ہجوم ہر وقت رہتا ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ پروفیسر صاحب حویلی میں بالکل اکیلے رہتے ہیں۔ ہفتے میں ایک بار ایک آدمی شہر سے حویلی جاتا ہے اور جا کر صفائی ستھرائی کرنے کے علاوہ ان کی مخصوص خشک غذا تیار کر کے رکھ آتا ہے۔ لیکن کسی سے ملنا یا نہ ملنا یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے"۔ ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان سے رابطہ کیسے ہوتا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"پھاٹک پر ایک آلہ نصب ہے جس کا بٹن دبانے سے اندر سے پروفیسر صاحب آنے والے کی تصویر بھی دیکھ لیتے ہیں اور اس سے

بات چیت بھی کر لیتے ہیں۔ اگر وہ ملنا چاہتے ہوں تو پھاٹک کھل جاتا ہے اگر پروفیسر صاحب نہیں ملنا چاہتے تو صاف جواب دے دیتے ہیں اور ملاقاتی واپس چلا جاتا ہے"۔ ڈرائیور نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ سب تفصیل تمہیں کیسے معلوم ہے"...... عمران نے کہا۔

"بس اسے اتفاق ہی سمجھیے کہ پروفیسر صاحب کے اکثر ملاقاتیوں کو میں ہی ان کی حویلی تک لے جاتا ہوں ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آخری ملاقاتی کو کتنا عرصہ پہلے لے گئے تھے"...... عمران نے باقاعدہ جرح کرتے ہوئے کہا۔

"ایک ہفتہ پہلے۔ گریٹ لینڈ سے دو صاحبان آئے تھے لیکن پروفیسر صاحب نے ملنے سے انکار کر دیا تھا اور پھر میں ہی انہیں واپس شہر لے گیا تھا"...... ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران اس کے اس خوبصورت طنزیہ جواب پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"واپسی کا کرایہ علیحدہ چارج کیا تھا یا اسی کرائے میں ہی واپس گئے تھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈرائیور بے اختیار مسکرا دیا۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا جناب۔ اگر پروفیسر صاحب ان سے ملاقات کر بھی لیتے۔ تب بھی مجھے واپسی کے لئے ان کا انتظار تو بہرحال کرنا ہی پڑتا۔ کیونکہ وہاں سے ٹیکسی تو نہیں ملتی"۔ ڈرائیور نے

جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد شہر کی حدود ختم ہونے لگ گئی اور پھر ٹیکسی ابھی تھوڑا ہی آگے بڑھی تھی کہ عمران نے دور سے ایک چھوٹے ہیلی کاپٹر کو درختوں کے درمیان سے بلند ہوتے دیکھا۔ ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو کر تیزی سے شہر کی طرف بڑھتا ہوا چند لمحوں میں عمران کی نظروں سے دور ہو گیا۔

"یہاں ہیلی کاپٹر کا کوئی اڈہ بھی ہے"....... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں ڈرائیور سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں جناب۔ میں خود حیران ہوں کہ یہ ہیلی کاپٹر کہاں سے اڑا ہے۔ کیونکہ جس جگہ سے وہ نمودار ہوا ہے میرا خیال ہے وہیں پروفیسر صاحب کی حویلی ہے" ڈرائیور نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ کہیں پروفیسر صاحب ہی ہیلی کاپٹر پر کہیں گئے نہ ہوں"۔ عمران نے قدرے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ہیلی کاپٹر پر دارالحکومت کی کسی کمپنی کا نام درج تھا باس"۔ ٹائیگر نے جو عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کیونکہ عمران نے بھی کمپنی کے نام کے نیچے دارالحکومت کا نام لکھا ہوا دیکھ لیا تھا تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک بڑے پھاٹک کے سامنے جا کر رک گئی جس کے دونوں اطراف میں ایک اونچی دیوار دور تک جاتی دکھائی دے رہی تھی۔ اندر سے گھنے

درختوں کی چوٹیاں نظر آ رہی تھیں۔ ٹیکسی رکتے ہی عمران تیزی سے نیچے اترا اور پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ ویسے اب حویلی کو دیکھ کر اسے یقین آ گیا تھا کہ ہیلی کاپٹر اس حویلی سے ہی نمودار ہوا ہے۔ پھاٹک پر ٹیلی ویو کا مخصوص آلہ نصب تھا۔ عمران نے اس کا بٹن دبایا لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو عمران نے دوبارہ بٹن دبا دیا اور پھر چند لمحوں بعد آلے پر نصب ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا تو عمران چونک پڑا۔

"مم۔ مم۔ میں زخمی ہوں۔ مم۔ مم۔ میں زخمی ہوں۔ کک۔ کک۔ کون ہے"....... ایک ڈوبتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے بولنے والا اپنی پوری قوت مجتمع کر کے بول رہا ہو۔

"پروفیسر قوی نے مجھے بھیجا ہے پروفیسر یعقوب۔ آپ فوراً پھاٹک کھولئے۔ اگر آپ زخمی ہیں تو ہم فوراً آپ کو سنبھال لیں گے"۔ عمران نے چیخ کر جواب دیا۔

"پپ۔ پپ۔ پروفیسر قوی۔ اوہ۔ اچھا۔ اچھا"....... دوسری طرف سے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور پھر آواز بند ہو گئی عمران بے چین سا ہو گیا تھا کیونکہ پروفیسر کی بات سن کر اسے یقین آ گیا تھا کہ پروفیسر بہرحال پاگل نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وہ سنکی ہو۔ ایسے لوگوں کو بھی عام لوگ پاگل مشہور کر دیتے ہیں اور زخمی ہونے کی بات سن کر اسے یقین ہو گیا تھا کہ پروفیسر کے زخمی ہونے میں اس ہیلی کاپٹر کا ضرور عمل دخل ہو گا جو ابھی چند لمحے پہلے یہاں سے گیا ہے۔ لیکن اب مسئلہ

تھا کہ پھاٹک کھلے تو وہ اندر جائے۔ لیکن چند لمحوں بعد پھاٹک میکانکی انداز میں کھلنا شروع ہو گیا تو عمران نے مڑ کر ٹائیگر کو جو ٹیکسی کے قریب کھڑا تھا۔ اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔

" تم یہیں رکو گے مسٹر۔ تمہیں پورا معاوضہ دیا جائے گا" ۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا پھاٹک کھلتے ہی عمران تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ سامنے کچھ دور ایک دروازہ نظر آ رہا تھا عمران اور ٹائیگر دونوں دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ جب وہ دوسرے دروازے تک پہنچے تو اسی لمحے وہ دروازہ بھی کھل گیا اور وہ حویلی میں داخل ہو گئے۔ حویلی کا لان بے حد وسیع و عریض تھا اور ہر طرف جھاڑیاں اور خودرو گھاس پھیلی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ حویلی کی عمارت بہت بڑی لیکن بہت قدیم تھی اور اس کی حالت بھی انتہائی خستہ نظر آ رہی تھی۔ وہ دونوں دوڑتے ہوئے عمارت کی اندرونی طرف کو بڑھتے چلے گئے پھر جیسے ہی وہ اندرونی برآمدے میں پہنچے۔ انہیں دور سے کسی کے کراہنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور عمران نے اپنا رخ اس طرف کو موڑ لیا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا۔ چند لمحوں بعد جب عمران ایک بڑے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے کمرے کی دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ایک بڑی سی مشین کو دیکھا جس کے سامنے زمین پر ایک بوڑھا آدمی لیٹا ہوا تھا۔ اس کا لباس خون سے تر ہو رہا تھا۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ سینے پر رکھا ہوا تھا یہ ہاتھ بھی خون سے تر تھا۔

بوڑھا بہرحال ہوش میں تھا لیکن اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے

تاثرات نمایاں تھے۔

" اوہ۔ اوہ۔ پروفیسر صاحب تو شدید زخمی ہیں۔ کسی نے انہیں گولی ماری ہے" ...... عمران نے تیزی سے جھک کر فرش پر پڑے تڑپتے ہوئے پروفیسر کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" ان کی حالت خراب ہے باس۔ انہیں ہسپتال لے جانا ہوگا"۔ ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہاں یہاں۔ میڈیکل باکس ہے۔ باکس ہے۔ مم۔ مم۔ میں مر رہا ہوں" ...... پروفیسر نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس کی آواز ڈوب گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ شاید اب تک بھی وہ کسی نامعلوم قوت کی وجہ سے ہوش میں تھا۔ حالانکہ جس قدر وہ زخمی تھا اس لحاظ سے اس کا ہوش میں رہنا اور اس مشین کو چلا کر پھاٹک کھولنا وغیرہ سب کچھ حیران کن لگتا تھا۔ شاید اب عمران اور ٹائیگر کو اپنے اوپر جھکا ہوا دیکھ کر مطمئن ہو گیا تھا اور اس اطمینان کی وجہ سے وہ قوت جس نے اسے اس قدر شدید زخمی ہونے کے باوجود اب تک ہوش میں رکھا تھا۔ ختم ہو گئی۔

" دیکھو ٹائیگر۔ میڈیکل باکس ہے تو پھر ابتدائی طبی امداد تو دی جا سکتی ہے۔ اس حالت میں تو شہر تک لے جاتے جاتے صورت حال خطرناک بھی ہو سکتی ہے" ...... عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ عمران نے اس دوران پروفیسر کے سینے پر موجود زخم کا جائزہ لینا شروع کر دیا اور زخم کی نوعیت دیکھ کر اس کے چہرے پر

قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ زخم کی نوعیت بتا رہی تھی کہ گولی مارنے والے نے اپنے طور پر تو پروفیسر کے دل میں گولی مارنے کی کوشش کی تھی لیکن گولی سینے میں داخل ہو کر ایک پسلی سے لگنے کی وجہ سے اپنا رخ موڑ گئی اور سائیڈ میں جا کر عقبی طرف پہنچ گئی تھی۔ اس لئے پروفیسر شدید زخمی ہونے کے باوجود اب تک زندہ رہا تھا۔ اس کی یہ حالت خون کافی بہہ جانے کی وجہ سے ہوئی تھی۔ بہرحال بوڑھا پروفیسر اس کے باوجود خاصا جاندار آدمی تھا کہ اس حالت میں بھی اس نے نہ صرف اپنے ہوش و حواس قائم رکھے تھے بلکہ اس بے پناہ تکلیف کو بھی انتہائی مردانہ وار برداشت کیا تھا۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا میڈیکل باکس موجود تھا۔

"یہ ساتھ والے کمرے میں ہی پڑا نظر آگیا تھا"...... ٹائیگر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پانی لے آؤ۔ زخم صاف کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"اس کے اندر پانی کی دو بوتلیں موجود ہیں۔ میں نے چیک کر لیا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میڈیکل باکس کھولا۔ اس میں واقعی پانی کی دو بڑی بوتلیں موجود تھیں۔ عمران نے ٹائیگر کی مدد سے پروفیسر کا نہ صرف زخم صاف کیا بلکہ اسے طاقت کے چند انجکشن لگانے کے بعد باقاعدہ سرجری کر کے وہ گولی بھی نکال لی اور پھر زخم کی ڈریسنگ کر کے اس نے ایک بار پھر پروفیسر کو کئی انجکشن لگائے اور پھر اس کی نبض چیک

کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد اس نے دو اور انجکشن لگائے اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ اب پروفیسر کی حالت خطرے سے باہر تھی۔

"اب اسے ہسپتال لے چلیں باس۔ اب یہ وہاں تک بخیریت پہنچ جائے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"پہلے اسے ہوش آ جائے۔ اس کے بعد فیصلہ کریں گے۔ ہو سکتا ہے یہ ہسپتال جانا پسند نہ کرے یا کسی خصوصی ہسپتال جانے کی خواہش ظاہر کرے"...... عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران نے ٹائیگر کی مدد سے اسے وہاں سے اٹھا کر ایک اور کمرے میں موجود بستر پر لٹایا اور چند لمحوں بعد پروفیسر کراہتا ہوا ہوش میں آگیا۔

"پپ۔ پپ۔ پانی۔ مجھے پانی پلاؤ"...... پروفیسر نے ہوش میں آتے ہی کہا اور عمران کے اشارے پر ٹائیگر نے پانی بھری ایک بوتل کھول کر پروفیسر کے منہ سے لگا دی اور پروفیسر اس طرح غٹاغٹ پانی پینے لگا جیسے نجانے کتنے عرصے بعد اسے پینے کے لئے پانی ملا ہو۔ تقریباً آدھی بوتل وہ پی چکا تھا۔

"آپ کو ہسپتال لے جایا جائے پروفیسر"...... عمران نے پروفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہسپتال۔ کون سے ہسپتال"...... پروفیسر نے چونک کر عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہسپتال تو ہسپتال ہی ہوتا ہے۔ ویسے میں نے آپ کے زخم سے گولی نکال کر ڈریسنگ کر دی ہے۔ آپ ٹھیک تو ہو جائیں گے۔ لیکن یہاں آپ کی تیمارداری کرنے والا کوئی نہیں ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اچھا۔ تو تم وہ خوبصورت نرسوں والے ہسپتال کی بات کر رہے ہو۔ میں سمجھا کہ تم مینٹل ہسپتال کی بات کر رہے ہو۔ جہاں سفاک چہروں والے لوگ ہوتے ہیں"..... پروفیسر نے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"خوبصورت نرسیں بھی کم سفاک نہیں ہوتیں پروفیسر"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں۔ ہوتی تو ہیں لیکن بہرحال وہ خوبصورت بھی ہوتی ہیں اور نرسیں بھی۔ بس یہی کافی ہے"..... پروفیسر نے جواب دیا اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔ وہ اب پروفیسر کی ذہنی کیفیت کو کچھ کچھ سمجھنے لگا تھا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو خوبصورت نرسوں کو یہیں منگوا لیتے ہیں"..... عمران نے کہا تو پروفیسر بے اختیار چونک پڑا۔

"یہاں۔ اوہ۔ اوہ۔ مگر کتنی"..... پروفیسر نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"جتنی آپ چاہیں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"زیادہ نہیں۔ بس دو چار سو بلوا لو میں زیادہ بھیڑ پسند نہیں

کرتا"..... پروفیسر نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"دو چار سو تو بحری جہاز پر ہی آسکیں گی پروفیسر۔ ہیلی کاپٹر پر تو اتنی نہیں آسکیں گی"..... عمران نے کہا تو پروفیسر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہیلی کاپٹر۔ اوہ۔ وہ۔ وہ۔ ناہنجار بے درد۔ وہ خوبصورت لڑکی جبوتی۔ اس نے۔ اس نے مجھ سے شادی کا وعدہ کیا تھا میں نے رمھیں معبد والے کتبے کا نقشہ اسے بنا کر دیا۔ مگر وہ مجھے گولی مار کر چلی گئی۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ ہیلی کاپٹر پر آئی تھی"..... پروفیسر نے یکلخت چیختے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"رمھیں معبد کا کتبہ۔ کیا وہ اس کتبے کا فوٹو گراف لے کر آئی تھی"..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"وہ۔ وہ کتبہ لے کر آئی تھی۔ وہ کتبہ میرے پاس ہے۔ مجھے اس کتبے کی بڑے عرصے سے تلاش تھی۔ کیونکہ اس کا فوٹو گراف تو میرے پاس تھا لیکن اصل کتبہ کہیں سے نہ مل رہا تھا اور اصل کتبہ بہرحال قیمتی نوادر ہے"..... پروفیسر نے جواب دیا۔

"کیا وہ کتبہ آپ مجھے دکھا سکتے ہیں۔ کیونکہ میں بھی اسی سلسلے میں آیا تھا۔ پروفیسر قوی نے کہا تھا کہ آپ جیسے جینئس پروفیسر ہی اسے پڑھ سکتے ہیں"..... عمران نے کہا۔

"وہ میرے خاص کمرے میں ہے۔ تہہ خانے میں۔ مگر میں تو یہاں بستر پر پڑا ہوں"..... پروفیسر نے کہا۔

"آپ خاص کمرے کا راستہ بتا دیں۔ میرا ساتھی وہاں سے لے آئے

گا"...... عمران نے کہا تو پروفیسر نے خاص کمرے کا راستہ بتانا شروع کر دیا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ نے کیا نقشہ بنایا تھا پروفیسر۔ کہاں ہے وہ رگمیس معبد"...... عمران نے انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"مجھے کیا معلوم۔ میں نے تو کتبے پر موجود تحریروں کی مدد سے نقشہ بنا دیا تھا بس"...... پروفیسر نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ پروفیسر نے کتبے کی مدد سے نقشہ بنایا ہو گا۔ وہ خود بھی نہ جانتا ہو گا کہ یہ معبد کہاں ہو سکتا ہے۔ یہ نقشہ ظاہر ہے کوئی جغرافیے کا ماہر ہی پڑھ سکتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک قدیم کتبہ موجود تھا۔

"باس۔ یہ وہی کتبہ ہے جو باقرہاشانی نے ہمیں دکھایا تھا"۔ ٹائیگر نے کتبہ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی۔ اس کا مطلب ہے کہ جبوتی نے مجھ سے ٹپ حاصل کر کے سب سے پہلے باقرہاشانی سے یہ کتبہ حاصل کیا اور پھر کسی طرح وہ ہم سے پہلے پروفیسر یعقوب کے پاس پہنچ گئی"...... عمران نے کتبے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ مجھ سے شادی کرے گی۔ ورنہ میرا دماغ تو خراب نہ تھا کہ میں کتبے کی اس قدر "ادق" زبان پڑھنے کے لئے دماغ سوزی کرتا"...... پروفیسر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ نے فوراً ہی اس ادق زبان کو پڑھ لیا تھا"...... عمران

نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ زبان ادق ضرور ہے لیکن میرے لئے نہیں۔ مجھے ان تمام کلیوں کا علم ہے جن کی مدد سے قدیم دور میں ایسی زبانیں ترتیب دی جاتی تھیں"...... پروفیسر نے جواب دیا۔

"کیا آپ اب ہمیں اس کتبے پر لکھا ہوا نقشہ تیار کر دیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"کیوں۔ مگر کیوں۔ وجہ۔ آخر کوئی وجہ بھی تو ہو۔ میرا دماغ فالتو نہیں ہے۔ یا تم نے مجھے اپنا ملازم سمجھ رکھا ہے"...... پروفیسر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ نے پہلے بھی تو جبوتی کے لئے اسے پڑھا تھا"...... عمران نے کہا۔

"اس نے مجھ سے شادی کا وعدہ کیا تھا"...... پروفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس نے تو صرف وعدہ کیا تھا پروفیسر جبکہ میں آپ کی شادی اس سے کرا بھی دوں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی۔ مگر نہیں۔ اب میں اس سے شادی نہیں کروں گا۔ اس نے مجھے گولی مار دی تھی۔ اب میں بھی اسے گولی ماروں گا"۔ پروفیسر نے کہا۔

"وہ تو آپ کو آزما رہی ہو گی کہ کیا آپ اس قدر بہادر بھی ہیں کہ گولی کھا کر بھی زندہ رہ جاتے ہیں یا نہیں"...... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ واقعی ایسا بھی تو ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہیں نقشہ تیار کر دیتا ہوں لیکن کیا تم واقعی اس سے میری شادی کرا دو گے"۔ پروفیسر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے جبوتی سے شادی کے ذکر سے ہی اسے مسرت ہو رہی ہو۔

"بالکل سو فیصد کرا دوں گا"...... عمران نے جواب دیا تو پروفیسر نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر کراہتا ہوا واپس لیٹ گیا۔

"پروفیسر کو اٹھا کر بٹھاؤ اور ان کی پشت کے نیچے سرہانہ دے دو"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر نے آگے بڑھ کر پروفیسر کو بازو سے پکڑ کر اٹھنے میں مدد دی اور پھر سرہانہ ان کی پشت کے ساتھ لگا دیا۔

"ہاں۔ اب میں نقشہ بنا سکتا ہوں۔ لاؤ کاغذ اور قلم"...... پروفیسر نے کہا۔

"میں لے آتا ہوں۔ ان کے خاص کمرے میں کاغذ اور قلم دونوں ہی موجود ہیں"...... ٹائیگر نے کہا اور عمران کے سرہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ پروفیسر آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا جیسے وہ کچھ سوچ رہا ہو۔

"یہ لیجئے پروفیسر کاغذ اور قلم"...... ٹائیگر نے واپس آکر کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک کاپی کے اوپر سفید کاغذ رکھ کر پروفیسر کی طرف بڑھا دیا اور ساتھ ہی قلم بھی۔

"ہاں لاؤ"...... پروفیسر نے ٹائیگر کے ہاتھ سے کاپی اور کاغذ لیتے ہوئے کہا اور پھر اسے اپنے سامنے رکھ کر اس نے قلم پکڑا۔

"اس کتبے کو یہاں رکھ دو میرے سامنے"...... پروفیسر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو کتبہ ہاتھ میں لئے بیٹھا ہوا تھا اور عمران نے اٹھ کر کتبہ پروفیسر کی دائیں سائیڈ پر اس طرح رکھ دیا کہ پروفیسر آسانی سے اسے پڑھ سکے۔

"اب تم میں سے کوئی نہ بولے۔ ورنہ میرا ذہن بھٹک بھی سکتا ہے"...... پروفیسر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پروفیسر کچھ دیر تک کتبے پر نظریں جمائے بیٹھا رہا۔ پھر اس نے کاغذ پر نشانات لگانے شروع کر دیئے۔ وہ ساتھ ساتھ کتبے کو دیکھتا جاتا اور کاغذ پر نشانات ڈالتا چلا جا رہا تھا۔ مختلف جگہوں پر وہ ہندسے بھی لکھ رہا تھا۔

"یہ لو۔ یہ نقشہ درج ہے کتبے پر"...... کافی دیر بعد پروفیسر نے کاغذ سے سر اٹھاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاغذ اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے کاغذ پروفیسر کے ہاتھ سے لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔

"پہاڑی۔ صحرا۔ کیا مطلب پروفیسر۔ صحرا میں پہاڑی کہاں سے آگئی"...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تو اور پہاڑی اب میرے سر پر تو ہونے سے رہی۔ صحرا میں ہی ہو گی۔ اس کتبے میں تو ایسا ہی لکھا ہوا ہے"...... پروفیسر نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ نے اسے صحیح پڑھا ہے"...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"دیکھو مسٹر"...... پروفیسر انتہائی غصیلے انداز میں بات کرتے کرتے رک گیا۔

"عمران ۔ میرا نام عمران ہے"...... عمران نے کہا۔

"دیکھو مسٹر عمران ۔ میرا نام یعقوب ہے ۔ پروفیسر یعقوب اور تم پروفیسر یعقوب سے کہہ رہے ہو کہ اس نے کتبہ صحیح نہیں پڑھا ۔ سنو مجھے فوراً ایک پستول مہیا کرو ۔ جس میں کم از کم آٹھ گولیاں ہوں تاکہ میں آٹھوں کی آٹھوں گولیاں تمہارے سینے میں اتار سکوں ۔ تم نے یہ الفاظ کہہ کر میری توہین کی ہے اور آٹھ گولیاں سب سے کم سزا ہے"...... پروفیسر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا ۔ کیونکہ پروفیسر کی اس بات سے وہ سمجھ گیا تھا کہ پروفیسر واقعی اپنے اس مضمون میں اتھارٹی کا درجہ رکھتا ہے ۔ اس لئے اسے عمران کی اس بات پر بے پناہ غصہ آیا ہے کہ وہ پوری آٹھ گولیاں مارنا چاہتا ہے ۔ ایک گولی کی رعایت بھی اسے گوارا نہیں ۔

"اوکے ۔ بے حد شکریہ پروفیسر ۔ اب آپ ہمارے ساتھ چلیں تاکہ میں اپنا وعدہ پورا کر سکوں"...... عمران نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"وعدہ ۔ کونسا وعدہ ۔ جہاں تک مجھے یاد ہے تم نے تو کوئی وعدہ

نہیں کیا تھا"...... پروفیسر نے حیران ہو کر کہا۔

"جیوتی سے شادی کرانے کا وعدہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے تو کوئی وعدہ نہیں کیا تھا ۔ تم نے تو کہا تھا کہ کرا دوں گا ۔ بس ۔ لفظ وعدہ تو تم نے استعمال ہی نہیں کیا تھا ۔ سنو ۔ مجھے ایسے لوگ ہرگز پسند نہیں ہیں جو بعد میں کچھ کہنا شروع کر دیں جو کچھ انہوں نے پہلے نہ کہا ہو"...... پروفیسر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے سو فیصد کے الفاظ تو استعمال کئے تھے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں کئے تھے ۔ مجھے یاد ہے ۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر پروفیسر یعقوب کے سینے میں گولی مار دی جائے تو یہ گولی پروفیسر یعقوب کے دماغ میں گھس جائے گی کہ اس کی یادداشت ہی زخمی ہو جائے"۔ پروفیسر نے اور زیادہ اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سو فیصد کا مطلب وعدہ ہوتا ہے ۔ ہاں ۔ اگر میں ننانوے فیصد کہتا تو پھر شک کی گنجائش باقی رہ جاتی اور پھر یہ وعدہ نہ ہوتا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ واقعی ۔ اوہ کہیں تم نے میرے گھر کا پانی تو نہیں پی لیا"...... پروفیسر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ابھی تک نہیں پیا"...... عمران نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

"تو پھر تم اس قدر عقلمندی کی باتیں کیسے کر رہے ہو۔ عقل ودانش تو صرف پروفیسر یعقوب کے گھر میں ہی ہو سکتی ہے"۔ پروفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس دیا۔ آج تک تو وہ اپنے جملوں سے لوگوں کو حیران کرتا تھا لیکن پروفیسر یعقوب واقعی اس معاملے میں اس سے بھی دو جوتے آگے تھا۔

"اوہ۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ میرے منہ سے آخر ایسی عقلمندی کی باتیں کیسے نکلنے لگی ہیں۔ بہرحال میں ہوں تو آپ کے گھر میں ہی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پروفیسر کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم واقعی اچھے آدمی ہو۔ مجھے پسند آئے ہو۔ اس لئے اب میری طرف سے تمہیں اجازت ہے کہ تم خود اس جبوتی سے میری جگہ شادی کر سکتے ہو"...... پروفیسر نے دانت نکالتے ہوئے کہا اور عمران کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا۔ پروفیسر کی ذہنی رو واقعی عجیب اور حیرت انگیز تضاد سے سامنے آ رہی تھی۔ جس آسانی سے پروفیسر نے کتبے کی ایسی زبان پڑھ لی تھی جسے آج تک کوئی نہ پڑھ سکا تھا اس سے اس کی بے پناہ ذہانت اور جس انداز میں وہ باتیں کر رہا تھا اس سے اس کی بیک وقت حماقت۔ یہ واقعی ایسا تضاد تھا جس نے عمران جیسے شخص کو بھی بوکھلا دیا تھا۔

"سوری پروفیسر۔ میں کسی بدروح سے شادی نہیں کر سکتا"۔ عمران نے جواب دیا تو پروفیسر کے چہرے پر یکلخت انتہائی خوف کے

تاثرات ابھر آئے۔ اس کا کمزور سا جسم تیزی سے سکڑنے لگا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ بدروح۔ اوہ۔ اوہ۔ تو کیا وہ لڑکی بدروح تھی۔ وہ۔ وہ......" پروفیسر کی حالت اس قدر تیزی سے بگڑتی چلی جا رہی تھی کہ عمران پریشان ہو گیا۔

"ارے ارے پروفیسر یعقوب۔ یہ آپ کو کیا ہو رہا ہے"...... عمران نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کی پشت کے نیچے سے سرہانہ نکال کر اسے لٹاتے ہوئے کہا۔ پروفیسر کے چہرے پر خوف کی شدت سے پسینہ آ گیا تھا۔ اس کی آنکھیں اندر کی طرف سکڑ گئی تھیں۔ چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا تھا۔ پہلے سے زرد رنگ ہلدی سے بھی زیادہ زرد ہوتا جا رہا تھا۔

"وہ۔ وہ۔ بدروح۔ بدروح تھی۔ اوہ خدایا۔ وہ بدروح تھی"...... پروفیسر کے حلق سے اس قدر خوفزدہ آواز نکلی کہ عمران کو یقین ہو گیا کہ اگر پروفیسر کے خوف کو فوری طور پر دور نہ کیا گیا تو وہ خوف کی اس بے پناہ شدت سے ابھی ہلاک ہو جائے گا۔

"ارے پروفیسر۔ وہ تو میں نے اسے اس لئے بدروح کہا تھا کہ اس نے آپ پر گولی چلائی تھی۔ کوئی بدروح ہی ایسی حرکت کر سکتی ہے کہ آپ جیسے معروف و مشہور پروفیسر پر گولی چلا سکے"...... عمران نے فوراً ہی بات کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"تو۔ تو کیا وہ اصل بدروح نہیں تھی"...... پروفیسر کا رنگ بدلنے لگا تھا۔

"اصل بدروحیں بھلا اتنی خوبصورت کیسے ہو سکتی ہیں پروفیسر"۔
عمران نے کہا تو پروفیسر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کا
تیزی سے بگڑتا اور مسخ ہوتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہونے لگ گیا اور
عمران نے اطمینان کا سانس لیا۔ کیونکہ جس تیزی سے پروفیسر کی
حالت بگڑتی چلی جا رہی تھی اگر عمران اسے نہ سنبھالتا تو پروفیسر کی
موت یقینی تھی۔

"آئندہ یہ لفظ میرے سامنے نہ لینا۔ سمجھے۔ بس اب تم جا سکتے ہو۔
تم نے تو میری جان ہی نکال دی تھی"...... پروفیسر نے اس بار غصیلے
لہجے میں کہا۔

"آپ زخمی ہیں اور آپ کے پاس کوئی ملازم بھی نہیں ہے۔ اس
لئے آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم آپ کو کسی اچھے سے ہسپتال میں
داخل کرا دیتے ہیں۔ جہاں اچھی اور نیک روحیں آپ کی خدمت کریں
گی"...... عمران نے اس بار براہ راست بات کرتے ہوئے کہا۔
کیونکہ واقعی وہ پروفیسر کو اس حالت میں یہاں نہ چھوڑنا چاہتا تھا۔

"تم نے پھر روح کا نام لیا"...... پروفیسر کا چہرہ پھر بگڑنے لگا۔

"ارے میں نے تو نیک اور اچھی روحوں کی بات کی ہے"۔ عمران
نے اس بار واقعی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ اچھی بروح نہ ہو۔ کیا تم روح کے اندر جھانک کر
دیکھ سکتے ہو کہ کون اچھی ہے اور کون بدروح ہے۔ اس لئے میرے
لئے اچھی اور بری دونوں روحیں برابر ہیں۔ تم ایسا کرو کہ واپس جا کر

الوان کالونی کے کوارٹر نمبر ایک ایک چار تین میں رہنے والے میرے
ملازم ہاشم کو میرے پاس بھجوا دینا۔ پھر مجھے کوئی فکر نہ رہے گی"۔
پروفیسر نے کہا۔

"او کے۔ تب تک میں آپ کے پاس پانی وغیرہ رکھ دیتا ہوں"۔
عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹائیگر کو اشارہ کیا اور ٹائیگر سر ہلاتا
ہوا واپس مڑ گیا۔

"تم اچھے آدمی ہو مسٹر عمران۔ اس لئے سنو۔ میں تمہیں ایک
بات بتا دیتا ہوں جو میں نے اس لڑکی کو بھی نہ بتائی تھی اور اس لئے
نہ بتائی تھی کہ جب وہ مجھ سے شادی کر لے گی تب بتاؤں گا۔ لیکن وہ
بد قسمت تھی کہ اس کی مجھ جیسے پروفیسر سے شادی نہ ہو سکی۔ سنو
رعمیس معبد کے اس کتبے کا فوٹو گراف میرے پاس موجود تھا اور میں
نے اسے بہت عرصہ پہلے پڑھ لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے فوراً اس کا
نقشہ بنا دیا ہے۔ یہ نقشہ درست ہے لیکن سنو۔ میں نے از خود بھی اس
معبد کو تلاش کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس نقشے کے مطابق یہ معبد
مصر کے سب سے خوفناک صحرا الابر کے وسط میں ہے۔ الابر ایک ایسا
صحرا ہے جہاں کوسوں دور دور تک پانی کی ایک بوند بھی موجود نہیں
اور حیرت انگیز طور پر اس صحرا کے عین وسط میں ایک اونچی مگر ویران
پہاڑی موجود ہے۔ نقشے کے مطابق یہ معبد اس پہاڑی کے شمال میں
واقع تھا اور جس وقت معبد تھا اس وقت بھی یہ پہاڑی موجود تھی
کیونکہ قدیم کتبے میں جہاں بھی رعمیس معبد کا ذکر آیا ہے وہاں اس

پہاڑی کا بھی ذکر آیا ہے اور اس رعمیس معبد کی وجہ سے اس پہاڑی کا
نام بھی شیطانی پہاڑی پڑ گیا ہے۔ میں نے زر کثیر خرچ کر کے کھدائی
کے بڑے بڑے ماہرین کو اس کام پر وہاں لگایا لیکن وہاں کہیں بھی اس
معبد کا کوئی نشان موجود نہیں ہے اور سنو۔ گذشتہ سال میں نے ایک
کوشش اور کی تھی۔ ایکریمیا سے سائنسی ڈیٹیکٹو منگوا کر میں نے اس
کی مدد سے بھی چیکنگ کی لیکن پورے الابر صحرا میں کہیں بھی کوئی
مدفون معبد موجود نہیں ہے"........ پروفیسر نے تفصیل بیان کرتے
ہوئے کہا تو عمران حیران رہ گیا۔

"لیکن پروفیسر۔ الابر صحرا تو معبدوں اور مقبروں کی معروف ترین
پٹی سے بے حد فاصلے پر ہے۔ وہاں کیسے معبد ہو سکتا ہے"........
عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر پروفیسر
چونک پڑا۔

"ہونہہ۔ تو تم اس بارے میں خاصی واقفیت رکھتے ہو۔ تمہاری
بات درست ہے اور اسی بات نے مجھے اکسایا تھا کہ میں رعمیس معبد
کو تلاش کروں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ معبد وہیں ہونا چاہئے کیونکہ
رعمیس معبد کوئی مقدس معبد نہیں ہے۔ شیطان کا معبد ہے اور
شیطان اپنے معبد ایسے ہی علاقوں میں بنایا کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ
کہ اس پہاڑی کو صدیوں سے شیطان پہاڑی کے نام سے ہی یاد کیا جاتا
ہے۔ اس لئے یہ نقشہ درست ہونا چاہئے لیکن اس کے باوجود وہاں
معبد نہیں ہے۔ اس سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس مدفون معبد

کے گرد شیطان نے اپنا شیطانی حصار کھینچ رکھا ہے اور جب تک اس
شیطانی حصار کو ختم نہیں کیا جاتا۔ یہ معبد ظاہر نہیں ہو سکتا"........
پروفیسر نے کہا۔

"تو کیا آپ نے اس حصار کو ختم کرنے کی کوشش کی"۔ عمران
نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے یہ کوشش بھی کی ہے۔ دارالحکومت میں ایک
شخص رہتا ہے ابو احسان۔ بوڑھا آدمی ہے اور مشہور ہے کہ وہ مصر میں
شیطان کا خاص چیلا رہا ہے لیکن اب وہ شیطان سے علیحدہ ہو چکا ہے۔
اس کے متعلق مشہور ہے کہ شیطینیت میں وہ شیطان سے بھی آگے
بڑھ گیا تھا اس لئے شیطان نے اسے اپنے گروپ سے علیحدہ کر دیا ہے
اور اس سے تمام شیطانی طاقتیں چھین لی ہیں لیکن اس کے باوجود وہ
اس قدر طاقتور ہے کہ جب چاہے شیطانی حدود میں داخل ہو کر ساری
خبریں لے آتا ہے۔ میں اس سے ملا تھا۔ اس نے بھی اپنے طور پر
کوشش کی لیکن جو جواب اس نے دیا وہ انتہائی حیران کن تھا۔ اس
کے مطابق خود شیطانی حلقے کو بھی رعمیس معبد کی تلاش ہے اور وہ اسے
باوجود اپنی طاقتوں کے تلاش نہیں کر پا رہے۔ اس پر میں خاموش ہو
گیا"۔ پروفیسر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ بے حد شکریہ پروفیسر۔ آپ سے مل کر مجھے واقعی بے حد
مسرت ہوئی ہے۔ انشاء اللہ پھر آپ سے ملاقات ہو گی۔ اب اجازت
دیں۔ میں آپ کے ملازم کو فوراً یہاں بھجوا دوں گا"........ عمران نے

کہا تو پروفیسر نے مسکراتے ہوئے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔
عمران مصافحہ کر کے مڑا اور کمرے سے باہر آگیا۔ ٹائیگر نے پانی کا جگ
اور گلاس پروفیسر کے سرہانے رکھ دیا تھا اس لئے عمران مطمئن تھا کہ
ملازم کے آنے تک پروفیسر کو کم از کم پانی پینے میں تنگی نہ ہو گی۔

کمرے کی دیواروں پر گہرے سیاہ رنگ کا پینٹ کیا گیا تھا۔ چھت
بھی سیاہ رنگ کی تھی۔ چھت کے درمیان لٹکے ہوئے بلب سے مدہم سی
سرخ روشنی نکل رہی تھی۔ اس سرخ رنگ کی مدہم روشنی نے سیاہ
کمرے کے ماحول کو اور بھی زیادہ خوفناک بنا دیا تھا۔ کمرے کے
درمیان میں سیاہ رنگ کی دری بچھی ہوئی تھی جس کے عین درمیان
میں جبوتی آلتی پالتی مارے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ وہ
منہ ہی منہ میں مسلسل کچھ پڑھ رہی تھی۔ اس کا خوبصورت چہرہ اس
طرح بگڑا ہوا نظر آ رہا تھا جیسے کسی بدروح کا چہرہ ہو۔ سرخ روشنی
آہستہ آہستہ مزید مدہم ہوتی چلی جا رہی تھی اور پھر وہ اس قدر مدہم ہو
گئی کہ کمرے میں اب صرف جبوتی کا ہیولا ہی نظر آنے لگا تھا۔ اچانک
سامنے کی دیوار پر سرخ رنگ کی روشنی کا ایک نقطہ نمودار ہوا اور پھر یہ
نقطہ بڑا ہوتا چلا گیا۔ جبوتی نے سر اٹھا کر نظریں اس نقطے پر جما دیں۔

نقطہ کچھ بڑا ہونے کے بعد مزید بڑھنے سے رک گیا اور دیوار پر اس قدر تیزی سے گھومنے لگا کہ نظریں اس پر ٹھہر نہ رہی تھی لیکن جبوتی بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا بات ہے جبوتی"...... اچانک دیوار سے پروفیسر البرٹ کی آواز سنائی دی۔

"پروفیسر۔ میں رحمیس معبد کی تلاش میں ناکام رہی ہوں"۔ جبوتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے۔ پوری تفصیل بتاؤ"...... پروفیسر نے پوچھا اور جبوتی نے عمران سے ملنے اور اس سے باقرہاشانی کے پاس رحمیس معبد والے کتبے کا پتہ چلنے۔ وہاں سے کتبہ حاصل کرنے۔ پھر اسے پروفیسر یعقوب سے پڑھوانے اور نقشہ بنوا کر پروفیسر یعقوب کو گولی مارنے اور پھر کھدائی کے ماہر سے اس نقشے کی تفصیلات حاصل کرنے سے لے کر الابر صحرا میں رحمیس معبد کی تلاش تک ساری بات تفصیل سے سنا دی۔

"ڈیٹیکٹو بھی اس معبد کو وہاں تلاش نہیں کر سکا"...... پروفیسر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یس پروفیسر۔ میں نے اسے بڑی مشکل سے حاصل کیا۔ اسے آپریٹ کرنے والے سائنسدان کو بھاری رقم دے کر ساتھ شامل کیا اور پھر ہم نے وہاں سارے صحرا کو چھان مارا۔ لیکن وہاں رحمیس معبد نہ مل سکا"...... جبوتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کتبہ غلط ہے یا پروفیسر نے نقشہ غلط بنایا ہے۔ یا اس ماہر نے اسے غلط پڑھا ہے"...... پروفیسر نے کہا۔

"سب کچھ درست ہے پروفیسر۔ لیکن معبد نہیں ملا۔ میرا خیال ہے کہ کہیں لاہوشا کی روح نے اسے بلیک ڈرمن سے چھپا نہ دیا ہو"۔ جبوتی نے کہا۔

"بلیک ڈرمن سے۔ اوہ۔ اوہ۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں بلیک ڈرمن توڑ کر دیکھ لیتا ہوں"...... پروفیسر نے کہا۔

"نہیں پروفیسر۔ میں خود بلیک ڈرمن توڑنا چاہتی ہوں۔ اس لئے میں نے آپ سے رابطہ کیا ہے۔ آپ میرا تعلق دوبارہ بلیک ورلڈ سے جوڑ دیں۔ اب میں خالی انسان رہ کر انتہائی بور ہو چکی ہوں"...... جبوتی نے کہا۔

"تم نے اس عمران کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ وہ کیا کر رہا ہے"...... پروفیسر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"وہ جو بھی کرتا پھرے۔ اسے رحمیس معبد نہیں مل سکتا پروفیسر۔ وہ احمق آدمی ہے۔ گو اس نے حیرت انگیز طور پر اس کتبے کا سراغ لگا لیا تھا لیکن اسے وہاں سے کچھ نہ مل سکے گا۔ اس لئے میں نے اس کا خیال چھوڑ دیا ہے"...... جبوتی نے کہا۔

"تمہارے حسن کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا"...... پروفیسر نے پوچھا۔

"نہیں پروفیسر۔ اس کی آنکھوں میں تو مجھے دیکھ کر معمولی سی چمک بھی پیدا نہیں ہوتی۔ وہ تو مرد ہی نہیں ہے۔ اس نے تو مجھے الٹا ذلیل کیا ہے اور میں صرف بلیک ورلڈ سے تعلق نہ ہونے کی وجہ سے اس کا کچھ نہ بگاڑ سکی"...... جبوتی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کا ذکر ہی پسند نہ آرہا ہو۔

"لیکن بحیثیت انسان تمہارے اندر بے پناہ ذہانت اور پھرتی موجود تھی اور پھر تم نے مارشل آرٹ میں بھی مہارت حاصل کر لی تھی کیا تم ایک آدمی کے خلاف بھی نہیں لڑ سکی"...... پروفیسر کی آواز میں بے حد حیرت تھی۔

"وہ انسان ہی نہیں ہے پروفیسر۔ وہ بھی کوئی مافوق الفطرت شے ہے اور نہ صرف وہ بلکہ اس کے ساتھی بھی۔ اس کے ایک افریقی ساتھی نے تو صرف مجھے سونگھ کر اسے بتا دیا کہ میرا تعلق بلیک ورلڈ سے ہے یہ تو اچھا ہوا کہ آپ نے مکمل طور پر میرا تعلق بلیک ورلڈ سے منقطع کر دیا تھا ورنہ جس طرح اس نے مجھے باندھا تھا۔ میں آزاد ہو جاتی تو وہ لازماً سمجھ جاتا اور مجھے لگتا ہے کہ اس کا افریقی ساتھی جسے وہ جوزف کے نام سے پکار رہا تھا اس کے اندر کسی قدیم اور انتہائی طاقتور وچ ڈاکٹر کی روح موجود ہے اس لئے اب میں اس کا اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ بلیک ورلڈ کے حربوں سے کرنا چاہتی ہوں"...... جبوتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ بلیک ورلڈ کے حربے اس پر اثر انداز

نہیں ہوتے۔ اسی لئے تو تمہیں یہ روپ دیا گیا تھا"...... پروفیسر نے کہا۔

"میں نے چیک کر لیا ہے پروفیسر۔ ایسی کوئی بات نہیں"۔ جبوتی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ جیسے تمہاری مرضی۔ لیکن یہ سن لو کہ تم رگمیس کو حاصل نہ کر سکی تو پھر تمہیں بلیک اسڑا کی سزا دی جائے گی اور تم جانتی ہو کہ یہ کتنی ہولناک سزا ہے اور صدیوں تک تمہارا کیا حال رہے گا"...... پروفیسر کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"بب۔ بب۔ بلیک اسڑا۔ اوہ پروفیسر۔ اس قدر ہولناک سزا"...... جبوتی نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب رگمیس کا حصول پوری بلیک ورلڈ کے لئے انا کا مسئلہ بن گیا ہے۔ اب ہم نے ہر صورت میں اسے حاصل کرنا ہے۔ ہر صورت میں۔ اگر عمران نے اسے حاصل کر لیا تو وہ اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ضائع کر دے گا۔ اس لئے اب تمہارا سب سے پہلا کام عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرنا ہے۔ میری طرف سے مکمل اجازت ہے کہ تم اس کے لئے بلیک ورلڈ کا جو حربہ بھی چاہو استعمال کرو۔ لیکن مجھے ہر صورت میں عمران کی موت اور رگمیس چاہئے"۔ پروفیسر کا لہجہ اسی طرح سرد تھا۔

"ٹھیک ہے پروفیسر۔ ایسا ہی ہوگا۔ میں شیطان کی مکمل شیطینیت کی قسم کھا کر وعدہ کرتی ہوں"...... جبوتی نے کہا۔

"تم یہ بتاؤ کہ تم اسی روپ میں سب کچھ چاہتی ہو یا کسی اور روپ میں"...... پروفیسر نے کہا۔

"میں پہلے کی طرح اپنی مرضی سے سب کچھ کرنا چاہتی ہوں۔ لیکن میرے پاس ایک طاقت کازالی نہیں ہے جس کی وجہ سے مجھے مکمل انسانی روپ میں آنے میں کافی وقت لگتا ہے۔ آپ مجھے کازالی طاقت بخش دیں اور پھر دیکھیں کہ میں کیا کرتی ہوں"...... جبوتی نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ کازالی طاقت تم کیسے حاصل کر سکتی ہو"۔ پروفیسر نے کہا۔

"ہاں پروفیسر۔ لیکن اگر آپ چاہیں تو یہ کسی کو فوری طور پر بھی دی جا سکتی ہے۔ اس کا اختیار شیطان نے آپ کو دے رکھا ہے"...... جبوتی نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں یہ طاقت تمہیں بخش دیتا ہوں۔ اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ میں تمہارا تعلق دوبارہ بلیک ورلڈ سے جوڑ دوں اور تمہیں کازالی طاقت بھی بخش دوں"...... پروفیسر نے جواب دیا اور جبوتی کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے جلدی سے آنکھیں بند کر لیں اور سر جھکا لیا۔ دوسرے لمحے سامنے دیوار پر جہاں سرخ نقطہ تیزی سے گھوم رہا تھا۔ وہاں سے سرخ رنگ کی تیز روشنی نکلی اور سامنے بیٹھی ہوئی جبوتی اس سرخ روشنی میں نہا سی گئی۔ دوسرے لمحے وہ روشنی ختم ہو گئی لیکن وہ نقطہ اسی طرح دیوار پر گھومتا رہا۔

جبوتی اپنی جگہ پہلے کی طرح آنکھیں بند کئے اور سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے جسم کے گرد پھیلی ہوئی تیز روشنی اب مدہم ہوتی چلی جا رہی تھی اور پھر اچانک یہ روشنی سرخ رنگ کے دھوئیں میں تبدیل ہو گئی اور ایک بار پھر جبوتی اس دھوئیں میں چھپ گئی۔ تقریباً پندرہ منٹ تک جبوتی اس دھوئیں میں چھپی رہی۔ پھر دھواں آہستہ آہستہ غائب ہوتا چلا گیا اور جب وہ مکمل طور پر ختم ہو گیا تو جبوتی نے سر اٹھایا اور آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھوں میں اب انتہائی تیز چمک تھی۔ اس کی نظریں ایک بار پھر اس تیزی سے گھومتے ہوئے نقطے پر جم گئیں۔

"تم اب پہلے کی طرح ہو گئی ہو جبوتی اور تم نے کازالی طاقت بھی حاصل کر لی ہے۔ بولو اور کیا چاہتی ہو۔ اس وقت جو چاہو مانگ سکتی ہو۔ لیکن تمہیں اپنا کام مکمل کرنا ہو گا"...... پروفیسر کی آواز سنائی دی اور جبوتی چونک پڑی۔

"بے حد شکریہ پروفیسر۔ آج پہلی بار آپ نے جو مانگو والے الفاظ کہے ہیں۔ اس سے مجھے اس بات کی اہمیت کا احساس ہو گیا ہے کہ آپ رگھمیں کے حصول اور عمران کی موت کے لئے کس قدر سنجیدہ ہیں۔ میری انتہائی مؤدبانہ درخواست ہے کہ آپ مجھے بلیک ورلڈ میں پختاری کا عہدہ بخش دیں"...... جبوتی نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے کہا۔

"پختاری۔ اوہ تم نے ایک ہی لفظ میں بہت کچھ مانگ لیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ آنکھیں بند کرو"...... پروفیسر کی آواز سنائی دی اور جبوتی

کے چہرے پر اس قدر مسرت کے تاثرات نمودار ہوئے کہ اس کے چہرے کے اعصاب بے اختیار لرزنے لگے ۔ پھر جیسے ہی اس نے آنکھیں بند کیں ۔اس بار سیاہ رنگ کا دھواں اس کمرے کے چاروں کونوں سے بادلوں کی طرح نکلا اور اس نے تیزی سے جبوتی کو اپنے اندر چھپا لیا۔اس کے ساتھ ہی ایسی خوفناک آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے کسی تہہ خانے میں ہزاروں بدروحیں مل کر چیخ رہی ہوں ۔رو رہی ہوں ۔ بین کر رہی ہوں ۔کمرے میں موجود سرخ رنگ کی روشنی بھی اس دھوئیں میں غائب ہو گئی تھی اور صرف دیوار پر تیزی سے گھومتا ہوا سرخ نقطہ ہی اس سیاہ دھوئیں میں نظر آرہا تھا۔کافی دیر تک یہ خوفناک اور لرزا دینے والی آوازیں سنائی دیتی رہیں پھر اچانک خاموشی چھا گئی اور اس کے ساتھ ہی سیاہ دھوئیں کے بادل تیزی سے واپس کمرے کے چاروں کونوں میں سمٹنے لگے ۔چند لمحوں بعد دھواں غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی جبوتی نے آنکھیں کھول دیں ۔اس کے چہرے پر اب عجیب سی سختی اور کرختگی نظر آرہی تھی۔

" تم پجاری بن چکی ہو جبوتی ۔ میری طرف سے مبارک قبول کرو"........ پروفیسر کی آواز سنائی دی۔

" اوہ ۔اوہ ۔بے حد شکریہ پروفیسر بلیک ورلڈ کی عظیم طاقتیں اب مکمل طور پر میری مطیع ہو چکی ہیں ۔اب میں سب کچھ کر لوں گی ۔ سب کچھ "۔جبوتی نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ گھومتا ہوا سرخ نقطہ تیزی سے سمٹنے لگا اور جب وہ

غائب ہوا تو کمرے میں موجود سرخ روشنی پہلے سے تیز ہو گئی ۔ جبوتی نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر فضا میں لہرائے تو یکلخت وہ کمرہ غائب ہو گیا اب جبوتی ایک ویران کھنڈر نما مکان کے کھلے صحن میں کھڑی ہوئی تھی وہ کچھ دیر ادھر ادھر دیکھتی رہی ۔ پھر اس نے آنکھیں بند کیں اور منہ میں کچھ پڑھ کر اس نے دوبارہ آنکھیں کھولیں تو اس کا چہرہ پہلے کی طرح نارمل نظر آنے لگا۔

" یہ روپ مجھے پسند آیا ہے ۔اس لئے اب میں اسی روپ میں رہوں گی "........ جبوتی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتی کھنڈر کی چار دیواری کے درمیان بنے ہوئے ایک خلا کی طرف بڑھتی چلی گئی ۔ خلا سے دوسری طرف ایک جدید ماڈل کی سیاہ رنگ کی کار موجود تھی ۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی ۔ دوسرے لمحے اس نے کار سٹارٹ کی اور اسے چلاتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھ گئی ۔ کار ویران اور خشک پہاڑیوں کے درمیان واقع تنگ پہاڑی راستے پر دوڑتی ہوئی نیچے اترتی چلی گئی ۔ کچھ دیر بعد وہ ان پہاڑیوں سے نکل کر شہر کی حدود میں داخل ہو گئی ۔کافی دیر تک شہر کی سڑکوں پر گھومنے کے بعد وہ ایک شاندار حویلی کے بڑے سے پھاٹک کے سامنے جا کر رک گئی ۔ اس نے اپنا ہاتھ کار کی کھڑکی سے باہر نکالا اور ہتھیلی کا رخ پھاٹک کی طرف کر کے اسے آہستہ سے جھٹکا دیا تو بڑا سا بند پھاٹک اس قدر تیز رفتاری سے کھلتا چلا گیا جیسے اس کو کسی انتہائی تیز رفتار مشین سے کھولا جا رہا ہو اور جبوتی نے کار آگے بڑھا دی ۔چند لمحوں بعد جب کار

ایک وسیع وعریض گیراج میں پہنچ کر رک گئی اور جبوتی نیچے اتر آئی۔ اسی لمحے چار مسلح افراد تیزی سے ایک سائیڈ سے آگے بڑھے اور جبوتی کے سامنے جھک گئے۔ جبوتی نے صرف سرہلایا اور اس طرح قدم بڑھاتی اندر کی طرف بڑھتی چلی گئی جیسے وہ ہفت اقلیم کی ملکہ ہو۔ جبوتی قدم بڑھاتی ایک خوبصورت انداز میں سجے ہوئے کمرے میں پہنچی اور پھر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس نے ایک ہاتھ دیوار کی طرف کر کے اسے اس طرح ہلایا جیسے چھت پر کسی چیز کو نیچے کی طرف لا رہی ہو۔ ساتھ ہی اس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا تو ایک مکروہ صورت چھپکلی نیچے اتر کر درمیان میں آکر رک گئی۔ اس کی سرخ آنکھیں جبوتی کو ہی دیکھ رہی تھیں۔

"کیا حکم ہے پختاری"...... ایک چیختی ہوئی مکروہ سی باریک آواز سنائی دی لیکن لہجہ انسانی ہی تھا۔

"علی عمران کیا کر رہا ہے۔ کیا سوچ رہا ہے اور اس کے کیا ارادے ہیں"...... جبوتی نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور جیسے ہی اس کا فقرہ ختم ہوا۔ چھپکلی تیزی سے مڑی اور واپس چھت کی طرف دوڑ کر نظروں سے غائب ہو گئی۔ جبوتی نے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی تو کمرے کے دروازے سے ایک نوجوان خوبصورت لڑکی اندر داخل ہوئی اور جبوتی کے سامنے آکر اس طرح جھک گئی جیسے وہ اس کی کنیز ہو۔

"روما تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہمارے پاس اب کونسا عہدہ ہے"...... جبوتی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب آپ پختاری ہیں"...... لڑکی نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ میں تمہیں اپنی نائب مقرر کرتی ہوں"...... جبوتی نے ہاتھ بڑھا کر اس لڑکی کے سر پر رکھتے ہوئے کہا تو لڑکی کا جسم اس طرح تیزی سے پھولنے پچکنے لگا جیسے کسی غبارے میں ہوا بھری اور نکالی جا رہی ہو۔ کافی دیر تک ایسا ہوتا رہا۔ پھر جبوتی نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا اور لڑکی بے اختیار اس کے قدموں میں جھک گئی۔

"اب تم نائب پختاری ہو روما۔ اب تمہارا عہدہ "بلا کسی" کا ہے اور پروفیسر اور میرے بعد بلیک ورلڈ کی سب سے بااختیار طاقت۔ سنو اب ہمیں ان انسانی ملازموں کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسا کرو کہ ان کو ملازمت سے فارغ کر کے اور بھاری انعام واکرام دے کر واپس بھجوا دو اور محل میں بلیک ورلڈ کی طاقتوں کو بلا کر تعینات کر دو۔ لیکن رہیں گی وہ انسانی روپ میں ہی جاؤ"...... جبوتی نے تیز لہجے میں کہا اور روما سرہلاتی ہوئی مڑی اور تیزی سے دوڑتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔ اسی لمحے مکروہ چھپکلی ایک بار پھر چھت سے نیچے آتی دکھائی دی اور جبوتی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"ہاں۔ کیا معلومات حاصل کی ہیں تم نے"...... جبوتی نے چھپکلی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پختاری۔ عمران پروفیسر یعقوب کے پاس گیا تھا۔ تم پروفیسر یعقوب کو گولی مار کر واپس آگئی تھیں لیکن وہ زندہ تھا۔ عمران اپنے

ساتھی سمیت اسی وقت وہاں پہنچ گیا۔ اس نے پروفیسر یعقوب کا علاج
کیا اور وہ ٹھیک ہو گیا۔ پھر پروفیسر یعقوب نے اسے رعمیس معبد کا
وہی نقشہ بنا کر دیا جو اس نے تمہیں بنا کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ
اس نے اسے بتایا کہ وہ خود بھی اس نقشے کے مطابق رعمیس معبد کو
الابر صحرا میں ڈیٹیکٹو کی مدد سے تلاش کر چکا ہے لیکن وہاں رعمیس معبد
موجود نہیں ہے اور اس نے عمران کو بتایا کہ اس کے خیال کے مطابق
رعمیس معبد تو وہاں موجود ہے لیکن اس کے گرد شیطان نے حصار
قائم کر دیا ہے اور جب تک یہ حصار ختم نہیں ہو گا۔ رعمیس معبد
کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتا اور پھر عمران کے پوچھنے پر اس نے
دارالحکومت میں رہنے والے ایک بوڑھے ابو احسان کا پتہ بتایا ہے
جس کا پہلے تعلق شیطان سے تھا لیکن پھر شیطان نے اسے اپنی دنیا سے
علیحدہ کر دیا تھا۔ اب عمران دارالحکومت میں اس سے ملنے جا رہا ہے
تاکہ اس سے پوچھے کہ کیا واقعی رعمیس معبد کے گرد شیطانی حصار ہے
اگر ہے تو اسے کیسے ختم کیا جا سکتا ہے"...... چھپکلی نے جواب دیتے
ہوئے کہا اور جبوتی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"کس قدر احمق ہے یہ عمران...... اگر رعمیس معبد کے گرد
شیطانی حصار ہوتا تو پختاری کو وہاں جانے سے کون روک سکتا تھا۔
نانسنس"...... جبوتی نے انتہائی طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا اور
چھپکلی کی بھی مکروہ ہنسی سنائی دی۔

"ارے ہاں۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم اپنی طاقتوں سے معلوم کر سکتی ہو

کہ یہ رعمیس معبد کہاں ہے"...... جبوتی نے اچانک چونک کر کہا۔

"پختاری۔ تم اس وقت بلیک ورلڈ کی عملی طور پر سب سے طاقتور
شخصیت ہو اور پروفیسر تو شیطان کا نائب ہے۔ اگر تمہیں آج تک
معلوم نہیں ہو سکا تو مجھے بھلا کیسے معلوم ہو سکتا ہے"...... چھپکلی
نے جواب دیا۔

"لیکن پھر آخر وہ گیا کہاں"...... جبوتی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پختاری۔ میں تمہیں اس کی تلاش کے لئے ایک مشورہ دے سکتی
ہوں"...... چھپکلی نے کہا تو جبوتی چونک کر سیدھی ہو گئی۔

"مشورہ۔ کیسا مشورہ۔ کھل کر بات کرو"...... جبوتی نے انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پختاری۔ رعمیس معبد کو اگر تم تلاش کرنا چاہتی ہو تو تمہیں ہر
صورت میں اس عمران سے دوستی کرنی پڑے گی۔ میں نے اپنی خاص
طاقتوں سے معلوم کر لیا ہے کہ لاہوشا کے اس رعمیس معبد کو یہ
عمران ہر صورت میں تلاش کر لے گا۔ کس طرح تلاش کرے گا۔ اس
کا مجھے علم نہیں ہے۔ لیکن بہرحال یہ طے ہے کہ اس پوری دنیا میں وہ
واحد آدمی ہے جو اسے تلاش کر سکتا ہے۔ تم اس کے لئے باقاعدہ
منصوبہ بندی کرو۔ اس کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ اس کا منصوبہ یہ ہے
کہ وہ رعمیس معبد کو تلاش کر کے اس میں موجود رعمیس کو حاصل کر
کے اسے کسی بھی پرندے کے خون میں ڈبو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے
ضائع کر دے گا۔ تم اس وقت کا انتظار کرو جب وہ رعمیس معبد کو

تلاش کر کے وہاں سے رگمیس حاصل کرے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اسے ضائع کر سکے تم اس سے اسے چھین کر افریقہ کی مشہور کالی دلدل میں پھینک دو۔ ایک بار رگمیس کالی دلدل میں گر گیا تو پھر اسے پرندے کے خون سے ضائع نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے بعد تم اس عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دو اور پھر کالی دلدل سے رگمیس حاصل کر کے اسے پروفیسر تک پہنچا دو۔ اس طرح تم اپنے وعدے میں سرخرو ہو جاؤ گی"...... چھپکلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے درست مشورہ دیا ہے۔ میں تمہاری طاقتوں سے واقف ہوں۔ لیکن ایک اور معاملہ بھی پریشان کن ہے۔ اس عمران کا ساتھی جوزف شاید وچ ڈاکٹر ہے۔ وہ مجھے پہچان لیتا ہے۔ میری بو سونگھ لیتا ہے۔ چاہے میں کسی بھی روپ میں اس کے پاس جاؤں اور عمران میری حقیقت کا پتہ چلتے ہی ہوشیار ہو جائے گا۔ اس کا کوئی حل بتاؤ"...... جبوتی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے کہ اس نے عمران کو بتا دیا ہے کہ تمہاری حقیقت کا کس طرح پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ اس نے عمران کو بتایا ہے کہ بدروح چاہے مکمل انسان ہی کیوں نہ بن جائے اس کے جسم پر شہد کی مکھی نہیں بیٹھتی اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ اس کے ناخن اصلی نہیں ہو سکتے اور اس بار جیسے ہی تم عمران کے پاس جاؤ گی وہ انہی دونوں طریقوں سے تمہیں چیک کرے گا۔ اس لئے اس کا طریقہ یہ ہے کہ تم اپنا یہ روپ ختم کر دو اور کسی مرنے والی عورت کے جسم پر

قبضہ کر لو۔ سینکڑوں عورتیں اتنے بڑے شہر میں مرتی رہتی ہیں۔ تم پجاری ہو۔ تمہیں معلوم ہو سکتا ہے کہ کونسی عورت کب مرنے والی ہے۔ جو عورت تمہیں پسند آئے تم موت کے وقت اس کی روح کے باہر جاتے ہی اس کے جسم پر قبضہ کر لو۔ پھر نہ ہی وہ جوزف تمہیں پہچان سکے گا اور نہ عمران اور تم جس طرح چاہو اپنے اس جسم کو استعمال کر سکتی ہو"...... چھپکلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ بہت خوب۔ تم واقعی میری بہترین ساتھی ہو۔ میں اب ایسا ہی کروں گی۔ مجھے یقین ہے کہ تمہارے مشورے پر عمل کر کے میں اپنے وعدے میں کامیاب ہو جاؤں گی"...... جبوتی نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو پجاری۔ عمران کا ساتھی ٹائیگر بھی عمران کی طرح بے حد ذہین اور ہوشیار آدمی ہے۔ تم خود عمران سے دوستی کرو جبکہ روما بلاکسی کو تم اس ٹائیگر کے پیچھے لگا دو۔ وہ بے حد ذہین ہے۔ وہ آسانی سے اسے قابو میں کر لے گی۔ روما کو بھی تم کسی خوبصورت عورت کے جسم پر قبضہ کرنے کا حکم دے سکتی ہو۔ اس طرح تمہاری کامیابی یقینی ہو جائے گی"...... چھپکلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ تم نے واقعی میری مدد کی ہے۔ مجھے اچھے مشورے دیئے ہیں اس لئے میں تمہاری طاقتوں میں اضافہ کر کے تمہیں اپنا مستقل ساتھی بنانا چاہتی ہوں۔ آؤ میرے پاس"...... جبوتی نے مسکراتے ہوئے کہا اور چھپکلی بجلی کی سی تیزی سے دیوار سے اتر کر فرش پر پہنچی

اور پھر دوڑتی ہوئی جبوتی کے قدموں میں آکر رک گئی۔اس کی چھوٹی
چھوٹی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔جبوتی نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے
جسم پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"میں تمہیں بلیک ورلڈ کی مخصوص طاقت تلکاری عطا کرتی
ہوں"...... جبوتی نے کہا اور اپنا ہاتھ چھپکلی سے ہٹا لیا۔دوسرے لمحے
چھپکلی کے گرد سیاہ رنگ کا دھواں پھیلتا چلا گیا اور چھپکلی کا جسم اس
سیاہ دھوئیں میں چھپ گیا۔چند لمحوں بعد دھواں ختم ہو گیا تو چھپکلی
نے اپنا سر جبوتی کے پیر سے رگڑا۔

"میں پجاری کی شکر گزار ہوں۔میں عہد کرتی ہوں کہ ہمیشہ
پجاری کی وفادار رہوں گی"...... چھپکلی کی آواز سنائی دی۔

"اب تم جا سکتی ہو۔جب ضرورت ہو گی تو تمہیں بلا لیا جائے
گا"...... جبوتی نے کہا اور چھپکلی تیزی سے واپس مڑی اور پھر دیوار پر
چڑھ کر چھت میں جا کر غائب ہو گئی۔

"واقعی اس نے بالکل درست مشورہ دیا ہے۔مجھے اس سلسلے میں
باقاعدہ پلاننگ کر لینی چاہئے"...... جبوتی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا او
کرسی سے اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

عمران کمرے میں داخل ہوا اور بڑے تھکے ہوئے انداز میں ایک
کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ خاصا نڈھال ہو رہا ہے
اس کے پیچھے ٹائیگر اندر داخل ہوا۔اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور
پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔یہ ایک کوٹھی کا کمرہ تھا۔
عمران نے پروفیسر یعقوب سے ملنے کے بعد ہوٹل چھوڑ کر ایک پراپرٹی
سنڈیکیٹ کے ذریعے نہ صرف کوٹھی کرائے پر حاصل کر لی تھی بلکہ اس
نے الابر صحرا میں رعمیس معبد کی تلاش کے لئے انتہائی جدید سائنسی
انتظامات بھی کئے تھے اور ان انتظامات کے دوران ہی اسے یہ بھی علم
ہوا تھا کہ اس سے پہلے جبوتی بھی پروفیسر یعقوب کے بنائے ہوئے نقشے
کے مطابق الابر صحرا میں رعمیس معبد کی تلاش میں ناکامی سے دوچار ہو
چکی ہے۔اس نے بھی وہی ڈیٹیکٹو والا طریقہ استعمال کیا تھا جو طریقہ
عمران نے استعمال کیا تھا اور گو پروفیسر یعقوب نے بھی اسے بتا دیا تھا

کہ وہ بھی الابر صحرا میں رعمیس معبد کی تلاش کر چکا ہے اور اس کے
لئے ڈیٹیکٹو استعمال کر چکا ہے لیکن ان سب باتوں کے باوجود نجانے
کیوں عمران کو یقین تھا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہے گا۔ چنانچہ
وہ گذشتہ ایک ہفتے سے اپنے ساتھیوں سمیت الابر صحرا میں واقع اس
پہاڑی کے قریب ہی موجود رہا تھا۔ عمران نے پورے ایک ہفتے تک
رعمیس معبد کی تلاش کرنے کی سر توڑ کوششیں کیں لیکن وہ اپنی
کوششوں میں مکمل طور پر ناکام رہا اور آخر کار اس نے واپسی کا بگل بجا
دیا تھا اور اس وقت وہ اپنے ساتھیوں سمیت الابر صحرا سے ہی واپس آ
رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بے حد تھکا تھکا نڈھال اور قدرے مایوس سا
نظر آ رہا تھا۔ جوزف اور جوانا باہر پورچ میں ہی رک گئے تھے۔ جبکہ
ٹائیگر عمران کے ساتھ ہی اندر آ گیا تھا۔

"باس۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ رعمیس معبد ایک خیالی چیز
ہے"...... ٹائیگر نے عمران کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"خیالی چیزوں پر یقین نہیں کیا جاتا"...... عمران نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ بھی اب میرے خیال سے متفق ہیں"۔
ٹائیگر نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کون سے خیال سے"...... عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے
پوچھا۔

"یہی کہ رعمیس معبد خیالی چیز ہے"...... ٹائیگر نے جلدی سے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے پہلے کہا تھا کہ تمہیں یقین ہے کہ رعمیس معبد خیالی چیز
ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اس لئے میں نے کہا تھا کہ خیالی چیزوں پر یقین نہیں کیا کرتے
یقین ہی کرنا ہے تو ٹھوس حقیقتوں پر کیا کرو"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے کہ آپ کا خیال ہے کہ رعمیس معبد ایک ٹھوس
حقیقت ہے"...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اس کے وجود کے بے شمار شواہد موجود ہیں"...... عمران
نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ نقشہ غلط ہے"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ نقشہ بھی درست ہے"...... عمران نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر پروفیسر یعقوب کی بات درست ہے کہ
رعمیس معبد کے گرد شیطان نے حصار قائم کر رکھا ہے۔ پھر تو آپ کو
اس ابو احسان سے ملنا چاہئے تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"پروفیسر یعقوب کو ان باتوں کا علم نہیں ہے جن باتوں کا مجھے علم
ہے۔ اس کا خیال ہے کہ بلیک ورلڈ نے اس معبد کے گرد حصار قائم
کر رکھا ہے تاکہ عام لوگوں کی نظروں سے چھپایا جا سکے۔ حالانکہ ڈاکٹر
بشارت کے ذریعے مجھے پہلے ہی علم ہو چکا ہے کہ بلیک ورلڈ تو خود اس

رہمیس معبد کی تلاش میں ہے۔ یہ جبوتی اس کی نمائندہ ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"جبوتی بلیک ورلڈ کی نمائندہ ہے۔ مطلب ہے کہ جوزف کی بات درست ہے کہ وہ بدروح ہے"...... ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جوزف کا اپنا خیال ہے۔ ویسے مجھے یہی بتایا گیا تھا کہ جبوتی ایک ایسے گروپ کی لیڈر ہے جو معاوضہ لے کر دوسروں کے لئے کام کرتا ہے۔ بلیک ورلڈ نے اپنے شیطانی حربوں میں ناکام ہو کر اس گروپ کی خدمات حاصل کی ہیں لیکن جوزف ایک ایسا آدمی ہے جو دانستہ کبھی غلط بات نہیں کرتا۔ اس لئے اس بار اگر جبوتی ملی تو میں اسے چیک ضرور کروں گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ واقعی بدروح ہو اور انسانی روپ میں ہو"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال اب اس معبد کی تلاش کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ معبد بہرحال الابر صحرا میں ہی ہے۔ لیکن کہاں ہے اور کیوں نہیں مل رہا۔ یہ بات البتہ سوچنے کی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اگر اس ابو احسان سے مل لیا جائے تو کیا حرج ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ حرج بھی نہیں ہے۔ چلو ٹھیک ہے۔ ویسے بھی ہاتھ پیر چھوڑ کر بیٹھے رہنے کا کیا فائدہ۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا

ہو گیا۔ پھر جوزف اور جوانا کو وہیں کوٹھی میں چھوڑ کر وہ دونوں کار میں بیٹھے اور کوٹھی سے باہر آ گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جبکہ عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ ابو احسان جس کالونی میں رہتا تھا اس کا راستہ وہ نقشے میں اچھی طرح دیکھ چکے تھے۔ اس لئے ٹائیگر اطمینان سے کار چلاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہ کار انہیں کوٹھی کے ساتھ ہی ملی تھی۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی پیشانی پر شکنیں سی ابھری ہوئی تھیں۔ تقریباً بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک درمیانے طبقے کی کالونی میں داخل ہوئے اور پھر ایک درمیانے درجے اور قدرے پرانی سی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے جا کر ٹائیگر نے کار روک دی۔ عمران کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا آیا۔ اس نے گیٹ پر موجود کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ عمران کے ساتھ ہی ٹائیگر بھی نیچے اتر آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔

"کیا ابو احسان صاحب کی رہائش گاہ یہی ہے"...... عمران نے سلام کرنے کے بعد پوچھا۔

"جی ہاں۔ یہی ہے۔ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے سر سے پیر تک عمران اور ٹائیگر دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے اور ہم ابو احسان صاحب سے ملنا چاہتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو ادھیڑ عمر جو اپنے لباس اور وضع قطع سے ملازم لگتا تھا بے اختیار اچھل پڑا۔

"پاکیشیا سے ۔اتنی دور سے"........ ملازم کے چہرے پر بے پناہ حیرت تھی۔

"جی ہاں ۔اسی لئے بغیر کسی پیشگی اطلاع کے ہمیں آنا پڑا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ۔میں پھاٹک کھولتا ہوں ۔آپ تشریف لائیں"........ ملازم نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ عمران اور ٹائیگر دونوں واپس کار میں بیٹھ گئے چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور ٹائیگر کار اندر لے گیا پورچ میں ایک پرانے ماڈل کی کار موجود تھی ۔ ٹائیگر نے اس کے ساتھ اپنی کار روکی اور پھر وہ دونوں ہی نیچے اتر آئے۔

"آپ ادھر ڈرائینگ روم میں تشریف رکھیں ۔ میں آقا کو اطلاع کرتا ہوں"........ پھاٹک بند کر کے اس ملازم نے واپس آکر کہا اور پھر برآمدے کے کونے میں موجود ڈرائینگ روم کی طرف بڑھنے لگا ۔ ڈرائینگ روم بس عام سا تھا۔اس میں کوئی ایسی بات نہ تھی جسے غیر معمولی کہا جاتا ۔تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا ۔اس کی سفید رنگ کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں ۔چہرے پر سفید داڑھی تھی ۔سر درمیان سے بالوں سے بے نیاز تھا جبکہ دونوں سائیڈوں پر سفید بالوں کی جھالریں سی لٹک رہی تھیں ۔اس نے سیلپنگ گاؤن پہنا ہوا تھا۔اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں کئی انگوٹھیاں تھیں ۔ جن میں رنگ برنگے چھوٹے بڑے قیمتی نگینے جڑے ہوئے تھے ۔چہرہ بھاری اور قدرے لٹکا ہوا تھا

چہرے کی مناسبت سے ناک چھوٹی تھی اور دھانہ کچھ زیادہ بڑا تھا۔

"مجھے ابو احسان کہتے ہیں"........ آنے والے نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔اس کی آواز میں گونج تھی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ ۔میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرا ساتھی ہے عبدالعلی"........ عمران نے باقاعدہ سلام کرتے ہوئے مسکرا کر اپنا اور ٹائیگر کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی پرجوش انداز میں مصافحہ بھی کیا۔

"وعلیکم السلام"........ ابو احسان نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔شاید اسے احساس ہو گیا تھا کہ اس نے سلام کئے بغیر بات کا آغاز کر دیا تھا جو مسلمانوں میں معیوب سمجھا جاتا ہے۔

"مجھے ملازم سلطان نے بتایا ہے کہ آپ پاکیشیا سے تشریف لائے ہیں"....... صوفے پر بیٹھتے ہوئے ابو احسان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ۔ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے۔آپ کا ریفرنس ہمیں پروفیسر یعقوب نے دیا ہے"........ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ابو احسان بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ ۔اوہ اچھا۔میں سمجھ گیا۔لیکن پروفیسر یعقوب نے آپ کو یقیناً بتا دیا ہو گا کہ میں شیطانی نظام کو مدت ہوئی چھوڑ چکا ہوں"........ ابو احسان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے بتایا تھا۔ہم بھی شیطانی نظام کے خلاف ہی کام کر رہے

ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو ابو احسان بے اختیار چونک پڑا اور غور سے عمران کو دیکھنے لگا۔ پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ ملازم اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے میں مشروبات کے گلاس رکھے ہوئے تھے۔ ایک ایک گلاس اس نے ان تینوں کے سامنے رکھا اور پھر خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"لیجئے"...... ابو احسان نے کہا۔

"شکریہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اپنے سامنے رکھا ہوا گلاس اٹھا کر منہ سے لگالیا۔ ظاہر ہے ٹائیگر نے اس کی پیروی کی۔

"آپ نے کیا فرمایا ہے کہ آپ شیطانی نظام کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا"...... ابو احسان نے شربت کا گھونٹ لیتے ہوئے جواب دیا۔

"ابو احسان صاحب۔ میں آپ کو مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ اس کے بعد اگر آپ ہماری مدد کر سکیں اور کرنا پسند کریں تو کر دیں ورنہ ہمیں آپ سے کوئی گلہ نہیں ہوگا۔ ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مختصر طور پر رعمیس معبد اور اس کی تلاش کی وجہ بتا دی۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن بلیک ورلڈ تو انتہائی طاقتور نظام ہے۔ وہ تو ایک لمحے میں نہ صرف اس معبد کو تلاش کر سکتے ہیں بلکہ وہاں سے رعمیس بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ انہیں کیا ضرورت ہے انسانی

مجرم یا کھوجی گروپ کی خدمات حاصل کرنے کی"...... ابو احسان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ تو اس نظام سے متعلق رہے ہیں اور اب آپ اسے چھوڑ بھی چکے ہیں۔ کیا اب بھی آپ کا یہی خیال ہے کہ وہ انتہائی طاقتور ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ابو احسان بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے واقعی مجھے لاجواب کر دیا ہے۔ بظاہر یہ نظام جس قدر طاقتور نظر آتا ہے۔ دراصل یہ اتنا ہی کمزور اور بودا ہوتا ہے۔ اب آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں"...... ابو احسان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"رعمیس معبد کی تلاش میں مدد"...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ جو کچھ آپ نے بتایا ہے اس کے بعد تو میں مزید کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اگر بلیک ورلڈ خود اس کی تلاش میں ہے تو مجھے اس کے بارے میں کہاں سے علم ہو سکتا ہے۔ میں نے بھی تو وہیں سے معلوم کرنا تھا۔ لیکن میں اس سلسلے میں آپ کی اتنی مدد ضرور کر سکتا ہوں کہ اگر آپ مجھے وہ کتبہ یا اس کا فوٹو گراف دکھائیں جس سے پروفیسر یعقوب نے نقشہ بنایا ہے تو شاید میں کچھ مزید بتا سکوں"۔ ابو احسان نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے کتبے کا فوٹو گراف اور پروفیسر یعقوب کا بنایا ہوا نقشہ نکال کر ابو احسان کی طرف بڑھا دیا۔

"کیا آپ مجھے صرف نصف گھنٹہ دیں گے"...... ابو احسان نے

دونوں چیزیں ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا اور پھر عمران کے سر ہلانے پر وہ
اٹھا اور خاموشی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ پھر اس کی واپسی
واقعی تقریباً نصف گھنٹے بعد ہوئی۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ
تھی۔

"میں نے معلوم کر لیا ہے جناب کہ رغمیس معبد کہاں ہے۔ یہ
واقعی الابر صحرا میں ہے"........ ابو احسان نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے
کہا۔

"پروفیسر یعقوب کا خیال بھی یہی ہے۔ لیکن"........ عمران نے کہنا
شروع کیا۔ مگر ابو احسان نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید بات کرنے سے
روک دیا۔

"مجھے معلوم ہے آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ
وہیں موجود ہے"........ ابو احسان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ پھر بھی وہیں موجود ہے۔ بڑا ڈھیٹ ہے"........ عمران نے
بے ساختہ لہجے میں کہا تو ابو احسان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"دراصل لاہوشا انتہائی ذہین اور انتہائی دور اندیش پجاری تھا۔
اس نے اس معبد کو بڑے عجیب انداز میں تیار کیا تھا۔ آپ اس پہاڑی
کے اردگرد کا صحرا چھانتے رہے ہیں جبکہ یہ معبد اس پہاڑی کے نیچے
بنایا گیا ہے"........ ابو احسان نے کہا تو عمران اور ٹائیگر دونوں بے
اختیار اچھل پڑے۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ آئیڈیا۔ اوہ۔ کمال ہے۔ مجھے پہلے اس کا خیال

کیوں نہیں آیا۔ لیکن اس کتبے میں تو اسے پہاڑی کی ایک سائیڈ میں
بنایا گیا ہے"........ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ نقشہ بھی درست ہے۔ دراصل یہاں سے اس معبد کا ایک
خفیہ راستہ رکھا گیا تھا جو بعد میں بند کر دیا گیا اور راستے کی تمام
تنصیبات بھی مٹا دی گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو وہاں سے کچھ نہیں
مل سکا"........ ابو احسان نے کہا۔

"لیکن آپ نے کیسے معلوم کیا یہ سب کچھ"........ عمران نے
حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کتبے اور اس نقشے کی مدد سے۔ گو پروفیسر یعقوب نے اسے
پڑھ لیا اور نقشہ بھی بنا دیا لیکن پروفیسر یعقوب کو یہ معلوم نہیں تھا کہ
شیطانی معبد عام معبدوں کے انداز میں نہیں بنائے جاتے تھے۔ میں
چونکہ بلیک ورلڈ سے متعلق رہا ہوں اور نہ صرف متعلق رہا ہوں بلکہ
وہاں میری طاقتیں اس قدر بڑھ گئی تھیں کہ شیطان مجھ سے کٹنے لگا تھا۔
بہرحال یہ ایک لمبی بات ہے اسے چھوڑو۔ لیکن مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ
قدیم ترین دور کے شیطانی معبد کیسے بنائے جاتے ہیں۔ کہاں بنائے
جاتے ہیں اور کس انداز میں بنائے جاتے رہے ہیں۔ یہ رغمیس معبد
تو بہت بعد کی بات ہے۔ اس سے پہلے بھی سینکڑوں شیطانی معبد اس
دنیا میں بنائے گئے تھے جو معدوم ہو گئے یا فنا کر دیئے گئے لیکن یہ واحد
معبد ہے جسے لاہوشا پجاری نے عام نظروں سے چھپا لیا اور یہ زمانے کی
دست برد سے بچ گیا۔ اب بھی اگر شیطان کا نائب وہ یہودی پروفیسر نہ

ہوتا تو شاید مزید کئی صدیوں تک کوئی اس کی طرف توجہ نہ کرتا لیکن وہ یہودی پروفیسر مسلمانوں کا فطری دشمن ہے اس لئے اس نے اس رممیس کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنے کا منصوبہ بنایا لیکن لاہوشا بے حد طاقتور پجاری تھا۔ وہ شیطان کا نمائندہ ضرور تھا لیکن اس کے پاس ایسی پراسرار طاقتیں بھی تھیں جو شیطانی نظام سے ہٹ کر تھیں۔ ایک ایسے نظام کی طاقتیں جسے کرثام نظام کہا جاتا ہے۔ یہ نظام قدیم دور میں خاصا طاقتور تھا۔ اس کا تعلق روحوں سے تھا لیکن پھر اس کو جاننے والے ختم ہو گئے اور ساتھ ہی یہ نظام بھی۔ بہرحال لاہوشا نے اس کرثام کی مدد سے رممیس معبد کو اس پہاڑی کے نیچے تیار کر کے اسے اس طرح چھپا دیا کہ شیطان بھی اسے ٹریس نہ کر سکا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ لاہوشا کرثام کا بھی بہت بڑا ماہر تھا اور شیطانی نظام میں داخل ہونے سے پہلے ایک بوڑھے نے مجھے کرثام سکھایا تھا۔ وہ اس کرثام کا آخری نمائندہ تھا اور اس سے پہلے کہ میں اس میں ماہر ہوتا۔ وہ بوڑھا مر گیا اور میرا سبق ادھورا رہ گیا۔ بس مجھے اس کی بنیادی باتوں کا ہی علم ہو سکا اور اس تشنگی کی وجہ سے میں بلیک ورلڈ میں داخل ہو گیا۔ اب میں نے اس نقشے اور کتبے کو کرثام کی انہی بنیادی باتوں کی وجہ سے پرکھا تو مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ رممیس معبد اس پہاڑی کے نیچے موجود ہے۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ اسے آپ یا کوئی بھی آدمی کسی صورت بھی ٹریس نہیں کر سکتا۔ آپ اس کا خیال چھوڑ دیں۔ وہ پروفیسر لاکھ کوشش کر لے وہ بھی اسے ٹریس نہیں کر سکتا اور اگر

ٹریس بھی کر لے تو اسے کھول نہیں سکتا"........ ابو احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"موجودہ سائنسی دور میں یہ کونسی مشکل بات ہے۔ اس پہاڑی کو ڈائنامیٹ سے بھی اڑایا جا سکتا ہے"........ عمران نے کہا تو ابو احسان بے اختیار ہنس پڑا۔

"بالکل اڑایا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ رممیس خود بخود غائب ہو جائے گا۔ وہ کسی اور پراسرار معبد میں یا کسی ایسے معبد میں جو اس دنیا میں نجانے کہاں واقع ہو۔ پہنچ جائے گا اور یہ بھی بتا دوں کہ اس معبد سے باہر جانے کے بعد پروفیسر اس رممیس کو آسانی سے تلاش کر لے گا لیکن آپ اسے تلاش نہ کر سکیں گے"........ ابو احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اسے کیسے کھولا جائے"........ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ کام کیا تو جا سکتا ہے۔ لیکن"........ ابو احسان نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا اور پھر بات مکمل کئے بغیر خاموش ہو گیا۔

"آپ خاموش کیوں ہو گئے"........ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اسے صرف کرثام کا کوئی ماہر ہی کھول سکتا ہے اور کرثام کا ماہر اس وقت دنیا میں کوئی بھی نہیں ہے۔ سب لوگ ختم ہو گئے ہیں مجھے بھی صرف بنیادی باتوں کا علم ہے۔ میں بھی ماہر نہیں ہوں"........ ابو احسان نے کہا۔

"جسے آپ کرنام کہہ رہے ہیں کیا یہ راکسو یا کیسیں نامی قدیم علم تو نہیں ہے جسے انتہائی قدیم دور میں یونان کی پہاڑیوں میں رہنے والے ایک قبیلے یا کیسیں نے لیجاد یا دریافت کیا تھا اور اس کے سربراہ کو راکسو کہا جاتا تھا اور پھر یہ علم بعد ازاں افریقہ میں پھیلا اور پھر معدوم ہو گیا۔ اس کی بنیاد ان روحوں پر رکھی گئی تھی جو ابھی تک اس دنیا میں نہیں آئیں"...... عمران نے کہا تو ابو احسان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ بالکل یہی ہوگا۔ مجھے اس نام کا تو علم نہیں ہے اور نہ ہی یونان وغیرہ کے بارے میں علم ہے البتہ آپ نے جو بنیادی بات بتائی ہے وہ درست ہے۔ اس لحاظ سے اس کا نام مجھے کرنام بتایا گیا ہے لیکن آپ اس کے بارے میں کیسے جانتے ہیں"...... ابو احسان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"قدیم دور میں جادو سحر پر جو تحقیقاتی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں اس کا ذکر موجود ہے۔ افریقہ میں اسے کرنامس کا نام بھی دیا گیا تھا۔ اس لئے مجھے خیال آیا کہ آپ جسے کرنام کہہ رہے ہیں کہیں یہ وہی نہ ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے جو کچھ بتایا گیا ہے۔ میں تو اتنا ہی جانتا ہوں۔ بہرحال یہ بات طے ہے کہ رعمیس معبد کو صرف کرنام کا ماہر ہی کھول سکتا ہے اور کوئی نہیں۔ آپ اور شیطان دونوں اس معاملے میں بے بس ہیں"...... ابو احسان نے کہا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ آپ سے ملاقات بے حد فائدہ مند ثابت ہوئی ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لے کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ۔ ایک منٹ ابھی میں نے آپ کو ایک خطرے سے بھی آگاہ کرنا ہے۔ بیٹھو"...... ابو احسان نے قدرے بے چین سے لہجے میں کہا تو عمران دوبارہ بیٹھ گیا۔

"خطرہ۔ کیسا خطرہ"..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ سے کوئی عورت جبوتی بھی ملی تھی"........ ابو احسان نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"ہاں۔ یہ اسی مجرم یا کھوجی گروہ کی لیڈر ہے جس کا ذکر میں نے آپ سے پہلے کیا تھا"........ عمران نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ بہرحال میری بات سن لیں۔ میں نے نہ صرف اس نقشے کو پڑھا ہے بلکہ میں نے اس نصف گھنٹے میں بلیک ورلڈ میں بھی جھانک لیا ہے۔ جبوتی ایک بدروح ہے ایک شیطان روح۔ انتہائی شیطانی طاقتوں کی حامل۔ یہ پلان بنایا گیا تھا کہ جبوتی آپ کے ساتھ دوستی کرے اور جب آپ معبد کو ٹریس کر لیں تو وہ آپ کو ہلاک کر دے اور رعمیس حاصل کر لے۔ آپ سے وہ لوگ بے حد ڈرتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ آپ بذات خود نیک کردار شخص بھی ہیں اور دوسری اور اہم بات یہ ہے کہ آپ کی والدہ حیات ہے اور وہ ہر وقت آپ کے لئے دعائیں کرتی رہتی ہیں۔ وہ انتہائی نیک اور باکردار خاتون ہیں۔ آپ ان کی دعاؤں کے حصار میں رہتے ہیں۔ اس

کے ساتھ ساتھ آپ مستحق لوگوں کی روپے پیسے سے بے دریغ امداد کرتے رہتے ہیں یہ سب چیزیں شیطانی نظام کو بے اثر کر دیتی ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آپ سے خوفزدہ ہیں ورنہ ان کے لئے یہ انتہائی آسان بات تھی کہ وہ آپ کو اپنے نظام سے متعلق کر کے آپ کی ذہانت سے فائدہ اٹھا کر رعمیس کو تلاش کر کے اسے حاصل کر لیتے اس لئے انہوں نے جبوتی کو مکمل انسانی روپ میں آپ کے پاس بھیجا ۔ اس کے ساتھ ایک اور عورت تھی انا کی ۔ اس کا تعلق بھی بلیک ورلڈ سے ہے لیکن آپ نے ان میں کوئی دلچسپی نہ لی ۔ اس طرح جبوتی کی انا سخت مجروح ہوئی اور اس نے پروفیسر سے رابطہ کر کے سارا پلان بدل دیا ۔ اس نے بلیک ورلڈ کا سب سے بڑا عہدہ طلب کر لیا اور یہ عہدہ پختاری کہلاتا ہے ۔ تمام تاریک اور منفی قوتوں کا سربراہ اور پروفیسر نے اسے یہ عہدہ دے دیا ۔ اب جبوتی پختاری ہے ۔ اس نے ایک اور شیطانی قوت جو عورت کے روپ میں ہے کو اپنی نائب بنا لیا ہے ۔ اس عورت کا نام روما ہے اور اب پلان یہ بنایا گیا ہے کہ جبوتی اور روما مصر میں کسی بھی مرنے والی عورت کے جسم پر قبضہ کر لیں گی اور بظاہر مکمل طور پر دو عورتیں ہوں گی لیکن جسم کے اندر روحیں ان کی ہوں گی ۔ پھر اس روپ میں وہ آپ سے ملیں گی اور ایک جال آپ پر پھینکنے کی کوشش کریں گی ۔ ان کا نیا پلان یہ ہے کہ جب آپ رعمیس معبد تلاش کر لیں اسے کھود لیں اور اس سے رعمیس حاصل کر لیں تو وہ رعمیس کو آپ سے چھین کر افریقہ کے وسط میں موجود مشہور سیاہ دلدل میں پھینک

دیں کیونکہ اگر رعمیس کو اس سیاہ دلدل میں پھینک دیا جائے تو پھر اسے اس ترکیب سے ضائع نہیں کیا جا سکتا جس ترکیب سے آپ اسے ضائع کرنا چاہتے ہیں ۔ مطلب ہے کہ کسی پرندے کے خون میں نہلا کر ۔ رعمیس کو ضائع ہونے سے بچا کر پھر وہ آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کے خاتمے کا مشن مکمل کریں گے اور اس کے بعد رعمیس کو اس سیاہ دلدل سے نکال کر اس سے لاہوشا کی روح کو تسخیر کر کے وہ اپنا مقصد پورا کریں گے "...... ابو احسان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" یہ دونوں کونسا روپ اختیار کریں گی "...... عمران نے پوچھا ۔

" یہ تو میں نہیں بتا سکتا ۔ ہزاروں مرد اور عورتیں دار الحکومت میں مریں گی ۔ نجانے وہ کس کا جسم اپنے لئے منتخب کریں "...... ابو احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" مرد کا روپ ۔ کیا جبوتی مرد کا روپ اختیار کر لے گی " ۔ عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا ۔

" ہاں ۔ وہ کسی بھی جسم پر قبضہ کر سکتی ہے ۔ لیکن بنیادی طور پر چونکہ وہ ایک عورت کی روح ہے اس لئے عام حالات میں تو اسے کسی عورت کا روپ ہی اختیار کرنا چاہئے "...... ابو احسان نے جواب دیا ۔

" ان کو اس روپ میں پہچاننے کی کوئی نشانی بھی ہے " ۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا ۔

" نہیں ۔ بظاہر کوئی نشانی نہیں ہے کیونکہ مکمل طور پر جسم غیر ہو گا

البتہ ان کی آنکھوں میں غیر معمولی چمک ہو گی اور بس"...... ابو احسان نے جواب دیا۔

"کیا اس روپ میں وہ شیطانی حربے استعمال کر سکیں گی"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ آزادی سے اور اب تو جبوتی پختاری ہے۔ بلیک ورلڈ کی ساری منفی قوتیں اس کی ماتحت ہیں"...... ابو احسان نے جواب دیا۔

"کیا ان منفی قوتوں سے بچاؤ کا کوئی طریقہ ہے"...... اچانک ٹائیگر بول پڑا۔

"وہ پختاری ہے۔ انتہائی طاقتور۔ ایک طریقے سے بچاؤ کے بعد وہ دوسرا طریقہ استعمال کر دے گی۔ بہرحال آپ کو اس وقت تک اس سے کوئی خطرہ نہ ہو گا جب تک آپ رحمیں حاصل نہیں کر لیتے۔ اس کے بعد محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی نیکیاں اور آپ کی والدہ کی دعاؤں کے مقابل پختاری آسانی سے کامیاب نہ ہو سکے گی"...... ابو احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے۔ آپ کا بہت وقت لیا اور آپ نے ہماری جس طرح مدد کی ہے اس کے لئے ہم آپ کے بے حد شکر گزار ہیں۔ اب ہمیں اجازت دیں"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بس یہ خیال رکھیں کہ پختاری اور اس کی نائب دونوں بلیک ورلڈ کی انتہائی طاقتور قوتیں ہیں"...... ابو احسان نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ابو احسان سے مل کر اور اس سے

اجازت لے کر وہ دونوں کار میں بیٹھ کر اس کی کوٹھی سے باہر آگئے۔

"اب اس رحمیں معبد کو کھولنے کے لئے ہمیں کیا کرنا پڑے گا"...... ٹائیگر نے کوٹھی سے باہر آتے ہی کہا۔

"تم کوٹھی چلو۔ مجھے جوزف سے بات کرنا ہو گی۔ ہو سکتا ہے جوزف اس سلسلے میں کوئی ایسا اشارہ دے دے جس سے مسئلہ حل ہو سکے"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار کی رفتار کچھ اور بڑھا دی۔

مصر کے دارالحکومت کے مشرق میں واقع ایک خوبصورت محل نما کوٹھی پر اس وقت گہری اداسی چھائی ہوئی تھی۔ کوٹھی میں اس وقت دس افراد موجود تھے۔ جن میں سے چار لباس سے ڈاکٹر لگ رہے تھے۔ ایک بڑے اور شاندار انداز میں سجے ہوئے کمرے کے درمیان بیڈ پر ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی لیٹی ہوئی تھی۔ اس کا رنگ زرد تھا اور وہ اس طرح سانس لے رہی تھی جیسے اس پر نزع کا عالم طاری ہو۔ ڈاکٹروں اور کمرے میں موجود دوسرے افراد کے چہروں پر شدید پریشانی اور غم کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا پوزیشن ہے ڈاکٹر افضل"...... ایک ادھیڑ عمر آدمی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"صرف دعا ہی کی جا سکتی ہے صاحب"...... ایک بوڑھے ڈاکٹر نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور کمرے میں موجود تمام افراد کے چہرے مایوسی سے

لٹک گئے۔ اسی لمحے کمرے کے کھلے دروازے سے جیوتی اندر داخل ہوئی لیکن اس کی آمد کا نہ ہی کسی کو احساس ہوا اور نہ ہی کسی نے مڑ کر اسے دیکھا۔ وہ کمرے میں داخل ہو کر ایک طرف موجود الماری کے پیچھے کھسک گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا اور آہستہ سے پھونک ماردی۔

"ہم سب کو اس لمحے باہر چلا جانا چاہئے۔ فریال کو سکون چاہئے"۔ اچانک اس بوڑھے ڈاکٹر نے سیدھا ہوتے ہوئے باقی ساتھیوں سے کہا۔ اس کے لہجے میں عجیب سی سختی تھی۔

"مگر ڈاکٹر صاحب۔ اس حالت میں ہم فریال کو اکیلا کیسے چھوڑ سکتے ہیں"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں فریال کا معالج ہوں۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ فریال کے فائدے کے لئے ہے۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ ہماری یہاں موجودگی کی وجہ سے فریال اس حالت تک پہنچ گئی ہے۔ اگر ہم سب کمرے سے باہر چلے جائیں تو فریال حیرت انگیز طور پر تندرست بھی ہو سکتی ہے۔ آؤ سب"...... اس ڈاکٹر نے اسی طرح تیز لہجے میں کہا۔ وہ اس طرح بات کر رہا تھا جیسے وہ خود اپنی مرضی سے نہ بول رہا ہو۔ بلکہ الفاظ اس کے منہ سے خود بخود پھسل کر باہر آ رہے ہوں۔ اس کی نگاہیں جیسے دور خلاؤں میں دیکھ رہی ہوں۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ ہمیں تو بہرحال فریال کی زندگی چاہئے"۔ اسی ادھیڑ عمر نے کہا اور پھر وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے

ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے اور اس کے ساتھ ہی باہر سے دروازہ بند
کر دیا گیا۔ اب فریال اکیلی اندر لیٹی ہوئی تھی۔ جبوتی مسکراتی ہوئی
الماری کی پشت سے باہر آئی اور بیڈ پر لیٹی ہوئی فریال کی طرف بڑھ گئی
فریال کا سانس اکھڑ رہا تھا۔

"تم جاؤ فریال۔ لیکن اب تمہارا یہ خوبصورت اور مضبوط جسم
میرے قبضے میں رہے گا"...... جبوتی نے قریب جا کر کہا اور اس کے
ساتھ ہی وہ فریال پر جھک گئی۔ اسی لمحے فریال کے جسم نے ایک جھٹکا
لیا اور اس کی گردن ایک طرف کو مڑ گئی۔ اس کے چہرے پر موت کی
زردی چھا گئی اور اس کے ساتھ ہی جبوتی نے جھک کر اپنا منہ فریال
کے منہ پر رکھا اور دوسرے لمحے اس کا جسم دھوئیں میں تبدیل ہونے
لگ گیا۔ پھر وہ اس قدر شفاف ہو گیا کہ اس کے آر پار دیکھا جا سکتا تھا۔
پھر یہ دھواں آہستہ آہستہ فریال کی ناک سے اندر داخل ہوتا چلا گیا۔
چند لمحوں بعد جبوتی کا دھواں بنا ہوا جسم غائب ہو چکا تھا اور اسی لمحے
ایک جھٹکے سے فریال کی گردن سیدھی ہوئی اور اس کا زرد چہرہ تیزی
سے رنگ بدلنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں نہ صرف زندگی کی چمک آ گئی
تھی بلکہ یہ چمک خاصی تیز تھی اور پھر فریال مسکراتی ہوئی اٹھ کر بیٹھ
گئی۔

"واقعی خاصا مضبوط اور خوبصورت جسم ہے"...... فریال کے منہ
سے بڑبڑاہٹ سی نکلی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اپنے جسم کو خود دیکھ کر
اس کی تعریف کر رہی ہو۔ اس کے ساتھ ہی فریال اٹھ کر بستر سے نیچے

اتری اور دو چار قدم ادھر ادھر چلنے کے بعد اس نے اس طرح سر ہلایا جیسے
وہ پوری طرح مطمئن ہو گئی ہو۔

"گڈ۔ اب میں دیکھوں گی کہ عمران یا اس کا وہ حبشی ساتھی جوزف
جبوتی کو کیسے پہچانتا ہے"...... فریال نے مسکراتے ہوئے کہا اور
اس کے ساتھ ہی وہ دوبارہ بیڈ پر اسی طرح لیٹ گئی جیسے پہلے لیٹی ہوئی
تھی۔

"اب ان ڈاکٹروں اور فریال کے چچا کو اندر بلا لینا چاہئے"۔ فریال
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر پھونکا
اور آنکھیں بند کر لیں لیکن پلکوں کے درمیان اتنی جھری موجود تھی کہ
وہ کمرے اور دروازے کو دیکھ سکتی تھی۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور
ڈاکٹر اور اس کے ساتھ باہر جانے والے تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

"ارے۔ اوہ۔ حیرت انگیز۔ یہ تو واقعی تندرست ہو گئی ہے"۔
بوڑھے ڈاکٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے
بڑھ کر اس نے فریال کی نبض پر ہاتھ رکھ دیا۔

"اس کا رنگ بھی بدل گیا ہے اور سانس بھی ٹھیک ہو گیا ہے"۔
اس ادھیڑ عمر آدمی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اسی لمحے فریال نے
آنکھیں کھول دیں اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"یہ مجھے کیا ہو گیا تھا۔ یہ آپ لوگ کیوں اس طرح اکٹھے ہیں"۔
فریال نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ فریال بیٹی۔ تم موت کے منہ میں جانے سے بال بال

بچ گئی ہو۔ تمہیں اچانک اس پراسرار بیماری کا شدید دورہ پڑا تھا اور
تمہارے ملازم نے مجھے فون کر دیا۔ میں یہاں آیا تو تمہاری حالت
واقعی تشویشناک حد تک خراب تھی۔ ڈاکٹر افضل صاحب بھی امید
ختم کر بیٹھے تھے کہ اچانک ڈاکٹر افضل نے ہم سب کو باہر جانے کے
لئے کہا اور ہم ان سمیت باہر چلے گئے۔ اب واپس آئے ہیں تو تم بالکل
صحت مند اور تندرست نظر آ رہی ہو۔ میری طرف سے اس صحت یابی پر
دلی مبارک باد قبول کرو"......... ادھیڑ عمر آدمی نے مسرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"بے حد شکریہ انکل۔ یہ آپ کی عنایت ہے کہ آپ تشریف لے
آئے۔ لیکن میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔ سو فیصد صحت مند"۔ فریال
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بیڈ سے نیچے اتر کر کھڑی ہو گئی۔
اس کے جسم پر چست لباس تھا۔

"یہ کیس میڈیکل ہسٹری میں ایک انوکھے کیس کے طور پر یاد
رکھا جائے گا۔ میں اس پر ضرور مضمون لکھوں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ
فریال کی زندگی سے واقعی میں ناامید ہو چکا تھا۔ مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ
بس چند لمحوں کی زندگی باقی ہے اور کسی بھی لمحے آخری ہچکی آ سکتی ہے
لیکن نجانے کس نے میرے ذہن کو حکم دیا کہ میں سب کو ساتھ لے
کر فوراً کمرے سے باہر چلا جاؤں تو فریال تندرست ہو جائے گی اور میں
سب کو ساتھ لے کر باہر چلا گیا۔ پھر اسی طرح مجھے حکم ملا کہ میں دوبارہ
کمرے میں آجاؤں اور میں آگیا اور واقعی تم سو فیصد تندرست نظر آ رہی

ہو۔ میری طرف سے اس نئی زندگی پر مبارک باد قبول کرو بیٹی"۔
بوڑھے ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شکریہ۔ واقعی یہ میری نئی زندگی ہے اور میں آپ سب کی بے حد
مشکور ہوں"........ فریال نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے اس
ادھیڑ عمر انکل اور اس کے ساتھ آنے والے ایک اور شخص کے ساتھ
ساتھ ڈاکٹر افضل اور اس کے ساتھی ڈاکٹروں کو واپس بھیج دیا۔ اب
اس کوٹھی میں وہ اور اس کے ملازم رہ گئے تھے۔ جبوتی نے فریال کے
بارے میں چونکہ تمام معلومات حاصل کر لی تھیں اور ان معلومات کے
مطابق فریال گریٹ لینڈ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ تھی اس کے ساتھ ساتھ
اس نے نشانہ بازی اور مارشل آرٹ کے ماہرین سے بھی تربیت
حاصل کی تھی۔ وہ ذاتی طور پر انتہائی بہادر اور ایڈونچر پسند لڑکی تھی۔
اس کے والدین مصر کے رئیس اعظم تھے لیکن پھر ایک ہوائی حادثے
میں اس کے والدین ہلاک ہو گئے اور فریال اکیلی رہ گئی۔ صرف ایک
دور کا چچا تھا جو صرف اس سے ملنے آجاتا تھا ورنہ فریال نے اس سے بھی
زیادہ تعلق نہ رکھا ہوا تھا۔ فریال کو افریقہ کی سیر کے دوران ایک ایسی
بیماری لگ گئی تھی جس کی سمجھ صحیح طور پر ڈاکٹروں کو بھی نہ آئی تھی۔
اس بیماری کا دورہ جب اسے پڑتا تھا تو اس کا سانس اکھڑ جاتا تھا اور بڑی
مشکل سے قابو میں آتا تھا لیکن جبوتی کو اپنی مخصوص طاقتوں سے
معلوم ہو گیا تھا کہ اس بار فریال کو پڑنے والا یہ دورہ اس کی زندگی کا
آخری دورہ ہوگا۔ اس لئے وہ آخری لمحات میں خود ہی وہاں پہنچ گئی تھی

اور اب بظاہر وہ فریال تھی لیکن فریال کا صرف جسم تھا ورنہ وہ جبوتی تھی۔

تمام مہمانوں کو واپس بھیج کر وہ دوبارہ اپنے خاص کمرے میں آئی اور دروازہ بند کر کے وہ فرش پر بچھے ہوئے قالین پر بیٹھ گئی۔ اس نے سامنے دیوار پر اپنی نظریں جما دیں۔ چند لمحوں بعد چھت سے ایک چھپکلی تیزی سے اتری اور اس کی نظروں کے سامنے آکر رک گئی۔

"کیا حکم ہے پجاری"...... چھپکلی کے منہ سے انسانی آواز نکلی۔

"روما نے کیا کیا ہے"۔ جبوتی نے پوچھا۔

"روما نے آپ کی طرح ایک آزاد منش لڑکی مارگریٹ کے جسم پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ مارگریٹ دراصل گریٹ لینڈ کی رہنے والی ہے لیکن کئی سالوں سے اس نے مصر کی شہریت اختیار کر لی تھی۔ اس پر فالج گرا تھا اور وہ ہلاک ہو گئی تھی لیکن روما عین موقع پر پہنچ گئی اور اس کی موت کے بعد اس کے جسم پر قبضہ کر لیا۔ اب وہ صحت مند ہو چکی ہے"...... چھپکلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اس عمران کے بارے میں بھی کچھ بتاؤ۔ وہ کیا کر رہا ہے"۔ جبوتی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حیرت انگیز خبریں ہیں پجاری۔ عمران نے بھی الابر صحرا کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن رعمیس معبد اسے نہیں ملا اور وہ مایوس ہو کر واپس چلا آیا ہے۔ پھر وہ اپنے ایک ساتھی ٹائیگر کے ساتھ ابو احسان سے ملنے گیا۔ وہاں ابو احسان نے حیرت انگیز انکشافات کئے ہیں۔ ابو احسان

نے عمران کو بتایا ہے کہ رعمیس معبد دراصل الابر صحرا میں واقع پہاڑی کے نیچے موجود ہے۔ لیکن لاہوشا پجاری نے اس کے گرد کسی دوسرے پراسرار نظام کرشام کا عمل کر کے اسے سب کی نظروں سے چھپا دیا ہے اور اب کرشام کا کوئی ماہر باقی نہیں رہا۔ اس لئے اب رعمیس معبد کو نہیں کھولا جا سکتا۔ عمران کے پوچھنے پر کہ اگر پہاڑی کو بارود سے اڑا دیا جائے تو ابو احسان نے بتایا ہے کہ اس طرح اس کے اندر موجود رعمیس وہاں سے غائب ہو کر کسی بھی دوسرے پراسرار معبد میں پہنچ جائے گیا اور پھر وہ عمران کو تو نہ ملے گا البتہ بلیک ورلڈ اسے وہاں سے آسانی سے حاصل کر لے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ جبوتی نے پروفیسر سے پجاری کی طاقتیں حاصل کر لی ہیں اور اس کی نائب روما نائب پجاری بن گئی ہے اور آپ دونوں کا منصوبہ بھی اس نے تفصیل سے عمران کو بتا دیا ہے اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ آپ دونوں اب کسی بھی عورت کے جسم پر قبضہ کر لیں گی"...... چھپکلی نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ چھوڑو اس بات کو۔ تم نے یہ اہم بات بتائی ہے کہ اگر اس پہاڑی کو بارود سے اڑا دیا جائے تو رعمیس خود بخود کسی اور معبد میں پہنچ جائے گا اور پھر ہم وہاں سے آسانی سے اسے حاصل کر لیں گے جبکہ عمران اسے حاصل نہ کر سکے گا۔ یہ انتہائی اہم بات ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے"...... جبوتی نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"ابو احسان نے تو یہی بتایا ہے۔ کرشام کے بارے میں مجھے کچھ

نہیں معلوم ۔اس لئے میں حتمی طور پر کچھ نہیں بتا سکتی"...... چھپکلی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ تم جاؤ"...... جبوتی نے کہا اور چھپکلی تیزی سے دوڑتی ہوئی چھت کی طرف گئی اور غائب ہو گئی۔

"روما فوراً میرے پاس پہنچو"...... جبوتی نے اونچی آواز میں کہا اور پھر قالین سے اٹھ کر وہ کمرے کے دروازے سے باہر آ گئی ۔ باہر سٹنگ روم میں پہنچ کر اس نے ایک ملازم کو بلایا۔

"یس میڈم"...... ملازم نے قریب آکر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میری ایک دوست مس مارگریٹ آرہی ہے۔ جیسے ہی وہ گیٹ پر پہنچے ۔ تم نے اسے انتہائی عزت واحترام کے ساتھ میرے پاس لے آنا ہے اور سنو۔ فون کر کے آصف کو بھی بلاؤ۔ میں اس کے ذمے ایک اہم کام لگانا چاہتی ہوں ۔ اسے کہو کہ فوراً میرے پاس پہنچ جائے"۔ جبوتی نے کہا۔

"یس میڈم"...... ملازم نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر باہر نکل گیا۔

"یہ تو انتہائی آسان ترکیب ہے ۔ انتہائی آسان ۔ مجھے فوراً اس پر عمل کرنا چاہئے ۔ عمران جب تک اس کرثام کا ماہر ڈھونڈتا رہے گا ۔ میں اس رعمیں کو حاصل بھی کر لوں گی"...... جبوتی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ بحیثیت فریال اسے معلوم تھا کہ آصف دارالحکومت کے ایک مجرم گروپ کا سربراہ ہے اور فریال اسے بڑی دولت دے کر اپنی

مرضی کے انتظامات اس کے ذریعے کراتی رہتی تھی ۔اس لئے اس نے آصف کو کال کیا تھا ۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک غیر ملکی خوبصورت اور نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی ۔اس کے جسم پر انتہائی چست لباس تھا۔اس کی آنکھوں میں جبوتی کی طرح تیز چمک تھی۔

"میرا نام مارگریٹ روما ہے"...... آنے والی لڑکی نے کہا تو جبوتی مسکرا دی۔

"گڈ۔اچھے جسم پر قبضہ کیا ہے۔مجھے پسند آیا ہے"...... جبوتی نے کہا۔

"لیکن آپ سے کم ہے۔آپ تو ملکہ حسن لگ رہی ہیں"۔ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔فریال واقعی ملکہ حسن کہلانے کی حقدار تھی ۔ بہرحال بیٹھو ایک اہم انکشاف ہوا ہے اور ہم یقینی کامیابی کے قریب پہنچ گئے ہیں"...... جبوتی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چھپکلی سے ہونے والی ساری باتیں بتا دیں۔

"اوہ ۔اوہ ۔بختاری ۔یہ تو واقعی انتہائی اہم بات ہے ۔اس پہاڑی کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا جائے تو رعمیں خود بخود یہاں سے کہیں اور پہنچ جائے گا اور ہمیں اس کا علم ہو جائے گا جبکہ اس عمران کو علم نہ ہو سکے گا۔ویری گڈ"...... مارگریٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلی بات تو یہ سن لو کہ اب تم مارگریٹ ہو ۔روما نہیں اور میں فریال ہوں ۔اس لئے اب تم مجھے بختاری کی بجائے میڈم فریال کہو گی

اور میں تمہیں مارگریٹ "...... جبوتی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس میڈم فریال "...... مارگریٹ نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس اہم بات نے تو مجھے بھی خوش کر دیا ہے فریال دراصل بڑی ایڈونچر پسند لڑکی تھی ۔اس میں جاہ پسندی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ۔اس کی شدید خواہش تھی کہ وہ کسی مجرم تنظیم کی چیف بنے اور خوب قتل وغارت کرے ۔لیکن اس کے والدین کی عزت ہمیشہ اس کے آڑے آجاتی تھی ۔اس لئے اس نے یہاں کے ایک مقامی گروپ کے لیڈر آصف کو باقاعدہ ایچ کر رکھا تھا اور اس کے ذریعے وہ خود سامنے آئے بغیر اپنا شوق پورا کرتی رہتی تھی ۔میں نے اس آصف کو کال کر لیا ہے ۔وہ آنے والا ہے ۔اس کی مدد سے ہم اس پہاڑی کو ڈائنامیٹ سے اڑانے کی فوری منصوبہ بندی کریں گے "...... جبوتی نے کہا اور روما نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہی ملازم اندر داخل ہوا۔

"آصف حاضری کی اجازت چاہتا ہے میڈم"...... ملازم نے اندر داخل ہو کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بلاؤ اسے "...... جبوتی نے کہا اور ملازم سرہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔اس کے جسم پر نیلے رنگ کا سوٹ تھا۔اس کے جبڑے چوڑے اور تھوڑی قدرے نوکیلی تھی ۔چہرے ہی سے وہ زیر زمین دنیا کا فرد لگتا تھا۔

"یس میڈم "...... اس نے اندر داخل ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو آصف ۔یہ میری نئی دوست اور ہمراز مارگریٹ ہے اور مارگریٹ ۔یہ آصف ہے جو میرے کام آتا رہتا ہے "......... جبوتی نے رسمی طور پر دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آدمی تو کام کا لگتا ہے میڈم "...... مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی مہربانی ہے مس "...... آصف نے بڑی ہوس ناک نظروں سے مارگریٹ کو دیکھتے ہوئے کہا اور مارگریٹ اس کے اس انداز پر بے اختیار مسکرا دی۔

"آصف ایک اہم اور فوری کام کرنا ہے ۔ایک پہاڑی کو جو صحرا کے درمیان ہے ۔ڈائنامیٹ سے بلاسٹ کرنا ہے "...... جبوتی نے کہا تو آصف بے اختیار چونک پڑا اور اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"پہاڑی کو بلاسٹ کرنا ہے ۔کیوں ۔مگر "........ آصف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے آج سے پہلے تو کبھی کیوں اور مگر کے الفاظ ادا نہیں کئے تھے "...... جبوتی کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

"مم ۔مم ۔میرا مطلب ہے میڈم کہ یہ عجیب سی بات ہے کہ کسی پہاڑی کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا جائے ۔آخر اس کی وجہ تو ہو گی "۔ آصف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ ایک ویران اور لق ودوق صحرا میں واقع پہاڑی ہے ۔اس کے ڈائنامیٹ سے بلاسٹ کرنے میں نہ کسی قسم کی کوئی رکاوٹ ہے اور نہ ہی حکومت یا کسی اور محکمے کو اس سے دلچسپی ہو گی ۔باقی رہی وجہ تو تمہیں اس سلسلے میں پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔تم نے بس کام کرنا ہے اور معاوضہ لینا ہے"...... جبوتی کا لہجہ اسی طرح سرد تھا۔

"یس میڈم"...... آصف نے جواب دیا۔

"تو پھر تم فوری طور پر اس کارروائی کے لئے کام شروع کر دو ۔ہم نے کل اس پہاڑی کو بلاسٹ کرنا ہے"...... جبوتی نے کہا۔

"کل ۔اتنی جلدی میڈم ۔اس کے لئے تو جا کر اس پہاڑی کا جائزہ لینا ہو گا کہ ڈائنامیٹ کی کتنی مقدار اسے بلاسٹ کرنے کے لئے مہیا کرنی ہو گی ۔پھر اس پہاڑی میں ماہرانہ انداز میں مختلف جگہوں پر سوراخ کر کے ان کے اندر ڈائنامیٹ رکھنا ہو گا پھر ان ڈائنامیٹس کو ایک دوسرے کے ساتھ منسلک کر کے اس کا چارجر تیار کرنا ہو گا ۔اس کے بعد ہی بلاسٹنگ ہو سکتی ہے ۔کم از کم ایک ہفتہ تو لگ جائے گا"...... آصف نے کہا۔

"سنو آصف ۔میرے پاس وقت بالکل نہیں ہے ۔تم پانچ سات بڑے بڑے ہیلی کاپٹر خرید لو ۔ان میں طاقتور سے طاقتور ڈائنامیٹ بھر لو ۔جس قدر زیادہ سے زیادہ تعداد تم چاہو خرید کر بھر لو ۔انہیں جوائنٹ کرنے والے ماہرین ساتھ لو اور موقع پر جا کر کام شروع کر دو اور اسے فوری بلاسٹ کر دو ۔ان جائزوں وغیرہ کے چکر میں مت

پڑو"...... جبوتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام ۔لیکن اس کے لئے تو کثیر سرمایہ چاہئے"۔آصف نے کہا۔

"کتنا سرمایہ ۔بولو ۔لیکن یہ سن لو کہ کل صبح دس بجے یہ سب سامان وہاں پہنچ جانا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ بارہ بجے پہاڑی کو بلاسٹ ہو جانا چاہئے"...... جبوتی نے کہا۔

"مادام ۔اس وقت اندازہ تو نہیں لگایا جا سکتا ۔آپ فی الحال دس لاکھ ڈالر دے دیں ۔بعد میں حساب کر لیں گے"...... آصف نے کہا

"دس لاکھ نہیں بلکہ بیس لاکھ ڈالر میں تمہیں دے دیتی ہوں اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم نے میری مرضی کے مطابق بلاسٹنگ کر دی تو بیس لاکھ ڈالر مزید بھی دوں گی"...... جبوتی نے جواب دیا تو آصف کی آنکھیں مسرت اور حیرت کی بیک وقت زیادتی سے پھیل کر اس کے کانوں سے جا لگیں۔

"یس میڈم ۔آپ بے فکر رہیں ۔سب انتظامات مکمل ہو جائیں گے"...... آصف نے مسرت کی شدت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا ۔چالیس لاکھ ڈالر واقعی انتہائی بڑی رقم تھی کہ محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً آصف کے مسرت کی شدت سے ہاتھ پیر پھولتے چلے جا رہے تھے۔

"او کے ۔جاؤ اور کام کا آغاز کر دو ۔تمہارے اکاؤنٹ میں ابھی بیس لاکھ ڈالر ٹرانسفر ہو جائیں گے"...... جبوتی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ پہاڑی کہاں ہے میڈم ۔ میرا مطلب ہے فاصلے کا اندازہ کرتا ہے"...... آصف نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"الابر صحرا کے وسط میں ایک ہی پہاڑی ہے ۔ اسے بلاسٹ کرنا ہے"...... جبوتی نے جواب دیا۔

"یس میڈم ۔ میں کل صبح نو بجے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ اس وقت تک انتظامات مکمل ہو جائیں گے پھر آپ کے سامنے تمام کارروائی کی جائے گی"...... آصف نے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ ہیلی کاپٹر لے آنا ۔ میں اور مارگریٹ دونوں تمہارے ساتھ چلیں گے"...... جبوتی نے کہا اور آصف سلام کر کے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"وہ عمران اس بلاسٹنگ میں رکاوٹ تو نہیں ڈالے گا ۔ کیونکہ یہ بات تو بہرحال اس کے خلاف ہی جاتی ہے"...... مارگریٹ نے کہا۔

"وہ کیسے روک سکتا ہے اور اسے تو پتہ بھی نہ ہوگا کہ ہم کیا کرنے والے ہیں ۔ وہ تو کسی کرثام کے ماہر کو تلاش کرتا رہ جائے گا"۔ جبوتی نے کہا۔

"یس میڈم ۔ اب مجھے اجازت ۔ کل صبح میں پھر حاضر ہو جاؤں گی"...... مارگریٹ نے کہا اور جبوتی کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ کرسی سے اٹھی اور سلام کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"جوانا ۔ جوزف کو بلاؤ ۔ اب ہمیں اس کی ضرورت پڑ گئی ہے"۔ عمران نے ابو احسان سے ملاقات کے بعد سیدھے کوٹھی پہنچتے ہی برآمدے میں موجود جوانا سے کہا اور خود وہ ٹائیگر کے ساتھ سٹنگ روم میں آگیا۔

"یس باس"...... چند لمحوں بعد جوزف نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو جوزف"......... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا ۔ اور جوزف حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھتا ہوا ایک سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا ۔ اسی لمحے جوانا اندر داخل ہوا ۔ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھا ۔ جس میں کافی کی دو پیالیاں رکھی ہوئی تھیں ۔

"آپ کچھ تھکے ہوئے لگ رہے تھے باس ۔ اس لئے میں کافی تیار کر

کے لے آیا ہوں"...... جوانا نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"واقعی تم نے جو کچھ سوچا بڑے وقت پر سوچا ہے۔ شکریہ"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کافی کی ایک پیالی اٹھا لی۔ جوانا نے دوسری پیالی ٹائیگر کی طرف بڑھا دی اور ٹرے ایک طرف رکھ کر وہ بھی ایک سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"جوزف۔ افریقہ میں کسی سیاہ دلدل کے بارے میں تم جانتے ہو"...... عمران نے کافی سپ کرتے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"سیاہ دلدل۔ اوہ باس یہ نام آپ نے کیوں لے لیا۔ اس کا نام لینے والے تو اپنی قبروں میں بھی الٹے کر دیئے جاتے ہیں۔ سیاہ دلدل تو اندھیروں کے سب سے طاقتور دیوتا شبوکا کی رہائش گاہ ہے۔ سیاہ دلدل سے تو اندھیرے جنم لیتے ہیں۔ ایسے اندھیرے جو سورج کی روشنی کو بھی چمگادڑوں کی آنکھوں میں بدل دیتے ہیں"...... جوزف نے بے اختیار کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا تھا۔

"چمگادڑوں کی تو آنکھیں ہی نہیں ہوتیں جوزف۔ یہ تم نے کیسی مثال دے دی"...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"غور کرو تو یہ انتہائی خوبصورت مثال ہے جوانا۔ ادب کا ایک نادر نمونہ۔ چونکہ چمگادڑوں کی آنکھیں نہیں ہوتیں وہ اندھے ہوتے ہیں اس لئے جوزف کی اس مثال کا مطلب ہے کہ سورج کی روشنی بھی گھپ اندھیرے میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس سورج کی جو روشنی کا

سب سے بڑا منبع ہے اور اگر سورج کا یہ حال ہو سکتا ہے تو پھر دوسری چیزوں کے بارے میں تم خود اندازہ لگا سکتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جوزف کی دی ہوئی مثال کی وضاحت کرتے ہوئے کہا اور جوانا اس طرح حیرت سے جوزف کو دیکھنے لگا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ جوزف جیسا آدمی بھی اس طرح کی خوبصورت مثال دے سکتا ہے۔

"یہ سیاہ دلدل ہے کہاں"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"قبیلہ شبوکا کی حدود میں ہے باس۔ یہ وہ قبیلہ ہے جو شبوکا دیوتا کا پجاری ہے۔ انتہائی طاقتور اور خونخوار قبیلہ ہے۔ اس کا وچ ڈاکٹر زرنجی افریقہ کا سب سے طاقتور وچ ڈاکٹر سمجھا جاتا ہے لیکن باس۔ یہ اپنی حدود سے باہر نہیں آتے اور ان کی حدود میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی غلطی سے داخل ہو جائے تو پھر اسے سیاہ دلدل پر منڈلانے والے سیاہ چمگادڑوں کی خوراک ہی بننا پڑتا ہے"...... جوزف نے اسی طرح خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے کبھی کرنام کا نام سنا ہے"...... عمران نے کہا تو جوزف یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بب۔ بب۔ باس۔ پھر۔ پھر یہ نام نہ لینا باس۔ تمہیں فادر جوشوا کا واسطہ پھر یہ نام اپنی زبان پر نہ لے آنا۔ یہ نام دو بار زبان پر لے آنے والا عبرت ناک موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ تو افریقہ کا وہ جادو

ہے جو واؤ واؤ سے بھی زیادہ طاقتور ہے ۔ عظیم وچ ڈاکٹر اکاتمی نے کہا تھا کہ یہ وہ جادو ہے جو ببر شیروں کے خونخوار جبڑوں سے بھی زیادہ خوفناک اور طاقتور ہے"...... جوزف کی حالت پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو گئی تھی۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور کسی قسم کی فکر مت کرو۔ اس کمرے کے گرد میں نے مارشی جھیل کے کنارے پائے جانے والے سرخ پتوں والے درختوں سے ٹکرا کر گزرنے والی ہوا کا حصار کر دیا ہے"۔ عمران نے کہا تو جوزف نے اس طرح اطمینان بھرا سانس لیا جیسے کوئی خوفناک عذاب ٹل گیا ہو۔

"اوہ باس ۔ تم گریٹ ہو ۔ افریقہ کے سب رازوں کو جانتے ہو ۔ مارشی جھیل کے سرخ پتوں سے ٹکرا کر گزرنے والی ہوا کا حصار تو اندھیروں کا دیوتا بھی نہیں توڑ سکتا"...... جوزف نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور دوبارہ کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے اب وہ پوری طرح مطمئن ہو چکا ہو۔

"اب مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ کرثام کا اس وقت کون ماہر ہے"...... عمران نے کہا۔

"کوئی نہیں باس ۔ کرثام اندھیروں کے دیوتا کی ماں کا نام تھا اور وہ شبوکا کو جنم دے کر سیاہ دلدل میں کود کر اندھیروں میں گم ہو گئی۔ اب اس دنیا میں صرف کرثام کا نام رہ گیا ہے ۔ لیکن اس نام میں اتنی قوت ہے کہ جو دو بار اسکا نام لے لے وہ عبرت ناک موت کا شکار ہو

جاتا ہے"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب اگر کسی جگہ کرثام کا توڑ کرنا ہو تو پھر کیا کرنا پڑے گا۔ کیا اندھیروں کے دیوتا کی ماں کو اس دلدل سے دوبارہ نکالنا پڑے گا"۔ عمران نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

"اوہ باس ۔ فاور جوشوا کے لئے دوبارہ یہ فقرہ نہ دہرائیں ۔ اندھیروں کے دیوتا کی ماں بے حد ظالم ہے ۔ وہ فوری انتقام لینے پر تل جاتی ہے ۔ ویسے مجھے وچ ڈاکٹر بوگا نے ایک بار بتایا تھا کہ تسمان کی دم میں کرثام کا توڑ موجود ہوتا ہے"...... جوزف نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"تسمان ۔ اوہ تمہارا مطلب ہے تسمان جگنوؤں کی اس قسم کو کہا جاتا ہے جو پہاڑوں میں پائی جاتی ہے ۔ جسے عام زبان میں ماؤنٹین فائر فلائی کہا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم باس ۔ مجھے تو بس اتنا ہی معلوم ہے جتنا میں نے آپ کو بتایا ہے اور یہ بھی مجھے وچ ڈاکٹر بوگا نے بتایا تھا باس ۔ وچ ڈاکٹر بوگا وہ واحد آدمی تھا جو شبوکا قبیلے میں داخل ہونے کے بعد زندہ بچ کر واپس آ گیا تھا"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں چیک کر لوں گا ۔ تم اب جا سکتے ہو"۔ عمران نے کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"باس ۔ اس بار تو عجیب سے کیس سے واسطہ پڑ گیا ہے ۔ جس میں ایسی باتیں سامنے آ رہی ہیں جن پر شاید موجودہ سائنسی دور کا کوئی آدمی

بھی یقین کرنے پر تیار نہ ہوگا"....... ٹائیگر نے جوزف کے باہر جانے پر کہا۔

"تمہاری بات درست ہے لیکن اب اس کا کیا کیا جائے کہ ایسے نظام اس دنیا میں موجود ہیں اور نہ صرف موجود ہیں بلکہ کام بھی کر رہے ہیں۔ سائنس تو صرف معلوم چیزوں کا نام ہے۔ خود سائنس کی روزانہ کئی دریافتیں سامنے آ رہی ہیں آج سے ایک ہزار سال پہلے اگر کسی کو بتایا جاتا کہ ٹیلی فون کے ذریعے ہزاروں میل کے فاصلے پر بات ہو سکتی ہے۔ انتہائی وزنی ہوائی جہاز پرندوں کی طرح فضا میں اڑ سکتے ہیں۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن، کاریں، توانائی کے بے شمار ذرائع، بجلی، گیس، سولر انرجی، ایٹمی انرجی۔ یہ سب کچھ انہیں بتایا جاتا تو کوئی بھی ان پر یقین نہ کرتا۔ لیکن یہ سب نظام اس دنیا میں ازل سے موجود تھے۔ سائنس نے تو صرف انہیں ظاہر کیا ہے۔ سائنس تو انہیں دریافت کرتی ہے تخلیق نہیں کر سکتی اور نجانے اور کتنے لاکھوں کروڑوں نظام ایسے ہوں گے جو ابھی تک دریافت نہیں ہو سکے اور جو مستقبل میں دریافت ہوں گے۔ عام انسان کا مسئلہ یہ ہے کہ جو نظام دریافت ہو جاتا ہے وہ اس پر یقین کر لیتا ہے لیکن جو دریافت نہیں ہوتا اس پر یقین نہیں کرتا۔ لیکن جو لوگ انہیں دریافت کر لیتے ہیں یا جو لوگ ان دریافت شدہ نظاموں سے متعلق ہوتے ہیں ان کے لئے یہ عام سی بات ہوتی ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے"....... ٹائیگر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"پہاڑی جگنوؤں کو آزمایا تو جا سکتا ہے۔ یہ عام جگنوؤں سے نہ صرف سائز میں بڑے ہوتے ہیں بلکہ ان سے نکلنے والی روشنی کا رنگ بھی عام جگنوؤں سے مختلف ہوتا ہے"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پاس پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس۔ انکوائری پلیز"....... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"نیشنل یونیورسٹی کے شعبہ حیاتیات کے سربراہ کا فون نمبر چاہیئے"۔ عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ پی اے ٹو ڈاکٹر نوشاہی"....... رابطہ قائم ہونے پر ایک آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر نوشاہی صاحب سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا یونیورسٹی سے بول رہا ہوں"....... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کیجئے"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس ڈاکٹر نوشاہی بول رہا ہوں"....... بولنے والے کے لہجے میں

وقار تھا۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ میرا تعلق پاکیشیا سے ہے لیکن اس وقت میں مصر کے دارالحکومت سے بات کر رہا ہوں۔ حیاتیات کے موضوع پر آپ سے رہنمائی لینی ہے۔ کیا آپ کچھ وقت دے سکیں گے"...... عمران نے کہا۔

"کس قسم کی رہنمائی۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میں ماؤشین فائر فلائی پر ریسرچ کر رہا ہوں اور اس سلسلے میں یہاں آیا تھا اور اس سلسلے میں آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"ماؤشین فائر فلائی بڑا منفرد موضوع ہے آپ کی ریسرچ کا۔ بہرحال آپ مہمان ہیں جس وقت چاہیں تشریف لے آئیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا اس وقت آپ وقت دے سکیں گے"...... عمران نے کہا۔

"تشریف لے آیئے۔ میں دفتر میں ہی ہوں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"شکریہ۔ میں حاضر ہو رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ ٹائیگر۔ شاید کوئی ایسی بات معلوم ہو جائے جس سے ہم آگے بڑھ سکیں"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر بھی سر

ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار کوٹھی سے نکل کر نیشنل یونیورسٹی کیمپس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ شعبہ حیاتیات کے سربراہ ڈاکٹر نوشاہی کے دفتر میں داخل ہو رہے تھے۔ ڈاکٹر نوشاہی بوڑھے آدمی تھے لیکن ان کی فراخ پیشانی اور چمکتی ہوئی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ علمی لحاظ سے خاصے بلند ذہن کے مالک ہیں۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بڑی سی دفتری میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ڈاکٹر نوشاہی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جو ان کے اندر داخل ہونے کے باوجود اٹھ کر کھڑے نہ ہوئے تھے۔

"میں معذرت خواہ ہوں۔ آپ کے استقبال کے لئے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میری ٹانگیں مفلوج ہیں"...... ڈاکٹر نوشاہی نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ جناب۔ میں معذرت خواہ ہوں۔ آپ کو تکلیف دی"۔ عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے مصافحہ کیا اور پھر ٹائیگر کا بھی تعارف کرا دیا۔ سلام دعا اور رسمی فقرات کے بعد وہ ابھی بیٹھے ہی تھے کہ ملازم نے مشروبات لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔

"مجھے آپ کا تعارف سن کر حیرت ہوئی ہے۔ آپ نے پہلے فون کال میں تو یہ نہیں بتایا تھا کہ آپ ڈاکٹر آف سائنس ہیں"...... ڈاکٹر نوشاہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس جناب...... یہ تو صرف ڈگریاں ہی ہیں اور کسی اہل علم کے سامنے ڈگریوں کا ذکر اچھا نہیں لگتا۔ اب چونکہ آپ نے ملاقات کا وقت دے دیا ہے اس لئے میں نے ڈگریوں کا ذکر بھی کر دیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر نوشاہی بے اختیار مسکرا دیئے۔

"آپ نے ماوشین فائر فلائی کی بات کی تھی۔ مجھے حیرت ہے کہ آپ نے ریسرچ کے لئے یہ منفرد موضوع کیسے منتخب کیا ہے"...... ڈاکٹر نوشاہی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب کیا کیا جائے ڈاکٹر صاحب۔ باقی سارے موضوع تو دوسروں نے سنبھال لئے۔ اس لئے مجبوراً مجھے اس پر اکتفا کرنا پڑا"...... عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر نوشاہی بے اختیار ہنس پڑے۔

"گڈ۔ بہرحال فرمایئے۔ میں اس سلسلے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... ڈاکٹر نوشاہی نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ آپ اس بڑی یونیورسٹی کے شعبہ حیاتیات کے سربراہ ہیں۔ آپ سے میں صرف یہ رہنمائی چاہتا ہوں کہ مصر میں ماوشین فائر فلائی فوری طور پر کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہیں"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"فوری طور پر۔ لیکن کتنی تعداد میں"۔ ڈاکٹر نوشاہی نے پوچھا۔

"تعداد کا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کم سے کم تعداد بھی قابل قبول ہو سکتی ہے لیکن چاہئیں فوری"...... عمران نے کہا اور ڈاکٹر نوشاہی

چند لمحے خاموش بیٹھے رہے پھر انہوں نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن پھر ہونٹ بند کر لئے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کچھ کہنا چاہتے ہوں لیکن تذبذب کا شکار ہوں۔

"آپ کھل کر بات کیجئے ڈاکٹر صاحب"...... عمران نے ان کے تذبذب کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"آپ مہمان ہیں اور پھر آپ ریسرچ کر رہے ہیں اس لئے میں خاموش ہو گیا ہوں۔ دراصل بات یہ ہے کہ ہم اپنے شعبے کے لئے مختلف لوگوں سے ضروری چیزیں خریدتے رہتے ہیں۔ دو ماہ پہلے عام فائر فلائی پر ہمارے شعبے میں ایک بڑی ریسرچ ہو رہی تھی جس کے لئے ہم نے ایک ادارے سے کافی تعداد میں جگنو خریدے تھے۔ پھر وہ ریسرچ ختم ہو گئی اور ہم نے بھی خریداری بند کر دی۔ چند روز پہلے اس ادارے کے ایک صاحب نے مجھے فون کیا تھا کہ ان کے آدمی نے کافی تعداد میں ماوشین فائر فلائیز پکڑی ہیں اور اب وہ یہ ہمیں سپلائی کرنا چاہتے ہیں لیکن چونکہ ہمیں ان کی ضرورت نہ تھی اس لئے ہم نے انکار کر دیا۔ اب آپ کی بات سن کر مجھے ان کی بات یاد آ گئی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس اب بھی موجود ہوں اور ظاہر ہے آپ ذاتی طور پر ریسرچ کر رہے ہوں گے جبکہ ہم جو مال خریدتے ہیں اس کی ادائیگی حکومت کے فنڈ سے ہوتی ہے۔ اس لئے میں سوچ رہا تھا کہ آپ سے بات کروں یا نہ کروں"...... ڈاکٹر نوشاہی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ اس ادارے کو فون کر کے معلوم کریں۔ اگر ان کے پاس یہ مال ہے تو میں اسے فوری طور پر خریدنے کے لئے تیار ہوں۔ اس کے لئے میں آپ کا ذاتی طور پر بھی بے حد مشکور رہوں گا کہ آپ کی وجہ سے میرا یہ بہت بڑا مسئلہ اس قدر جلدی حل ہو گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ اگر میری وجہ سے آپ کی ریسرچ کو فائدہ پہنچتا ہے تو مجھے بے حد مسرت ہو گی"...... ڈاکٹر نوشاہی نے کہا اور میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"فاروق برادرز کے مینجر سے بات کرائیں"...... ڈاکٹر نوشاہی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ خاص طور پر مصری ماؤنٹین فائر فلائیز پر ریسرچ کر رہے ہیں یا"...... ڈاکٹر نوشاہی نے کہا۔

"جی نہیں۔ پوری دنیا کے مختلف ممالک میں پائے جانے والے پہاڑی جگنو میری ریسرچ میں شامل ہیں۔ البتہ آغاز مصر سے اس لئے کر رہا ہوں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں دنیا سے بالکل مختلف نسل پائی جاتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر نوشاہی نے جوابی بات کرنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی اور انہوں نے بات کرنے کا خیال چھوڑ کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈاکٹر نوشاہی نے کہا۔

"ہاں بات کراؤ"...... دوسری طرف سے ہونے والی بات سن کر انہوں نے کہا۔

"وعلیکم السلام مسٹر راحت۔ آپ نے فون کیا تھا کہ آپ کے پاس پہاڑی جگنوؤں کی کھیپ سپلائی کے لئے موجود ہے۔ کیا اب بھی موجود ہے"...... ڈاکٹر نوشاہی نے کہا اور پھر دوسری طرف سے ہونے والی بات سنتے رہے۔ چونکہ فون میں لاؤڈر نہ تھا یا اگر تھا تو ڈاکٹر نوشاہی نے اسے آن نہ کیا تھا اور عمران ان سے کافی فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس لئے وہ صرف وہی بات سن پا رہا تھا جو ڈاکٹر نوشاہی کے منہ سے نکلتی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ میرے ایک مہربان دوست پاکیشیا سے تشریف لائے ہیں۔ وہ ریسرچ سکالر ہیں اور انہیں اس مال کی ضرورت بھی ہے مجھے یقین ہے کہ آپ ان سے تعاون کریں گے۔ میں انہیں آپ کے پاس بھیج رہا ہوں"...... ڈاکٹر نوشاہی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"کھیپ موجود ہے۔ گو مینجر کے مطابق آدھی سے زیادہ کھیپ ناموافق موسم اور بروقت سپلائی نہ ہونے کی وجہ سے ہلاک ہو چکی ہے لیکن پھر بھی کچھ باقی ہے۔ آپ وہاں تشریف لے جائیں۔ انہیں دیکھ لیں اور اگر مناسب سمجھیں تو خرید لیں اور اگر مناسب نہ سمجھیں تو کوئی پابندی نہیں ہے"...... ڈاکٹر نوشاہی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔ آپ کا بے حد شکریہ جناب۔ ان کا پتہ بتا دیجئے"۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر پتہ معلوم کر کے اس نے بڑے پرجوش انداز میں ڈاکٹر نوشاہی کا شکریہ ادا کیا اور ٹائیگر سمیت باہر آ گیا تھوڑی دیر بعد ان کی کار فاروق برادرز کے آفس کے سامنے پہنچ چکی تھی۔ انہوں نے استقبالیہ پر جیسے ہی ڈاکٹر نوشاہی کا نام لیا انہیں فوراً منیجر راحت کے دفتر تک پہنچا دیا گیا۔

"تشریف لائیے جناب۔ میں آپ کا ہی منتظر تھا"...... نوجوان منیجر راحت نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ ورنہ باقی آدھی کھیپ کا بھی وہی حشر ہوتا جو پہلی آدھی کا ہو چکا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور منیجر نے بے اختیار دانت نکال دیئے۔

"جناب۔ آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے"...... منیجر نے اور کوئی بات نہ بنتے دیکھ کر پوچھا۔

"فی الحال کچھ نہیں شکریہ۔ آپ ہمیں مال دکھائیں تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ مال ہماری مرضی کا ہے بھی یا نہیں"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ اس کے لئے آپ کو ہمارے سٹورز پر چلنا ہو گا۔ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ آیئے"...... منیجر نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران اور ٹائیگر اپنی کار میں بیٹھے منیجر کی کار کی رہنمائی میں مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک بہت بڑے

احاطے کے پھاٹک پر پہنچ گئے جس پر فاروق برادرز کا بورڈ موجود تھا۔ جب پھاٹک کھلا اور عمران اور ٹائیگر اندر گئے تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ احاطے میں انتہائی خوبصورت گارڈن تھا جس میں انتہائی عجیب اور نایاب پودے اور پھول کاشت شدہ تھے۔ درمیان میں ایک خاصی بڑی بلڈنگ تھی جس کے باہر مسلح افراد موجود تھے۔ عمران اور ٹائیگر کو اس عمارت کے ایک تہہ خانے میں لے جایا گیا۔ وہاں کا درجہ حرارت کنٹرولڈ تھا۔ وہاں شیشے کا ایک بہت بڑا باکس موجود تھا جس میں چاروں طرف انتہائی باریک سوراخ تھے اور اس باکس کے اندر تقریباً ڈیڑھ یا دو ہزار پہاڑی نسل کے جگنو موجود تھے۔ عمران غور سے انہیں دیکھتا رہا۔ یہ واقعی اس کام کے جگنو تھے۔ چنانچہ اس نے رضامندی کا اظہار کر دیا اور پھر قیمت طے کرنے کے بعد وہ ان جگنوؤں کو اس باکس سمیت اپنی کوٹھی میں لے آیا۔

"یس باس۔ یہی تسمان ہیں۔ وچ ڈاکٹر بوگا کے پاس ایسے ہی بہت سے تسمان تھے۔ وہ ان کی مدد سے بہت کام لیا کرتا تھا"۔ جوزف نے ان پہاڑی جگنوؤں کو دیکھتے ہی کہہ دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب یہ بتاؤ کہ ان کی دم سے کیسے کر تام جادو توڑا جا سکتا ہے۔ کیا طریقہ ہے اس کا"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"باس۔ بڑا آسان سا طریقہ ہے۔ ان کی دمیں کاٹ لو۔ ان کی دموں سے ایک نیلے رنگ کا مادہ باہر رس آتا ہے جس میں قدرتی طور پر نیلی

سی چمک ہوتی ہے۔ بس اس مادے کو اس جگہ پھینک دو جہاں کر ثام جادو موجود ہو۔ وہ فوراً ختم ہو جائے گا۔ وچ ڈاکٹر بوگا نے ایسے ہی بتایا تھا"...... جوزف نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر جوانا کو بلا کر اس نے دوسرے روز الابر صحرا میں پہنچنے کے لئے انتظامات کرنے کا حکم دے دیا۔

"باس۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ جوزف نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے"...... ٹائیگر نے جوزف اور جوانا کے کمرے سے باہر جانے کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یقین تو اس وقت آئے گا۔ جب تجربہ ہو گا...... فی الحال تو تم اسے ایک کوشش ہی کہہ سکتے ہو کیونکہ ہمارے پاس فی الحال کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں ہے۔ اگر اس بات کا خیال نہ ہوتا کہ پہاڑی کو بلاسٹ کرنے سے رعمیس غائب ہو سکتا ہے تو پھر تو انتہائی آسان کام تھا لیکن اگر وہ غائب ہو گیا تو پھر سمجھ لو کہ ہمارا مشن مکمل طور پر ناکامی سے دوچار ہو گیا ہے۔ کیونکہ پھر بلیک ورلڈ اسے آسانی سے حاصل کر لے گی۔ اب تک وہ صرف مجبور اس لئے ہیں کہ اس معبد سے رعمیس حاصل کرنا ان کی طاقت سے باہر ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس جبوتی کے بارے میں آپ نے کیا سوچا ہے۔ ابو احسان کے مطابق تو اب اس نے کسی مردہ عورت یا مرد کے جسم پر قبضہ کرنا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ تو جب وہ ہم سے ٹکرائے گی پھر ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ فی الحال کیا کہا جا سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

حد نظر تک پھیلے ہوئے صحرا کے درمیان واقع بلند پہاڑی سے کافی فاصلے پر دو بڑے بڑے خیمے نصب تھے جن کے ساتھ دو بڑے ہیلی کاپٹر موجود تھے۔ خیمے سے باہر فولڈنگ کرسیاں کھول کر بچھا دی گئی تھیں اور ان کرسیوں پر جبوتی اور روما بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں شراب سے بھرے ہوئے جام تھے اور وہ آہستہ آہستہ شراب سپ کر رہی تھیں لیکن ان کی نظریں پہاڑی پر ہی جمی ہوئی تھیں جس کی چوٹی سے نیچے تک نائلون کی سیڑھیوں کا جال سا لٹکا ہوا تھا اور تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب افراد ان سیڑھیوں سے لٹکے ہوئے کاندھوں سے گن نما مشینیں لٹکائے پہاڑی چٹانوں میں بڑے بڑے سوراخ کرنے میں مصروف تھے جبکہ پہاڑی کے دامن میں ڈائنامیٹ کی بڑی بڑی پیٹیوں کے ڈھیر پڑے نظر آ رہے تھے۔ صبح کا وقت تھا اور اس سارے کام کی نگرانی آصف کر رہا تھا اور اس کے کہنے کے مطابق دو گھنٹوں میں کام

مکمل ہو جانا تھا چنانچہ جبوتی بڑی بے چینی سے کام کے مکمل ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔ وقت آہستہ آہستہ گزرتا چلا گیا اور پھر پیٹیوں سے ڈائنامیٹ کے بڑے بڑے بنڈل نکال کر پہاڑی میں کئے گئے سوراخوں میں رکھے جانے لگے اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد سب لوگ نیچے آ گئے۔ اسی لمحے آصف تیزی سے چلتا ہوا جبوتی کے پاس آ گیا۔

"مادام۔ کام مکمل ہو چکا ہے۔ آیئے ہم ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر فضا سے اس تباہی کا نظارہ دیکھیں گے تاکہ بلاسٹنگ کے دوران کوئی پتھر ہمیں نقصان نہ پہنچا سکے"...... آصف نے کہا۔

"سب کام او۔ کے ہو گیا ہے۔ چیک کر لیا ہے ناں۔ مجھے مکمل بلاسٹنگ چاہئے۔ قطعی مکمل"...... جبوتی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں مادام۔ یہ سب لوگ ان کاموں میں مہارت رکھتے ہیں۔ پہاڑی کے سب سے نچلے حصے سے لے کر اس کی چوٹی تک چاروں طرف اس قدر طاقتور ڈائنامیٹ فل کئے گئے ہیں کہ پہاڑی تنکوں کی طرح بکھر جائے گی"...... آصف نے کہا اور جبوتی سر ہلاتی ہوئی ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئی۔ روما اس کے ساتھ تھی۔ تھوڑی دیر بعد ان کا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔ کچھ لوگ دوسرے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے جبکہ باقی افراد خیموں کو اکھاڑ کر دوسری طرف موجود جیپوں میں لادنے میں مصروف ہو گئے اور پھر وہ سب لوگ جیپوں میں سوار ہو کر پہاڑی سے دور جانے لگے۔ پائلٹ سیٹ کے ساتھ آصف

بیٹھا ہوا تھا جبکہ جبوتی جو فریال کے روپ میں تھی اور روما جو مارگریٹ
کے روپ میں تھی۔ عقبی سیٹوں پر بیٹھی ہوئی کھلی کھڑکیوں سے نیچے
دیکھ رہی تھیں۔ ہیلی کاپٹر پہاڑی سے نہ صرف کافی بلندی پر بلکہ پہاڑی
سے کافی فاصلے پر جا کر فضا میں معلق کر دیا گیا تھا۔ آصف ہی پائلٹ کو
ہدایات دے رہا تھا۔ دوسرا ہیلی کاپٹر جیپوں کے اوپر اڑتا ہوا ان کے
ساتھ ہی چلا گیا تھا اور آہستہ آہستہ ان کی نظروں سے بھی دور ہو گیا تھا
کافی دیر بعد ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور آصف نے جلدی سے ہاتھ
بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ اعظم کالنگ آصف۔ اوور"...... ایک بھاری سی آواز
سنائی دی۔

"یس آصف اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... آصف نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"مسٹر آصف۔ ہم محفوظ فاصلے پر پہنچ گئے ہیں۔ اوور"...... دوسری
طرف سے آواز سنائی دی۔

"اچھی طرح چیک کر لیا ہے ناں۔ اوور"...... آصف نے کہا۔

"یس سر۔ اب آپ بلاسٹنگ کر سکتے ہیں۔ اوور"...... دوسری
طرف سے کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل"...... آصف نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"پائلٹ۔ ہیلی کاپٹر کو کچھ اور بلندی پر لے جاؤ اور فاصلہ بھی بڑھا
دو"...... آصف نے پائلٹ سے کہا اور پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی

کاپٹر کو حرکت دی اور پھر وہ آصف کی ہدایات پر عمل کرنے میں
مصروف ہو گیا۔ جبوتی کھلی کھڑکی سے پہاڑی کی طرف ہی دیکھ رہی
تھی۔ اس کی نظریں پہاڑی پر جمی ہوئی تھیں۔

"یہ لیجئے میڈم بلاسٹنگ ڈی چارجر۔ اس کے زرد بٹن کو پہلے دبا
دیجئے۔ زرد بلب جل اٹھے گا۔ اس کا مطلب ہو گا کہ بلاسٹنگ لائن
پہاڑی کے نیچے سے اوپر چوٹی تک بالکل درست کام کر رہی ہے۔ اس
کے بعد آپ سرخ رنگ کا بٹن دبا دیں اور اس کے ساتھ ہی بلاسٹنگ
شروع ہو جائے گی اور یہ پہاڑی ریزہ ریزہ ہو کر ختم ہو جائے گی"۔
آصف نے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما آلہ جبوتی کی طرف بڑھاتے
ہوئے کہا۔ جبوتی کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اسے
معلوم تھا کہ پہاڑی کے تباہ ہوتے ہی رعمیس معبد میں موجود رعمیس
خود بخود کسی اور جگہ منتقل ہو جائے گا اور وہاں سے وہ اسے آسانی سے
حاصل کر کے پروفیسر کی خدمت میں پیش کر دے گی اور پھر لاہوشا کی
روح کی تسخیر کے ساتھ ہی پوری دنیا کے مسلمانوں کے خلاف انتہائی
خوفناک تباہی کا آغاز ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے ڈی چارجر کو اس
طرح ہاتھ میں پکڑا جیسے وہ کوئی مقدس چیز ہو۔ اس نے ایک نظر
پہاڑی کی طرف دیکھا اور پھر ڈی چارجر پر موجود زرد رنگ کا بٹن دبا دیا۔
دوسرے لمحے بٹن کے اوپر موجود زرد رنگ کا ننھا سا بلب جل اٹھا اور
جبوتی کے لبوں پر مسکراہٹ اور آصف کے چہرے پر اطمینان کے
تاثرات پھیل گئے۔

"وکٹری فار بلیک ورلڈ" .... اچانک جبوتی نے چیخ کر کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے
بٹن کے اوپر موجود سرخ رنگ کا بلب ایک لمحے کے لئے جلا اور پھر وہ
بھی اور پہلے سے جلتا ہوا زرد رنگ کا بلب دونوں ہی بجھ گئے اور اس
کے ساتھ ہی دور پہاڑی پر ہونے والے انتہائی خوفناک دھماکوں کا
ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی پہاڑی
محاوراتاً نہیں بلکہ حقیقتاً ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں اڑتی دکھائی دینے لگی۔
بڑی بڑی چٹانیں اور پتھر فضا میں اڑ رہے تھے۔ گرد و غبار اور ریت کا
ایک طوفان سا ہر طرف چھا گیا۔ یوں دکھائی دیتا تھا جیسے زمین کے
اندر سے پتھروں اور چٹانوں کا لاوا سا ابل کر آسمان کی طرف اڑتا چلا جا
رہا ہو۔

"کیسا اعلیٰ کام ہے میڈم" .... آصف نے داد طلب نظروں سے
کہا۔

"نتیجہ دیکھ کر معلوم ہو گا" .... جبوتی نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔

"میڈم۔ یہ بلیک ورلڈ کونسی تنظیم ہے جس کی وکٹری کا نعرہ آپ
نے لگایا ہے" .... اچانک آصف نے پوچھا۔

"یہ دنیا کی سب سے بڑی۔ سب سے قدیم اور سب سے طاقتور
تنظیم ہے۔ تم اس بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ اس لئے تمہاری بہتری
اسی میں ہے کہ تم خاموش رہو" .... جبوتی نے قدرے سرد لہجے میں

جواب دیتے ہوئے کہا اور آصف ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ کافی دیر
بعد گرد و غبار اور ریت کا ہر طرف پھیلا ہوا بادل غائب ہونے لگا اور
ہوا میں اڑتے ہوئے پتھر اور چٹانیں بھی اب نظر نہ آ رہی تھیں اور پھر
آہستہ آہستہ جب فضا صاف ہو گئی تو جبوتی نے دیکھا کہ جہاں کچھ دیر
پہلے ایک پہاڑی تھی وہاں اب پہاڑی کی بجائے چاروں طرف چٹانوں
اور پتھروں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔

"اب ہیلی کاپٹر واپس اس جگہ لے چلو جہاں پہاڑی تھی"۔ جبوتی
نے کہا اور آصف نے پائلٹ کو اشارہ کیا اور تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر
وہاں جا کر ریت پر اتر گیا۔ جبوتی نیچے اتری۔ روما بھی اس کے ساتھ ہی
نیچے اتری۔ آصف بھی باہر آ گیا تھا جبکہ پائلٹ اندر ہی بیٹھا رہا تھا۔
جبوتی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر اچانک ٹھٹھک کر رک گئی
اور اس کی آنکھوں میں سرخی سی چھانے لگی۔ پہاڑی کا سب سے نچلا حصہ
کٹے ہوئے درخت کے نچلے حصے کی طرح بے حد چوڑا اور ویسے کا ویسا ہی
تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس جگہ سے پہاڑی کو کسی نے اس طرح اوپر
سے کاٹ دیا ہو جیسے تار سے صابن کٹتا ہے اور اس جگہ کا رنگ سیاہی
مائل بھورا تھا جیسے کسی نے پہاڑی کے اس پورے حصے پر سیاہی مائل
بھورے رنگ کا پینٹ کر دیا ہو۔ دور سے یہ اس لئے نظر نہ آیا تھا کہ
اس کے گرد پتھروں کے ڈھیر اور ریت کے اونچے ٹیلے تھے لیکن قریب جا
کر وہ پوری طرح واضح ہو گیا تھا۔

"یہ کیا۔ یہ پہاڑی کا دامن تو ویسے کا ویسا ہی ہے۔ یہ کیوں تباہ

نہیں ہوا"...... جیوتی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"حیرت ہے مادام۔ آپ دیکھیں کہ اس میں سوراخ بھی موجود ہیں اور ان سوراخوں کے اندر انتہائی طاقتور ڈائنامیٹ بھی۔ لیکن ڈائنامیٹ تو بلاسٹ ہوئے ہیں مگر یہ سارا حصہ ویسے کا ویسا ہی ہے"...... آصف نے ایسی نظروں سے پہاڑی کو دیکھتے ہوئے کہا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہاری کارروائی درست ثابت نہیں ہوئی"...... جیوتی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"مادام۔ میں دوبارہ ٹرائی کرتا ہوں"...... آصف نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"رہنے دو۔ مارگریٹ تم آصف کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں جاؤ۔ میں ذرا پہاڑی کے اس حصے کا تفصیلی جائزہ لینا چاہتی ہوں"...... جیوتی نے روما سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مادام۔ آؤ آصف میرے ساتھ"...... مارگریٹ نے بیک وقت جیوتی کو جواب دینے کے ساتھ ساتھ آصف سے مخاطب ہو کر کہا اور آصف خاموشی سے روما کے پیچھے چلتا ہوا دور کھڑے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ کچھ دور چلے گئے تو جیوتی آگے بڑھی اور اس نے ایک پتھر اٹھا کر اس پر کچھ پڑھا اور پھر اس پتھر کو پتھروں کے ڈھیر میں پھینک دیا۔ جس جگہ پتھر گرا تھا وہاں سے گہرے سیاہ رنگ کا دھواں سا نکلنے لگا اور پھر یہ دھواں اچانک غائب ہو گیا اور اس دھوئیں سے

سیاہ رنگ کی انتہائی چھوٹے قد کی ایک عورت پتھر پر کھڑی نظر آنے لگی وہ بالکل ایک گڑیا دکھائی دے رہی تھی۔ وہ افریقی عورت تھی۔ قدیم افریقی عورتوں کی طرح اس کے کانوں میں سیاہ رنگ کے بڑے بڑے بالے تھے اس کے جسم پر بھی قدیم افریقی لباس تھا البتہ اس کی آنکھوں میں اس قدر تیز چمک تھی جیسے ننھی ننھی ٹارچیں آنکھوں میں فٹ کر دی گئی ہوں۔

"کیا حکم ہے عظیم پجاری"...... اس گڑیا کی باریک سی آواز سنائی دی۔

"موکوجی۔ پہاڑی کا یہ حصہ کیوں تباہ نہیں ہوا۔ اس پر یہ سرخ رنگ کیا ہے"...... جیوتی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"عظیم پجاری۔ پہاڑی کے اس حصے پر اور اس کے گرد کرٹام جادو کیا گیا ہے اور کرٹام جادو کا توڑ کرٹام جادو سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ ویسے نہیں"...... اس گڑیا کی آواز سنائی دی۔

"تو کرٹام جادو اس قدر طاقتور ہے۔ لیکن موکوجی۔ کرٹام جادو بلیک ورلڈ کا ہی حصہ ہو گا۔ پھر مجھے اس کے متعلق کیوں معلوم نہیں اور وہ میرے اختیار میں کیوں نہیں ہے۔ میں نے تو یہی سوچا تھا کہ کرٹام جادو پجاری کے سامنے نہ ٹھہر سکے گا"...... جیوتی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ دوسرا نظام ہے عظیم پجاری۔ بلیک ورلڈ سے ہٹ کر اور اب اس کا دور ختم ہو چکا ہے۔ اب اس کا کوئی ماہر یا پیروکار باقی نہیں

رہا"...... اس افریقی گڑیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تم افریقہ کے سب قدیم رازوں سے واقف ہو۔ مجھے بتاؤ کہ اس کرٹام جادو کا توڑ کیسے کیا جا سکتا ہے"...... جبوتی نے تیز لہجے میں کہا۔
"عظیم پجاری۔ میرا کرٹام سے کوئی تعلق نہیں رہا اور نہ مجھے کرٹام کے بارے میں کچھ معلوم ہے۔ لیکن ایک بات کا مجھے علم ہو گیا ہے۔ یہاں مصر میں ایک افریقی موجود ہے جس کا نام جوزف ہے۔ اس نے اپنے آقا کو کرٹام کا توڑ بتا دیا ہے کسی طاقتور وچ ڈاکٹر کے حوالے سے"...... گڑیا نے کہا۔
"جوزف۔ اوہ۔ اوہ۔ اس کے آقا کا نام عمران تو نہیں"۔ جبوتی نے چونک کر پوچھا۔
"ہاں عظیم پجاری۔ جوزف کے آقا کا نام عمران ہی ہے"...... گڑیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ اوہ۔ کیا توڑ بتایا ہے اس نے۔ تم نے سنا ہے۔ جلد بتاؤ"...... جبوتی نے تیز لہجے میں کہا۔
"عظیم پجاری۔ اس نے اپنے آقا کو بتایا ہے کہ کرٹام جادو کا توڑ تسمان کی دم سے کیا جا سکتا ہے۔ اس کا آقا پہلے تو تسمان کے بارے میں نہ سمجھا تھا لیکن پھر وہ سمجھ گیا کہ تسمان پہاڑی نسل کے جگنو کو کہتے ہیں چنانچہ اس نے ایک جگہ سے بہت سے تسمان خرید لئے ہیں۔ وہ یہاں آئے گا اور اس تسمان کی مدد سے یہاں پر موجود کرٹام جادو ختم کر دے

گا"...... گڑیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"کیا واقعی اس سے کرٹام جادو ختم ہو جائے گا"...... جبوتی نے کہا۔
"میں نے پہلے بتایا ہے عظیم پجاری کہ مجھے نہیں معلوم۔ یہ جو کچھ میں نے آپ کو بتایا ہے یہ اس افریقی جوزف نے اپنے آقا عمران کو بتایا ہے اور عمران نے اس پر یقین کر لیا ہے۔ اب یہ غلط ہے یا صحیح۔ اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں"...... گڑیا نے جواب دیا۔
"وہ کب یہاں پہنچے گا"...... جبوتی نے پوچھا۔
"کل صبح عظیم پجاری"...... گڑیا نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے۔ واپس جاؤ"...... جبوتی نے جواب دیا اور گڑیا کے گرد ایک بار پھر سیاہ رنگ کا دھواں سا پھیل گیا اور پھر یہ دھواں پتھروں کے اس ڈھیر کے اسی سوراخ میں سمٹ کر غائب ہو گیا جس سے وہ نکلا تھا۔ چند لمحوں بعد وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ جبوتی نے ایک طویل سانس لیا اور پھر مڑ کر تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئی۔ روما اور آصف دونوں ہیلی کاپٹر کے باہر کھڑے ہوئے تھے۔
"آؤ"...... جبوتی نے کہا اور ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئی۔ روما اور آصف بھی ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔
"اب واپس کوٹھی چلو اور تیزی سے"...... جبوتی نے کہا اور آصف نے پائلٹ کو حکم دیا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور تیزی سے مڑ کر دارالحکومت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر تقریباً ایک

گھنٹے بعد وہ واپس کوٹھی پہنچ گئے۔

"اب تم جا سکتے ہو آصف۔ تمہارا معاوضہ تمہیں دے دیا گیا ہے۔ حالانکہ تمہاری کارروائی نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوئی لیکن بہرحال اب مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں صرف ایک پہاڑی کے تباہ ہونے کا نظارہ دیکھنا چاہتی تھی اور وہ میں نے دیکھ لیا ہے"...... جبوتی نے آصف سے کہا اور آصف نے سلام کیا اور واپس مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"کیا ہوا میڈم۔ ہمیں کامیابی کیوں نہیں ملی"...... آصف کے جانے کے بعد روما نے پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال تھا کہ میں اس عمران سے بالا بالا کام کر لوں گی لیکن نجانے اس عمران کے پاس کون سی طاقتیں ہیں کہ اس کے بغیر کام ہی نہیں ہو سکتا۔ سنو۔ مجھے موکوجی نے بتایا ہے کہ عمران کو اس کے افریقی ملازم جوزف نے کرشام جادو کا توڑ بتا دیا ہے اور عمران اس کا بندوبست کر کے وہاں پہنچ رہا ہے۔ میں اس لئے وہاں سے واپس چلی آئی ہوں کہ اب آصف کی ضرورت نہ رہی تھی۔ اب ہم دونوں شکاریوں کے روپ میں سیوا پہنچیں گی اور وہاں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ شامل ہو جائیں گی۔ میں عمران سے دوستی کروں گی جبکہ تم نے اس کے ساتھی ٹائیگر کے ساتھ دوستی کرنی ہے اور اچھی طرح سن لو کہ یہ دونوں کردار کے لحاظ سے انتہائی مضبوط ہیں اس لئے کوئی اوچھی حرکت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم جس قدر باوقار رہیں گی

وہ دونوں اسی قدر ہم پر اعتماد کریں گے"...... جبوتی نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام۔ میں ان دونوں کی شخصیت کو سمجھ گئی ہوں۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں اپنا رول ٹھیک طرح سے نبھاؤں گی"۔ روما نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"فریال شکار کی بے حد شوقین تھی اور اس نے صحرائی لومڑیوں کے شکار کے لئے یہاں باقاعدہ سامان اور عملہ بھرتی کر رکھا ہے۔ اس کے شکار کے انچارج کا نام سردار عاطف ہے۔ میں اسے بلاتی ہوں"...... جبوتی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر آہستہ سے تالی بجائی تو چند لمحوں بعد ایک ملازم اندر داخل ہوا۔

"سردار عاطف کو بھیجو فوراً"...... جبوتی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام"۔ ملازم نے کہا اور تیزی سے واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ سخت پتھریلا سا تھا اور اس کے چہرے کے نقوش اور جسم کی ساخت بتا رہی تھی کہ اس کا تعلق کسی قدیم صحرائی قبیلے سے ہے۔

"سردار عاطف۔ میں اپنی دوست مارگریٹ کے ساتھ الابر صحرا میں صحرائی لومڑیوں کا شکار کھیلنا چاہتی ہوں لیکن یہ سن لو کہ ہم کل صبح سیوا پہنچ جانا چاہتی ہیں شکار کے مکمل انتظامات سمیت"...... جبوتی نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس میڈم۔ ہو جائے گا انتظام۔ آپ بے فکر رہیں"...... سردار عاطف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور جبوتی نے اسے واپس جانے کا

اشارہ کر دیا۔

"کل ہم نے صحرائی لومڑیوں کی بجائے پاکیشیائی لومڑوں کا شکار کھیلنا ہے"...... سردار عاطف کے باہر جاتے ہی جبوتی نے ہنستے ہوئے کہا اور روما بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"مادام۔ اگر کل انہوں نے اس کر ٹام جادو کا توڑ کر لیا اور معبد کو کھول کر رگمیں حاصل کر لیا تو پھر آپ کا منصوبہ کیا ہوگا"...... روما نے پوچھا۔

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ ہم انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیں گے اور رگمیں ان سے حاصل کر لیں گے"...... جبوتی نے کہا۔

"میرا خیال تھا کہ آپ شاید بلیک ورلڈ کی قوتوں کا استعمال کریں"...... روما نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ پروفیسر نے مجھے بتایا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس روشنی کی کوئی ایسی طاقت چیز ہے جس کی مدد سے وہ بلیک ورلڈ کا ہر حربہ ناکام کر دیتے ہیں۔ اس لئے میں اس بارے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتی۔ ہم شکاری ہیں اور شکاریوں کے پاس اسلحہ موجود ہوتا ہے۔ ہم دونوں کے پاس بھی سپیشل مشین پسٹل موجود ہوں گے اور پھر اچانک فائر ہوگا تو پھر کون اپنے آپ کو بچا سکے گا"...... جبوتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اس سلسلے میں آپ سردار عاطف اور اس کے آدمیوں کو خصوصی ہدایات دے دیں"...... روما نے کہا۔

"نہیں۔ انہیں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ کریں گے ہم خود کریں گے۔ سردار عاطف اور اس کے ساتھیوں کو تو میں اس لئے ساتھ لے جا رہی ہوں کہ عمران کو اس بات کا شک نہ پڑ جائے کہ ہم خصوصی طور پر ان کے پاس آئے ہیں وہ یہی سمجھے گا کہ ہم یہاں اپنے طور پر لومڑیوں کا شکار کھیلنے آئے ہوئے ہیں اور ہماری اچانک ملاقات ہو گئی ہے۔ اگر اسے ذرا بھی شک پڑ گیا تو وہ محتاط ہو جائے گا اور اس کے محتاط ہونے کا مطلب ہے کہ ہم رگمیں سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ مجھے معلوم ہے وہ بھی کوشش کرے گا کہ رگمیں ملتے ہی اسے فوری طور پر ضائع کر دے اور ہم نے اسے ضائع کرنے سے ہر قیمت پر بچانا بھی ہے اور اسے حاصل بھی کرنا ہے"...... جبوتی نے کہا اور روما نے اس طرح سر ہلایا جیسے وہ اب ساری بات اچھی طرح سمجھ گئی ہو۔

بڑے سائز کی خصوصی جیپ خاص تیز رفتاری سے صحرائی سرحد پر واقع قصبے سیوا کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی ۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹوں پر جوزف اور جوانا موجود تھے اور سب سے آخر میں شیشے کا بنا ہوا وہ مخصوص باکس پڑا ہوا تھا جس میں پہاڑی نسل کے جگنو موجود تھے ان کی وجہ سے باکس کے اندر ایسی روشنی ہو رہی تھی جیسے نیلے رنگ کے بے شمار بلب مسلسل جل بجھ رہے ہوں ۔ الابر صحرا کا فاصلہ سیوا قصبے سے تقریباً پچاس کلو میٹر تھا اور یہ سفر ریت پر ہی کیا جاتا تھا لیکن چونکہ عمران اور اس کے ساتھی پہلے بھی الابر صحرا میں رگمیس معبد کی چھان بین کر آئے تھے اس لئے انہیں راستے کا بخوبی علم تھا۔ تھوڑی دیر بعد سیوا قصبے کی حدود شروع ہو گئی ۔ یہاں ایک سرکاری چیک پوسٹ تھی جہاں صحرا میں داخل ہونے کے لئے باقاعدہ اندراجات کئے جاتے تھے

تاکہ کسی بھی ایمر جنسی کی صورت میں صحرا میں جانے والوں کی امداد کی جا سکے ۔ یہ چیک پوسٹ ایک بیرک نما عمارت تھی جس میں چار بڑے بڑے کمرے تھے جن میں سے دو کمرے عام افراد کے لئے تھے جبکہ دو بڑے کمرے اہم شخصیات یا سرکاری افراد کے لئے ریزرو تھے چونکہ کارروائی میں کچھ دیر لگتی تھی اس لئے صحرا میں داخل ہونے والے تب تک ان کمروں میں بیٹھے رہتے تھے ۔ تھوڑی دیر بعد جیپ اس بیرک کے قریب پہنچ گئی ۔ عمران نے دیکھا کہ بیرک کے سامنے چار بڑی بڑی جیپیں موجود تھیں اور تقریباً بیس کے قریب افراد جو صحرائی شکاریوں کے خصوصی لباس میں تھے ان جیپوں کے قریب موجود تھے ۔ صحرا میں شکار کے لئے چونکہ اکثر پارٹیاں آتی جاتی رہتی تھیں اس لئے یہ کوئی خلاف معمول بات نہ تھی ۔ عمران کے اشارے پر ٹائیگر نے جیپ ایک سائیڈ پر روک دی ۔

" جوزف اور جوانا ۔ تم دونوں جیپ کے پاس ہی رہو گے اور اس باکس کی حفاظت کرو گے "...... عمران نے جیپ سے اترتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔ عمران کے ساتھ ساتھ ٹائیگر جوزف اور جوانا بھی نیچے اتر آئے تھے ۔ عمران اور ٹائیگر تو اس کمرے کی طرف بڑھ گئے جس پر وی ۔ آئی ۔ پی کا چھوٹا سا بورڈ لگا ہوا تھا جبکہ جوزف اور جوانا وہیں جیپ کے قریب ہی رک گئے ۔ وی ۔ آئی ۔ پی شخصیات کے لئے یوں تو دو کمرے تھے لیکن ایک کمرہ مستقل طور پر بند رہتا تھا ۔ عمران جب پہلے یہاں آیا تھا تب بھی یہ کمرہ بند تھا ۔ شاید کسی اہم

سرکاری شخصیت کے لئے اسے کھولا جاتا ہوگا۔یہاں کا طریقہ کار بھی کچھ عجیب سا تھا کہ آنے والے کمرے میں جا کر بیٹھ جاتے تھے۔اور سرکاری عملہ وہاں خود آتا ان سے کوائف معلوم کرتا اور رجسٹر پر ان کے دستخط وغیرہ کرا کر وہ واپس چلا جاتا اور پھر انہیں صحرا میں جانے کا اجازت نامہ لا کر دے دیا جاتا تھا۔عمران جب اس کمرے میں داخل ہوا تو وہاں صوفے پر دو خواتین پہلے سے موجود تھیں جن میں سے ایک مقامی تھی جبکہ دوسری غیر ملکی تھی جبکہ دو سرکاری افسران کے سامنے بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ان میں سے ایک کے ہاتھ میں رجسٹر تھا اور وہ اس پر کچھ لکھنے میں مصروف تھا جبکہ دوسرا بڑا افسر خاموش کھڑا تھا۔عمران اور ٹائیگر کے اندر داخل ہوتے ہی ان دونوں خواتین کے ساتھ ساتھ ان دونوں افسروں نے بھی مڑ کر ان کی طرف دیکھا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔عمران اور ٹائیگر ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئے۔

"لیکن مادام۔آجکل تو صحرائی لومڑیوں کے شکار کا سیزن نہیں ہے اور خاص طور پر الابر صحرا میں تو"...... اس بڑے سرکاری افسر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں خاتون سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آفیسر۔ہماری شکاری ٹیم کا انچارج سردار عاطف ہے اور آپ اسے جانتے ہیں کہ وہ صحرائی شکار میں ایک اتھارٹی کا درجہ رکھتا ہے۔جب اس کا کہنا ہے کہ الابر صحرا میں لومڑیوں کا شکار ہو سکتا ہے تو آپ کیوں ایسی بات کر رہے ہیں۔ہاں اگر الابر صحرا ممنوعہ علاقہ ہو تو ہمیں بتا

دیں تو ہم وہاں نہیں جائیں گے کیونکہ ہم قانون پر عمل کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں"...... اس خاتون نے بڑے باوقار لہجے میں کہا اور عمران الابر صحرا کا نام سن کر چونک پڑا تھا۔وہ اب غور سے ان دونوں خواتین کو دیکھ رہا تھا لیکن دونوں ہی عام سی عورتیں تھیں۔یہ مقامی خاتون البتہ کوئی رئیسہ لگتی تھی۔جبکہ دوسری خاتون کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی دفتر میں سیکرٹری ہو۔

"اوہ۔ایسی کوئی بات نہیں مادام۔میں نے تو ویسے ہی بات کر دی تھی۔او۔کے۔میں ابھی آپ کا اجازت نامہ بھجواتا ہوں"...... اس آفیسر نے قدرے خوشامدانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور بڑے بڑے قدم اٹھاتا عمران اور ٹائیگر کی طرف توجہ دیئے بغیر باہر نکل گیا۔

"میں انکل پرائم منسٹر سے بات کروں گی مارگریٹ۔یہ لوگ اس طرح جرح کرتے ہیں جیسے ہم شکار کھیلنے کی بجائے صحرا میں کوئی تخریبی کارروائی کرنے جا رہے ہوں"...... اس مقامی عورت نے اپنی غیر ملکی ساتھی عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چھوڑو فریال۔سرکاری اداروں سے متعلق لوگوں کا رویہ ہر ملک میں ایک جیسا ہی ہوتا ہے"...... مارگریٹ نے جواب دیا۔اسی لمحے وہی بڑا آفیسر اندر داخل ہوا۔اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا۔

"یہ لیجئے مادام اجازت نامہ۔آپ کو تکلیف ہوئی۔معذرت خواہ ہوں"...... اس آفیسر نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔شکریہ۔شکار پارٹی کا اجازت نامہ بھی بن گیا

ہے یا نہیں"...... فریال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سردار عاطف ہمارے ساتھ موجود ہیں۔ پارٹی کا اجازت نامہ تیار ہو رہا ہے۔ جیسے ہی وہ تیار ہوا سردار عاطف کو دے دیا جائے گا"...... آفیسر نے کہا اور فریال کے اثبات میں سر ہلانے پر اس نے سلام کیا اور واپس مڑ گیا۔

"جناب ایک منٹ"...... عمران نے افسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ دو منٹ توقف کریں۔ ہمارا اسسٹنٹ آ رہا ہے"...... افسر نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ تو خود بھی نوجوان ہیں۔ آپ کا اسسٹنٹ تو بیچارہ ابھی بچہ ہو گا اور بچوں کو کیا پتہ کہ بن میں جا کر لیلیٰ کو کیوں پکارا جاتا ہے۔ اس لئے مجبوری ہے۔ آپ کو ہی بات سننا پڑے گی"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" بن میں جا کر لیلیٰ کو پکارا جاتا ہے۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... افسر نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"پوری دنیا میں ایک ہی تو جگہ ہے جہاں بیچارے مجنوں کو لیلیٰ لیلیٰ پکارنے کی اجازت ملتی ہے۔ اسے بن یا صحرا کہا جاتا ہے اور شاید اس لئے اجازت مل جاتی ہو گی کہ وہاں بے شک مجنوں صاحب جتنا گلا پھاڑ کر لیلیٰ لیلیٰ پکاریں۔ ظالم سماج کو کوئی اعتراض نہ ہوتا ہو گا کیونکہ ریت کے ذرے اس آواز کو لیلیٰ کے کانوں تک نہیں پہنچا سکتے۔ لیکن آج کل تو یہ اجازت بھی نہ دی جاتی ہو گی کیونکہ مواصلات کی دنیا میں

اب آپٹک فائبر طویل فاصلے کی کال کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور فائبر کے متعلق تو آپ بھی جانتے ہوں گے کہ یہ شیشے اور پلاسٹک سے مل کر بنتا ہے اور شیشہ ریت سے بنتا ہے تو ثابت ہوا کہ اب اگر مجنوں صحرا میں جا کر لیلیٰ لیلیٰ پکارے گا تو اس کی آواز لیلیٰ تک پہنچ ہی جائے گی اور لیلیٰ مجنوں کی پکار پر صحرا میں دوڑتی چلی آئے گی چاہے بہانہ لومڑیوں کے شکار کا ہی کیوں نہ ہو"...... عمران کی زبان جو نجانے کب کی خاموش تھی مسلسل رواں ہو گئی۔

"یہ۔ یہ۔ یہ آپ سب کیا کہہ رہے ہیں۔ میری سمجھ میں تو آپ کی کوئی بات نہیں آئی"...... افسر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین ہو گیا ہو کہ اس کا واسطہ کسی پاگل سے پڑ چکا ہے۔

"آپ کی سمجھ میں دنیا کا یہ خوبصورت ترین راز آ جاتا تو آپ یہاں صحرا کی سرحد پر وردی پہن کر بیٹھے رہنے کی بجائے گریبان پھاڑ کر خود صحرا میں پہنچ جاتے اور لیلیٰ لیلیٰ پکارنا شروع کر دیتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری مسٹر۔ میرے پاس ان فضول باتوں کے لئے وقت نہیں ہے"...... افسر نے کندھے اچکائے اور برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا باہر چلا گیا۔

"آپ بہت دلچسپ باتیں کرتے ہیں مسٹر"...... فریال نے مسکرا کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"علی عمران۔ میرا نام علی عمران ہے"...... عمران نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔
"اوہ سٹرنج۔ میں سمجھی تھی کہ آپ کا نام مجنوں ہے"...... فریال نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔
"اگر آپ لیلیٰ بن جائیں تو میں مجنوں نام رکھنے میں ایک لمحے کا بھی توقف نہ کروں گا"...... عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار فریال انتہائی مترنم آواز میں کھلکھلا کر ہنس پڑی۔
"آپ واقعی انتہائی دلچسپ باتیں کرتے ہیں لیکن آپ کسی ایشیائی ملک کے لگتے ہیں۔ کیا آپ اپنا پورا تعارف کرائیں گے۔ ویسے اخلاقاً میں اپنا تعارف پہلے کرا دیتی ہوں۔ میرا نام فریال ہے اور میں مصر کی ایک رئیس زادی ہوں۔ میرے والدین ایک حادثے میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ اب میں اکیلی زندگی گزار رہی ہوں۔ یہ مارگریٹ ہے میری دوست۔ اس کا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے لیکن بزنس کے سلسلے میں یہ طویل عرصے سے یہاں مقیم ہے"...... فریال نے مکمل تعارف کراتے ہوئے کہا اور اس نے جس انداز میں بات کی تھی اس سے عمران سمجھ گیا کہ وہ انتہائی بے تکلف فطرت کی لڑکی ہے۔
"نام تو میں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔ دوبارہ دوہرانے کی میرے خیال میں ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرا نام اس قدر خوبصورت ہے کہ مجھے ہر وقت خطرہ رہتا ہے کہ کہیں کوئی میرا نام ہی نہ چرا لے اور پھر مجھے کوئی بد وضع سا نام رکھنا پڑ جائے۔ یہ میرا دوست ہے اس کا نام عبدالعلی ہے ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے اور ہم ایک حیاتیاتی ریسرچ کے سلسلے میں

الابر صحرا میں جا رہے ہیں"...... عمران نے مسکرا کر اپنا اور ٹائیگر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔
"حیاتیاتی ریسرچ اور صحرا میں۔ کیا مطلب میں سمجھی نہیں۔ الابر صحرا تو دنیا کے خوفناک ترین صحراؤں میں سے ایک ہے۔ وہاں تو کسی حیات کا کوئی تصور ہی نہیں ہے"...... فریال نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ ایک افسر اندر داخل ہوا۔
"یہ جیب میں نیلے جگنوؤں والا باکس آپ کا ہے"...... آفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"جی ہاں۔ کیوں کہیں آپ کو یہ جگنو پسند تو نہیں آ گئے۔ ویسے ایک بات ہے۔ یہ بڑے مہنگے داموں ملے ہیں۔ آپ کو تو پتہ ہی ہے کہ اندھیرے تو بہت آسانی سے مل جاتے ہیں لیکن روشنی بڑی مشکل سے ملتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"آپ انہیں صحرا میں کیوں لے جا رہے ہیں۔ کیا آپ انہیں وہاں چھوڑنا چاہتے ہیں"...... آفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"جی نہیں۔ میں انہیں حیاتیات کی ریسرچ کے لئے لے جا رہا ہوں میں ریسرچ سکالر ہوں۔ میں یہ دیکھوں گا کہ ان جگنوؤں پر جو پہاڑی جگنو کہلاتے ہیں صحرا میں کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں"۔ عمران نے جواب دیا۔
"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ اپنے نام پتے اور کوائف بتا دیجئے"۔ آفیسر

نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرے دو ساتھی باہر موجود ہیں ایک کا نام جوزف ہے اور دوسرے کا نام جوانا۔ کیا ان کے کوائف درج کرنے گئے ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ آپ اپنے کوائف لکھا دیجئے تاکہ اجازت نامہ تیار کیا جا سکے"....... آفیسر نے کہا اور عمران نے اسے اپنے اور ٹائیگر کے مطلوبہ کوائف نوٹ کرا دیئے۔

"شکریہ جناب۔ میں ابھی اجازت نامہ لے آتا ہوں"....... آفیسر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"عمران صاحب۔ آپ یہ تجربہ کیسے کریں گے۔ مجھے آپ کے اس تجربے میں شکار سے زیادہ دلچسپی محسوس ہو رہی ہے"....... فریال نے اس بار انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"کاش یہ دلچسپی صرف تجربے تک ہی محدود نہ رکھی جاتی تو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو فریال بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ہو سکتا ہے کہ محدود نہ رہے"....... فریال نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی اور عمران کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا۔

"پھر تو واقعی مجھے وہاں لیلیٰ لیلیٰ پکارنا پڑے گا۔ بہر حال یہ تجربہ خالصتاً سائنسی انداز کا ہوگا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں اور میری فرینڈ آپ کے اس تجربے میں شامل ہو جائیں"....... فریال نے کہا۔

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اسلام میں تو چار تک کی اجازت ہے"....... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیا تو فریال چند لمحے خاموش رہی اور ایک بار پھر کمرہ اس کے مترنم قہقہے سے گونج اٹھا وہ شاید اب عمران کی بات کو سمجھی تھی۔

"آپ واقعی دلچسپ آدمی ہیں۔ مجھے آپ سے مل کر واقعی بے حد خوشی ہوئی ہے۔ جب سے میرے والدین کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اس وقت سے اب تک شاید میں اتنا کبھی نہیں ہنسی جتنا آپ سے اس مختصر سی ملاقات میں ہنس چکی ہوں۔ میں ضرور آپ کے تجربے میں شمولیت کروں گی۔ شکار تو میں اکثر کھیلتی رہتی ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ تجربہ زیادہ دلچسپ ثابت ہوگا"....... فریال نے جواب دیا۔

"ویسے ایک بات پوچھوں اگر آپ ناراض نہ ہوں تو"....... عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں پوچھیئے"....... فریال نے چونک کر پوچھا۔

"آپ کی فرینڈ مس مارگریٹ گونگی ہیں"....... عمران نے بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا تو فریال ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"میرا خیال ہے کہ آپ کے ساتھی عبدالعلی کے بارے میں بھی مجھے یہی سوال پوچھنا چاہیئے"....... فریال نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی لمحے وہی آفیسر

اندر داخل ہوا اور اس نے ایک اجازت نامہ عمران کے ہاتھ میں دیا اور واپس چلا گیا۔ ابھی عمران اس اجازت نامے پر درج تحریر پڑھ ہی رہا تھا کہ ایک لمبا تڑنگا مضبوط جسم اور خشک چہرے کا مالک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر شکاریوں کا مخصوص لباس تھا۔

"آیئے میڈم"...... آنے والے نے اندر داخل ہو کر مؤدبانہ لہجے میں فریال سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مسٹر عمران۔ یہ میری شکار پارٹی کے انچارج ہیں سردار عاطف اور سردار عاطف یہ پاکیشیائی ریسرچ سکالر ہیں۔ یہ اپنے ساتھ پہاڑی جگنو الابر صحرا میں لے جا رہے ہیں اور وہاں ان کا کوئی دلچسپ تجربہ کرنا چاہتے ہیں اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اور مارگریٹ دونوں اس تجربے میں شامل ہوں گے"...... فریال نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"جیسے آپ کا حکم مادام"...... سردار عاطف نے بغور عمران اور ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس دوران اجازت نامے کا کاغذ تہہ کر کے جیب میں رکھا اور پھر وہ سردار عاطف سے مخاطب ہو گیا۔

"سردار عاطف۔ الابر صحرا میں صحرائی لومڑیوں کی کونسی قسم پائی جاتی ہے۔ روکرانی یا ڈازونی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سردار عاطف بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ ان قسموں کے بارے میں کیسے جانتے ہیں۔ یہ دونوں قسمیں تو انتہائی نایاب ہیں اور ہم شکاریوں کے لئے ان میں سے کوئی ایک لومڑی کا مل جانا کسی خزانے سے کم نہیں ہو گا۔ یہاں تو مٹاجوسی قسم کی عام سی صحرائی لومڑیاں پائی جاتی ہیں"...... سردار عاطف نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مٹاجوسی کا شکار کھیلنے میں کیا لطف آتا ہو گا۔ وہ بیچاری تو ویسے ہی بڑی معصوم سی ہوتی ہیں۔ اصل عیاری اور مکاری تو روکرانی میں پائی جاتی ہے اور شکار کا لطف بھی اسے ہی کرنے میں آتا ہے"...... عمران نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"اب مجھے آپ سے مل کر حقیقتاً خوشی ہو رہی ہے۔ میں حیران ہوں کہ مادام تو آپ کو کوئی سائنسدان بتا رہی تھیں لیکن صحرائی لومڑیوں کے مشکل ترین شکار کے بارے میں آپ کی معلومات انتہائی حیرت انگیز ہیں۔ کیا یہ کتابی تو نہیں ہیں"...... سردار عاطف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب...... واقعی تم نے خوبصورت بات کی ہے۔ اب مجھے بھی یقین آگیا ہے کہ تم نے صرف شکاریوں والا لباس ہی نہیں پہن رکھا۔ بلکہ دراصل شکاری بھی ہو۔ کیونکہ صحرائی لومڑیوں کا شکار صرف وہی کھیل سکتا ہے جس میں ذہانت بدرجہ اتم موجود ہو اور تمہاری بات نے تمہاری ذہانت کو آشکار کر دیا ہے۔ ویسے اگر تم مبالغہ نہ سمجھو تو میں تمہیں بتا دوں کہ میں نے صحرائے اعظم میں

لوگوسی لومڑی کاشکار بھی کھیلا ہوا ہے"...... عمران نے اپنی جیب کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کیا واقعی۔ مم۔ مگر۔ لوگوسی کاشکار تو انتہائی مشکل شکار ہوتا ہے۔ بڑے بڑے شکاری دل میں یہ حسرت لئے مرجاتے ہیں کہ وہ کسی لوگوسی کو شکار کر سکیں"...... سردار عاطف نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

"صحرائی لومڑیوں کے مشہور شکاری سر لارڈ برٹن سے تو تم واقف ہی ہو گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ کا مطلب گریٹ لینڈ کے لارڈ برٹن سے تو نہیں جن کی ساری عمر صحرائی لومڑیوں کاشکار کرنے میں ہی گزری ہے۔ اگر آپ کا مطلب انہی سے ہے تو ان کی ٹیم میں میرے والد سردار عباس بھی شامل رہے ہیں اور انہیں ہمیشہ اس بات پر فخر رہا ہے"...... سردار عاطف نے کہا۔

"اوہ۔ تو تم سردار عباس کے لڑکے ہو۔ بہت خوب۔ سردار عباس حیات ہیں"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں۔ کیا آپ انہیں جانتے ہیں"...... سردار عاطف نے مزید حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھی طرح جانتا ہوں اور شاید تم یقین نہ کرو لیکن لارڈ برٹن کی شکاری ٹیم میں انہیں میں نے ہی شامل کرایا تھا۔ مجھے ان کے حیات ہونے کا سن کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ تم مجھے ان کی رہائش گاہ کا پتہ

دو۔ میں واپسی پر ان سے ضرور ملوں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سردار عاطف کے چہرے پر انتہائی عقیدت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو وہ آپ ہیں علی عمران۔ سردار عباس تو آپ کا بے حد ذکر کرتے ہیں۔ وہ تو آپ کے قصیدے پڑھتے رہتے ہیں۔ مجھے اب یاد آیا ہے جناب۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ آپ انتہائی بوڑھے آدمی ہوں گے مگر آپ تو ابھی جوان ہیں"...... سردار عاطف نے کہا اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"جب میں نے سردار عباس کو لارڈ برٹن کی ٹیم میں شامل کرایا تھا تو اس وقت میں نوجوان تھا اور سردار عباس ادھیڑ عمر تھے"...... عمران نے کہا۔

"یہ تم لوگوں نے کیا باتیں شروع کر دی ہیں"...... اچانک فریال نے ان کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"میڈم۔ آپ تو انہیں سائنسدان بتا رہی تھیں جبکہ یہ تو صحرائی لومڑیوں کے مشہور شکاری ہیں۔ میرے والد کو تو آپ جانتی ہی ہیں انہیں لارڈ برٹن کی ٹیم میں انہوں نے شامل کرایا تھا۔ میرے والد تو ان کی مہارت کے ایسے ایسے قصے سناتے ہیں کہ مجھے یقین ہی نہیں آتا"...... سردار عاطف نے تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ حیرت ہے۔ مسٹر علی عمران تو باکمال آدمی ثابت ہو رہے ہیں"...... فریال نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس کا تجربہ تو الابر صحرا پہنچنے کے بعد ہوگا کہ با کمال میں ہوں یا آپ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور فریال نمایاں طور پر چونک پڑی۔

"کیا مطلب۔ یہ بات آپ نے کیوں کی ہے"...... فریال کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ تلخی تھی۔

"ارے ارے آپ تو ناراض ہو گئیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔ میں نے تو اس بنا پر یہ بات کی تھی کہ الابر صحرا میں پہنچ کر معلوم ہوگا کہ میرا تجربہ دلچسپ ثابت ہوگا یا آپ کا لومڑیوں کا شکار"...... عمران نے بات بدلتے ہوئے کہا لیکن فریال کے اس عام سی بات پر اس انداز میں چونکنے پر اس کے ذہن میں بے اختیار خطرے کی گھنٹی بجنے لگی تھی۔ ابو احسان کی بات اسے یاد آگئی تھی کہ جبوتی اس بار کسی مرنے والے کے جسم پر قبضہ کرے گی اور اب پہلی بار عمران کے ذہن میں یہ خیال ابھرا تھا

"اوہ اچھا۔ تو یہ بات ہے۔ آئی ایم سوری۔ میں کچھ اور سمجھی تھی۔ ویسے اب ہمیں روانہ ہو جانا چاہئے۔ آپ میری جیپ میں آجائیں"...... فریال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ آپ اپنی جیپ میں بیٹھیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہی چل رہے ہیں"...... عمران نے کہا اور اپنی جیپ کی طرف مڑ گیا۔ فریال اور سردار عاطف کے آدمیوں کی جیپوں کی تعداد چھ تھی۔ اس طرح ایک قافلہ سا بن گیا تھا۔ سب سے آگے سردار عاطف کی جیپ تھی اس کے

پیچھے جیپ میں فریال اور مارگریٹ سوار تھیں۔ ان کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کی جیپ تھی اور ان کے بعد سردار عاطف کے آدمیوں کی چار بڑی جیپیں تھیں۔

"جوزف"...... عمران نے اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے چونک کر جواب دیا۔

"اگر کوئی بدروح کسی مرنے والے آدمی کے جسم پر قبضہ کر لے تو کیا اس کی بھی کوئی پہچان ہو سکتی ہے"...... عمران نے مڑ کر جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مرتے ہوئے آدمی کے جسم پر۔ اوہ گاڈ۔ پھر تو وہ سوگاری بن جاتی ہے اور سوگاری سیاہ اندھیروں میں بھٹکتی چمگادڑوں کی روحیں ہوتی ہیں باس۔ سوگاری جو فصلوں کو کھا جاتی ہیں۔ آبادیوں کو کھنڈر بنا دیتی ہیں جن کے سائے سے جھیلوں کا پانی خشک ہو جاتا ہے اور درخت پھل دینا بند کر دیتے ہیں"...... جوزف نے خوف سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ماسٹر۔ کیا جوزف کوئی جادوگر ہے۔ آپ ہر بار اس سے ایسی بات کرتے ہیں اور یہ جواب میں بار بار اسی قسم کی اوٹ پٹانگ باتیں شروع کر دیتا ہے"...... جوانا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم کیا جانو۔ کاش تم کبھی افریقہ میں رہے ہوتے۔ اس وقت جب جوزف واقعی پرنس تھا۔ اس وقت جب وچ ڈاکٹر اگالی

جوزف کے سر پر ہاتھ رکھ کر قبیلے کے بڑوں کو بتایا کرتا تھا کہ یہ جوزف ہے ۔ پرنس آف افریقہ ہے ۔ یہ وہ ہے جس پر افریقہ کی تمام موٹی ناک والی لڑکیاں قربان کی جا سکتی ہیں ۔ یہ جوزف ہے ۔ جوزف دی گریٹ جس پر افریقہ ناز کریگا جس پر سوابو کی نیک روح کا سایہ ہے ۔ یہ جوزف ہے ۔ وہ جوزف جس کی آنکھیں افریقہ کی سب سے گہری جھیل رونائے سے بھی زیادہ گہری ہیں ۔ یہ جوزف ہے ۔ وہ جوزف جس سے افریقہ کی تمام کالی روحیں خوف زدہ رہتی ہیں ۔ یہ جوزف ہے جوزف دی گریٹ جس سے ......" جوزف نے انتہائی جذباتی انداز میں کہنا شروع کر دیا

"بس ۔ بس ۔ کافی ہے ۔ بہت کافی ہے ۔ مزید تعارف کی ضرورت نہیں ہے "...... جوانا نے ہنستے ہوئے کہا تو جوزف نے اس طرح ہونٹ بھینچ لئے جیسے اس کی بات کاٹ کر جوانا نے دنیا کا ناقابل معافی جرم کیا ہو ۔

"تم باس کو ماسٹر کہتے ہو ۔ اس لئے جوزف دی گریٹ کی بات کاٹنے کی توہین آمیز جرأت کرنے کے باوجود ابھی تک زندہ ہو "۔ جوزف نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا ۔ اس کی آنکھوں میں سرخی سی چھا گئی تھی ۔

"آئی ۔ ایم ۔ سوری جوزف "...... جوانا نے ہنستے ہوئے کہا ۔

"بس غصہ تھوک دو ۔ پرنس کو غصہ نہیں آنا چاہئے ۔ کیونکہ اس طرح پرنس کا سر گرم ہو جاتا ہے اور پرنس کا سر گرم ہو جائے تو اس کے سر پر رکھے ہوئے شاہی روحوں کے ہاتھ جل جاتے ہیں اور شاہی روحوں

کے ہاتھ جل جائیں تو پھر سلطنت پر دوسرے لوگ قبضہ کر لیتے ہیں اور پرنس حقیر کینچوا بن کر رہ جاتا ہے "...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"اوہ ۔ اوہ باس ۔ آئی ایم سوری ۔ واقعی باس ۔ اب میں غصہ نہ کروں گا ۔ واقعی میرا سر گرم ہو رہا ہے "...... جوزف نے جلدی سے اپنے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا اور جوانا اور ٹائیگر دونوں بے اختیار مسکرا دیئے ۔

"اوکے ۔ تم سوگاری کے بارے میں بتا رہے تھے ۔ یعنی وہ روح جو کسی دوسرے کے جسم پر قبضہ کر لے اس کی پہچان کیا ہے کہ یہ واقعی سوگاری ہے یا نہیں "...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"باس ۔ سوگاری کے کان کی لو پچکی ہوئی ہوتی ہے ۔ مجھے تو وچ ڈاکٹر نے یہی نشانی بتائی تھی "...... جوزف نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا ۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ ویری گڈ ۔ تم نے واقعی درست اور واضح نشانی بتائی ہے ۔ واقعی ایسا ہی ہونا چاہئے ۔ مجھے خود اس بات کو سمجھ لینا چاہئے تھا "...... عمران نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"باس ۔ یہ کیسے ہو جاتا ہے ۔ کان کی لو کیوں پچک جاتی ہے "۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"کان کی لو جسم کا سب سے حساس ترین حصہ ہوتا ہے اور اس کا تعلق ذہن اور اعصاب سے براہ راست ہوتا ہے ۔ تم نے دیکھا ہو گا کہ

ذرا سی حساسیت مطلب ہے کہ ذرا سی شرم محسوس ہو تو کان کی لو کی رنگت میں فرق پڑ جاتا ہے۔ اس لئے جب کسی انسان کی روح نکلتی ہے تو اس کا سب سے پہلا اثر کان کی لو پر ہی پڑتا ہے اور لو معمولی سی پچک جاتی ہے جیسے اس کے اندر سے روح نکلی ہو۔ بہرحال ایک روح کے نکلنے اور دوسری روح کے زبردستی اس جسم پر قبضہ جمانے کے درمیان کچھ نہ کچھ چاہے کتنا معمولی ہی ہی وقفہ ضرور آتا ہے اور یہی وقفہ اس لو پر اثر انداز ہوتا ہے لیکن یہ عام نظروں سے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لئے خصوصی طور پر توجہ کرنی پڑتی ہے"...... عمران نے مختصر طور پر سمجھاتے ہوئے کہا۔

" باس۔ اگر آپ کا خیال ہے کہ فریال اور مارگریٹ دونوں ایسی روحیں ہیں تو باس۔ ان کے کان کی لوئیں تو پچکی ہوئی نہیں تھیں"۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ٹائیگر نے کہا۔

" تم نے انہیں اتنے غور سے دیکھا تھا"...... عمران نے چونک کر پوچھا تو ٹائیگر بے اختیار سمٹ سا گیا۔

" مم۔ مم۔ میرے ذہن میں اچانک یہ خیال آیا تھا باس کہ یہ دونوں بھی الابر صحرا میں جا رہی ہیں کہیں یہ وہی جبوتی اور ردمانہ ہوں جن کا ذکر ابو احسان نے کیا تھا اور اس لئے میں نے انہیں غور سے دیکھا تھا"...... ٹائیگر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

" تمہارا خیال ہے کہ کان کی لو اس طرح پچک جاتی ہو گی جس طرح ہوا نکل جانے سے غبارہ پچک جاتا ہے۔ ایسی بات نہیں ہے۔

کان کی لو کے پچکنے کا مطلب ہوتا ہے کہ کان کی لو کا وہ موٹا حصہ جو گال کے سب سے نزدیک ہوتا ہے اس کا نچلا کنارہ نسبتاً پتلا ہو جاتا ہے اسے کان کی لو کا پچکنا کہتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" باس۔ آپ ان دو عورتوں کی بات کر رہے ہیں جو آپ کے ساتھ اس کمرے سے باہر آئی تھیں"...... جوزف نے چونک کر پوچھا۔

" ہاں۔ ہمیں شک پڑتا ہے کہ یہ بدروحیں ہیں جنہوں نے مرنے والے اجسام پر جبراً قبضہ کر رکھا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" ان دونوں کی آنکھوں میں مخصوص چمک تو موجود ہے لیکن۔ مم میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ میں نے انہیں غور سے دیکھا ہی نہیں"...... جوزف نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے۔ دیکھ لیں گے۔ بہرحال ایک بات بتا دوں کہ ہمیں ہر حال میں ان سے اور ان کے ساتھیوں سے محتاط رہنا ہے"...... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر صحرا کے تقریباً چار گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد قافلہ الابر صحرا کی حدود میں داخل ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹائیگر نے آگے جانے والی جیپوں کو رکتے دیکھ کر اپنی جیپ بھی روک لی۔

" یہ رک کیوں گئے ہیں"...... عمران نے کہا اور دوسرے لمحے جب اس نے سردار عاطف اور فریال کو اپنی جیپوں سے اتر کر ان کی جیپ کی طرف آتے دیکھا تو وہ بھی جیپ سے اتر آیا۔

"ہم الابر صحرا کی حدود میں داخل ہو چکے ہیں عمران صاحب۔ آپ اپنا یہ انوکھا تجربہ کہاں کریں گے"...... فریال نے قریب آکر مسکراتے ہوئے کہا۔

"صحرا کے وسط میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے۔ وہاں"۔ عمران نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ہم نے دیکھا ہوا ہے اس پہاڑی کو۔ سردار عاطف تم ایسا کرو کہ اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر صحرا میں پھیل جاؤ اور شکار کو تلاش کرو۔ ہم عمران صاحب کے ساتھ اس پہاڑی کی طرف جائیں گے۔ ہم ان کے تجربے میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ جب ان کا تجربہ مکمل ہو جائے گا تو پھر ہم ان کے ساتھ مل کر لومڑیوں کا شکار کھیلیں گے"...... فریال نے سردار عاطف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ ہم سب کے لئے بہت بڑا اعزاز ہو گا مادام کہ عمران صاحب جیسے معروف شکاری کے ساتھ ہم شکار کھیلیں"...... سردار عاطف نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کیوں اس عام سے سائنسی تجربے میں اپنے شکار کے لطف سے محروم ہونا چاہتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ارے نہیں عمران صاحب۔ شکار تو ہمیشہ ہی کھیلتے رہتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ تجربہ زیادہ دلکشی رکھتا ہے"...... فریال نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر سردار عاطف تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ باقی جیپیں لے کر آگے بڑھ گیا جبکہ عمران اور اس کے ساتھی فریال اور اس

کی فرینڈ مارگریٹ کے ساتھ پہاڑی کی سمت روانہ ہو گئے۔ فریال اور مارگریٹ جس جیپ میں سوار تھیں اسے ایک قوی ہیکل نوجوان چلا رہا تھا اس کا نام قاچار تھا اور یہ سردار عاطف کا نائب تھا۔

"ارے یہ کیا۔ یہ پہاڑی کیسے تباہ ہو گئی"...... اچانک عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ آگے پیچھے چلتی ہوئی دونوں جیپیں رک گئی تھیں۔ عمران اچھل کر جیپ سے نیچے اتر آیا۔ اس کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار تھے۔

"عمران صاحب۔ یہ کیا ہوا۔ یہ پہاڑی کس طرح تباہ ہو گئی۔ کیا یہاں کوئی ہولناک زلزلہ آیا ہے"...... فریال نے بھی عمران کے قریب پہنچ کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ مارگریٹ بھی اس کے ساتھ تھی۔ اس کے چہرے پر بھی حیرت کے آثار نمایاں تھے۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر تھوڑی دیر کے جائزے کے بعد اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ پہاڑی مکمل طور پر تباہ ہونے کے باوجود اس کا نچلا حصہ محفوظ تھا۔ ویسے اس نے یہ چیک کر لیا تھا کہ پہاڑی کسی زلزلے سے تباہ نہیں ہوئی بلکہ باقاعدہ طاقتور ڈائنامیٹس کے ذریعے اسے بلاسٹ کیا گیا ہے۔

"اس قدر شدید زلزلہ۔ حیرت ہے۔ سرحد پر تو کسی نے اس کا ذکر نہیں کیا"...... فریال نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ زلزلے سے نہیں بلکہ ڈائنامیٹس سے تباہ ہوئی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ڈائنامیٹس سے۔ کیا مطلب۔ کیوں۔ کس نے ایسا کیا ہے"۔ فریال نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ ان کا خیال ہو کہ اس پہاڑی کے اندر کوئی قدیم خزانہ موجود ہے۔ اس لئے انہوں نے اس پہاڑی کو ہی تباہ کر ڈالا"......... عمران نے کہا۔

"اس کی تو حکومت کو باقاعدہ رپورٹ ہونی چاہئے"۔ میں واپس جا کر اس کی رپورٹ کروں گی"...... فریال نے کہا۔

"ضرور۔ ضرور۔ یہ تو آپ کا قانونی فرض ہے"......... عمران نے کہا ویسے وہ اس دوران فریال اور مارگریٹ دونوں کے کانوں کی لوئیں نظروں ہی نظروں میں اچھی طرح چیک کر چکا تھا اور اسے یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا تھا کہ دونوں کے کانوں کی لوئیں چپکی ہوئی محسوس نہ ہوئی تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ ان کے بارے میں ان کا خیال غلط تھا۔

"جوزف۔ تسمان کا باکس اٹھا کر لے آؤ اور جوانا کے ساتھ مل کر اپنی کارروائی شروع کر دو"........ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا جیپ کی طرف مڑ گیا۔

"کونسی کارروائی۔ کیا آپ کا مطلب تجربے سے ہے۔ کیا آپ ان جگنوؤں کو یہاں چھوڑ دیں گے۔ پھر کیا کریں گے"........ فریال نے بالکل اس بچے جیسے انداز میں پوچھا جس کا تعارف کسی شعبدہ باز سے کرا دیا جائے اور اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ شعبدہ باز کونسا شعبدہ دکھائے گا اور کس طرح دکھائے گا۔

"ابھی سب کچھ سامنے آجائے گا"......... عمران نے کہا۔ اس دوران جوزف اور جوانا باکس اٹھائے اس پہاڑی کے اس حصے کی طرف بڑھ گئے جو تباہ ہونے سے بچ گیا تھا۔ عمران کے ایک طرف ٹائیگر کھڑا ہوا تھا جبکہ دوسری طرف فریال اور مارگریٹ کھڑی تھی اور ان کا ساتھی قاچار ان سے پیچھے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔ ان سب کی نظریں جوزف اور جوانا پر جمی ہوئی تھیں۔ جوزف نے باکس لے جا کر اس پہاڑی کے دامن میں رکھا اور پھر اس نے باکس میں سے تسمان نکال نکال کر اور ان کی دمیں توڑ توڑ کر ان سے نکلنے والے مادے کو پہاڑی کے اس حصے پر ملنا شروع کر دیا جو اس طرح سیاہ نظر آرہا تھا جیسے اس پر کسی نے باقاعدہ پینٹ کر دیا ہو۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ تو جگنوؤں کو مار رہے ہیں"......... فریال نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ دیکھتی جائیں"........ عمران نے جواب دیا اور فریال نے مڑ کر ساتھ کھڑی مارگریٹ کی طرف دیکھا اور پھر خاموش ہو گئی۔ جوزف اپنے کام میں مصروف تھا جبکہ جوانا ویسے اس کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ جوزف نے ابھی دس بارہ جگنوؤں کی دم سے نکلنے والے مادے کو پہاڑی پر ملا ہو گا کہ اچانک ایک خوفناک کڑاکا ہوا۔ اس قدر خوفناک کڑاکا کہ وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔ کیونکہ انہیں پہاڑی کے نچلے حصے میں ایک بڑی سی دراڑ صاف دکھائی دینے لگی تھی اور یہ کڑاکا شاید اس دراڑ کے پیدا ہونے کی وجہ سے ہی سنائی دیا تھا۔

"یہ۔یہ کیا ہوا۔یہ پہاڑی کیوں ٹوٹ گئی ہے"........ فریال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے اس دراڑ کی طرف بڑھی۔

"ایک منٹ میڈم۔ کہیں پوری پہاڑی ہی نہ اڑ جائے"۔عمران نے اسے روکتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ٹائیگر بھی اس کے ساتھ تھا۔فریال جو آگے بڑھنے لگی تھی رک گئی۔مارگریٹ وہیں کھڑی رہی۔البتہ اس نے فریال کی طرف اس طرح دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ ہمیں انتظار کرنا چاہئے۔

عمران۔ٹائیگر کے ساتھ آگے بڑھتا ہوا جوزف اور جوانا کے قریب پہنچ گیا۔

"ان دونوں عورتوں کا خیال رکھنا۔صرف خیال"........ عمران نے ان کے قریب سے گزرتے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور آگے بڑھ گیا۔دراڑ خاصی کھلی تھی۔دراڑ کی دوسری طرف کچھ ہٹ کر ایک قدیم دور کا دروازہ سا نظر آرہا تھا لیکن یہ دروازہ بھی بڑے بڑے پتھروں سے چن دیا گیا تھا۔عمران نے غور سے ان پتھروں کو دیکھا۔پھر اس نے پتھروں کے درمیان موجود سرخ رنگ کے مصالحے کو ناخن کی مدد سے کھرچا اور اسے ہتھیلی پر رکھ کر غور سے دیکھنے لگا۔

"جیپ میں ڈائنامیٹ سٹکس کا بنڈل اور اس کا چارجر موجود ہے۔وہ لے آؤ۔یہ دیوار عام طریقے سے نہ توڑی جا سکے گی"........ عمران نے مڑ کر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیزی سے واپس جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ۔یہ۔یہ کیا ہوا ہے مسٹر علی عمران۔اوہ۔یہ تو پہاڑی کے اندر کوئی مقبرہ ہے۔ایسے دروازے تو قدیم مقبروں کے ہوتے ہیں"........ اسی لمحے فریال کی آواز سنائی دی۔وہ مارگریٹ کے ساتھ چلتی ہوئی عمران کے قریب آکر کھڑی ہو گئی تھی۔

"ہاں۔لیکن اس دروازے کو قدیم دور میں ہی بند کر دیا گیا تھا۔میں نے ڈائنامیٹ سٹکس منگوائی ہیں۔اسے توڑنا پڑے گا پھر پتہ چلے گا کہ اس کی دوسری طرف کیا ہے"........ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب۔یہ تو حکومت کا کام ہے۔یہاں کا قانون اس بارے میں بے حد سخت ہے۔آپ فوراً حکومت کو اس کی اطلاع دیں۔اس کے ماہرین اس کو کھول کر اندر موجود چیزیں عجائب گھر میں رکھوائیں گے اور اس پر ریسرچ کریں گے"........ فریال نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے معلوم ہے لیکن میں اسے کھولنے کا کام خود کرنا چاہتا ہوں۔اس کے بعد اندر موجود چیزوں کی فہرست بناؤں گا پھر حکومت کو اطلاع دوں گا تاکہ ماہرین انتہائی قدیم اور قیمتی چیزیں خورد برد نہ کر دیں"........ عمران نے جواب دیا۔اسی لمحے ٹائیگر ڈائنامیٹ سٹکس کے دو بڑے بنڈل لے کر پہنچ گیا اور پھر اس نے عمران کی ہدایت پر اس دیوار کو ہٹانے کے لئے ڈائنامیٹ نصب کرنے کا کام شروع کر دیا۔جوانا اس کی مدد کر رہا تھا۔

"آپ لوگ پیچھے آجائیں"........ عمران نے کہا اور پھر وہ فریال

مارگریٹ اور جوزف کو لے کر کافی پیچھے جیپوں کے پاس ہٹ آیا جہاں
قاچار خاموش کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا جیسے
اسے اس سارے کام میں سرے سے کوئی دلچسپی ہی نہ ہو۔ تھوڑی دیر
بعد ٹائیگر جوانا کے ساتھ واپس عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس
پہنچ گیا اور چارجر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے چارجر ہاتھ میں لیا
اور پھر اس کا بٹن دبایا تو چارجر پر موجود زرد رنگ کا بلب جل اٹھا۔ یہ
اس بات کی نشانی تھی کہ ڈائنامیٹ سٹکس بلاسٹنگ کے لئے اوکے
ہیں۔ عمران نے ایک نظر دیوار کی طرف دیکھا اور پھر ساتھ ہی دوسرا
سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی سرخ رنگ کا
بلب ایک لمحے کے لئے جلا۔ دوسرے لمحے وہ بھی اور ساتھ ہی زرد
رنگ کا بلب بھی بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک اور کان
پھاڑ دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے دیوار اور اس کے باہر موجود پہاڑی
کے پتھر اس طرح فضا میں اڑنے لگے جیسے کوئی آتش فشاں پھٹ پڑا ہو
عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹ گئے لیکن چونکہ وہ
پہلے ہی محفوظ فاصلے پر تھے اس لئے چھوٹے چھوٹے کئی پتھر تو ان کے
قدموں کے قریب آ کر گرے۔ باقی بڑے پتھر دور گرے تھے۔ ہر طرف
ریت اور سرخ رنگ کی گرد کا بادل سا ہر طرف پھیل گیا تھا۔ تھوڑی
دیر بعد جب گرد کا بادل بیٹھ گیا تو عمران آگے بڑھا۔ اس کے ساتھ ہی
ٹائیگر فریال اور مارگریٹ بھی آگے بڑھنے لگیں۔

"آپ یہیں ٹھہریں مس"...... اچانک جوزف نے فریال اور

مارگریٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں۔ تم کیوں ہمیں روک رہے ہو"...... فریال نے یکلخت
بھڑک کر کہا۔

"یہ نجانے کتنے عرصے سے بند ہو گا۔ اس کے اندر کی ہوا انتہائی
زہریلی ہو گی۔ اس لئے آپ ابھی اندر نہ جائیں"...... جوزف کی بجائے
جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب ہم اتنی بھی نازک نہیں ہیں"...... فریال نے کہا اور تیزی
سے عمران کے پیچھے لپک پڑی۔ مارگریٹ بھی اس کے ساتھ تھی۔

"میں کہتا ہوں رک جاؤ"...... اچانک جوزف نے تیز لہجے میں کہا
اور وہ دونوں یکلخت ٹھٹھک کر رک گئیں۔ جوزف اور جوانا دونوں کے
ہاتھوں میں ریوالور تھے۔

"تم۔ تم۔ تمہاری یہ جرأت"...... فریال نے یکلخت غصے سے
چیختے ہوئے کہا۔

"مس۔ یہ سب کچھ آپ کے فائدے کے لئے ہے"...... جوانا نے
کہا تو فریال ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی جبکہ مارگریٹ کے چہرے پر
کوئی تاثر نہ تھا۔ قاچار جیپ کے ساتھ اسی طرح خاموش کھڑا ہوا تھا۔
اس نے اس معاملے میں کسی قسم کی کوئی مداخلت نہ کی تھی۔ عمران
ٹائیگر کے ساتھ اس کھلے حصے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ ظاہر ہے اسے
بھی معلوم تھا کہ صدیوں سے بند اس معبد میں اتنی جلدی داخل ہونا
اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف تھا۔

"باس ۔ کیا واقعی یہ وہی رممیس والا معبد ہی ہوگا"........ ٹائیگر نے کہا۔

"دیکھو۔ابھی تھوڑی دیر میں یہ بات سامنے آجائے گی"۔ عمران نے کہا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے تک انتظار کر کے عمران آگے بڑھا۔ٹائیگر بھی اس کے ساتھ تھا۔ عمران نے دروازے کے قریب رک کر ایک بار پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس نے جوزف اور جوانا کے ساتھ فریال اور مارگریٹ کو کھڑے دیکھا جبکہ ان کا ڈرائیور جیپ پر کہنی ٹکائے خاموش کھڑا ہوا تھا۔

"آؤ ٹائیگر"........ عمران نے کہا اور تیزی سے اس ٹوٹے ہوئے حصے سے اندر داخل ہو گیا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا۔ یہ ایک تنگ سی راہداری تھی جس کی دیواروں پر سرخ اور سیاہ رنگ کے عجیب وغریب نقوش موجود تھے۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی پنسل ٹارچ موجود تھی۔اس نے اس کا بٹن دبایا تو اس چھوٹی سی پنسل ٹارچ سے جیسے روشنی کا سیلاب سا امڈ آیا۔ہر طرف تیز روشنی پھیل گئی۔ عمران اس روشنی میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ فضا میں بھاری پن ابھی تک موجود تھا لیکن بہرحال وہ قابل برداشت تھا۔راہداری آگے جا کر ایک دروازے پر ختم ہو گئی۔دروازہ لکڑی کا بنا ہوا تھا اور بند تھا۔اس دروازے پر بھی سیاہ اور سرخ رنگ کے نقوش بنے ہوئے تھے۔ عمران نے دروازے کو دھکیلا تو چرچراہٹ کی عجیب سی آواز کے ساتھ ہی دروازہ اس طرح کھلتا چلا گیا جیسے اس کی

چولوں میں باقاعدہ گریس لگادی گئی ہو۔دوسری طرف ایک کافی بڑا ہال تھا جس کی دیواروں اور چھتوں پر گہرے سیاہ رنگ کا پینٹ کیا گیا تھا اور ان دیواروں پر سرخ رنگ سے عجیب شیطانی قسم کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ یہ تصویریں نہ انسانوں کی تھیں اور نہ جانوروں کی بلکہ ایسے لگتا تھا جیسے یہ کسی اور سیارے کی مخلوق کی تصویریں ہوں۔ درمیان میں ایک بڑا سا پلیٹ فارم سا بنا ہوا تھا۔ جس کے عین درمیان میں ایک صندوقچہ رکھا ہوا تھا۔اس صندوقچے کا رنگ بھی سیاہ تھا اور اس صندوقچے کے اوپر بھی گہرے سرخ رنگ کی چھوٹی چھوٹی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ بالکل ایسی ہی تصویریں جیسی دیواروں پر تھیں لیکن ان کا سائز بالکل چھوٹا تھا۔ پورے ہال میں اس صندوقچے کے علاوہ اور کوئی چیز نہ تھی۔ عمران تیزی اس صندوقچے کی طرف بڑھنے لگا۔

"باس ۔ احتیاط سے ۔یہاں لازماً کوئی نہ کوئی طلسم رکھا گیا ہوگا"........ ٹائیگر نے کہا اس کے لہجے میں ہلکی سی لرزش تھی اور عمران ایک جھٹکے سے مڑا۔اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"مسلمان ہو کر ایسے طلسموں سے ڈرتے ہو"........ عمران کا لہجہ کاٹ کھانے والا تھا۔

"مم ۔ مم ۔میں تو ایسے ہی کہہ رہا تھا باس"........ ٹائیگر نے عمران کو غصے میں دیکھ کر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آئندہ ایسی بات زبان پر نہ لانا اور نہ اس کا خیال دل میں رکھنا۔

مسلمان روشنی کا نمائندہ ہوتا ہے اور ہمارے پاس قرآن مجید کی صورت میں روشنی اور خیر کا اس قدر عظیم خزانہ موجود ہے کہ پوری کائنات کے اندھیرے مل کر بھی اس کے ایک حرف کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتے۔ مقدس آیات کا ورد تمام اندھیروں کو چاٹ جاتا ہے"...... عمران نے سمجھاتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر صندوقچے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر صندوقچے کو اٹھایا اور پھر ٹارچ کی روشنی میں اسے غور سے دیکھنے لگا۔ صندوقچہ چاروں طرف بند تھا۔ عمران نے اسے کھولنے کی کوشش شروع کر دی اور چند لمحوں بعد جیسے ہی اس نے ایک جگہ پر انگوٹھا رکھ کر دبایا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی صندوقچے کا ڈھکن خود بخود کھل گیا اور عمران کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔ صندوقچے کے اندر قدیم ترین دور کا ایک زیور موجود تھا جو سیاہ رنگ کی کسی دھات کا تھا یا پھر کسی دھات پر سیاہ رنگ کیا گیا تھا۔ یہ چوکور شکل کا تھا اور اس کے اندر ویسی ہی کسی عجیب سی مخلوق کی تصویر تھی۔ عمران اسے پہچانتا تھا۔ یہی رغمیس تھا۔ وہ زیور جو قدیم دور میں جادو کے کام آتا تھا۔ عمران نے صندوقچے کا ڈھکن بند کیا اور پھر تیزی سے واپس مڑا۔

"آؤ۔ کام ہو گیا ہے"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے چلتا ہوا اس دروازے کو کراس کرتے ہوئے اس راہداری میں سے گزر کر وہ دونوں آگے پیچھے اس دراڑ میں سے باہر آئے تو فریال، مارگریٹ، جوزف اور جوانا اکٹھے کھڑے ہوئے تھے۔ ان کی

نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"یہ کیسا صندوقچہ ہے عمران صاحب"...... فریال نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"اس میں ایک قدیم ترین زیور ہے اور میں اسے حکومت کے حوالے کروں گا تاکہ اس پر تفصیل سے ریسرچ ہو سکے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زیور۔ کیسا زیور۔ ذرا دکھائیں تو سہی"...... فریال نے انتہائی تجسس بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے صندوقچہ کھول دیا۔ فریال اور مارگریٹ دونوں نے جھک کر زیور کو دیکھا۔

"واہ۔ یہ تو بے حد خوبصورت ہے"...... فریال نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ زیور کی طرف انتہائی برق رفتاری سے بڑھا ہی تھا کہ عمران نے اس سے بھی زیادہ تیزی سے صندوقچہ بند کر دیا۔

"سوری مس فریال۔ آپ اسے صرف دیکھ سکتی ہیں۔ ہاتھ نہیں لگا سکتیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ جوزف اور جوانا کی طرف بڑھا۔

"جوزف۔ جیپ میں موجود بڑے پنجرے سے کبوتر لے آؤ۔ جلدی کرو"...... عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا تیزی سے جیپ کی طرف مڑا ہی تھا کہ فریال اور مارگریٹ دونوں یکلخت اچھل کر ایک طرف ہٹیں اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں کے ہاتھ جو کہ ان کی جیکٹوں کی جیبوں میں تھے باہر آئے ان دونوں کے ہاتھوں میں مشین

پسٹل تھے۔ ان دونوں کے چہروں کے رنگ یکلخت بدل گئے تھے۔ وہ
اب عورتوں کی بجائے بھوکی بلیاں سی لگ رہی تھیں۔
"خبردار۔ اگر حرکت کی تو گولیوں سے اڑا دوں گی"...... فریال
نے چیختے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا۔ اچانک
تڑتڑاہٹ کی تیز آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی فریال اور مارگریٹ
دونوں کے ہاتھوں سے مشین پسٹل نکل کر دور جا گرے اور وہ دونوں
چیختی ہوئی بے اختیار اپنے ہاتھوں کو جھٹکنے لگیں۔ یہ فائرنگ جوانا کی
طرف سے ہوئی تھی۔ لیکن ابھی تڑتڑاہٹ کی گونج ختم بھی نہ ہوئی تھی
کہ اچانک فضا ایک خوفناک اور شیطانی انداز کے نسوانی قہقہے سے
گونج اٹھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ قہقہہ ریت کے ایک ایک ذرے
سے نکل رہا ہو۔ اسی لمحے جیپ کے قریب کھڑے فریال اور مارگریٹ
کے ڈرائیور کے دونوں ہاتھ فضا میں اس طرح بلند ہوئے جیسے وہ ٹوٹ
کر گرتے ہوئے آسمان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے سنبھالنا چاہتا ہو اور
ابھی وہ سب اس قہقہے کے ابتدائی تاثر سے ہی نہ نکلے تھے کہ یکلخت
عمران کے ہاتھ میں موجود صندوقچہ اس کے ہاتھوں سے خود بخود نکل کر
فضا میں اڑتا ہوا سیدھا قاچار کے دونوں ہاتھوں پر جا کر ٹک گیا اور ایک
بار پھر فضا نسوانی شیطانی قہقہے سے گونج اٹھی۔
"ہا۔ ہا۔ ہا۔ رحمیس اب باکوری کے قبضے میں ہے۔ باکوری کے
اور باکوری اسے لے جا رہی ہے۔ ہا۔ ہا۔ ہا"...... قاچار کے منہ سے
اچانک بھیانک سی نسوانی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی نہ صرف

قاچار کا پورا جسم اس صندوقچے سمیت غائب ہو گیا بلکہ اسی لمحے ایک
انتہائی خوفناک کڑاکا ہوا۔ اس قدر خوفناک کڑاکا کہ جیسے آسمان ٹوٹ
کر ان پر گر پڑا ہو اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے قدموں
تلے اچانک انتہائی طاقتور سپرنگ نکل آئے ہوں۔ اس کا جسم فضا میں
اٹھتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی ہر طرف گہری تاریکی چھا گئی۔ عمران
کے منہ سے خود بخود مقدس آیات لاشعوری طور پر نکلنے لگیں۔ لیکن
ابھی اس کے منہ سے الفاظ ادا ہوئے ہی تھے کہ ایک اور کڑاکا ہوا اور
اس کے ساتھ ہی فضا میں اڑتے ہوئے اور بے اختیار ہاتھ پیر مارتے
ہوئے عمران کے ذہن پر سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی اور اس کے تمام
حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے اور پھر جس طرح سیاہ گھپ اندھیرے میں
جگنو چمکتا ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی جگنو سا چمکا اور روشنی
آہستہ آہستہ پھیلتی چلی گئی اور پھر جس طرح فلم چلتی ہے اس طرح
عمران کے ذہن کے پردے پر صندوقچہ معبد سے باہر لے آنے سے آخری
لمحوں تک کی فلم سی چلنے لگی اور عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل
گئیں۔ پہلے چند لمحوں تک وہ بے حس و حرکت پڑا رہا۔ اسے اوپر آسمان
صاف نظر آ رہا تھا۔ دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
اس کا جسم صحیح سلامت تھا۔ اس نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھا۔ اس
کے ساتھی ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ساتھ ساتھ فریال اور مارگریٹ
اور جیپ کا ڈرائیور قاچار بھی ساتھ پڑا ہوا تھا۔ عمران بجلی کی سی تیزی
سے ٹائیگر کی طرف بڑھا۔ ٹائیگر اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔ عمران نے

اسے سیدھا کیا اور اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ دوسرے لمحے اس کے سنسناتے ہوئے ذہن میں جیسے سکون بھر گیا۔ ٹائیگر صرف بے ہوش تھا۔ اس کی طرف سے اطمینان ہونے کے بعد اس نے جوزف اور جوانا کو چیک کیا۔ وہ دونوں بھی زندہ تھے لیکن بے ہوش تھے۔ ان کی طرف سے اطمینان ہونے کے بعد عمران فریال اور مارگریٹ کی طرف بڑھا جو اکٹھی ہی زمین پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑی ہوئی تھیں لیکن ان کے قریب جاتے ہی عمران بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔ وہ دونوں نہ صرف ہلاک ہو چکی تھیں بلکہ ان کی جسمانی حالت اس قدر خراب اور خستہ ہو رہی تھی کہ جیسے انہیں مرے ہوئے نجانے کتنا طویل عرصہ گزر گیا ہو۔ عمران کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے۔ ان کی لاشوں کی یہ حالت دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ فریال اور مارگریٹ کے جسموں پر جبوتی اور روما کا قبضہ تھا۔ اصل فریال اور مارگریٹ نجانے کب مر چکی تھیں اس لئے جیسے ہی ان بدروحوں نے ان کے جسموں پر سے قبضہ ختم کیا ان کے جسم طبعی طور پر اس حالت میں آگئے۔ عمران تیزی سے جیپ کی طرف بڑھا جہاں اسے قاچار کی لاش پڑی نظر آ رہی تھی۔ اس سارے کھیل میں اسے سب سے زیادہ حیرت قاچار کے کردار پر ہو رہی تھی۔ گو اسے یقین آگیا تھا کہ فریال اور مارگریٹ دونوں عام سی عورتیں تھیں لیکن پھر بھی وہ لاشعوری طور پر ان کی طرف سے پوری طرح محتاط تھا اور اس نے جوزف اور جوانا کو بھی محتاط رہنے کا اشارہ کر دیا تھا لیکن قاچار کے بارے میں تو اس کے وہم و گمان میں بھی

نہ تھا کہ وہ بھی اس کھیل میں شریک ہو گا۔ قاچار کا جسم کوئلے کی طرح سیاہ ہو رہا تھا حالانکہ وہ خاصا سرخ و سفید نوجوان تھا۔ صندوقچہ غائب ہو چکا تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور اپنی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیپ سے پانی کی دو بڑی چھاگلیں اٹھائیں اور واپس اپنے ساتھیوں کی طرف آگیا۔ پانی پلانے اور منہ پر پانی کے چھینٹے پڑنے سے ایک ایک کر کے اس کے تینوں ساتھی ہوش میں آگئے۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے باس"...... ٹائیگر نے ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فی الحال مکمل شکست ہو گئی ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ صندوقچہ۔ وہ رعمیس کہاں گیا ماسٹر"...... جوانا نے کہا۔

"وہ کوئی محترمہ باکوری لے اڑی ہے۔ دراصل اس سارے کھیل میں مجھ سے سب سے بڑی غلطی یہی ہوئی ہے کہ میں نے کسی تیسرے فریق کو یکسر نظر انداز کر دیا تھا۔ میں پروفیسر البرٹ کو مخالف فریق سمجھتا رہا اور شاید یہی غلطی پروفیسر البرٹ سے بھی ہوئی ہے۔ بہرحال اب رعمیس باکوری کے ہاتھ لگ گیا ہے اور اب دیکھنا یہ ہے کہ باکوری کون ہے اور اس نے کس مقصد کے لئے رعمیس حاصل کیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن ماسٹر۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ پروفیسر البرٹ اب زیادہ آسانی سے اس باکوری سے وہ زیور حاصل کر لے"...... جوانا نے کہا۔

"ہاں ۔ ایسا بھی ممکن ہے ۔ بہرحال اس کے لئے ہمیں دوبارہ ابو احسان سے ملنا ہوگا ۔ جبوتی اور روما کے فریال اور مارگریٹ کے جسموں کو چھوڑ کر چلے جانے سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اب باکوری کے پیچھے گئی ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔

پروفیسر البرٹ کی آنکھیں شعلے اگل رہی تھیں ۔ اس کے چہرے کے عضلات اس بری طرح پھڑک رہے تھے جیسے اس کے چہرے پر رعشہ کی بیماری نے اثر ڈالا ہو ۔ وہ اس وقت ایک چھوٹے سے کمرے میں سیاہ رنگ کی دری پر آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا ۔ کمرے میں سرخ رنگ کا کم پاور کا بلب جل رہا تھا ۔ کمرے کی دیواروں پر سیاہی مائل سرخ رنگ کا پینٹ کیا گیا تھا ۔ سامنے دو عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں لیکن ان کے جسم کے خدوخال واضح نہ تھے اور نہ ہی چہرے کے نقوش واضح طور پر نظر آ رہے تھے ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ گوشت پوست اور ہڈیوں کی بجائے دھوئیں کی بنی ہوئی ہوں ۔

"وہ ۔ وہ باکوری روحیں لے گئی اور تم دونوں کچھ بھی نہ کر سکیں تم جبوتی ۔ جسے میں نے پجاری بنا دیا تھا ۔ تم سے کچھ بھی نہ ہو سکا"...... یکلخت پروفیسر البرٹ نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے لہجے

میں کہا۔

"پروفیسر۔ہمارا منصوبہ مکمل تھا۔ہم عمران اور اس کے ساتھیوں پر غلبہ حاصل کر لیتیں۔ہم انہیں گولیوں سے اڑا دیتیں۔ہم رعمیس والا صندوقچہ لے آتیں لیکن اچانک ہمارے ڈرائیور قاچار نے عمران کے ہاتھوں سے صندوقچہ حاصل کر لیا اور اس کے ساتھ ہی ہمیں یوں محسوس ہوا جیسے ہماری روحیں کسی گوند کی بنی ہوئی دلدل میں اترتی چلی جا رہی ہوں۔ہم نے وہاں سے نکلنے کی بے حد کوشش کی لیکن بے سود۔پھر جب ہمیں وہاں سے رہائی ملی تو ہم یہاں آپ کے سامنے تھیں"...... جبوتی نے شکست خوردہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس باکوری نے انتہائی ہولناک کھیل کھیلا ہے۔اس نے اپنے آپ کو تم پر بھی ظاہر نہیں ہونے دیا۔اس نے اپنے آپ کو تمہارے ڈرائیور قاچار کی روح کے قالب میں چھپا لیا تھا اور تم اسے پہچان ہی نہ سکیں اور جب اس نے دیکھا کہ عمران نے رعمیس معبد کھول لیا ہے تو اس نے اچانک وار کیا۔تم دونوں کی روحوں کو اس نے اگاسی دلدل میں پھینک دیا اور قاچار کے ذریعے وہ صندوقچہ واپس معبد میں پہنچایا اور پھر قاچار کا خاتمہ کر کے وہ رعمیس لے اڑی۔اس طرح تم دونوں ہی ناکام ہو گئیں اور عمران بھی۔اور کامیابی باکوری کے حصے میں آئی"...... پروفیسر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"پروفیسر اگر آپ کو علم تھا کہ قاچار کے قالب میں باکوری کی چھپی

ہوئی ہے تو آپ ہمیں تو اطلاع کر دیتے"...... جبوتی نے کہا۔

"میں تمہیں پچھتاری بنا کر مطمئن ہو گیا تھا۔مجھے یقین تھا کہ پچھتاری بننے کے بعد تم میں لامحدود قوتیں آ گئی ہیں۔اس لئے اب تم کسی سے مار نہ کھا سکو گی لیکن تم نے عین آخری لمحات میں اپنی قوتوں کو استعمال ہی نہیں کیا۔تم نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر فائر کھول دیا۔حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ لوگ ان معاملات میں بے حد ماہر ہیں۔یہ تو مجھے اس وقت علم ہوا جب تمہاری روحیں اگاسی دلدل میں پھنس چکی تھیں۔تب میں نے سب کچھ دیکھا۔لیکن اس وقت تک باکوری رعمیس حاصل کر کے واپس جا چکی تھی اور اب اس سے ہم تو ہم۔وہ عمران اور اس کے ساتھی بھی رعمیس کسی طرح حاصل نہیں کر سکتے۔اس طرح میرا تمام منصوبہ ہی ختم ہو کر رہ گیا ہے۔اب مجھے اس منصوبے کو ختم کر کے کچھ اور سوچنا پڑے گا۔میں نے تمہیں اگاسی دلدل سے رہائی دلا دی ہے۔میرا دل تو چاہتا تھا کہ تمہیں اس ناکامی کی عبرت ناک سزا دوں لیکن میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں اس سلسلے میں کوئی سزا نہ دی جائے۔اصل غلطی میری تھی۔میں نے چھوٹی طاقتوں پر اعتماد کیا تھا۔مجھے خود اس منصوبے پر عمل کرنا چاہئے تھا"...... پروفیسر نے کہا۔اب اس کا لہجہ خاصا نارمل ہو چکا تھا۔

"پروفیسر۔دراصل آپ نے ہمیں خوفزدہ کر دیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر بلیک ورلڈ کا کوئی حربہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اس لئے میں نے ان پر بلیک ورلڈ کا کوئی حربہ استعمال نہیں کیا تھا اور انہیں عام آدمیوں کی طرح مارنے کی کوشش کی تھی ۔ باکوری کی روح کی وہاں موجودگی کا تو ہمیں خیال تک نہ تھا اور اب آپ نے بتایا ہے کہ باکوری نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر قابو پالیا تھا ۔ اس کا مطلب ہے کہ ان پر شیطانی طاقتیں استعمال کی جا سکتی تھیں ۔ وہ اتنے طاقتور نہیں ہیں ۔ جتنا آپ نے ہمیں بتایا تھا "...... جبوتی نے قدرے تلخ لہجے میں کہا ۔

" باکوری شیطانی نظام کے ایک اور شعبے کی انچارج ہے ۔ اس کی طاقتیں ہم سے مختلف ہیں ۔ اس کے باوجود باکوری اس عمران کو ہلاک کر دینے میں ناکام رہی ہے اس نے انہیں صرف بے ہوش کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے لیکن اب یہ ہوگا کہ عمران اور اس کے ساتھی باکوری کے پیچھے لگ جائیں گے اور پھر باکوری کو معلوم ہوگا کہ یہ کس روشنی کے نمائندے ہیں "...... پروفیسر نے کہا ۔

" لیکن پروفیسر ہم باکوری کے خلاف حرکت میں نہیں آسکتے ۔ کیا ہم اس سے رعمیس حاصل نہیں کر سکتے " ۔ جبوتی نے کہا ۔

" نہیں وہ بھی بلیک ورلڈ کی ایک بڑی طاقت ہے اور جس طرح میں شیطان کا نائب ہوں اسی طرح وہ بھی شیطان کی نائب ہے ۔ فرق یہ ہے کہ وہ پانی کے شعبے سے تعلق رکھتی ہے جبکہ میرا تعلق زمین سے ہے "...... پروفیسر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" پروفیسر ۔ میں باکوری سے اپنی شکست کا انتقام لے لینا چاہتی

ہوں اور اس سے رعمیس بھی حاصل کرنا چاہتی ہوں "...... جبوتی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا ۔

" تم اس سے براہ راست ٹکرا نہیں سکتیں پجناری ۔ اس سے رعمیس حاصل کرنے کی صرف ایک صورت ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ عمران کو استعمال کیا جائے اور میں نے دیکھ لیا ہے کہ عمران تمہارے بس کا روگ نہیں ہے "...... پروفیسر نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" کچھ سوچو پروفیسر ۔ تم شیطان کے نائب ہو ۔ سوچو اور مجھے بتاؤ کہ میں کس طرح عمران اور باکوری دونوں سے انتقام لے سکتی ہوں ۔ ورنہ دوسری صورت میں حتمی فیصلہ میں نے کر لیا ہے کہ مجھے پھر اماوس کی رات کو اپنے آپ کو جلا لینا چاہئے "...... جبوتی نے کہا ۔

" اوہ نہیں پجناری ۔ ایسی بات مت سوچو ۔ بلیک ورلڈ میں تمہاری بے پناہ اہمیت ہے ۔ میں تمہیں کسی صورت بھی گنوانا نہیں چاہتا ۔ بہرحال مجھے سوچنے دو کہ اس عمران کو کس طرح استعمال کیا جا سکتا ہے " ۔ پروفیسر نے کہا ۔

" سوچو پروفیسر ۔ ضرور سوچو " ۔ جبوتی نے کہا اور پروفیسر نے آنکھیں بند کر لیں ۔ کمرے میں مکمل سکوت سا چھا گیا ۔ تھوڑی دیر بعد پروفیسر نے آنکھیں کھولیں تو اس کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی ابھر آئی تھی ۔

" میں نے ترکیب سوچ لی ہے ۔ سنو ۔ عمران ایک عورت جولیا کو پسند کرتا ہے ۔ وہ اس کی ساتھی ہے ۔ تم اپنی قوتوں سے کام لے کر

اس جولیا کو پاکیشیا سے اغوا کر کے سوجاری کے تہہ خانوں میں قید کر دو اور اس عمران کو کہہ دو کہ اسے جولیا اسی صورت میں مل سکتی ہے کہ جب وہ باکوری سے رعمیس حاصل کر کے تمہارے حوالے کر دے ورنہ جولیا کو عبرت ناک انداز میں ہلاک کر دیا جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ جولیا کو بچانے کے لئے وہ تمہاری بات ماننے پر مجبور ہو جائے گا"...... پروفیسر نے کہا تو جبوتی بے اختیار اچھل پڑی۔

"تم نے اچھی تجویز سوچی ہے پروفیسر۔ میں یہ کام انتہائی آسانی سے کر سکتی ہوں۔ انتہائی آسانی سے اور اب میں دیکھوں گی کہ عمران میرے سامنے کیسے نہیں جھکتا۔ تم مجھے اجازت دو پروفیسر"۔ جبوتی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں اور تمہیں شیطان کی پناہ میں دیتا ہوں۔ جاؤ اور عمران کو مجبور کر کے باکوری سے رعمیس حاصل کرو تاکہ لاہوشا کی روح کو رعمیس کی مدد سے تسخیر کر کے مشن مکمل کیا جا سکے جاؤ"...... پروفیسر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا ہاتھ اٹھا کر لہرایا تو جبوتی اور ردما کا دھواں دھواں جسم یکلخت غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی کمرے میں جلتا ہوا سرخ رنگ کا بلب یکلخت تیز ہو گیا اور پروفیسر ایک طویل سانس لیتا ہوا اس دری سے اٹھا اور ایک سائیڈ پر بنے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے اطمینان کی جھلکیاں نمایاں تھیں جیسے اسے یقین ہو کہ اس کا یہ نیا منصوبہ ہر صورت میں کامیاب رہے گا۔

جوزف کے سامنے درسناک درخت کے خشک پتوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ وہ اس ڈھیر کے سامنے آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا ڈھیر میں سے دھوئیں کی لکیر نکل کر اوپر آسمان کی طرف جا رہی تھی۔ یہ عمران کی رہائش گاہ کا لان تھا۔ عمران، ٹائیگر اور جوانا تینوں جوزف سے کچھ پیچھے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی نظریں اس دھوئیں پر جمی ہوئی تھیں۔

"کوٹو۔ جوزف تمہیں بلا رہا ہے۔ کوٹو۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ جب بھی میں تمہیں بلاؤں گا۔ تم آؤ گے۔ میں تمہیں بلا رہا ہوں۔ عظیم کوٹو۔ میرے پاس آؤ کوٹو"...... جوزف مسلسل بڑبڑائے چلا جا رہا تھا اور پھر اچانک پتوں میں سے آگ کا شعلہ سا بھڑکا اور اس کے ساتھ ہی دھوئیں نے یکلخت رنگ بدلا اور پھر وہ جوزف کے جسم کے گرد پھیلتا چلا گیا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیز رفتاری سے ہوا کہ پلک

جھپکنے میں جوزف اس دھوئیں میں غائب ہو گیا لیکن صرف اتنے وقت کے لئے جتنے وقت میں پلک جھپکتی ہے۔ دوسرے ہی لمحے دھواں غائب ہو چکا تھا اور اب پتے دھڑا دھڑ جل رہے تھے۔ انہوں نے آگ پکڑ لی تھی۔

"وچ ڈاکٹر کوٹو نے مجھے بتا دیا ہے باس کہ باکوری سے کس طرح رعمیس حاصل کیا جا سکتا ہے"...... اچانک جوزف نے اٹھ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"کیا نسخہ بتایا ہے اس دھوئیں نے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ وچ ڈاکٹر کوٹو نے بتایا ہے کہ باکوری ایک شیطانی طاقت ہے اس سے رعمیس حاصل کرنے کے لئے زوالا دیوتا کے معبد میں دو سیاہ مینڈھوں کی قربانی دینی پڑے گی۔ ان مینڈھوں کے خون کو جب کراسکا جھیل کے کناروں پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے پتھروں پر ڈالا جائے گا تو ان پتھروں پر سے سرخ دھواں نکلے گا اور یہ دھواں باکوری کو قید کر کے یہاں لے آئے گا اور ہم اس سے رعمیس حاصل کر لیں گے"...... جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہارے وچ ڈاکٹر کوٹو نے خواہ مخواہ زوالا دیوتا کے معبد کی شرط لگا دی ہے ورنہ سیاہ مینڈھے تو یہاں بھی موجود تھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہاں۔ اوہ کہاں ہیں۔ یہاں تو"...... جوزف نے حیرت سے

ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اور جوانا دونوں ہنس پڑے۔

"میرے خیال میں ماسٹر۔ ایک ہی مینڈھا کافی رہے گا"...... جوانا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"باس۔ اسے کہہ دو کہ وچ ڈاکٹر کوٹو کا مذاق اڑانے والے عبرت ناک سزا کے مستحق ہو جاتے ہیں"...... جوزف نے غصے سے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں کب کسی وچ ڈاکٹر کا مذاق اڑا رہا ہوں"...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف کا چہرہ غصے سے کئی رنگ بدلنے لگا۔

"اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ اب ہمارا آئندہ پلان کیا ہو گا"۔ اچانک ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ شاید موضوع بدلنا چاہتا تھا۔

"آئندہ پلان کا انحصار تو اس باکوری کے بارے میں جاننے کا ہے۔ جو اچانک درمیان میں ٹپک پڑی اور اس کے لئے ہمیں ایک بار پھر ابو احسان کی خدمات حاصل کرنا پڑیں گی۔ اوہ ہاں۔ اسے فون بھی تو کیا جا سکتا ہے۔ مجھے اس کا فون نمبر یاد ہے"...... عمران نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا۔ اور پھر سائیڈ پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک ساتھ والے کمرے سے تیز سیٹی کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور عمران کے ساتھ ساتھ سب لوگ بے اختیار اچھل پڑے۔

"ٹرانسمیٹر کال۔ ٹرانسمیٹر لے آؤ جوانا"...... عمران نے چونک کر کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر

بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر موجود تھا۔
سیٹی کی تیز آواز اسی ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی۔ عمران نے ٹرانسمیٹر لے
کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ایکسٹو کالنگ۔ اوور"...... بٹن آن کرتے ہی ایکسٹو
کی مخصوص آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے
تصور میں بھی نہ تھا کہ اس طرح اچانک ایکسٹو کی کال بھی آ سکتی ہے۔

"یس۔ علی عمران اٹنڈنگ۔ اوور"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے
میں کہا کیونکہ ٹائیگر ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا۔

"مس جولیا کو اس کے فلیٹ سے انتہائی پراسرار طور پر اغوا کر لیا گیا
ہے اور اس کے فلیٹ سے ایک کاغذ ملا ہے جس پر لکھا گیا ہے کہ یہ
اغوا بلیک ورلڈ کی طرف سے جبوتی نے کیا ہے اور اگر عمران نے
لاہوشا کی روح سے رگمیس کو حاصل کر کے جبوتی کے حوالے نہ کیا تو
جولیا کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ اوور"...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی
سرد آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ اس کاغذ پر جو الفاظ لکھے گئے ہیں پلیز وہ لفظ بلفظ دوہرائیں۔
یہ انتہائی ضروری ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"سنو۔ کاغذ کے اوپر ایک لفظ بطور عنوان لکھا ہوا ہے۔ انتہائی
ضروری پیغام اور نیچے عبارت اس طرح لکھی گئی ہے۔ بلیک ورلڈ کی
پجاری جبوتی کی طرف سے علی عمران کو انتہائی ضروری پیغام دیا جاتا
ہے کہ اس کی دوست جولیا۔ بلیک ورلڈ کی قید میں آ چکی ہے۔ اسے

بلیک ورلڈ نے اغوا کر کے ایسی جگہ قید کر دیا ہے جہاں سے اسے کسی
صورت بھی زندہ یا مردہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ سوائے پجاری جبوتی
کی اجازت کے۔ اگر عمران اپنی دوست جولیا کو زندہ اور صحیح سلامت
واپس حاصل کرنا چاہتا ہے تو ایک ہفتے کے اندر اندر وہ باکوری سے
رگمیس حاصل کر کے اسے درست حالت میں بلیک ورلڈ کے حوالے
کر دے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا اور ایک ہفتہ گزر گیا تو جولیا کو انتہائی
عبرت ناک موت مار دیا جائے گا۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایکسٹو
نے پیغام کو لفظ بلفظ پڑھتے ہوئے کہا۔

"یہ واقعہ کب ہوا ہے۔ اوور"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے
میں پوچھا۔

"نصف گھنٹہ پہلے صفدر نے کسی کام کے لئے جولیا کو فون کیا تو
وہاں گھنٹی بجتی رہی۔ حالانکہ صفدر کو اس نے خود ہی اس وقت فون
کرنے کے لئے کہا تھا۔ چنانچہ صفدر فلیٹ پر خود گیا تو فلیٹ کا دروازہ
کھلا ہوا تھا۔ جولیا غائب تھی اور یہ کاغذ وہاں موجود تھا۔ صفدر نے مجھے
فون کیا تو میں نے اس سے وہ کاغذ منگوا لیا۔ اوور"...... ایکسٹو نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ ممبرز کے ذریعے اس اغوا کا سراغ لگائیں۔ ہو سکتا ہے یہ سب
کچھ ڈاج کے طور پر لکھا گیا ہو۔ بہر حال میں اس معاملے میں فوری کام
شروع کر دوں گا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے ایکسٹو نے بغیر کسی

تبصرے کے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا اور اسے واپس جوانا کی طرف بڑھا دیا۔

"تو بلیک ورلڈ اپنی شیطانی حرکتوں پر اب اتر ہی آئی ہے"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ساتھ پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ابو احسان بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ابو احسان کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں ابو احسان صاحب۔ آپ سے انتہائی ضروری باتیں کرنا ہیں بلیک ورلڈ کے سلسلے میں۔ کیا ہم آپ کے پاس آئیں یا آپ ہمارے پاس آسکتے ہیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جیسے آپ کہیں عمران صاحب۔ ویسے میرے خیال میں بہتر یہی ہے کہ آپ میرے پاس تشریف لے آئیں کیونکہ یہاں میں نے ایک خاص کمرہ بنایا ہوا ہے بلیک ورلڈ کے لئے"...... ابو احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آرہا ہوں"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم سب میرے ساتھ آؤ۔ اب معاملہ عام حد سے بڑھ چکا ہے۔

اس لئے بلیک ورلڈ اب تم میں سے کسی پر بھی وار کر سکتی ہے"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن دروازے کے قریب پہنچ کر وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔

"ایک منٹ بیٹھو۔ میرے خیال میں اب کھلی جنگ کا آغاز ہو چکا ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ اب ہم اپنے تحفظ کا بندوبست کر لیں"...... عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"کیسا تحفظ۔ آپ کا مطلب اسلحے سے ہے۔ وہ تو ہے ہمارے پاس"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"جس تحفظ کی میں بات کر رہا ہوں اس کے سامنے دنیا کا کوئی اسلحہ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ تم بیٹھو میں ابھی آرہا ہوں"...... عمران نے کہا اور تیزی سے سائیڈ پر موجود باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ باتھ روم میں پہنچ کر اس نے جوتے اتارے باتھ روم سلیپر پہنے اور پھر وضو کر کے وہ اسی طرح سلیپر پہنے باتھ روم سے باہر آگیا۔ رومال جیب سے نکال کر سر پر باندھا اور ایک سائیڈ پر موجود الماری کھول کر اس نے اس میں سے ایک کاغذ نکالا اور کوٹ کی جیب سے قلم لے کر وہ میز کے پیچھے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھی خاموش بیٹھے رہے۔ عمران نے کاغذ کو چار برابر ٹکڑوں میں تقسیم کیا اور پھر قلم کھول کر وہ ان کاغذ کے ٹکڑوں پر لکھنے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے قلم بند کر کے جیب میں رکھا اور چاروں کاغذوں کو علیحدہ علیحدہ تہہ کرنا شروع کر دیا پھر اس نے ایک کاغذ اپنے کوٹ کی جیب میں رکھا اور باقی تہہ

شدہ کاغذ اس نے ایک ایک کاغذ ٹائیگر ۔ جوزف اور جوانا کو دے دیا۔

"اسے اپنی اپنی جیب میں رکھ لو۔ اس کی موجودگی میں بلیک ورلڈ کا کوئی حربہ تم پر اثر انداز نہ ہو سکے گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے رومال سر سے اتار کر تہہ کر کے جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"اس پر کیا لکھا ہوا ہے ماسٹر"۔۔۔۔۔ جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس پر عظیم مقدس کتاب قرآن مجید کے حروف مقطعات لکھے ہوئے ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک ایک تہہ شدہ کاغذ اپنی اپنی جیبوں میں رکھ لئے ۔ کیونکہ ایک بار پہلے بھی ایک کیس کے دوران وہ حروف مقطعات کی برکتیں دیکھ چکے تھے اس لئے ان میں سے کسی نے بھی اس بارے میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ سمجھی تھی۔

"میں جوتے پہن لوں ۔ تم چلو کار میں بیٹھو"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور دوبارہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ جوتے پہن کر کمرے سے نکل کر باہر پورچ میں پہنچ گیا اور تھوڑی دیر بعد کار تیزی سے ابو احسان کی رہائش گاہ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی ۔ ابو احسان ان کا منتظر تھا۔ سلام دعا کے بعد ابو احسان نے ہی گفتگو کا آغاز کیا۔

"اب فرمایئے عمران صاحب ۔ آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔۔ ابو احسان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہلے آپ کو سابقہ حالات بتا دوں ۔ اس کے بعد آگے کی بات

کریں گے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو ابو احسان چونک پڑا۔

"سابقہ حالات ۔ کیا مطلب"۔۔۔۔۔ ابو احسان نے چونکتے ہوئے کہا اور عمران نے اسے الابر صحرا میں جانے سے لے کر واپسی تک سارے حالات و واقعات بتا دیئے ۔ ابو احسان انتہائی حیرت بھرے انداز میں یہ سب کچھ سنتا رہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ تو آپ اس معبد کو کھولنے اور وہاں سے رگمیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن آپ کو اسے فوراً ضائع کر دینا چاہئے تھا"۔۔۔۔۔ ابو احسان نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"انسان ہوں ۔ غلطی ہو جاتی ہے ۔۔۔۔۔ دراصل فریال اور مارگریٹ کے بارے میں پوری طرح مجھے یقین نہ تھا کہ یہ جبوتی اور روما ہیں یا نہیں ۔ ویسے میں نے اپنے ساتھیوں کو محتاط رہنے کا اشارہ کر دیا تھا لیکن اصل بات یہ ہوئی کہ مجھے خیال تک نہ تھا کہ کوئی اور قوت باکوری اس کھیل میں ٹپک پڑے گی اور بس اس چکر میں بازی الٹ گئی ۔ اب رگمیں اس کے قبضے میں ہے ۔ میرے ساتھ ساتھ اس کے مقابلے میں پروفیسر البرٹ بھی ناکام رہا ہے لیکن اب پروفیسر البرٹ نے ایک اور حربہ استعمال کیا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کونسا حربہ"۔۔۔۔۔ ابو احسان نے چونک کر پوچھا۔

"پاکیشیا میں میری ساتھی ہے مس جولیانا فٹزواٹر ۔ اسے پراسرار انداز میں اغوا کر لیا گیا ہے اور وہاں ایک رقعہ چھوڑا گیا ہے"۔۔۔۔۔

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رقعہ میں درج عبارت کی پوری تفصیل بتادی۔

"یہ واقعی خطرناک بات ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بلیک ورلڈ اب مکمل طور پر اپنے مخصوص حربوں پر اتر آئی ہے۔ مجھے اس بارے میں معلوم کرنا پڑے گا کہ اصل واقعات کیا ہیں۔ آپ مجھے کچھ دیر کے لئے اجازت دیں تو میں معلوم کرتا ہوں"...... ابو احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو آپ کے پاس آئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ابو احسان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"باس۔ ہمیں بلیک ورلڈ پر کوئی ایسا حربہ اختیار کرنا چاہئے کہ یہ طاقتیں مکمل طور پر پسپا ہو جائیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ میں بھی اسی انداز میں سوچ رہا ہوں۔ اب ہمیں ان سے واقعی کسی خاص انداز میں نمٹنا پڑے گا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور پھر تقریباً پون گھنٹے بعد ابو احسان واپس کمرے میں داخل ہوا تو وہ بے حد تھکا ہوا سا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا رنگ زرد پڑا ہوا تھا اور آنکھیں کافی حد تک اندر کو دھنسی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

"کیا ہوا۔ آپ کی یہ کیا حالت ہو رہی ہے"...... عمران نے چونک کر قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی خاص بات نہیں ہے عمران صاحب۔ مجھے دراصل بہت دور تک جانا پڑا ہے۔ ابھی نارمل ہو جاؤں گا"...... ابو احسان نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"عمران صاحب۔ آپ کو جو اطلاع دی گئی ہے وہ درست ہے اور یہ سارا منصوبہ اس پروفیسر البرٹ کا بنایا ہوا ہے۔ اس پر عمل جبوتی جس کا عہدہ اب بختاری ہو چکا ہے اور اس کی نائب روما سے کرایا ہے۔ پروفیسر نے ان سے کہا ہے کہ آپ مس جولیا کو بے حد پسند کرتے ہیں اس لئے اگر جولیا کو اغوا کرا لیا جائے تو آپ کو مجبور کیا جا سکتا ہے کہ آپ باکوری سے رغمیس حاصل کر کے انہیں دے دیں۔ آپ سے وہ خوفزدہ ہیں اس لئے انہوں نے یہ حربہ اختیار کیا ہے۔ ویسے بلیک ورلڈ حتمی طور پر اس نتیجے پر پہنچ چکی ہے کہ رغمیس کو بہرحال باکوری سے آپ ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ پروفیسر البرٹ اسے حاصل نہیں کر سکتا"...... ابو احسان نے کہا۔

"جولیا کو کہاں رکھا گیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"عمران صاحب۔ بلیک ورلڈ کے ہزاروں خفیہ شیطانی مقامات ہیں۔ نجانے اسے کہاں رکھا گیا ہو گا۔ اس بارے میں وہ بختاری خود جانتی ہو گی یا پروفیسر"...... ابو احسان نے جواب دیا۔

"کیا کوئی ایسا ذریعہ ہو سکتا ہے کہ جولیا سے میری بات ہو سکے۔ فون پر یا کسی اور ذریعے سے"...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا تو ابو احسان بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ ہاں۔ ایسا ہو تو سکتا ہے لیکن "........ ابو احسان بات کرتے کرتے رک گیا۔

"لیکن کیا۔ کھل کر بات کریں"........ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اصل بات یہ ہے کہ پختاری بہت طاقتور بد روح ہے۔ جولیا براہ راست اس کے قبضے میں ہے اس لئے اگر بات بھی ہو گی تو پختاری کے ذریعے۔ ورنہ تو کوئی لفظ جولیا کے کانوں تک نہیں پہنچ سکتا اور پختاری ظاہر ہے ایسا نہ چاہے گی"........ ابو احسان نے کہا۔

"کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ اس پختاری، روما اور پروفیسر تک میں پہنچ سکوں"........ عمران نے کہا۔

"ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ آپ باکوری سے رمّیس حاصل کریں اور پھر ان تینوں کو مجبور کر دیں کہ وہ تینوں اکٹھے ہو کر آپ سے وہ رمّیس لے سکتے ہیں۔ شاید اس طرح وہ مجبور ہو جائیں"۔ ابو احسان نے کہا۔

"لیکن پختاری نے ایک ہفتے کی مہلت کیوں دی ہے۔ ایک ہفتے میں کیسے باکوری سے رمّیس حاصل کیا جا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اگر پروفیسر شاوانی چاہیں تو مجھے یقین ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں کوئی امداد کرنے سے یکسر انکار کر دیں"۔ ابو احسان نے کہا۔

"پروفیسر شاوانی۔ وہ کون ہیں"........ عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں سے چار پانچ سو کلو میٹر دور ایک شہر ہے طلاکل۔ اس شہر میں ایک صاحب رہتے ہیں جو وہاں کے ایک کالج میں پہلے پرنسپل تھے اور اب ریٹائر ہو چکے ہیں۔ ان کا نام پروفیسر شاوانی ہے۔ پروفیسر شاوانی بظاہر تو عام سے آدمی ہیں لیکن انہوں نے روحوں کے بارے میں کوئی خاص عمل کیا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کا روحوں کی دنیا سے خاص تعلق ہے لیکن وہ اسے ظاہر نہیں کرتے اور نہ اس سے کوئی ذاتی فائدہ اٹھاتے ہیں مجھے یقین ہے کہ اگر وہ آپ کی مدد پر آمادہ ہو جائیں تو وہ بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ وہ بہت بڑی روحانی شخصیت ہیں"........ ابو احسان نے کہا۔

"لیکن آپ نے پہلے تو پروفیسر شاوانی کا حوالہ نہیں دیا تھا"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے کی بات اور تھی۔ پہلے جس معبد میں رمّیس معبد موجود تھا وہاں سے کوئی بھی اسے حاصل نہ کر سکتا تھا۔ لیکن جب آپ نے اس معبد کو کھول کر اس کو ہاتھ لگا لیا تو پھر باکوری کو اسے حاصل کرنے کا اختیار حاصل ہو گیا اور اب رمّیس باکوری کے قبضے میں ہے"۔ ابو احسان نے کہا۔

"کیا پروفیسر شاوانی کی رہائش گاہ پر فون ہے"........ عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ وہ انتہائی سادہ زندگی گزارتے ہیں۔ انہوں نے شادی بھی نہیں کی۔ دو خاندانی ملازموں کے ساتھ اکیلے رہتے ہیں۔ عام طور پر

کسی سے ملتے جلتے بھی نہیں۔ سوائے خاص خاص لوگوں کے"۔ ابو احسان نے جواب دیا۔

"کیا وہ ہم سے ملنے پر رضا مند ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"وہ میرے مہربان ہیں اور سچ پوچھیں تو بلیک ورلڈ سے نکلنے میں انہوں نے ہی میری بے پناہ مدد کی ہے۔ انتہائی نیک اور دیندار آدمی ہیں۔ اس لئے اگر آپ کہیں تو میں آپ کے ساتھ چلنے پر تیار ہوں"۔ ابو احسان نے کہا۔

"کیا کار میں جانا ہو گا"...... عمران نے پوچھا۔

"یہاں سے ہیلی کاپٹر چارٹرڈ سروس مل جاتی ہے۔ اگر آپ فوری طور پر پہنچنا چاہیں تو ہیلی کاپٹر بک کرایا جا سکتا ہے"...... ابو احسان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک ہیلی کاپٹر کا فوری انتظام کر دیں۔ اس کے اخراجات میں ادا کروں گا"...... عمران نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ آپ جیسی عظیم شخصیت کی خدمت کر کے مجھے بے حد مسرت ہو گی۔ میں ابھی کرتا ہوں انتظام۔ ہیلی کاپٹر یہیں پہنچ جائے گا"...... ابو احسان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کیسے عظیم شخصیت بن گیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جس سے بلیک ورلڈ اس طرح خوفزدہ ہو۔ وہ عظیم شخصیت نہ ہو گی تو اور کون ہو گی"...... ابو احسان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے اور پھر تقریباً دو گھنٹے بعد وہ ایک متوسط طبقے کی کالونی کے ایک کوٹھی نما مکان کے سادہ سے ڈرائینگ روم میں موجود تھے۔ یہ پروفیسر شادانی کی رہائش گاہ تھی۔ پروفیسر شادانی گھر پر موجود نہ تھے وہ کسی کام کے لئے نزدیکی قصبے گئے ہوئے تھے لیکن ان کے ملازم چونکہ ابو احسان کو پہچانتے تھے اس لئے انہوں نے ان سب کو ڈرائینگ روم میں بٹھا دیا تھا۔ یہ ڈرائینگ روم کیا تھا بس چند عام سی کرسیاں اور درمیان میں ایک گول قدیم دور کی میز تھی سب کچھ سادہ ہونے کے باوجود انتہائی صاف ستھرا تھا۔ ڈرائینگ روم میں ایک بڑی سی تصویر لگی ہوئی تھی۔ عمران اٹھ کر اس تصویر کی طرف بڑھ گیا۔ تصویر ایک بچے کی تھی جس کے چہرے پر شدید ترین خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ اچانک اپنے سامنے کسی بھوت کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا ہو۔ بچے کے چہرے پر خوف کے اس قدر حقیقی تاثرات تھے کہ عمران بے اختیار مصور کی مہارت کو داد دینے پر مجبور ہو گیا۔ ابھی وہ تصویر کو دیکھ ہی رہا تھا کہ باہر سے کار کی آواز سنائی دی اور عمران تیزی سے واپس مڑ آیا۔

"پروفیسر صاحب آ گئے ہیں۔ یہ ان کی پرانی سی کار کی مخصوص آواز ہے"...... ابو احسان نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک خاصی عمر کا آدمی اندر داخل ہوا جس کا جسم دبلا پتلا تھا لیکن چہرہ چوڑا اور باوقار تھا۔ اس کے

سر پر چار کونوں والی کسی موٹے کپڑے کی ٹوپی تھی۔ اس کے بالوں میں سفیدی کافی سے زیادہ جھلک رہی تھی۔ آنکھوں میں ذہانت کی چمک تھی۔

"السلام علیکم پروفیسر صاحب۔ بغیر اطلاع آنے کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ یہ میرے مہمان ہیں ان کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ یہ علی عمران صاحب ہیں۔ یہ ان کے ساتھی عبدالعلی ہیں اور یہ جوزف اور جوانا ہیں"...... ابو احسان نے کھڑے ہو کر باقاعدہ سلام کرتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"تم نے پورا تعارف نہیں کرایا ابو احسان"...... پروفیسر نے سلام کا جواب دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"پورا تعارف تو یہی ہے"...... ابو احسان نے حیران ہو کر کہا۔

"نہیں۔ ان کا پورا تعارف ہے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)۔ کیوں عمران صاحب۔ میں درست کہہ رہا ہوں ناں"۔ پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"اللہ آپ کا بھلا کرے جناب۔ اس پوری دنیا میں آپ واحد شخص ہیں جنہوں نے میری ڈگریوں کی قدر کی ہے۔ ورنہ تو جب میں اپنی ڈگریاں کسی کو بتاتا ہوں تو لوگ اس طرح مجھے دیکھتے ہیں جیسے میں نے ڈگریاں کسی کباڑیئے سے خریدی ہوں"...... عمران نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں

مصافحہ کیا۔ پروفیسر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے اور ابو احسان حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔

"اوہ عمران صاحب۔ کیا واقعی"...... ابو احسان نے کہا۔

"دیکھا جناب پروفیسر صاحب۔ ابو احسان صاحب کو بھی یقین نہیں آرہا"...... عمران نے کہا اور اس بار ابو احسان تو شرمندہ سا ہو گیا جبکہ پروفیسر ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"ابو احسان۔ تم نے آج میری زندگی کی بہت بڑی حسرت پوری کر دی ہے۔ اللہ تمہیں اس کی جزا دے گا"...... پروفیسر نے ابو احسان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کونسی حسرت پروفیسر میں سمجھا نہیں"...... ابو احسان نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس عارضی زندگی میں عمران صاحب سے بالمشافہ ملاقات کی۔ نہ تم یہ بات جانتے ہو اور نہ عمران صاحب کہ میں گذشتہ پندرہ سولہ سالوں سے مسلسل یہ دعائیں مانگ رہا ہوں کہ عمران صاحب سے ملاقات کی اجازت دی جائے لیکن نجانے کن مصلحتوں کی وجہ سے دعا قبول نہ ہو رہی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے۔ اس کے لئے میں اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر کروں کم ہے"...... پروفیسر نے بڑی عقیدت بھری نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا اور عمران کے چہرے پر حقیقتاً شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا انتہائی حقیر اور

عاجز دنیا دار قسم کا بندہ ہوں۔ کہیں آپ بھول تو نہیں رہے۔ جس
عمران کی بات آپ کر رہے ہیں وہ کوئی اور صاحب بھی تو ہو سکتے ہیں۔
کم از کم میں نہیں ہو سکتا"...... عمران نے کہا تو پروفیسر شاوانی بے
اختیار ہنس پڑے۔

"تم جو کچھ ہو۔ اس بارے میں تم خود بھی کچھ نہیں جانتے۔
بہرحال اس موضوع کو یہیں ختم کرتے ہیں۔ میں شاید اب بھی یہ
باتیں تمہارے سامنے نہ کرتا اور تم سے ویسے ہی ملتا جیسے تم سے پہلی
بار مل رہا ہوں لیکن میرے اندر کی تڑپ اس قدر شدید تھی کہ مجھ سے
رہا نہیں جا سکا۔ میرا آج واپس آنے کا پروگرام بھی نہ تھا۔ یہاں سے کچھ
فاصلے پر ایک جگہ ایسی ہے جسے میں نے عبادت کے لئے مخصوص کر
رکھا ہے اور میرا پروگرام وہاں ایک ہفتہ گزارنے کا تھا لیکن اچانک
مجھے بتایا گیا کہ آپ صاحبان میرے غریب خانے میں ملاقات کی غرض
سے پہنچنے والے ہیں اس لئے میں فوری واپس آگیا۔ آپ بیٹھیں۔ میں
آپ کے لئے مشروبات منگواتا ہوں"...... پروفیسر شاوانی نے کہا اور
پھر اس سے پہلے کہ کوئی کچھ بولتا وہ تیزی سے مڑے اور لمبے لمبے قدم
اٹھاتے کمرے سے باہر نکل گئے۔

"پروفیسر کا یہ روپ تو پہلی بار سامنے آیا ہے"...... پروفیسر کے
باہر جاتے ہی سب سے پہلے ابو احسان نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"باس۔ مجھے تو پروفیسر سے مل کر انتہائی حیرت ہو رہی ہے۔ ایسے
لوگ بھی اس دنیا میں ہوتے ہیں جنہیں اس طرح دوسروں کے بارے

میں بغیر کسی ظاہری تعارف کے معلومات حاصل ہو جاتی ہیں"۔ ٹائیگر
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"حیران تو میں بھی ہوں لیکن اتنا بھی نہیں جتنا تم ہو رہے ہو۔
کیونکہ میں نے ایسے لوگوں کے بارے میں بہت کچھ پڑھا ہوا ہے۔
بہرحال مجھے خوشی ہے کہ ابو احسان صاحب کی وجہ سے ایک نیک
آدمی سے ملاقات کا شرف حاصل ہو گیا ہے"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"باس۔ پروفیسر تو بالکل وچ ڈاکٹر ٹوسائی جیسی باتیں کرتے ہیں۔
میرا خیال ہے وچ ڈاکٹر ٹوسائی ہی پروفیسر کے روپ میں یہاں رہ رہا
ہے"...... جوزف نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس دیا۔ اسی لمحے
پروفیسر دوبارہ اندر داخل ہوا۔

"کس بات پر ہنسا جا رہا ہے۔ کچھ میں بھی تو سنوں"...... پروفیسر
نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا اور
عمران نے جوزف کی بات دوہرا دی تو پروفیسر بھی بے اختیار ہنس
پڑے۔

"جوزف صاحب کا کسی حد تک یہ خیال درست بھی ہو سکتا ہے۔
مجھے معلوم ہے کہ وچ ڈاکٹر ٹوسائی روحوں کا عامل تھا اور میں بھی
روحوں کا عامل ہوں"...... پروفیسر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس سے
پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ایک ملازم ایک بڑا سا ٹرے اٹھائے اندر
داخل ہوا۔ ٹرے میں جوس کے گلاس تھے۔ ملازم نے ایک ایک

گلاس سب کے ہاتھوں میں دیا اور ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا۔

"آپ جوس پی لیں۔ پھر اندرونی خاص کمرے میں چلیں گے تاکہ وہاں اطمینان سے مزید گفتگو ہو سکے"۔۔۔۔۔۔۔ پروفیسر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پروفیسر خود بھی جوس پی رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد جب سب نے گلاس خالی کر دیئے تو پروفیسر انہیں ساتھ لے کر عمارت کے اندرونی حصے میں واقع ایک بڑے کمرے میں لے آیا جس میں ایک دری بچھی ہوئی تھی۔ کمرے کے درمیان میں مٹی کا بنا ہوا ایک بڑا سا پیالہ موجود تھا جس میں زرد اور بھورے رنگ کے دانے سے بھرے ہوئے تھے۔

"تشریف رکھیں اب اطمینان سے بات ہو سکتی ہے"۔ پروفیسر نے کہا اور پھر وہ سب اس کے ساتھ ہی اس پیالے کے گرد دری پر بیٹھ گئے پروفیسر نے ایک سائیڈ پر دیوار میں موجود الماری کے پٹ کھولے اور اس میں سے ایک پرانی سی نیلے رنگ کی بوتل نکالی اور الماری بند کر کے وہ بھی عمران کے ساتھ ہی دری پر بیٹھ گیا۔ اس نے بوتل کے منہ پر لگا ہوا کارک نکالا اور بوتل میں موجود بے رنگ سے محلول کے چند قطرے اس پیالے میں بھرے ہوئے دانوں پر ڈال کر کارک دوبارہ بوتل کے منہ پر لگا دیا دوسرے لمحے کمرے میں عجیب نامانوس سی خوشبو پھیل گئی لیکن یہ خوشبو بے حد ہلکی تھی۔

"عمران صاحب۔ اب فرمایئے۔ آپ نے کس مقصد کے لئے یہاں تک آنے کی تکلیف کی ہے"۔۔۔۔۔۔۔ پروفیسر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں

کہا۔

"کمال ہے۔ آپ میری ڈگریوں کے بارے میں تو سب کچھ از خود جان گئے اور آپ کو خود بخود یہ اطلاع بھی مل گئی کہ ہم آپ سے ملاقات کے لئے آپ کی رہائش گاہ پر حاضر ہوئے ہیں لیکن اب مقصد آپ ہم سے پوچھ رہے ہیں"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو پروفیسر بے اختیار مسکرا دیا۔

"عمران صاحب۔ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ جہاں تک آپ کے بارے میں معلومات کا تعلق ہے ایک روحانی مکاشفے کے دوران میرا آپ سے تعارف ہوا اور پھر میں نے اس سلسلے میں کافی محنت کی اور آپ کے بارے میں کچھ معلومات مجھے مل گئیں اور جہاں تک آپ کی آمد کی اطلاع کی بات ہے تو یہ انتہائی معمولی بات ہے"۔۔۔۔۔۔۔ پروفیسر نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے شروع سے لے کر اب تک سارے حالات واقعات مختصر طور پر بتا دیئے اور پروفیسر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس قدر خوفناک اور ہولناک سازش یہ شیطان کر رہے ہیں۔ لیکن وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ مشیت ہے کہ وہ ہر فرعونے راموسیٰ کے مصداق ان کی ہر تدبیر کو ناکام بنانے کے لئے اپنے خاص آدمی مقرر کر دیتا ہے اور اس ہولناک سازش کے خلاف آپ کا انتخاب واقعی انتہائی بہترین انتخاب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اب تک

مکمل طور پر ناکام رہے ہیں"...... پروفیسر نے اس طرح سر دھنتے ہوئے کہا جیسے قوالی سنتے ہوئے صاحب دل لوگوں پر خاص کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

"یہ آپ کا میرے متعلق حسن ظن ہے پروفیسر شاوانی۔ ورنہ ایک لحاظ سے تو میں ہی اس سارے چکر میں بظاہر اب تک ناکام رہا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو پروفیسر نے آنکھیں بند کر لیں۔ کافی دیر تک وہ آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا۔ پھر اس نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔

"مجھے یہ سب انتہائی پراسرار کھیل لگ رہا ہے۔ مجھے کچھ وقت لگے گا"...... پروفیسر نے آنکھیں کھول کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے پیالے کے ساتھ پڑی ہوئی وہی پرانی سی بوتل اٹھائی۔ اس کا کارک نکالا اور بوتل میں موجود کافی سارا محلول اس نے پیالے میں بھرے ہوئے دانوں پر چھڑک کر بوتل بند کی اور اسے ایک طرف رکھ دیا۔

"آپ حضرات پلیز اب بالکل خاموش رہیں گے"...... پروفیسر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا چہرہ پیالے کے اوپر جھکا دیا اور لمبے لمبے سانس اس طرح لینے لگا جیسے پیالے میں سے نکلنے والی پراسرار اور نامانوس سی خوشبو کو اچھی طرح اپنے پھیپھڑوں میں بھر لینا چاہتا ہو۔ کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھایا اور پھر وہ سیدھا ہو کر پشت کے بل لیٹ گیا۔ اس کی آنکھیں بدستور بند تھیں اور چہرے کا رنگ تیزی سے گہرا سرخ

ہوتا چلا جا رہا تھا۔ تقریباً نصف گھنٹے تک وہ اسی طرح لیٹا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھوں میں تیز سرخی تھی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ عمران اور دوسرے لوگ خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ پروفیسر کا رنگ گہرا سرخ ہونے کے بعد عنابی سا ہو گیا تھا لیکن آنکھیں کھولنے کے بعد اس کا رنگ تیزی سے نارمل ہوتا جا رہا تھا۔

"آپ کو زحمت تو ہوئی عمران صاحب۔ لیکن مجھے خوشی ہے کہ میں نے بہت کچھ معلوم کر لیا ہے"...... پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی خاص بات بھی معلوم ہوئی ہے یا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ جو کچھ آپ نے مجھے بتایا ہے وہ ظاہری کھیل ہے۔ اصل کھیل دوسرا ہے۔ بظاہر تو یہی بتایا گیا تھا کہ رحمیس پروفیسر البرٹ اس لئے حاصل کرنا چاہتا ہے کہ رحمیس کی مدد سے وہ لاہوشا کی روح کو تسخیر کر کے اس سے مسلمانوں کا خاتمہ کرے گا حالانکہ یہ بات سرے سے ہی غلط ہے۔ لاہوشا بیچاری کی روح کا رحمیس سے اب کوئی تعلق نہیں رہا اور لاہوشا کی روح نجانے کائنات کے کس حصے میں اور کس حالت میں موجود ہو گی۔ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہو گا۔ پروفیسر نے یہ سارا کھیل صرف اس لئے کھیلا ہے کہ رحمیس کو حاصل کر کے وہ اس کی مدد سے مکمل شیطان بن جانا چاہتا ہے۔ اس وقت وہ شیطان کا نائب ضرور ہے لیکن اس کا حلقہ اثر انتہائی محدود ہے جبکہ رحمیس اگر اس کے پاس پہنچ گیا تو پھر اس کا حلقہ اثر پوری دنیا پر پھیل

جائے گا۔ وہ تمام شیطانی قوتوں کا کنٹرولر بن جائے گا اور پوری دنیا میں
موجود منفی نظام اس کی ماتحتی میں آجائے گا۔ شیطانی قوتوں کے ساتھ
ساتھ وہ سب انسان بھی جو اپنے اعمال و کردار کے لحاظ سے شیطان کی
نمائندگی کرتے ہیں اور جن کی وجہ سے معاشرے میں جرائم اور
برائیاں پھیلتی ہیں۔ مزید تفصیلات بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ
جیسا شخص ان باتوں کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ لاہوشا پجاری نے
اپنے دور میں اس زیور رگمیس کی مدد سے ایسی ہی طاقت حاصل کرنے
کی کوشش کی تھی لیکن اسے ناکامی ہوئی تھی اور اسے اپنے خاص علوم
کی وجہ سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اس کی زندگی تھوڑی رہ گئی ہے اور
اس نے جلد مرجانا ہے۔ اس کے دور میں یہ عقیدہ پجاریوں میں عام تھا
کہ پجاری خاص مخلوق ہوتے ہیں۔ مرنے کے بعد ان کی روحیں جب
چاہیں اور جس قالب میں چاہیں دوبارہ اس دنیا میں آسکتی ہیں لیکن ایسا
کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ہو سکتا ہے اس لئے لاہوشا نے رگمیس کو
اپنے خاص علم کی وجہ سے معبد میں اس طرح بند کر دیا تھا کہ اس کے
علاوہ اور کوئی اسے وہاں سے نہ نکال سکے۔ اس کا خیال تھا کہ وہ مرنے
کے بعد جب دوبارہ اس دنیا میں آئے گا تو پھر اس کے پاس لمبی مدت
موجود ہو گی اس لئے وہ پھر رگمیس کے ذریعے لامحدود قوتیں حاصل کر
لے گا...... لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس کا عقیدہ درست نہیں ہے
اور پھر اس کے اعمال و افعال بھی ایسے نہ تھے کہ وہ مرنے کے بعد اس
دنیا میں رہ کر کچھ کرنے کے قابل ہوتا۔ اس لئے رگمیس اس معبد میں

بند پڑا رہا۔ بعد میں بے شمار افراد نے اسے حاصل کرنے کی کوششیں
کیں لیکن سب ناکام رہے۔ پروفیسر بھی اسے حاصل کرنا چاہتا تھا
چنانچہ اس نے بھی اس کے لئے کوشش شروع کر دی لیکن پھر جب آپ
اس کھیل میں داخل ہو گئے تو پروفیسر کو فوری معلوم ہو گیا کہ آپ ہی
ایسے آدمی ہیں جو رگمیس کو حاصل کر سکتے ہیں چنانچہ اس نے اپنی
مخصوص قوتوں کی مدد سے آپ تک یہ بات پہنچا دی کہ وہ اس رگمیس
کو حاصل کر کے اس کی مدد سے لاہوشا کی روح کو تسخیر کر کے پوری
دنیا کے مسلمانوں کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے تاکہ آپ اسے حاصل کر کے
ضائع کر سکیں اور پھر آپ نے واقعی اسے حاصل بھی کر لیا لیکن وہاں
اچانک ایک نیا کھیل شروع ہو گیا۔ اس شیطانی نظام کے کئی حصے ہیں
ایک حصے کا انچارج پروفیسر ہے جبکہ ایک اور حصے کی انچارج ایک
شیطانی قوت ہے جسے بلیک ورلڈ میں باکوری کہا جاتا ہے۔ باکوری
ایک عورت ہے البتہ اس کا حلقہ اثر پانی پر ہے اس لئے سمندروں سے
دریاؤں۔ جھیلوں اور جوہڑوں پر اس شیطانی قوت کی عملداری ہے۔
باکوری نہیں چاہتی کہ پروفیسر رگمیس کو حاصل کر کے اس سے بھی
بڑی قوت بن جائے اور وہ اس کے زیر اثر آجائے۔ چنانچہ اس نے عین
موقع پر رگمیس کو جھپٹ لیا ہے۔ جبکہ پروفیسر کو اس بدروح جبوتی کی
قوتوں اور صلاحیتوں پر مکمل اعتماد تھا اس لئے وہ مطمئن تھا کہ جبوتی
جسے اس نے پجناری بنا دیا تھا وہ آپ سے یہ رگمیس حاصل کر لے گی
لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ پروفیسر البرٹ باکوری کے خلاف براہ راست

حرکت میں نہیں آ سکتا کیونکہ بلیک ورلڈ میں موجود اصولوں پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے اس لئے اس نے باکوری سے رعمیس حاصل کرنے کے لئے ایک بار پھر آپ کو آلہ کار بنانے کی کوشش کی ہے اور اس بار اس نے دوسرا حربہ اختیار کیا ہے کہ آپ کی ساتھی خاتون جولیا کو اغوا کر لیا ہے تاکہ آپ مجبور ہو کر رعمیس حاصل کریں کیونکہ پروفیسر کو یہ احساس ہو گیا ہے کہ اس نے جو خوف آپ کو دلایا تھا رعمیس کے غائب ہو جانے کے بعد ہو سکتا ہے وہ خوف دور ہو جائے اور آپ رعمیس کے حصول کا ارادہ ہی ترک کر دیں"........ پروفیسر شاوانی نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"جولیا کی کیا پوزیشن ہے اور اسے کس طرح ان شیطانی قوتوں سے واپس حاصل کیا جا سکتا ہے"........ عمران نے کہا۔

"جب تک وہ بختاری نہ چاہے۔ ایسا ممکن نہیں ہے"........ پروفیسر نے کہا۔

"اسے کیسے مجبور کیا جا سکتا ہے جبکہ ہم اس تک پہنچ بھی نہیں سکتے"........ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ بختاری تک تو میں آپ کو پہنچا سکتا ہوں لیکن اسے کسی کام کے لئے مجبور کرنا میرے بس سے باہر ہے"۔ پروفیسر نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔

"کہاں ہے وہ"........ عمران نے کہا۔

"یہاں سے تقریباً ایک سو کلو میٹر دور ایک قصبہ ہے جس کا نام

راسیو ہے۔ اس قصبے کے ایک گھر میں وہ اب سے تقریباً چھ گھنٹوں بعد آئے گی"........ پروفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ وہ وہاں کیوں آئے گی اور آپ کو کیسے پتہ چلا کہ وہ اتنے گھنٹوں بعد وہاں آئے گی"........ عمران نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"عمران صاحب۔ بختاری بلیک ورلڈ کا ایک عہدہ ہے اور جس کو یہ عہدہ ملتا ہے اسے چند اصولوں کی پابندی بھی کرنی پڑتی ہے اور بختاری کے لئے بلیک ورلڈ کا ایک اصول صدیوں سے قائم ہے کہ جب بھی کوئی بدکار عورت خودکشی کرتی ہے تو اس کی روح کو بختاری بلیک ورلڈ میں شمولیت کے لئے اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کرتی ہے۔ بلیک ورلڈ میں بدکار اور بری روحوں کا ایک بہت بڑا شعبہ موجود ہے۔ ان روحوں کی مدد سے بلیک ورلڈ مخصوص انداز میں دنیا میں برائیاں پھیلاتی ہے۔ بختاری دراصل اس شعبے کی سربراہ کو کہتے ہیں اور جبوتی بھی اسی طرح ایک ایسی بدکار عورت کی روح ہے جو صدیوں پہلے گناہ کی دلدل میں پوری طرح دھنس گئی تھی اور پھر جب گناہوں کا بوجھ اس کی برداشت سے بڑھ گیا تو اس نے خودکشی کر لی اور اسے بلیک ورلڈ میں شامل کر لیا گیا۔ تب سے یہ بلیک ورلڈ میں شامل ہے پروفیسر البرٹ نے آج سے تیس سال قبل بلیک ورلڈ میں شمولیت کی تھی۔ پروفیسر البرٹ جب نوجوان آدمی تھا تو اس نے دراصل جادو۔ سحر اور سفلی علوم پر ریسرچ شروع کی تھی اور پھر اس ریسرچ کے دوران

اس کے تعلقات بلیک ورلڈ سے اس قدر مستحکم ہو گئے کہ یہ بذات خود اس کا کارندہ بن گیا اور اس نے اس قدر گہرائی میں برائیوں کو اپنایا کہ مجسم شیطان بن گیا اور شیطان کی نظروں میں اس کی قدر بڑھتی چلی گئی اور پھر شیطان نے اسے اپنا نائب بنا لیا۔ کیونکہ شیطان ہر دور میں ایک انسان کو اپنا نائب بناتا رہتا ہے۔ جبوتی نے پروفیسر البرٹ کا قرب حاصل کر لیا اور جبوتی پروفیسر کے خاص ساتھیوں میں شامل ہو گئی اور جب پروفیسر نے رگمیس کے حصول کا سلسلہ شروع کیا تو جبوتی اس کے اور زیادہ قریب آ گئی اور پھر جبوتی نے پروفیسر سے بختاری کا عہدہ بھی حاصل کر لیا۔ یہ تو ہے اس کا مختصر سا پس منظر۔ تفصیلات تو بے شمار ہیں۔ لیکن ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ مختصر یہ کہ اب سے چھ گھنٹوں بعد ایک بدکار عورت قصبے کے اس گھر میں خودکشی کرے گی اور بختاری لازماً وہاں آئے گی"...... پروفیسر نے جواب دیا تو عمران اور اس کے ساتھیوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"حیرت ہے۔ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ بدکار عورت ہے اور خودکشی کر لے گی اور اگر معلوم ہے تو آپ اسے خودکشی سے روک کیوں نہیں دیتے"...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے اس کا علم رہتا ہے کیونکہ میرا کام ہی یہی ہے کہ ایسی بری اور بدکار روحوں کو بلیک ورلڈ کے چنگل سے بچانے کی کوشش کروں تاکہ ان پر موجود گناہوں کے بوجھ میں مزید اضافہ بھی نہ ہو اور برائیوں کے مزید فروغ کا راستہ بھی روکا جاسکے۔ لیکن میں کسی کو

خودکشی کرنے سے نہیں روک سکتا"...... پروفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا کام ہے۔ کیا مطلب۔ کیا یہ کام آپ نے از خود شروع کیا ہے۔ مگر کیسے۔ آپ کیا کرتے ہیں"...... عمران نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا اور پروفیسر بے اختیار مسکرا دیا۔

"عمران صاحب۔ کم از کم آپ جیسے آدمی کو تو ایسا سوال نہیں کرنا چاہئے تھا۔ آپ تو جانتے ہیں کہ اس دنیا میں نجانے کتنے معلوم اور کتنے نامعلوم نظام اپنے اپنے دائرے میں کام کر رہے ہیں۔ بنیادی طور پر یوں سمجھ لیں کہ اس دنیا میں اصل تنازعہ خیر اور شر کے درمیان ہے اور انسان خیر اور شر کے درمیان ہر وقت موجود رہتا ہے۔ خیر کو پھیلانے اور شر کو روکنے کے لئے بے شمار نظام کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح شر کو پھیلانے اور انسانوں کو شر کی طرف کھینچنے کے بھی بے شمار شیطانی نظام اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ بختاری شر کی نمائندہ ہے اور میں خیر کے ایک چھوٹے سے نظام سے منسلک ہوں اور میں جانتا ہوں کہ اس نظام میں آپ کی کیا اہمیت ہے۔ آپ بھی خیر کے فروغ اور شر کو روکنے کا کام کرتے ہیں۔ آپ کی بھی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے اس لئے آپ دن رات اپنے عیش و آرام کو چھوڑ کر اور جان ہتھیلی پر رکھے اس کام میں مسلسل مصروف ہیں۔ بس نظام الگ الگ ہیں۔ کام کرنے کے طریقے علیحدہ علیحدہ ہیں۔ مقصد ایک ہی ہے"...... پروفیسر نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار

ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب میں سمجھ گیا ہوں۔ اس لئے اب میں مزید کوئی سوال نہیں کروں گا۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ بھٹاری کو ختم کیسے کیا جائے۔ ویسے بھی یہ بات میری سمجھ میں نہیں آرہی کہ بقول آپ کے وہ صدیوں پہلے مرنے والی کسی بدکار عورت کی روح ہے تو پھر ایک روح کو کیسے ختم کیا جائے گا۔ کیونکہ روح کے متعلق تو کہا گیا ہے کہ وہ امر ربی ہے"........ عمران نے کہا تو پروفیسر بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ مجھے آپ کو سمجھاتے ہوئے کچھ عجیب سا لگ رہا ہے۔ جو روح جبوتی ہے یا اس جیسی روحیں ہیں۔ یہ وہ روح نہیں ہے جسے امر ربی کہا گیا ہے۔ وہ تو کائنات کا سب سے بڑا اور سب سے قیمتی راز ہے اور جس سے انسان کو آگاہ بھی نہیں کیا گیا اس لئے کہ انسان اس عظیم راز کو سمجھنے کا اہل ہی نہیں۔ بطور مثال یہ کہا جا سکتا ہے کہ چوتھی یا پانچویں جماعت کے بچے کو اگر آپ پی۔ ایچ۔ ڈی کا کوئی مقالہ سمجھانا شروع کر دیں تو کیا وہ اسے سمجھ آجائیگا حالانکہ بچہ ذہن بھی رکھتا ہے۔ ابتدائی تعلیم بھی حاصل کر چکا ہے۔ اس کے حواس خمسہ بھی بیدار ہیں۔ ذہین بھی ہے۔ لیکن وہ پھر بھی نہ سمجھ سکے گا کیونکہ ابھی اس کا ذہنی ظرف اس قابل نہیں ہوا کہ وہ پی۔ ایچ۔ ڈی کے مقالے کو سمجھ سکے۔ اسی طرح انسان چاہے جتنا بھی علم حاصل کر لے۔ جتنی بھی ترقی کر لے۔ جس قدر بھی ذہین ہو۔ روح ایک ایسا راز ہے جو پھر بھی اس

کے ذہنی ظرف سے لاکھوں کروڑوں گنا زیادہ بڑا ہے۔ اس لئے صرف امر ربی کہہ کر اس بارے میں مزید بات ختم کر دی گئی ہے لیکن جن روحوں کی میں بات کر رہا ہوں یہ ایسی روحیں نہیں ہیں جنہیں امر ربی کہا جاتا ہے۔ انہیں عرف عام میں روح کہا جاتا ہے ورنہ ان کے لئے مناسب لفظ جسم لطیف استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح حلال اور طیب میں عام طور پر کوئی فرق نہیں سمجھا جاتا کیونکہ دونوں تقریباً ہم معنی ہیں۔ جو چیز حلال ہے وہ طیب بھی ہے لیکن ان میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ مثلاً مرغی حلال جانور ہے اسے حلال کیا جا سکتا ہے اور اس کا طریقہ بھی سب جانتے ہیں کہ اسے حلال کرتے وقت اس پر تکبیر پڑھی جائے تو یہ حلال ہوتی ہے لیکن اگر میں کسی ہمسائے کی مرغی پکڑ لوں پھر اس پر تکبیر پڑھ کر اسے حلال کروں تو یہ حلال تو ہے اور اسے کھایا تو جا سکتا ہے لیکن یہ رزق طیب نہیں کہلایا جا سکتا۔ اسی طرح یہ روح بھی ہے جسے بری روح۔ اچھی روح۔ بدروح یا نیک روح کہا جاتا ہے"........ پروفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"واقعی اللہ کی باتیں اللہ ہی جانے۔ انسان چاہے لاکھ اپنے علم کا دعویٰ کرے لیکن اس کا یہ دعویٰ باطل اور جھوٹا ہی رہتا ہے۔ میں بھی آج تک یہی سمجھتا رہا تھا کہ میں نے دنیا کے ہر موضوع پر پڑھا ہے اور میں دنیا کے ہر موضوع کے بارے میں زیادہ نہیں تو بہرحال کچھ نہ کچھ تو ضرور جانتا ہوں لیکن آج آپ کی باتیں سن کر مجھے احساس ہوا ہے کہ

میرا یہ دعویٰ باطل ہے۔ میں تو کچھ بھی نہیں جانتا۔ بہرحال میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس طرح سمجھایا ہے۔ اب ان علمی باتوں کو چھوڑ کر ہم عملی بات کی طرف آتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ جبوتی آجائے گی لیکن اسے کس طرح مجبور کیا جائے گا کہ وہ جولیا کو ہمارے حوالے کر دے۔ اصل مسئلہ تو یہ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے پہلے ہی واضح طور پر اس بات کا اظہار کر دیا تھا کہ میں اس معاملے میں لاعلم بھی ہوں اور بے بس بھی"...... پروفیسر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"باس۔ وچ ڈاکٹر ٹوسائی۔ پروفیسر صاحب کی طرح روحوں کو پکڑ بھی لیتا تھا اور انہیں قید بھی کر لیتا تھا۔ اس نے ایک بار یہ بتایا تھا کہ بری روحوں کو وہ روشنی کے دائرے میں قید کر دیتا ہے"...... اچانک جوزف بولا تو عمران اور پروفیسر دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"روشنی کے دائرے میں۔ کیا مطلب۔ اوہ۔ اوہ۔ واقعی مجھے اس بات کا خیال نہیں آیا۔ اوہ یس پروفیسر صاحب اب آپ بے فکر رہیں میں اسے مجبور کر دوں گا کہ وہ جولیا کو میرے حوالے کر دے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن کیسے۔ کیا آپ نے کوئی طریقہ سوچ لیا ہے"...... پروفیسر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب مجھے یاد آگیا ہے۔ لڑکپن میں ایک بار میں اپنی والدہ کے ہمراہ ایک بزرگ کے پاس گیا تھا۔ والدہ تو زنان خانے میں چلی

گئی تھیں جبکہ میں ان بزرگ کے پاس جا کر بیٹھ گیا تھا۔ ان کا جلالی اور بارعب چہرہ مجھے اب تک یاد ہے لیکن مجھے انہوں نے پیار کیا تھا اور پھر میری وہاں موجودگی میں ایک عورت کو لایا گیا جس کے متعلق بتایا گیا کہ اس پر کسی روح کا سایہ ہے۔ اس عورت کی حالت بے حد خراب تھی۔ بزرگ نے اٹھ کر کچھ پڑھا اور پھر زمین پر ایک بڑا سا دائرہ انگلی سے کھینچ کر اس عورت کو اس دائرے میں لٹانے کا حکم دیا۔ اس عورت کے وارثوں نے اسے اس دائرے میں لٹا دیا اور پھر ان بزرگ نے کچھ پڑھ کر اس عورت پر پھونکا اور اس کے وارثوں سے کہا کہ اس عورت کے چند بال کاٹ دیئے جائیں۔ اس عورت کے ساتھ آنے والی ایک عورت نے قینچی سے اس عورت کے بالوں کی ایک چھوٹی سی لٹ کاٹ کر ان بزرگ کو دی تو انہوں نے اسے آگ میں ڈال دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ عورت یکلخت اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کا مسخ ہوا چہرہ یکلخت ٹھیک ہو گیا اور وہ اس طرح حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگی جیسے اسے معلوم ہی نہ ہو کہ وہ کہاں ہے۔ بزرگ نے اس عورت کو لے جانے کا حکم دیا اور اس عورت کے ورثا اسے لے کر چلے گئے۔ مجھ میں بچپن سے ہی عادت ہے کہ میں ہر چیز کی گہرائی میں جانے کی کوشش کرتا ہوں۔ چونکہ یہ میری زندگی کا سب سے عجیب ترین واقعہ تھا اس لئے لڑکا ہونے کے باوجود مجھ سے نہ رہا گیا تو میں نے بزرگ سے سوال کر دیا کہ اس عورت کو کیا تھا اور انہوں نے کیسے اسے ٹھیک کر دیا ہے۔ اس محفل میں موجود بڑے لوگوں نے منع کیا کہ بزرگوں سے

ایسے سوال نہیں کئے جاتے۔ لیکن بزرگ نے مسکرا کر انہیں مجھے منع کرنے سے روکا اور پھر انہوں نے مجھے بتایا کہ اس عورت پر کسی بری روح کا غلبہ تھا۔ میں نے آیت الکرسی کا حصار کھینچ کر اسے قید کر دیا اور پھر معوذتین پڑھ کر اس کی طاقت ختم کر دی اور چونکہ ان بدروحوں کی طاقت بالوں میں ہوتی ہے اس لئے بالوں کو جلا کر میں نے اسے مجبور کر دیا کہ وہ اس عورت پر اپنا غلبہ ختم کر دے۔ اس طرح وہ عورت ٹھیک ہو گئی اس وقت آیت الکرسی تو مجھے یاد تھی لیکن معوذتین میرے لئے نیا لفظ تھا جب میں نے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے قرآن مجید کے تیسویں پارے کی وہ سورتیں پڑھ کر مجھے سنائیں جو اعوذ کے لفظ سے شروع ہوتی ہیں۔ ان کے ساتھ سورہ اخلاص کو ملا دیا جائے تو انہیں معوذتین کہا جاتا ہے اور انہی بزرگ نے ہی مجھے بتایا کہ یہ سورتیں ہر قسم کے آسیب، سائے، بدروح، جادو ٹونے، کالے علم کا خاتمہ کرنے کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ واپسی پر جب میں نے اس واقع کا ذکر اماں بی سے کیا اور انہیں کہا کہ اب میں بھی ان عورتوں کا علاج کر سکتا ہوں جن پر بدروحیں غلبہ حاصل کر لیتی ہیں میری چھوٹی بہن ثریا اس وقت بہت چھوٹی تھی۔ میں نے اماں بی سے کہا کہ گھر جا کر میں ثریا پر موجود بدروح کو مار بھگاؤں گا تو کار میں ہی میرے منہ پر وہ زوردار چانٹا پڑا کہ میری اپنی بدروح اسی لمحے جوتیاں چھوڑ کر بھاگ گئی پھر اماں بی نے مجھے اتنا ڈانٹا کہ پھر آج تک ہمت ہی نہیں ہوئی کہ کسی بدروح کے قریب جاؤں اور اماں بی بھی

پھر مجھے دوبارہ ان بزرگ کے پاس نہ لے گئیں اور پھر آہستہ آہستہ یہ واقعہ میرے ذہن سے اتر گیا۔ اب اچانک جوزف کی بات سن کر جس طرح بجلی چمکتی ہے اس طرح لڑکپن کا یہ واقعہ میرے ذہن میں آیا ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ بھی مشیت ایزدی کی طرف سے مدد کی گئی ہے ورنہ اس سے پہلے بھی ایسے کئی مواقع آئے ہیں لیکن یہ مخصوص واقعہ پہلے مجھے یاد نہ آیا تھا"...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور پروفیسر شاوانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ تو پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے کیا آپ جبوتی کو مجبور کر کے صرف جولیا کو رہا کرائیں گے یا آپ کے پروگرام میں کچھ اور کرنا بھی شامل ہے"...... پروفیسر نے کہا۔

"جولیا کی بات ثانوی ہے پروفیسر صاحب۔ اصل میں اب میں اس رحمیس کے ساتھ ساتھ اس پروفیسر اور اس کے سیٹ اپ کو بھی ختم کرنا چاہتا ہوں کیونکہ جب تک یہ پروفیسر اور اس کا یہ سیٹ اپ موجود رہے گا مسلمانوں کو کسی بھی وقت خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ یہ تو درست ہے کہ شر کو مکمل طور پر ختم نہیں کیا جا سکتا لیکن شخصیات کی سوچ کا بھی بہرحال اپنا اثر ہوتا ہے۔ اس لئے پروفیسر کا خاتمہ ضروری ہے کیونکہ اس کی سوچ براہ راست مسلم دشمنی پر مبنی ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شر کی تو ہر قوت ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف ہی کام کرتی رہی ہے لیکن آپ کی یہ بات درست ہے کہ پروفیسر البرٹ اس سلسلے میں انتہا

پسند واقع ہوا ہے ۔ میرا خیال ہے عمران صاحب ۔ آپ پہلے اس رعمیس
کو حاصل کریں ۔ پھر اس رعمیس کی مدد سے پروفیسر اور اس کے سیٹ
اپ کو کسی طرح ختم کر دیں ۔ اکیلی جبوتی کے خاتمے یا اسے بے بس
کرنے سے پروفیسر پر کوئی اثر نہیں پڑے گا" .... پروفیسر شادانی نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں سب سے پہلے جولیا کو اس شیطانی کیس سے علیحدہ کرنا چاہتا
ہوں اس کے بعد باقی کام ہوگا" .... عمران نے کہا تو پروفیسر ایک
طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے ۔ آپ فی الحال آرام کریں ۔ میں نے بھی چند ضروری
کام نمٹانے ہیں ۔ وقت آنے پر میں آپ کو ساتھ لے کر اس قصبے میں
جاؤں گا اور پھر آگے اللہ تعالیٰ بہتری کرے گا" .... پروفیسر نے کہا تو
عمران سمیت سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آئیے میں آپ کی رہنمائی اس کمرے تک کر دوں جہاں آپ اس
دوران آرام کر سکتے ہیں" .... پروفیسر نے کہا اور مڑ کر بیرونی
دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

صفدر کے فلیٹ میں اس وقت سوائے جولیا اور عمران کے باقی
تمام ممبران موجود تھے ۔ ان سب کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے صفدر کہ کوئی جادو ٹونے والا چکر ہو اور جولیا
کو اس لئے اغوا کیا گیا ہو کہ عمران اس جادو ٹونے والے کسی زیور کو
حاصل کر کے اس جبوتی کو دے ۔ یہ سب بکواس ہے ۔ موجودہ سائنسی
اور ترقی یافتہ دور میں ایسی جاہلوں اور احمقوں والی باتیں کیسے وقوع
پذیر ہو سکتی ہیں" .... تنویر نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ واقعی ایسا ہی ہے لیکن اب کیا کیا جائے ۔ عمران اس چکر
میں پہلے سے ملوث ہے اور اس کا آغاز بھی میری ہی وجہ سے ہوا ۔ اس
مصری ریسرچ سکالر سے میں نے لفٹ بوائے کے کہنے پر تعارف حاصل
کیا اور پھر ہوٹل میں عمران سے ملاقات ہو گئی اور اس کے بعد یہ
رعمیس وغیرہ کا چکر چل پڑا ۔ حتیٰ کہ عمران ، ٹائیگر ، جوزف اور جوانا کو

ساتھ لے کر اس چکر میں مصر چلا گیا۔ میری چیف سے بات ہوئی ہے۔ چیف نے بتایا ہے کہ عمران کو جولیا کے اغوا اور اس پیغام کے بارے میں مطلع کر دیا گیا ہے"....... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"بس کیا اتنا کافی ہے۔ کیا عمران کو پیغام دینے سے جولیا واپس آ جائے گی"....... تنویر نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ بات نہیں تنویر۔ ہم نے یہاں جولیا کا کھوج لگانے کی کتنی کوشش کی ہے۔ تم بھی اس کوشش میں شامل رہے ہو۔ لیکن تم نے خود دیکھا ہے کہ ہم بری طرح ناکام رہے ہیں۔ جولیا کو باہر نکلتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا۔ سارے شہر کے ٹیکسی ڈرائیوروں سے پوچھ گچھ کر ڈالی ہے لیکن بے سود کوئی معمولی سا کلیو بھی نہیں مل سکا کہ اس کلیو کی مدد سے آگے بڑھا جا سکے"....... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ عمران کیا کرے گا۔ کیا جولیا کو یہاں سے مصر لے جایا گیا ہو گا"....... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے۔ نجانے وہاں عمران کن حالات میں کام کر رہا ہے۔ ویسے اس پیغام سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عمران کامیابی کی طرف بڑھ رہا ہے اور اسے بلیک میل کرنے کے لئے جولیا کو اغوا کیا گیا ہے"....... صفدر نے کہا۔

"صفدر صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں یوں ہاتھ پیر چھوڑ کر نہیں بیٹھ جانا چاہئے۔ جولیا کی دستیابی کے لئے بہرحال جدوجہد جاری رکھنا ہمارا فرض ہے"....... اچانک چوہان نے کہا۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے۔ چیف تو ان معاملات میں پتھر ہے۔ اس نے تو اتنا کہا کہ عمران کو پیغام دے دیا ہے اور بس۔ جیسے جولیا کا تعلق صرف عمران سے تھا ہم سے نہیں"۔ تنویر نے بھڑک کر کہا اور صفدر مسکرا دیا۔

"لیکن کیا جدوجہد کریں۔ کچھ پتہ بھی تو چلے"....... صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اس سلسلے میں کسی روحانی بزرگ کی مدد حاصل کرنی چاہئے"....... اچانک نعمانی نے کہا تو صفدر اور دوسرے ساتھی اس کی بات سن کر چونک پڑے۔

"روحانی بزرگ۔ کیا مطلب"....... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ بلیک ورلڈ کا چکر ہے۔ یہ ہماری تمہاری سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ اس لئے ہمیں کسی ایسے آدمی کو تلاش کرنا ہو گا جو ان معاملات کے بارے میں باخبر بھی ہو اور ہو بھی خیر کا نمائندہ اور اصل۔ پیشہ ور قسم کا نہ ہو"....... نعمانی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آئیڈیا تو اچھا ہے۔ واقعی اس پہلو پر کام کرنا چاہئے لیکن ایسے بزرگ کو کہاں تلاش کریں۔ ہمارا تو کبھی واسطہ ہی نہیں رہا ایسے معاملات سے"....... صفدر نے کہا۔

"نعمانی کی بات درست ہے صفدر۔ میں ایک ایسے آدمی کو جانتا ہوں جنہیں روحانی بزرگ کہا جا سکتا ہے۔ نیک آدمی ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کون ہیں وہ۔ کہاں رہتے ہیں۔ تمہارا اس سے تعارف کیسے

ہوا"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا اور باقی ساتھی بھی اشتیاق بھری نظروں سے کیپٹن شکیل کو دیکھنے لگے۔

"بس اسے اتفاق ہی کہا جا سکتا ہے کہ ایک بار مجھے ریل گاڑی سے سفر کرنا پڑا۔ راستے میں ان صاحب سے ملاقات ہو گئی۔ وہ کسی سکول میں استاد تھے۔ ان سے جب باتیں شروع ہوئیں تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ واقعی عالم باعمل ہیں۔ میں ان کی شخصیت اور ان کے علم سے خاصا متاثر ہوا۔ پھر کئی بار میں خود ان سے جا کر ملتا رہا اور اس طرح مجھے ان کے متعلق اور بھی بہت کچھ معلوم ہو گیا۔ بہرحال وہ ایسے آدمی ہیں کہ ان سے اس موضوع پر بات کی جا سکتی ہے۔ رہتے بھی یہیں دارالحکومت میں ہی ہیں"...... کیپٹن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا نام ہے ان کا"...... صفدر نے پوچھا۔

"اعظم حیات ان کا نام ہے۔ کسی ہائی سکول میں اسلامیات پڑھاتے ہیں۔ سیدھے سادھے سے آدمی ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے چلو ان کے پاس چلتے ہیں"...... صفدر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی باقی ساتھی بھی کھڑے ہو گئے اور پھر دو کاروں میں لدے ہوئے وہ کیپٹن شکیل کی رہنمائی میں دارالحکومت کے ایک پرانے محلے میں پہنچ گئے۔ کاریں انہیں ایک کھلی جگہ پر روکنا پڑیں۔

"استاد صاحب اتنے آدمیوں کو دیکھ کر کہیں پریشان نہ ہو جائیں"...... نعمانی نے کہا۔

"ان کا مکان تو بڑا نہیں ہے لیکن ساتھ ہی اس نے ایک سکول کے احاطے میں بیٹھنے کے لئے جگہ بنائی ہوئی ہے۔ ان کے پاس اکثر لوگ دور دور سے آتے رہتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک سکول کے بڑے سے احاطے میں داخل ہو رہے تھے جس کے ایک کونے میں زمین پر دریاں بچھی ہوئی تھیں اور تقریباً پانچ چھ افراد وہاں بیٹھے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ کیپٹن شکیل اور اس کے ساتھیوں کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر ان سب میں سے ایک ادھیڑ عمر باریش آدمی جس نے عام سادہ لباس پہن رکھا تھا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے سر پر ٹوپی تھی۔

"اوہ شکیل صاحب۔ زہے نصیب"...... اس آدمی نے آگے بڑھ کر کیپٹن شکیل کا خوشدلانہ موڈ میں استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"یہ اعظم حیات صاحب ہیں"...... کیپٹن شکیل نے اپنے ساتھیوں سے ان کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے باری باری اعظم حیات سے اپنے سارے ساتھیوں کا تعارف کرایا اور پھر رسمی مصافحے سلام اور رسمی فقرات کے بعد وہ وہیں ایک طرف بیٹھ گئے۔

"میں ابھی حاضر ہوتا ہوں"...... اعظم حیات نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ارے ارے اعظم صاحب۔ کسی تکلف کی ضرورت نہیں ہے"۔ کیپٹن شکیل نے انہیں آواز دیتے ہوئے کہا۔

"بالکل جناب۔ کوئی تکلف نہیں ہوگا۔ میں ابھی حاضر ہوا"۔ اعظم حیات نے مڑ کر مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر تیزی سے سکول کا گیٹ کراس کر کے باہر چلے گئے۔ پہلے سے بیٹھے ہوئے افراد اب کیپٹن شکیل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اعظم حیات واپس آئے تو ان کے پیچھے ایک آدمی نے مشروبات کی بوتلیں اٹھائی ہوئی تھیں۔

"آپ حضرات یہ مشروب پیئیں میں ان دوستوں سے فارغ ہو کر پھر حاضر ہوتا ہوں"...... اعظم حیات نے مسکراتے ہوئے کیپٹن شکیل سے کہا اور تیزی سے اس گروپ کی طرف بڑھ گئے جو ان کے آنے سے پہلے بیٹھا ہوا تھا کیپٹن شکیل اور دوسرے ساتھیوں نے مشروب کی بوتلیں لے لیں اور پھر وہ مشروب سپ کرنے میں معروف ہو گئے ابھی وہ مشروب ختم بھی نہ کر پائے تھے کہ وہ لوگ جن کے ساتھ اعظم حیات بیٹھے ہوئے تھے۔ اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ سب اعظم حیات سے مصافحہ کر کے رخصت ہو گئے اور اعظم حیات ان کے پاس آکر بیٹھ گئے۔

"آپ نے تکلف کیا ہے اعظم صاحب"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں۔ مہمانوں کی خدمت تو مجھ پر فرض ہے"...... اعظم

حیات نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"اعظم صاحب۔ ہم آپ کے پاس ایک خاص سلسلے میں آئے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے بوتل ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

"فرمائیں۔ جو خدمت میں کر سکوں گا انشاء اللہ اس میں دریغ نہیں کروں گا"...... اعظم حیات نے جواب دیا۔

"صفدر۔ تم اعظم حیات صاحب کو تفصیل بتاؤ۔ کیونکہ تم اس سارے سلسلے میں ملوث رہے ہو"...... کیپٹن شکیل نے صفدر سے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اعظم حیات اب صفدر کی طرف متوجہ ہو گیا اور صفدر نے مصری ریسرچ سکالر سے ہونے والی پہلی ملاقات سے لے کر عمران سے ملاقات اور پھر عمران کا مختصر سا تعارف کرانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس رعمیس کو حاصل کرنے مصر گیا ہوا ہے اور پھر اس نے بتایا کہ کس طرح ان کی ساتھی خاتون جولیا کو پراسرار طور پر اغوا کر لیا گیا ہے اور جولیا کے فلیٹ سے ایک رقعہ ملا جس کا مضمون بھی صفدر نے دوہرا دیا۔

"یہ جولیا صاحبہ کس مذہب سے تعلق رکھتی ہیں"...... اعظم حیات نے پوچھا۔

"الحمد اللہ مسلمان ہیں لیکن نام انہوں نے تبدیل نہیں کیا"۔ صفدر نے جواب دیا اور اعظم حیات نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب آپ کیا چاہتے ہیں"...... اعظم حیات نے کہا۔

"ہم مس جولیا کی صحیح سلامت اور فوری واپسی چاہتے ہیں" ۔ تنویر نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا اور اعظم حیات نے چونک کر تنویر کی طرف دیکھا اور پھر ان کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"لیکن اس اغوا کا مقصد تو سامنے آگیا ہے۔ اب یہ تو عمران صاحب پر منحصر ہے کہ وہ کیا کرتے ہیں ۔ کیا ان تک اطلاع پہنچ چکی ہے"...... اعظم حیات نے کہا۔

"ہاں پہنچ چکی ہے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنے طور پر مس جولیا کو اس چکر سے نجات دلائیں ۔ اس لئے آپ کے پاس آئے ہیں کہ آپ اس سلسلے میں ہماری رہنمائی کریں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سچی بات تو یہ ہے شکیل صاحب کہ جو کچھ آپ نے مجھے بتایا ہے یہ سب میرے لئے نیا ہے۔ میرا ان چیزوں سے کبھی واسطہ ہی نہیں پڑا۔ میرا تعلق تو زیادہ تر عام جادو۔ ٹونے۔ سفلی علوم۔ بھوت پریت وغیرہ سے ہی پڑتا رہا ہے۔ آج پہلی بار یہ بات میرے سامنے آئی ہے کہ اس کالے جادو یا شیطانی نظام میں ایسی ایسی چیزیں بھی موجود ہیں اس لئے اس سلسلے میں تو میں آپ حضرات کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ البتہ ایک کام میں کر سکتا ہوں کہ آپ کو ساتھ لے کر اپنے مرشد کے پاس جاؤں۔ وہ بہت بڑے بزرگ ہیں لیکن انہوں نے اپنے آپ کو مکمل طور پر خفیہ رکھا ہوا ہے ورنہ خیر کے اس نظام میں ان کا عہدہ بہت بڑا ہے آپ لوگ اگر خود جائیں گے تو وہ سرے سے ہی انکار کر دیں گے اور

آپ سے اس موضوع پر بات بھی کرنا گوارا نہ کریں گے لیکن میرے ساتھ جانے کی وجہ سے مجھے یقین ہے کہ آپ کو ضرور کوئی رہنمائی مل جائے گی"...... اعظم حیات نے جواب دیا۔

"آپ کے مرشد کہاں رہتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہیں ساتھ ہی ایک چھوٹا سا بازار ہے وہاں ان کی دکان ہے"۔ اعظم حیات نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ان کے پاس چلے چلتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اعظم حیات سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب اعظم حیات کی رہنمائی میں مختلف گلیوں سے گزرنے کے بعد ایک چھوٹے سے بازار میں پہنچے ۔ اعظم حیات سبزی کی ایک دکان کے سامنے جا کر رک گئے ۔ یہ دکان بالکل ہی معمولی سی تھی ۔ ایک طرف ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا اس کے جسم پر پھٹے ہوئے پرانے سے مگر صاف کپڑے تھے ۔ سر پر ایک پرانی سی ٹوپی تھی ۔ داڑھی بڑھی ہوئی تھی پاؤں میں سلیپر تھے۔

"السلام علیکم فضل بھائی"...... اعظم حیات نے اس بوڑھے کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ماسٹر جی تم ۔ خیریت ۔ آج یہ کیا میلہ لگائے پھر رہے ہو"۔ اس بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے پاس آیا ہوں ۔ ایک ضروری کام ہے"...... اعظم حیات نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ضروری کام اور مجھ سے۔ ماسٹر جی کیوں مذاق کر رہے ہو۔ مجھ جیسا غریب آدمی کسی کے کیا کام آسکتا ہے"........ بوڑھے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"غریب ہی تو دوسروں کے کام آتے ہیں۔ امیروں کو اتنی فرصت ہی کہاں"........ اعظم حیات نے کہا اور بوڑھا بے اختیار ہنس پڑا۔

"بس تمہاری یہی باتیں تو مجھے اچھی لگتی ہیں"........ بوڑھے نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک بچی ہاتھ میں تھیلا اور چند روپے لئے دکان پر آگئی۔

"دادا امی نے کہا ہے کہ مہمان آئے ہیں۔ سبزی دے دو اور یہ روپے لے لو"........ لڑکی نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک روپے والے چند نوٹ بوڑھے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مہمان اور تمہاری امی کے۔ کیا واقعی"........ بوڑھے نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں دادا۔ امی کے رشتے دار ہیں"........ بچی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اسی لئے تمہاری امی نے ان کی خدمت کا سوچ بھی لیا ہے۔ میں بھی کہوں کہ تمہاری امی اور مہمانوں کی خدمت کرے۔ کون سی سبزی چاہیے"........ بوڑھے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"امی نے کہا ہے کہ آلو اور پیاز دے دو ہی پکا لیں گے"........ بچی نے کہا۔

"کتنے روپے لے آئی ہو"........ بوڑھے نے پوچھا۔

"چار روپے ہیں"........ بچی نے نوٹوں کو کھول کر خود ہی گنتے ہوئے کہا۔

"ارے اتنے سارے پیسے کہاں سے آگئے ہیں"........ بوڑھے نے ایک طرف پڑی ہوئی ٹوکری میں سے دس بارہ موٹے موٹے آلو اٹھا کر تھیلے میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"اماں کے پاس تو نہیں تھے۔ چاچی بشیراں سے میں لے آئی ہوں"........ بچی نے جواب دیا اور بوڑھے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے دوسری ٹوکری میں سے پیاز اٹھا کر تھیلے میں ڈالے۔

"یہ لو اور جا کر اماں کو دے دو اور یہ پیسے جا کر اپنی چاچی بشیراں کو واپس کر دو اور اماں سے کہہ دو کہ دادا کہتا ہے کہ تمہارے مہمان ہم سب کے مہمان ہیں۔ اس لئے یہ سبزی واپس نہ کرنا اور ہاں۔ اگر ہو سکے تو ایک روٹی اور تھوڑا سا سالن مجھے بھی دے جانا۔ تمہاری اماں کے ہاتھ کا پکا ہوا سالن مزیدار ہوتا ہے"۔ بوڑھے نے تھیلا بچی کے ہاتھ میں دے کر اس کا کاندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"دادا۔ اماں نہیں لیں گی۔ تم یہ روپے لے لو"........ بچی نے کہا۔

"ارے میں کہہ رہا ہوں جا۔ کیسے نہیں لے گی۔ وہ میری بہو ہے۔ میرا بھی تو حق ہے اس پر۔ جا۔ بھاگ۔ دیکھ یہ تیرے ماسٹر جی آئے ہیں میں نے ان سے بھی بات کرنی ہے"........ بوڑھے نے پچکارتے ہوئے کہا اور بچی سر ہلاتی ہوئی واپس مڑی اور چلی گئی صفدر اور دوسرے

ساتھیوں کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔

"اس بیچاری کا باپ کافی عرصہ سے بیمار ہے۔ درزی کا کام کرتا تھا جب سے بیمار ہوا ہے بہت تنگ ہیں یہ۔ بہر حال بتاؤ ماسٹر جی۔ کیا خدمت کروں"........ بوڑھے نے کہا۔

"اندر کوٹھڑی میں بیٹھ کر بات ہو سکتی ہے"........ اعظم حیات نے کہا۔

"اچھا مگر میرے پاس تو ان بڑے لوگوں کو بٹھانے کے لئے کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ میلی سی دری ہے"........ بوڑھے نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ہم بیٹھ جائیں گے باباجی"........ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ماسٹر جی۔ ادھر گلی والے دروازے سے لے آؤ انہیں۔ ادھر سے گزرنے کی جگہ بھی نہیں ہے"........ بوڑھے نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آیئے جناب"........ اعظم حیات نے کہا اور پھر مڑ کر بائیں ہاتھ کی طرف مڑ گیا۔

"یہ آپ کے مرشد ہیں۔ انہی کی بات کر رہے تھے آپ"۔ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اعظم حیات بے اختیار مسکرا دیئے۔

"شکیل صاحب۔ اب کیا کہوں۔ اللہ کے کام نرالے ہی ہیں۔ سب کچھ کہنے کی اجازت نہیں ہے۔ بہر حال یہی میرے مرشد ہیں لیکن ان کا

حکم ہے کہ نہ انہیں مرشد کہا جائے اور نہ مرشدوں والے انداز میں ان سے بات کی جائے اور نہ کوئی ایسا اقدام کیا جائے جس سے کسی کو معلوم ہو سکے کہ ان کا تعلق روحانیت سے ہے اس لئے مجبوراً یہ سب کچھ اس انداز میں کرنا پڑتا ہے"........ اعظم حیات نے کہا اور پھر وہ ایک تنگ سی گلی میں سے گزر کر ایک پرانے اور ٹوٹے ہوئے سے دروازے کے سامنے جا کر رک گئے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور بوڑھے سبزی فروش کی شکل نظر آئی۔

"آجایئے"........ بوڑھے نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور اعظم حیات صفدر اور ان کے ساتھیوں سمیت اندر داخل ہو گیا۔ ایک تنگ سی راہداری سے گزر کر وہ ایک خاصے بڑے کمرے میں آ گئے جہاں فرش پر ایک میلی سی دری بچھی ہوئی تھی۔ دیواروں کا رنگ روغن جھڑا ہوا تھا البتہ ایک دیوار پر خانہ کعبہ کی ایک بہت بڑی تصویر لگی ہوئی تھی۔ جس کا فریم اس قدر پرانا تھا جیسے نجانے کتنے طویل عرصے سے یہ یہاں لگی ہوئی ہو۔

"بیٹھیں"........ بوڑھے نے کہا اور پھر ان سب کے بیٹھنے کے بعد وہ بھی ایک طرف بیٹھ گئے۔

"فرمایئے"........ بوڑھے نے کہا۔ اب اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا اور اعظم حیات نے پہلے تو کیپٹن شکیل کا تعارف کرایا اور پھر کیپٹن شکیل کو اشارہ کیا تو اس نے اپنے باقی ساتھیوں کا تعارف کرایا اور پھر اعظم حیات نے مختصر طور پر ساری بات بتا دی جو صفدر نے اسے پہلے

بتائی تھی۔

"جب عمران کو اطلاع ہو چکی ہے تو پھر آپ کیوں پریشان ہیں"۔ بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جولیا ہماری بھی ساتھی ہے۔ ہم کس طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ سکتے ہیں۔ عمران تو نجانے کن چکروں میں پھنسا ہوا ہو گا۔ ویسے ہی وہ بے حس قسم کا آدمی ہے۔ اس نے تو شاید سنی ان سنی کر دی ہو گی"۔ تنویر نے کہا اور بوڑھے نے بھرپور نظروں سے تنویر کو دیکھا اور پھر ہونٹ بھینچ لئے۔

"تم عمران کو بے حس کہہ رہے ہو۔ تمہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ وہ دراصل کون ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ اس نے جولیا کی رہائی کے لئے کام شروع کر دیا ہے"........ بوڑھے نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"آپ عمران صاحب کو جانتے ہیں"........ صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"میرا کبھی اس سے تعارف تو نہیں ہوا اور نہ ہی کبھی اس سے ملاقات ہوئی ہے۔ لیکن ہماری دنیا کا ہر فرد اسے اچھی طرح جانتا ہے اور صرف اسے ہی کیا ہم تو آپ سب لوگوں کو بھی آپ سے زیادہ جانتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ سب انتہائی باکردار اور محب الوطن ہیں اور نہ صرف اپنے وطن بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے تحفظ کے لئے

آپ نے اب تک نجانے کتنے کارنامے سرانجام دیئے ہوں گے۔ ان سب کا ریکارڈ موجود ہے۔ ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہوتی ہیں"۔ بوڑھے نے جواب دیا اور اس بار صفدر سمیت سارے ساتھیوں کے چہروں پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس چھوٹے سے بازار میں بیٹھنے والا یہ غریب سا بوڑھا سبزی فروش ان کے بارے میں اس حد تک جانتا ہو گا۔ حالانکہ انہوں نے اعظم حیات سے بھی اپنا بطور سیکرٹ سروس ممبر تعارف نہیں کرایا تھا اور نہ ہی آج سے پہلے اس بوڑھے کو انہوں نے دیکھا تھا لیکن اس کے باوجود بوڑھا ان کے بارے میں اتنا کچھ جانتا تھا۔

"ہم آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوئے ہیں جناب کہ ہم خود جولیا کو واپس حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ہماری رہنمائی کریں"۔ صفدر نے کہا۔

"لیکن اس سے عمران کی کارکردگی پر فرق پڑ جائے گا۔ دیکھیں۔ میں آپ کو تھوڑا سا پس منظر بتا دوں۔ اس کے بعد آپ اگر کہیں گے تو پھر آگے اس موضوع پر بات ہو جائے گی۔ رحمیس کے حصول کے لئے شیطانی دنیا کا یہودی پروفیسر البرٹ پاگل ہو گیا ہے۔ اس نے انتہائی طاقتور بدروحوں کو اس کے حصول پر لگایا تھا۔ پہلے اس کا خیال تھا کہ وہ مصری عالم رضا اسے حاصل کر لے گا کیونکہ اسے یہی اطلاع ملی تھی کہ ایک رحمیس پاکیشیا میں موجود ہے لیکن پھر اس کی کم بختی کہ عمران اس کھیل میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد اس بات کا بھی علم ہو

گیا کہ جو رعمیس پاکیشیا میں ہے وہ نقلی ہے اور اصل رعمیس مصر میں
قدیم دور کے ایک شیطانی معبد میں مدفون ہے اور اس معبد کو آج
تک تلاش نہیں کیا جا سکا۔ لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ عمران اپنی
خداداد ذہانت کے بل بوتے پر لامحالہ اس رعمیس کو تلاش بھی کر لے
گا اور اسے حاصل بھی کر لے گا۔ چنانچہ اس نے ایک شیطانی قوت
جبوتی کو عمران کے پیچھے لگا دیا۔ عمران مصر میں گیا۔ جبوتی اور اس کی
ساتھی انا کی انتہائی خوبصورت اور طرحدار عورتوں کے روپ میں
عمران اور اس کے ساتھیوں سے ملیں۔ ان کا خیال تھا کہ عمران ان
کے حسن پر مر مٹے گا لیکن وہ عمران کو جانتی ہی نہیں کہ وہ کیسا آدمی
ہے چنانچہ انہیں بے حد مایوسی ہوئی۔ ادھر عمران کا ایک ساتھی جوزف
ہے جس کے اندر قدرتی طور پر شیطانی قوتوں کو پہچاننے کی حس موجود
ہے۔ اس نے اس جبوتی کو پہچان لیا لیکن جبوتی چونکہ مکمل انسانی جسم
میں تھی اس لئے عمران نے اسے واپس بھیج دیا۔ اس کے بعد جبوتی نے
دوسرا کھیل کھیلا۔ اس نے اپنا وہ روپ ختم کر دیا اور ایک مرتی ہوئی
عورت فریال کے جسم پر قبضہ کر لیا۔ اس کی طرح اس کی ایک اور
نائب رومانے بھی ایک اور مرتی ہوئی حسین عورت کے جسم پر قبضہ
کر لیا تاکہ عمران یا جوزف کسی طرح بھی ان کی اصلیت کے بارے
میں معلوم نہ کر سکیں۔ اس دوران عمران نے واقعی اپنی خداداد
صلاحیتوں کی بنا پر اس خفیہ مدفون معبد کو تلاش کر لیا۔ جبوتی کو اس
کی اطلاع مل گئی۔ اس نے عمران سے پہلے اس معبد کو کھول کر اس

میں سے رعمیس حاصل کر لینا چاہا لیکن اصل معبد کے گرد قدیم دور
کے ایک انتہائی طاقتور جادو کا پہرہ تھا چنانچہ وہ اسے نہ کھول سکی لیکن
عمران نے جوزف کی مدد سے اس قدیم دور کے جادو کا توڑ تلاش کر لیا
اور وہ اس معبد کی طرف ساتھیوں سمیت روانہ ہو گیا۔ جبوتی اور روما
بھی صحرائی شکاریوں کے بھیس میں ان کے ساتھ شامل ہو گئیں۔
عمران کو ان کی اصلیت کا علم نہ ہو سکا لیکن وہ ان کی طرف سے محتاط
ضرور تھا۔ پھر عمران نے وہ معبد کھول لیا اور اس کے اندر جا کر رعمیس
کا ڈبہ اٹھایا اور باہر آ گیا۔ جبوتی اور رومانے رعمیس عمران سے حاصل
کرنے کے لئے ان پر فائر کھول دیا۔ وہ عمران پر کوئی شیطانی حربہ
استعمال کرنے سے ڈرتی تھیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ان کا کوئی
شیطانی حربہ اس پر اثر نہیں کرے گا۔ اس لئے انہوں نے فائرنگ کی
لیکن عمران کے ساتھی ہوشیار تھے اس لئے ان کی فائرنگ بے کار گئی
لیکن اسی لمحے شیطانی نظام کی ایک اور قوت اس کھیل میں از خود داخل
ہو گئی۔ اس کا تعلق شیطانی نظام کے اس شعبے سے ہے جس کا تعلق پانی
سے ہوتا ہے۔ بہرحال نتیجہ یہ ہوا کہ رعمیس وہ قوت لے گئی۔ جبوتی
اور روما دونوں ان عورتوں کا جسم چھوڑ کر فرار ہونے پر مجبور ہو گئیں
اور عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش ہو گئے۔ جب عمران اور اس
کے ساتھیوں کو ہوش آیا تو بازی الٹ چکی تھی۔ ادھر جبوتی اور روما
پروفیسر البرٹ کے پاس پہنچیں تو پروفیسر نے انہیں خوب ڈانٹ پلائی
اور انہیں ایک نیا راستہ بتایا کہ اگر وہ عمران کی ساتھی عورت جولیا کو

اغوا کر لیں اور اس تک یہ پیغام پہنچا دیں کہ اگر عمران جولیا کو صحیح سلامت واپس حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ رعمیس حاصل کر کے ایک ہفتے کے اندر اس تک پہنچا دے کیونکہ اس پروفیسر کو معلوم ہے کہ اب بھی اگر کوئی اس رعمیس کو حاصل کرنے کا کام کر سکتا ہے تو وہ صرف عمران ہی کر سکتا ہے۔ چنانچہ جبوتی نے اپنی شیطانی قوتوں کی مدد سے جولیا کو اغوا کر کے ایک خاص جگہ بند کر دیا ہے اور ساتھ ہی ایک رقعہ لکھ کر جولیا کی رہائش گاہ پر چھوڑ دیا۔ یہ رقعہ ان صاحب میرا مطلب ہے صفدر کے ہاتھ آیا۔ انہوں نے اپنے افسر کو اطلاع دی اور افسر کے حکم پر رقعہ ان تک پہنچا دیا۔ ان کے افسر نے عمران سے رابطہ قائم کیا اور اسے جولیا کے اغوا اور اس رقعہ کی تفصیل بتا دی۔ اب عمران جولیا کی رہائی کے ساتھ ساتھ جبوتی۔ روما اور اس پروفیسر البرٹ کے خاتمے کے لئے کام کر رہا ہے"...... اس بوڑھے نے اس طرح تفصیل بتائی جیسے وہ شروع سے لے کر آخر تک عمران کے ساتھ ساتھ رہا ہو اور صفدر اور اس کے ساتھیوں کی حالت بے پناہ حیرت کی وجہ سے بگڑ سی گئی تھی۔ انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا کہ یہ بوڑھا غریب سا سبزی فروش یہاں بیٹھے بیٹھے اس قدر تفصیل سے سب کچھ جانتا تھا۔

"آپ کو ان ساری باتوں کا علم کیسے ہو گیا"...... صفدر سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا اور بوڑھا مسکرا دیا۔

"یہ مشیت ایزدی کے راز ہیں۔ آپ ان باتوں کو چھوڑیں۔ آپ

اچھے لوگ ہیں۔ آپ کی میں دل سے قدر کرتا ہوں اس لئے میں نے آپ کے سامنے سب کچھ تفصیل سے بتا دیا ہے ورنہ میں تو بس ایک غریب سبزی فروش ہوں اور آپ کو مایوس لوٹ جانا پڑتا"۔ بوڑھے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بابا۔ کیا آپ بتائیں گے کہ ہمارا افسر دراصل کون ہے"۔ اچانک تنویر نے بوڑھے سے مخاطب ہو کر کہا اور بوڑھے کے ساتھ ساتھ صفدر اور دوسرے ساتھی بھی چونک پڑے جبکہ بوڑھا بے اختیار ہنس پڑا۔

"سنو نوجوان۔ ان باتوں کو کریدنا اچھا نہیں ہوتا جنہیں کسی خاص مصلحت کے لئے راز رکھا جاتا ہے۔ اس لئے آئندہ ایسے سوالات نہ کرنا"...... بوڑھے نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ دراصل کون ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ اچھی طرح جانتا ہوں لیکن مجھے بھی ایسی باتوں کے افشا کا حکم نہیں ہے۔ صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ تمہارا افسر بہت عظیم انسان ہے اور بس۔ اب مزید اس بارے میں کوئی سوال نہ کرنا ورنہ مجبوراً مجھے اٹھ جانا پڑے گا"...... بوڑھے کا لہجہ اس بار خاصا سخت ہو گیا تھا۔

"تنویر۔ باباجی درست کہہ رہے ہیں اور فی الحال ایسے سوالوں کا کوئی جواز بھی نہیں ہے۔ اصل بات وہ ہے جس کے لئے ہم آئے ہیں۔ باباجی۔ ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ آپ روشن ضمیر ہیں۔ آپ سے کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ آپ صرف یہ بتائیں کہ کیا ہمارا جولیا کو رہا

کرانا درست بھی رہے گا یا نہیں اور جولیا کو کوئی تکلیف اور پریشانی تو نہیں ہوگی"....... صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر اسے منع کرنے کے بعد بوڑھے سبزی فروش سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جولیا ٹھیک ہے اور ایک ہفتے تک ٹھیک ہی رہے گی۔ یہ شیطانی قوتیں خود اس کی حفاظت کریں گی"....... مزید کسی اقدام کا انحصار عمران پر ہے کہ وہ کیا کرتا ہے"....... بوڑھے نے جواب دیا۔

"کیا عمران کامیاب ہو جائے گا"....... صفدر نے کہا۔

"غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ میرے پاس نہیں ہے اور مجھے بس صرف اتنا ہی معلوم ہو سکتا ہے کہ جتنا جاننے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اس لئے میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ مستقبل میں کیا ہوگا۔ ویسے عمران کی فطری صلاحیتیں اس بات کا پتہ دیتی ہیں کہ وہ کامیاب رہے گا لیکن اس کا انحصار بھی اس بات پر ہے کہ اگر اس کی کامیابی اللہ تعالیٰ کو منظور ہوئی تو"....... بوڑھے نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ہم جولیا کو رہا کرا لیں تو میرا خیال ہے کہ عمران پر دباؤ ختم ہو جائے گا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ جولیا کو رہا کروانے کی جدوجہد ہمیں ضرور کرنی چاہئے"....... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

"آپ پہلی بار میرے پاس تشریف لائے ہیں اور آپ کے کردار اور کارناموں کی وجہ سے میرے دل میں آپ کی بے پناہ عزت ہے۔ اس لئے اس بات کا فیصلہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں کہ آپ خود جولیا کو رہا

کروانا چاہتے ہیں یا نہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں اس سلسلے میں آپ کی بھرپور مدد کے لئے تیار ہوں لیکن میری ایک شرط ہوگی"۔ بوڑھے نے کہا۔

"شرط۔ کیسی شرط۔ فرمایئے"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"صرف یہ معمولی سی شرط ہے کہ آپ کو وعدہ کرنا ہوگا کہ آپ آئندہ نہ میرے پاس آئیں گے اور نہ میرے متعلق کسی سے ذکر کریں گے۔ مجھے آپ پر اعتماد ہے کہ آپ وعدہ نبھائیں گے لیکن اگر آپ نے وعدہ نہ نبھایا تو پھر یہی ہوگا کہ مجھے یہ جگہ اور علاقہ چھوڑ کر کہیں اور جانا پڑے گا"....... بوڑھے نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ ہماری مدد کریں۔ ہمارا وعدہ ہے کہ ہم آپ کے متعلق کسی کو بھی کچھ نہ بتائیں گے"....... صفدر نے کہا۔

"آپ اس کا ذکر اپنے افسر سے کر سکتے ہیں کیونکہ آپ کی اس مجبوری کا مجھے علم ہے کہ آپ کو اسے رپورٹ دینا ہوگی اور آپ کا اس سے کوئی بات چھپانا جرم کے دائرے میں آتا ہے۔ لیکن آپ اسے میری طرف سے درخواست کر دیں گے کہ وہ آگے عمران کو میرے متعلق کچھ نہ بتائیں گے اور آپ بھی عمران کی واپسی پر اس سے میرے متعلق کوئی بات نہ کریں گے"....... بوڑھے نے کہا۔

"آپ نے عمران والی شرط کیوں لگائی ہے جبکہ آپ تو عمران کو اچھا سمجھتے ہیں"....... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے پتہ ہے کہ اگر عمران کو میرے متعلق کچھ معلوم ہو گیا تو پھر

وہ باز نہیں آئے گا اور مجھے یہ جگہ مجبوراً چھوڑنا پڑ جائے گی"...... بوڑھے نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ہمارا وعدہ۔اب آپ ہماری رہنمائی کریں کہ جولیا کہاں ہے اور ہم اسے کیسے رہا کرا سکتے ہیں"...... صفدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"جولیا یہیں دارالحکومت میں ہے"...... بوڑھے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھا اور ایک طرف دیوار میں لگی ہوئی پرانی سی الماری کی طرف بڑھ گیا۔اس نے اس الماری کو کھولا اور اس میں موجود ایک پرانی سی بوتل اٹھا کر واپس آ گیا۔اس نے بوتل وہیں دری پر رکھی اور پھر ایک طرف رکھا ہوا جست کا ایک پرانا سا گلاس اٹھایا اور بوتل کا منہ کھول کر اس نے بوتل میں موجود پانی کے دو گھونٹ اس گلاس میں ڈالے اور گلاس اٹھا کر صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

"اس پانی پر قرآن مجید کی آیات پڑھی ہوئی ہیں۔ہماری زبان میں اسے دم کیا ہوا پانی کہا جاتا ہے اسے پی لو۔اس کو پینے کے بعد چوبیس گھنٹوں تک تم پر کوئی جادو۔کوئی ٹونا۔کوئی شیطانی حربہ اثر نہ کرے گا"...... بوڑھے نے کہا اور صفدر نے گلاس لے کر پانی پی لیا۔پھر باری باری سب نے یہ پانی پیا۔

"ابھی بوتل میں دو تین گھونٹ پانی موجود ہے۔تم یہ بوتل ساتھ لے جاؤ۔جولیا کے حلق میں یہ پانی انڈیل دینا۔وہ ہوش میں آ جائے

گی"...... بوڑھے نے بوتل بند کر کے صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن جولیا ہے کہاں۔یہ تو بتائیں"...... تنویر نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا اور بوڑھا مسکرا دیا۔

"میں تمہاری بے چینی کی وجہ سمجھتا ہوں نوجوان"...... بوڑھے نے تنویر کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر بے اختیار جھینپ گیا جبکہ صفدر اور باقی ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

"مم۔میرا مطلب تھا کہ"...... تنویر نے شرمندہ سے لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

"کسی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے"...... بوڑھے نے ہاتھ اٹھا کر تنویر کو روکتے ہوئے کہا اور تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

"بابا صاحب۔آپ کے قول کے مطابق اس پانی کا اثر چوبیس گھنٹے تک رہے گا اگر ان چوبیس گھنٹوں کے اندر ہم نے جولیا کو اس شیطانی گروپ سے آزاد بھی کرا لیا تو وہ دوبارہ بھی تو جولیا کو اغوا کر سکتے ہیں یا ایسا ہی کوئی اور حربہ بھی استعمال کر سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں بالکل"...... اور وہ ایسا کریں گے بھی۔جہاں تک جولیا کا تعلق ہے تو اس کی فکر مت کرو۔اس کا میں بندوبست کر دوں گا لیکن جہاں تک کسی اور حربے کے استعمال کا تعلق ہے تو ظاہر ہے شیطان ازل سے یہی کام کرتا چلا آ رہا ہے۔اب مجھے یہ تو معلوم نہیں ہو سکتا کہ

وہ کیا کرے گا اور کیا نہیں"...... بوڑھے نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باباجی۔ کوئی پختہ کام ہونا چاہیے"...... اس بار صفدر نے کہا۔

"کیسا پختہ کام۔ کھل کر بات کرو"...... بوڑھے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم اس جبوتی اور اس کی ساتھی کا ہی خاتمہ کر دیں"...... صفدر نے کہا۔

"کیوں نہیں ہو سکتا۔ لیکن ان کی جگہ دوسری قوتیں لے لیں گی۔ یہ تو ایک مکمل نظام ہے اور ازل سے چل رہا ہے"...... بوڑھے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو یہ جنگ جاری رہے گی"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"خیر و شر کی جنگ ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گی۔ یہ کون سی نئی بات کی ہے تم نے"...... بوڑھے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ آپ کوئی ایسا حل بتائیں کہ جس سے یہ مسئلہ ختم ہو جائے"...... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

"دیکھو۔ سچ بات تو یہ ہے کہ یہ کشمکش اسی طرح چلتی رہے گی۔ تم تو کیا کوئی بھی اسے مکمل طور پر ہمیشہ کے لئے ختم نہیں کر سکتا۔ صرف قیامت ہی اس کا خاتمہ کرے گی اور پھر روز جزا کا آغاز ہو گا۔

جہاں تک تمہارا تعلق ہے تم یہاں صرف اپنی ساتھی لڑکی جولیا کو ان کے چنگل سے رہائی کے لئے آئے ہو تو بس وہی کام کرو۔ اس کے علاوہ جس طرح تم پہلے اپنا کام کرتے تھے کرتے رہو۔ وہ بھی خیر کا ہی کام ہے۔ بس انداز مختلف ہے"...... بوڑھے نے اس بار قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ آپ ہمیں بتائیں کہ جولیا کہاں ہے اور ہم اسے کیسے حاصل کر سکتے ہیں"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"دارالحکومت کے شمال مشرق میں ساحل سے کافی دور ایک بے آباد جزیرہ ہے۔ جس کا نام سواگو جزیرہ ہے اور یہاں کے لوگ اس کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس جزیرے میں ایک قدیم مندر بنا ہوا ہے۔ یہ قطعی سنسان اور غیر آباد مندر ہے اور اب مکمل طور پر ٹوٹ پھوٹ چکا ہے۔ اس پر اب شیطان اور اس کی ذریات کا قبضہ ہے جولیا وہیں تمہیں ملے گی۔ تم نے یہ دم کیا ہوا پانی پیا ہوا ہے اس لئے شیطان اور اس کی ذریات تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی۔ جیسا میں نے پہلے کہا ہے کہ بوتل میں موجود پانی جولیا کو پلا دینا۔ وہ ہوش میں آجائے گی اور بس۔ اس کے بعد تم سب کچھ بھول جاؤ اور جیسا کہ تم نے وعدہ کیا ہے کہ تم نے دوبارہ یہاں نہیں آنا۔ اب تم جا سکتے ہو"...... بوڑھے نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آیئے جناب۔ اعظم حیات نے جو اس دوران مکمل طور پر خاموش

اور مؤدب بیٹھا رہا تھا اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور وہ سب اٹھ
کھڑے ہوئے۔ صفدر نے پرانی سی بوتل اٹھالی۔ پھر اعظم حیات کی
رہنمائی میں وہ دروازے سے نکل کر گلی میں پہنچے۔ اعظم حیات کو اس
کے مکان پر چھوڑ کر وہ سب کاروں کی طرف بڑھ گئے۔ پھر جیسے ہی وہ
ایک گلی کا موڑ مڑ کر آگے بڑھنے لگے اچانک تنویر بے اختیار کھلکھلا کر
ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ واقعی یہ دلچسپ اور انوکھا نظارہ ہے کہ بیسویں
صدی میں رہنے والے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان۔ وہ ارکان
جن کے کارناموں کی دھوم پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے وہ ارکان
ایک بوڑھے اور غریب سبزی فروش سے ہدایات لے کر اپنی ساتھی کو
چھڑوانے جا رہے ہیں اور صفدر صاحب تو ہاتھ میں یہ پرانی سی بوتل
اٹھائے کیا خوبصورت لگ رہے ہیں۔ واہ۔ کیا خوبصورت اور منفرد
نظارہ ہے"...... تنویر نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا اور اس کے سب
ساتھی بھی اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

"واقعی یہ ایک منفرد نظارہ ہے۔ انتہائی منفرد"...... کیپٹن شکیل
نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر بھی ہنس پڑا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ سب کچھ ہمیں کسی اخبار میں شائع کروانا
چاہئے تاکہ حکومت کو بھی معلوم ہو سکے کہ وہ سیکرٹ سروس پر اس
قدر بے دریغ عوام کا ٹیکس خرچ کرتی ہے وہ اس قدر بے بس ہیں کہ
بوڑھے سبزی فروش سے ہدایات لیتے پھر رہے ہیں"...... تنویر نے

ایک بار پھر انتہائی طنزیہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"اور اخبار میں یہ بات بھی شائع ہونی چاہئے کہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے انتہائی تجربہ کار اور منجھے ہوئے سپر اور ڈیشنگ ایجنٹس اپنی
ساتھی اور سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف کے اغوا کے باوجود اس کا سراغ
نہ لگا سکے اور ایک بوڑھے اور غریب سبزی فروش نے انہیں بیٹھے بیٹھے
جولیا کا سراغ دے دیا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے سو فیصد یقین ہے کہ ہمیں بے وقوف بنایا گیا ہے"۔ اچانک
تنویر نے منہ بناتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس جزیرے پر پہنچ کر خود ہی معلوم ہو جائے گا"...... اس بار
نعمانی نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کاریں تیزی سے ساحل کی
طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ گھاٹ سے انہوں نے ایک بڑی لانچ
کرائے پر حاصل کی۔ لانچ کے مالک سے ہی انہیں سوا گو جزیرے کے
محل وقوع کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہو گئیں۔ لانچ کے
مالک نے یہی بتایا کہ اکثر لوگ پکنک منانے اس غیر آباد جزیرے پر
جاتے رہتے ہیں۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے بحری سفر کے بعد وہ اس غیر
آباد جزیرے پر پہنچ گئے۔ جزیرہ واقعی غیر آباد تھا لیکن وہاں درختوں اور
جھاڑیوں کی کثرت تھی۔ وہاں میٹھے پانی کے دو چشمے بھی موجود تھے۔
لیکن حیرت انگیز بات یہ تھی کہ اس جزیرے پر درختوں اور جھاڑیوں
کے باوجود نہ کوئی چھوٹا بڑا جانور تھا اور نہ ہی کوئی پرندہ وہاں مکمل اور
قدرے غیر فطری سا سکوت طاری تھا۔ وہ جزیرے کے مرکزی حصے کی

طرف بڑھتے چلے گئے اور پھر اچانک چمگادڑوں کا ایک غول سا انتہائی
بھیانک آوازیں نکالتا ہوا درختوں کے درمیان سے نمودار ہوا اور
دوسرے لمحے چمگادڑ ان پر اس طرح جھپٹے جیسے دشمن اپنے شکار پر جھپٹتے
ہیں اور وہ سب اس اچانک اور خوفناک حملے کی وجہ سے بے اختیار
تیزی سے نیچے کی طرف جھکے لیکن چمگادڑوں نے بھی اپنا رخ نیچے کی
طرف کر لیا۔ لیکن دوسرا لمحہ ان کے لئے انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا کہ
چمگادڑ یکلخت انتہائی خوفناک آوازیں نکالتے ہوئے اوپر کو اٹھے اور پھر
پلٹ کر اس طرح واپس درختوں کی طرف بڑھتے چلے گئے جیسے وہ کسی
چیز سے انتہائی خوفزدہ ہو گئے ہوں اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ بالکل اسی
طرح درختوں میں غائب ہو گئے جس طرح اچانک نمودار ہوئے تھے۔
یہ سب کچھ اس قدر تیزی اور برق رفتاری سے ہوا تھا کہ صفدر اور اس
کے ساتھی حیرت سے منہ کھولے رہ گئے۔

"یہ کیا تھا۔ یہ چمگادڑ کہاں سے آ گئے اور انہوں نے ہم پر حملہ کیوں
کیا تھا۔ یہ تو اس طرح انسانوں پر حملہ آور نہیں ہوتے"...... تنویر
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ شیطان کی ذریات تھیں۔ آؤ آگے آؤ"...... صفدر نے کہا اور پھر
وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔

"حیرت ہے۔ نجانے یہ سب کیا ہے۔ مجھے تو اپنے ذہن پر شک
ہونے لگ گیا ہے"...... تنویر نے کاندھے اچکاتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

"اپنے آپ کو ایزی رکھو تنویر۔ ایسے بے شمار نظام ہیں جن کا

ادراک ہمیں نہیں ہو سکتا۔ ہم ان پر ہنس تو سکتے ہیں۔ ان کے وجود
سے انکار تو ہو سکتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے ہمارے ہنسنے اور مذاق اڑانے
سے یہ نظام ختم تو نہیں ہو سکتے"...... صفدر نے تنویر کو سمجھاتے
ہوئے کہا۔

"لیکن صفدر۔ اس ترقی یافتہ اور سائنسی دور میں کون ان باتوں پر
یقین کر سکتا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"بے شمار ایسی چیزیں ہیں جو قدیم دور میں موجود نہ تھیں اور اس
وقت اگر کوئی بجلی، ہوائی جہاز، موٹر کار، ٹیلی فون، ٹیلی ویژن، کمپیوٹر
ایٹم بم، میزائل وغیرہ کی باتیں کرتا تو کون ان پر یقین کرتا۔ دنیا میں
صرف وہی کچھ نہیں ہے جو کچھ ہم نے دریافت کیا ہے یا جس کا ادراک
ہم اپنے حواس خمسہ سے کر سکتے ہیں۔ اس لئے ان باتوں کو چھوڑو۔
بہر حال ہمیں ایک بنیادی بات پر یقین رکھنا چاہئے کہ ہم نے خیر کا
ساتھ دینا ہے شر کا نہیں۔ اسی میں ہماری بنیادی کامیابی ہے"......
صفدر نے اس طرح تنویر کو سمجھانا شروع کر دیا جیسے استاد کسی کند
ذہن بچے کو سمجھاتا ہے۔

"کیا یہ توہم پرستی نہیں ہے صفدر۔ اگر یہ توہم پرستی نہیں ہے تو
پھر توہم پرستی آخر کسے کہتے ہیں"...... تنویر اپنی بات ابھی تک اڑا ہوا
تھا۔ وہ سب آگے ہی بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"وہم مختلف چیز ہے۔ کسی چیز کا ادراک وہم کے زمرے میں نہیں
آتا۔ وہم ایسی چیز کو کہتے ہیں جس کا وجود نہ ہو اور ہم صرف اپنی ذہنی

پراگندگی کی وجہ سے اس کا وجود تسلیم کر لیں اور نہ صرف اس کا وجود تسلیم کر لیں بلکہ اس کی اس طرح پرستش شروع کر دیں کہ شرک کے دائرے میں داخل ہو جائیں"...... صفدر نے جواب دیا اور تنویر نے اس بار کوئی جواب دینے کی بجائے صرف کاندھے اچکا دیئے۔ ابھی وہ تھوڑا ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ انہیں درختوں کے درمیان ایک خستہ اور ٹوٹی پھوٹی سی مندر نما عمارت نظر آنے لگ گئی۔

"حیرت ہے۔ یہ بوڑھا سبزی فروش ایسے جزیروں پر بھی آتا جاتا رہتا ہے"...... تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس بار صفدر سمیت باقی ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔ لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

"وہ خوفناک چمگادڑ نجانے کہاں غائب ہو گئے ہیں"...... اچانک چوہان نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ انسانوں کو دیکھ کر فرار ہو گئے ہوں"...... نعمانی نے کہا اور پھر وہ سب اس عمارت میں داخل ہو گئے۔

"ارے وہ دیکھو جولیا"...... اچانک صدیقی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ ان سب سے ہٹ کر ایک ٹوٹے ہوئے احاطے میں داخل ہو گیا تھا اور پھر وہ سب اس کی طرف دوڑ پڑے۔ دوسرے لمحے ان سب کی نظریں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ وہاں واقعی زمین پر جولیا پڑی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ اس طرح لیٹی ہوئی تھی جیسے اپنے بستر پر سو رہی ہو۔

حیرت ہے۔ اب تو مجھے بھی یقین آنے لگ گیا ہے کہ واقعی کوئی

پراسرار نظام کام کر رہا ہے۔ مجھے ایک فیصد بھی یقین نہ تھا کہ جولیا یہاں ہو گی"...... تنویر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ صفدر نے جلدی سے آگے بڑھ کر ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل کا کارک ہٹایا اور پھر جولیا کے قریب بیٹھ کر اس نے ایک ہاتھ سے جولیا کے جبڑوں کو بھینچ کر اس کا منہ کھولا اور دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل میں موجود دو تین گھونٹ پانی کو اس نے جولیا کے حلق میں انڈیل دیا۔ جیسے ہی پانی جولیا کے حلق سے نیچے اترا۔ جولیا کے بے حس و حرکت جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور صفدر تیزی سے ہٹ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

"آؤ باہر آ جاؤ۔ اس طرح جولیا اچانک ہمیں اپنے گرد دیکھ کر پریشان ہو گی۔ اسے اپنے آپ کو سنبھالنے دو"...... صفدر نے کہا اور تیزی سے دوسری طرف کو مڑ گیا۔ باقی ساتھی بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چلتے ہوئے دوسری طرف کو بڑھ گئے۔ پھر چند لمحوں بعد انہیں ٹوٹی ہوئی دیوار کی دوسری طرف سے جولیا کی کراہ سنائی دی۔

"یہ۔ یہ۔ میں کہاں آ گئی ہوں۔ یہ کیا ہے۔ یہ۔ یہ"...... چند لمحوں بعد جولیا کی انتہائی حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تم یہاں اکیلی نہیں ہو جولیا۔ ساری سیکرٹ سروس یہاں موجود ہے"...... صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔

"یہ۔ یہ صفدر کی آواز۔ اوہ یہ خواب نہیں ہو سکتا"...... جولیا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور صفدر نے اپنے ساتھیوں کو اندر چلنے کا

اشارہ کیا۔

"یہ خواب نہیں حقیقت ہے"...... صفدر نے احاطے میں داخل ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔جولیا اٹھ کر بیٹھی ہوئی تھی۔صفدر اور اس کے پیچھے احاطے میں داخل ہوتے سارے ساتھیوں کو دیکھ کر جولیا کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"کیا۔کیا مطلب۔یہ سب کیا ہے۔میں تو اپنے فلیٹ میں سو رہی تھی پھر۔"...... جولیا نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"تم پوری طرح ہوش میں آ جاؤ تاکہ تمہیں تفصیل بتائی جا سکے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تفصیل۔کس کی تفصیل"...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور جب صفدر نے مختصر طور پر اس کے اچانک اور پراسرار طور پر فلیٹ سے غائب اور وہاں پائے جانے والے رقعے کے متعلق بتایا تو جولیا کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے اسے صفدر کی بات پر ذرا برابر بھی یقین نہ آیا ہو۔

"اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں آ رہا تو تنویر سے پوچھ لو۔اسے بھی ان ساری باتوں پر اس وقت تک یقین نہ آ رہا تھا جب تک اس نے تمہیں یہاں نہیں دیکھ لیا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صفدر درست کہہ رہا ہے جولیا۔یہ سب کچھ انتہائی پراسرار اور انتہائی عجیب ہے۔میرا تو ذہن ابھی تک تسلیم نہیں کرتا لیکن اب میں

کیا کروں۔تمہاری یہاں موجودگی نے مجھے ان باتوں پر یقین کرنے پر مجبور کر دیا ہے"...... تنویر نے جواب دیا۔

"انتہائی حیرت انگیز۔مشرق واقعی مشرق ہے۔حالانکہ مجھے یہاں رہتے ہوئے طویل عرصہ ہو چکا ہے لیکن آج تمہاری باتیں سن کر اور اپنے آپ کو یہاں اسی لباس میں پا کر جس لباس میں اپنے فلیٹ میں تھی مجھے مشرق کا یہ حیرت انگیز اور نیا رخ نظر آ رہا ہے"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور صفدر مسکرا دیا۔پھر وہ سب اس کھنڈر نما عمارت سے باہر آ گئے۔صفدر نے اب جولیا کو اعظم حیات سے ملنے اور پھر اس کے ساتھ اس بوڑھے سبزی فروش تک پہنچنے اور اس سے ہونے والی باتوں کی تفصیل بتا دی اور جولیا یہ سب کچھ اس طرح سن رہی تھی جیسے بچے کوئی پراسرار کہانی سنتے ہیں۔

"حیرت ہے۔انتہائی حیرت۔بلکہ اب تو یقین کرو کہ میری حیرت کا سٹاک ہی ختم ہو گیا ہے"...... جولیا نے بے اختیار ہو کر کہا اور صفدر کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی جولیا کی بات سن کر ہنس پڑے لیکن اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔اچانک ایک جھاڑی میں سے قدرے سیاہ رنگ کا دھواں سا نمودار ہوا اور وہ سب بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔چند لمحوں بعد دھواں فضا میں ہی اس طرح مجسم ہو گیا کہ دھوئیں سے ایک عجیب ٹیڑھا میڑھا سا انسانی ہیولا نظر آنے لگ گیا۔وہ سب انتہائی حیرت سے اس دھوئیں کو دیکھ رہے تھے۔چند لمحوں تک دھواں اسی طرح مجسم رہا پھر تیزی سے بکھر کر

فضا میں غائب ہو گیا۔

"یہ کیا تھا"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"پتہ نہیں بہر حال آؤ"...... صفدر نے کہا اور وہ سب تیزی سے ایک بار پھر ساحل کی طرف بڑھنے لگے لیکن جیسے ہی وہ ساحل کے اس حصے پر پہنچے جہاں انہوں نے لانچ کو چٹان سے باندھا تھا۔ وہ سب یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑے کہ ان کی لانچ دور سمندر میں تیزی سے اس طرح بہتی چلی جارہی تھی جیسے کوئی اسے باقاعدہ چلا رہا ہو لیکن لانچ خالی تھی۔

"یہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ یہ لانچ کیسے نکل گئی"...... اس بار صفدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اب ہم اس جزیرے پر قید ہو گئے ہیں۔ یہ سب شیطانی چکر ہے"...... کیپٹن شکیل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ۔ اس طرف تو کوئی آتا جاتا بھی نہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اب کیا ہو گا"...... جولیا نے قدرے روہانسی سی آواز میں کہا۔

"وہی ہو گا جو اب تک ہم فلموں میں دیکھتے اور افسانوں میں پڑھتے آئے ہیں کہ اکیلے جزیرے میں پہنچنے والے دنیا سے کٹ کر نئی زندگی کا آغاز کرتے ہیں"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا اب ہمیں یہیں رہنا ہو گا"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"ظاہر ہے اور کیا ہو سکتا ہے"...... تنویر نے اسی طرح شرارت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ بڑی معنی خیز نظروں سے جولیا کو دیکھ رہا تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں جولیا۔ تنویر تو ایسے ہی مذاق کر رہا ہے۔ ان شیطانی ذریات کو شاید یہ یاد نہیں رہا کہ ہم سیکرٹ ایجنٹس ہیں۔ عام لوگ نہیں ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کلائی پر بندھی ہوئی واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن کھینچ کر سوئیوں کو مخصوص ہندسوں پر ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا اور تنویر نے بے اختیار برا سا منہ بنا لیا جبکہ باقی ساتھی اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑے۔

ختم شد

عمران سیریز میں منفرد، انوکھے اور یادگار انداز کا سحر انگیز ناول

بلیک پاورز

مصنف ــــ مظہر کلیم ایم اے

بلیک پاورز ــــ بلیک ورلڈ کی شیطانی قوتیں ــــ جو پوری طاقت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے پر اتر آئیں۔

بلیک پاورز ــــ ایسی خوفناک اور طاقتور قوتیں جنہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی تمام کوششیں ناکام بنا دیں۔

بلیک پاورز ــــ ایسی قوتیں جن کے مقابلے پر آکر عمران اپنے آپ کو بے بس محسوس کرنے لگا ــــ کیا واقعی عمران بے بس ہو گیا؟

بلیک پاورز ــــ جن کے مقابلے پر آکر عمران کو ایسی خوفناک جدوجہد کرنی پڑی جس کا اندازہ اس سے قبل اسے کبھی نہ ہوا تھا انتہائی خوفناک اور جان لیوا جدوجہد۔

باکوری ــــ بلیک ورلڈ کی انتہائی خوفناک قوت۔ جس کا اثر پانی پر تھا لیکن وہ حقیقتاً ایک عورت تھی۔ ایک خوبصورت اور دلکش افریقی عورت۔

باکوری ــــ جس کو دیکھتے ہی جوزف اس سے شادی کرنے پر تیار ہو گیا او

عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے باکوری اور جوزف کی شادی ہو گئی انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ سچویشن۔

- وہ لمحہ ــــ جب عمران کو جوزف کی بیوی باکوری سے انتہائی ہولناک جنگ لڑنی پڑی۔ ایسی جنگ ــــ جس میں جوزف بھی شامل تھا۔ کیا جوزف نے عمران کے مقابلے میں باکوری کا ساتھ دیا ــــ؟
- وہ لمحہ ــــ جب جوانا بلیک پاورز کا آلہ کار بن کر عمران کے مقابلے پر اتر آیا اور جوانا کی وجہ سے عمران کے ہاتھوں سے جادوئی زیور نکل گیا۔ کیا عمران نے جوزف کو معاف کر دیا ــــ یا ــــ؟
- بلیک ورلڈ کے پروفیسر البرٹ اور عمران کے درمیان ہونے والی انتہائی طویل، خوفناک اور جان لیوا جدوجہد۔
- پروفیسر البرٹ اور عمران کے درمیان ہونے والی اس جدوجہد کا انجام کیا ہوا ــــ انتہائی حیرت انگیز اور ناقابل یقین انجام۔

منفرد ــــ دلچسپ ــــ اور یادگار کہانی

ایک ایسا ناول جو ہر حیثیت سے ناقابل فراموش ہے۔

ایک ایسا ناول جو اس سے قبل صفحہ قرطاس پر نہیں ابھرا۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور قطعی منفرد ناول

مثالی دنیا

مکمل ناول

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

مثالی دنیا کائنات سے بالاتر ایک ایسی دنیا جو اسرار و تحیر کے دھندلکوں میں لپٹی ہوئی ہے۔

مثالی دنیا جہاں کرہ ارض کی طرح زمان و مکان کی کوئی قید نہیں ہے۔ انتہائی پر اسرار دلچسپ، انوکھی اور منفرد دنیا۔

مثالی دنیا جہاں پہنچنے کے لئے روسیاہ کی یونیورسٹی کے پروفیسر یونوکوف نے ایک انتہائی آسان طریقہ دریافت کرلیا۔ ایسا طریقہ کہ کرہ ارض کا ہر آدمی وہاں آسانی سے پہنچ سکتا تھا۔

پروفیسر نورس جس نے یہ طریقہ چوری کرلیا اور پھر اس نے علی اعلان مثالی دنیا میں آمد و رفت شروع کر دی۔

فاسٹ گروپ پیشہ ور قاتلوں کا ایک ایسا گروہ جس نے یہ طریقہ حاصل کرنے کے لئے پروفیسر نورس کو ہلاک کر دیا مگر اس طریقے کے حصول کی بنا پر انہیں بھی موت کے گھاٹ اترنا پڑا۔

ڈاکٹر رونالڈ جس نے مثالی دنیا سے ایک خاتون کو کرہ ارض پر آنے پر مجبور کر دیا۔ یہ خاتون کون تھی؟ کس طرح کی تھی اور ڈاکٹر رونالڈ اس سے کیا کام لینا چاہتا تھا؟

انتہائی پر اسرار اور حیرت انگیز سچویشن

پروفیسر ارشاگن ایک یہودی ماہر روحانیت جس نے پروفیسر یونوکوف کے اس طریقے کی بنا پر پوری دنیا سے مسلمانوں کے خاتمے اور یہودی سلطنت کے قیام کا منصوبہ بنایا اور پھر اس پر عمل شروع کر دیا۔ کیا وہ اپنے اس بھیانک منصوبے میں کامیاب ہوا؟

زرینت مثالی دنیا سے آنے والی دوشیزہ جو اچانک عمران کے فلیٹ پر پہنچی اور اس سے امداد کی خواہش کی اور پھر اچانک ہی فضا میں تحلیل ہو گئی۔ وہ کون تھی؟

عمران جس نے پروفیسر یونوکوف کے اس طریقے کو حاصل کرنا چاہا تو اسے لمحہ بہ لمحہ موت کے خلاف جنگ لڑنی پڑی۔

وہ لمحہ جب عمران کو اس طریقے کی وجہ سے ایکسٹو کی اصلیت ظاہر ہونے کا یقینی خطرہ پیش آ گیا۔ کیا واقعی ایکسٹو کی اصلیت سیکرٹ سروس پر ظاہر ہو گئی؟

مثالی دنیا میں پہنچنے کا پروفیسر یونوکوف کا دریافت کردہ طریقہ کیا تھا۔ کیا عمران اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہوا یا نہیں؟

پاور ایجنٹ

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور یادگار ناول

پاور ایجنٹ

مصنف مظہر کلیم ایم اے

کاراکاز ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم۔ جس نے پاکیشیا سے ایک سائنسدان کو فارمولے سمیت اغوا کرلیا۔

پاور ایجنٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا رکن جسے اکیلے ہی سائنسدان اور فارمولے کو واپس لانے کا مشن سونپا گیا۔

پاور ایجنٹ جو اکیلا ہونے کے باوجود کاراکاز کے سینکڑوں تربیت یافتہ افراد کو روندتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

پاور ایجنٹ جس نے اپنے خوفناک اور پاورفل ایکشن سے ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھیر دیں۔

مارسیلا ایک نیا منفرد اور دلچسپ کردار۔ جس نے قدم قدم پر پاور ایجنٹ کی مدد کی۔ لیکن جب اس نے مستقل طور پر ساتھ رہنے کا اظہار کیا تو پاور ایجنٹ نے اسے بھی ہلاک کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ کیا مارسیلا پاور ایجنٹ کے ہاتھوں ہلاک ہوگئی۔ یا؟

پاور ایجنٹ جس کی امداد کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی علیحدہ ٹیم بھیجی گئی لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کی زندگیاں بھی پاور ایجنٹ کو بچانی پڑیں۔ کیسے اور کیوں ——؟

مارسیلا جو کاراکاز کے اعلیٰ عہدیدار کی بیوی تھی لیکن اس نے پاور ایجنٹ کی قدم قدم پر رہنمائی کی۔ کیوں اور کیسے ——؟

پاور ایجنٹ جو اپنی کارکردگی کے لحاظ سے کاراکاز کے لئے موت کا فرشتہ ثابت ہوا۔

پاور ایجنٹ کون تھا؟ کیا وہ اپنے بے پناہ ایکشن کے باوجود اپنے مشن میں کامیاب بھی ہوسکا ——— یا ———؟

وہ لمحہ جب پاور ایجنٹ اور مارسیلا دونوں ایک جدید ترین ہیلی کاپٹر میں محو پرواز تھے لیکن اچانک ہیلی کاپٹر کا تمام نظام جام ہوکر رہ گیا اور ہیلی کاپٹر سیدھا سمندر میں جاگرا۔

انتہائی دلچسپ واقعات

بے پناہ تیز رفتار ایکشن

اعصاب شکن سسپنس

ایک ایسا ناول جو ہر لحاظ سے ایک یادگار اور منفرد انداز کا ناول ہے

شائع ہوگیا ہے

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال یا براہ راست ہم سے طلب کریں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز
بلیک پاوز
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول "بلیک پاورز" آپ کے ہاتھوں میں ہے منفرد انداز میں لکھی گئی یہ کہانی یقیناً ہر لحاظ سے آپ کو پسند آئے گی۔ "بلیک ورلڈ" کی شیطانی قوتیں جنہیں "بلیک پاورز" کہا جاتا ہے انسانوں کو کس کس انداز میں گمراہ کرتی ہیں اور کیسے کیسے خطرناک اور خوفناک حربے وہ انسانوں کو خیر کے راستے سے ہٹانے کے لئے استعمال کرتی ہیں یہ سب کچھ اپنی جگہ دلچسپ بھی ہے اور سبق آموز بھی مجھے یقین ہے کہ منفرد انداز کی جدوجہد پر مبنی یہ ناول ہر لحاظ سے آپ کے معیار پر پورا اترے گا۔ البتہ ناول کے مطالعے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

لاہور سے محترم عدنان قیصر صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد شوق سے پڑھتا ہوں اکثر قارئین آپ سے فرمائش کرتے ہیں کہ عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران کی شادیاں کر دیں لیکن میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ جو لوگ ملک و قوم کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں وہ ایسے بکھیڑوں میں نہیں پڑا کرتے"۔

محترم عدنان قیصر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران کی شادیوں کا تعلق ہے تو واقعی قارئین اکثر اصرار کرتے رہتے ہیں کہ ان کی شادیاں

ہو جانی چاہیں اس لحاظ سے دیکھا جائے تو آپ نے شادی کو بکھیڑا کہہ کر ایسے قارئین کی دل شکنی کی ہے۔ گو یہ بات واقعی اپنی جگہ درست ہے کہ جو لوگ ملک وقوم کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں اعلیٰ اور ارفع مقاصد کے لئے جدوجہد کرتے ہیں وہ عام طور پر شادی سے گریز کرتے ہیں لیکن اس لئے نہیں کہ وہ اپنے اعلیٰ اور ارفع مقاصد کے حصول میں اسے رکاوٹ سمجھتے ہیں بلکہ اس لئے کہ شادی کے بوجو نئی ذمہ داریاں سامنے آتی ہیں وہ ان ذمہ داریوں سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھنا چاہتے ہیں جہاں تک عمران اور سیکرٹ سروس کے اکان کی شادیوں کا تعلق ہے تو جب تک ان کے چیف ایکسٹو کی شادی نہیں ہو جاتی وہ کیسے شادیاں کر سکتے ہیں اور ظاہر ہے وہ چیف کو مجبور بھی نہیں کر سکتے اس لئے فی الحال تو وہ خود مجبور ہیں۔

ہرنولی شہر سے سید زاہد حسین صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں اور آپ کے ناول پڑھ پڑھ کر مجھے بھی ناول لکھنے کا شوق پیدا ہوا اور اب ایک مقامی ماہنامہ میں میری جاسوسی کہانی "نیا جھگڑا" قسط وار شائع بھی ہو رہی ہے اس لحاظ سے میں آپ کو اپنا استاد مانتا ہوں۔ امید ہے آپ بھی مجھے شاگرد تسلیم کرتے ہوئے میری رہنمائی کرتے رہیں گے"۔

محترم سید زاہد حسین صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بےحد شکریہ۔ یہ پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی کہ آپ کی تخلیق کردہ کہانی قسط وار شائع ہو رہی ہے۔ مجھے استاد اور اپنے آپ کو شاگرد کہہ کر مزید رہنمائی کے بھی طالب ہیں۔ لیکن آپ کی کہانی کا نام "نیا جھگڑا" ہے۔ اب آپ خود ہی بتائیں کہ جب آپ نے آغاز ہی جھگڑے سے کیا ہو تو جھگڑے میں رہنمائی کرنا تو جھگڑے کو مزید بڑھانے کے مترادف ہو گا جب کہ جھگڑے بڑھائے نہیں بلکہ ختم کئے جاتے ہیں۔ اب مزید کیا لکھوں۔ امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

ملتان سے محترم ایم اے طاہر صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے تمام ناول پڑھ چکا ہوں اور ہر ناول کو دوسرے سے منفرد اور زیادہ دلچسپ محسوس کیا ہے۔ چونکہ آج تک آپ کے ناولوں میں کوئی ایسی غلطی نظر نہیں آئی جس کی بنیاد پر خط لکھا جا سکے اس لئے خط نہ لکھ سکا۔ لیکن ایک شدید خواہش رہی ہے جس کی بنا پر خط لکھ رہا ہوں کہ آپ کوئی ایسا ناول لکھیں جس میں ٹائیگر کی رہنمائی میں جوزف اور جوانا کام کریں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ انوکھا ناول سب قارئین کو پسند آئے گا"۔

محترم ایم اے طاہر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بےحد شکریہ۔ آپ نے جس شدید خواہش کا اظہار کیا ہے وہ یقیناً ناول "بلاسٹڈ اٹیک" پڑھ کر پوری ہو چکی ہو گی۔

چونیاں سے محمد ارشد صاحب لکھتے ہیں۔ "گزشتہ دس سالوں سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں اور میں آپ کے قلم کو داد دینے پر مجبور ہوں کہ آپ کا ہر ناول دوسرے سے منفرد اور ممتاز ثابت ہوا ہے۔ جرائم کی دنیا جس قدر دلچسپ اور جدت پسند ہے۔ اتنا ہی آپ کا قلم بھی جدت پسند ثابت ہوا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ آپ کے ناولوں کے قارئین

آپ کے ہر ناول کو انتہائی ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں ۔ البتہ آپ سے
ایک شکایت ضرور ہے کہ آپ کا ناول تو دو گھنٹے میں ختم ہو جاتا ہے
لیکن نئے ناول کا انتظار پورے ایک مہینے تک کرنا پڑتا ہے ۔ کیا ایسا
ممکن نہیں ہے کہ آپ ایک ماہ میں ساٹھ ناول لکھ دیا کریں ۔

محترم محمد ارشد صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد
شکریہ ۔ جہاں تک آپ کی اس بات کا تعلق ہے کہ ناول دو گھنٹے میں
آپ پڑھ لیتے ہیں اور نئے ناول کے لئے آپ کو پورا ایک ماہ انتظار کرنا
پڑتا ہے اور آپ نے شاید حساب کتاب کو سامنے رکھے بغیر مجھ پر مہربانی
کرتے ہوئے مہینے میں صرف ساٹھ ناول لکھنے کی فرمائش کر دی ہے ۔
ورنہ اگر آپ حساب کتاب کے تحت لکھتے تو پھر ایک روز میں دس بارہ
ناولوں اور ایک ماہ میں تین چار سو ناولوں کی فرمائش ہو سکتی تھی ۔
لیکن محترم یہ بات آپ نے نہیں سوچی کہ جس ناول کو آپ دو گھنٹے
میں پڑھ لیتے ہیں اسے لکھنے کے لئے مجھے کتنا وقت لگتا ہے اور پھر اس
کے شائع ہونے اور آپ تک پہنچنے میں کتنا ۔ تو یقیناً آپ اس بات پر
میرا اور پبلشرز کا شکریہ ادا کرتے کہ ہر ماہ باقاعدگی سے ایک ناول تو
آپ کو پڑھنے کو مل جاتا ہے ۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

عمران کرسی پر بیٹھا گہری سوچ میں غرق تھا ۔ اس کی فراخ پیشانی
پر شکنوں کا جال پھیلا ہوا نظر آ رہا تھا کہ اچانک ٹائیگر کمرے میں داخل
ہوا ۔

" کیا بات ہے باس ۔ آپ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی متفکر نظر آ رہے
ہیں " ...... ٹائیگر نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور عمران نے
چونک کر اس کی طرف دیکھا ۔

" ہاں ۔ دراصل میں سوچ رہا ہوں کہ اس شیطانی چکر سے آخر کس
طرح نجات حاصل کی جائے ۔ یہ معاملہ تو واقعی شیطان کی آنت کی
طرح پھیلتا چلا جا رہا ہے " ...... عمران نے کہا ۔

" باس ۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ایک بات کہوں " ۔ ٹائیگر
نے سائیڈ پر موجود ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا ۔

" ہاں ۔ کیوں ایسی کیا بات ہے ۔ جس سے میری ناراضگی کا پہلو

نکل سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"باس۔ یہ شیطانی چکر اس طرح ختم نہیں ہو سکتا جس طرح آپ چاہتے ہیں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اچھا۔ پھر کس طرح ختم ہو سکتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اس سارے سیٹ اپ کا مرکزی کردار وہ پروفیسر البرٹ ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ شیطان کا آلہ کار ہے یا اس کا نائب ہے۔ لیکن بہرحال ہے تو انسان اور شاید یہی وجہ ہے کہ وہ اب تک ہمارے سامنے نہیں آیا۔ آپ ایسا کریں کہ کسی طرح اس کا کھوج لگائیں۔ میں اور جوانا جا کر اس کا خاتمہ کر دیتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کے خاتمے کے ساتھ ہی یہ بدروحوں، جادوئی زیور اور یہ سارا الم غلم سب ختم ہو جائے گا۔ ورنہ ہم کب تک احمقوں کی طرح اس چکر میں الجھے رہیں گے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"گڈ۔ بات تو واقعی تم نے اچھی کی ہے۔ واقعی ہمیں ان چکروں کے پیچھے پڑنے کی بجائے براہ راست اس پروفیسر کا ہی خاتمہ کر دینا چاہئے جو اس سارے فساد کی جڑ ہے۔ میں خود بھی اس بارے میں یہی سوچ رہا تھا لیکن دو مسئلے ایسے ہیں جو اس سلسلے میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جولیا ان کے قبضے میں ہے۔ وہ جولیا کو نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں اور دوسرا یہ کہ پروفیسر کو کہاں اور کس طرح تلاش کیا جائے۔ اس وسیع و عریض دنیا میں وہ نجانے کہاں ہو گا"۔۔۔۔ عمران

نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک پروفیسر شاوانی کمرے میں داخل ہوا۔

"مبارک ہو عمران صاحب۔ آپ کا ایک مسئلہ تو حل ہو گیا ہے۔ جولیا کو آزاد کرا لیا گیا ہے اور وہ اب محفوظ ہاتھوں میں ہے"۔ پروفیسر شاوانی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"جولیا کو آزاد کرا لیا گیا ہے۔ کیا مطلب۔ کس نے آزاد کرایا ہے"۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے بھی ابھی ابھی اطلاع ملی ہے میں بتاتا ہوں"۔۔۔۔ پروفیسر شاوانی نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور عمران واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان مس جولیا کو تلاش کر رہے تھے لیکن جب وہ کہیں دستیاب نہ ہوئی تو انہوں نے اس کی تلاش کا صحیح راستہ اختیار کیا اور وہ پاکیشیا میں رہنے والے ایک عظیم روحانی شخصیت کے پاس پہنچ گئے۔ اس روحانی شخصیت نے انہیں نہ صرف جولیا کا پتہ بتا دیا بلکہ انہیں تحفظ بھی فراہم کر دیا۔ نتیجہ یہ کہ جبوتی اور اس کے ساتھیوں کی ایک نہ چلی اور جولیا کے ساتھی اسے ان کے قبضے سے آزاد کرا لینے میں کامیاب ہو گئے اور اس روحانی شخصیت نے ایسا سدباب کر دیا ہے کہ اب جبوتی یا دوسری طاقتیں دوبارہ جولیا یا اس کے کسی ساتھی پر ہاتھ نہ ڈال سکیں گی"۔۔۔۔ پروفیسر شاوانی نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"روحانی شخصیت۔ وہ کون ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری عمران صاحب۔ ابھی ان کی طرف سے اس بات کی اجازت نہیں ملی کہ ان کا تعارف کرایا جائے۔ اس لئے بس آپ کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جولیا اب نہ صرف آزاد ہو چکی ہے بلکہ اب محفوظ ہے"...... پروفیسر شاوانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو اس روحانی شخصیت کو اس بات کا بھی علم ہو گا کہ پروفیسر البرٹ کہاں ہے۔ مجھے اسے تلاش کرنا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ ان کا دائرہ اثر صرف پاکیشیا تک ہی محدود ہے اور پروفیسر البرٹ بہرحال پاکیشیا میں نہیں ہے۔ جبوتی سے یہ غلطی ہوئی تھی کہ اس نے جولیا کو وہیں پاکیشیا کے ساحل کے قریب ایک جزیرے میں رکھا ہوا تھا اس لئے اس روحانی شخصیت کو نہ صرف اس کا پتہ چل گیا بلکہ وہ اسے آزاد کرا لینے میں بھی کامیاب ہو گئے اور یہ بھی بتا دوں کہ روحانی نظام میں ہر کام ایک خاص مقصد کے تحت ہوتا ہے۔ اگر وہ روحانی شخصیت آپ کے سامنے نہیں آنا چاہتی تو اس کا بھی کوئی مقصد ہو گا۔ ہمیں اس معاملے میں مزید کوئی کرید نہیں کرنا چاہئے"...... پروفیسر شاوانی نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا ظاہر ہے اب اس بارے میں مزید کچھ کہنا پوچھنا لاحاصل ہی تھا اور اب تو اسے یہ بھی پوچھنے کی

ضرورت نہ رہی تھی کہ آخر پروفیسر کو یہاں بیٹھے بیٹھے کیسے اس بات کا علم ہو گیا ہے کیونکہ اب یہ باتیں ثانوی حیثیت اختیار کر گئی تھیں۔

"پروفیسر شاوانی۔ بلیک ورلڈ کے پروفیسر البرٹ کو ٹریس کرنے کے لئے آپ کوئی لائحہ عمل بتا سکتے ہیں"...... عمران نے پروفیسر سے کہا۔

"کیوں۔ آپ یہ بات کیوں پوچھنا چاہتے ہیں۔ آپ نے تو جبوتی کو قابو کرنے کے لئے میرے ساتھ جانا تھا"...... پروفیسر نے چونک کر کہا۔

"پروفیسر۔ میں نے بہت سوچ بچار کے بعد اب اپنا لائحہ عمل تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سے پہلے میری تمام تر توجہ اس رعمیس کو حاصل کرنے پر مرکوز تھی لیکن جولیا کے اغوا اور مجھے بلیک میل کر کے رعمیس حاصل کرنے کی کوشش نے پروفیسر البرٹ اور اس کے گروپ کی کمزوریاں ظاہر کر دی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ پروفیسر اور اس کا پورا شیطانی گروپ میری مدد کے بغیر رعمیس اب بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لئے اب مجھے رعمیس کے حصول کی طرف سے کوئی فکر نہیں رہی۔ دوسری بات یہ کہ اب یہ بات بھی سامنے آ گئی ہے کہ پروفیسر اور اس کے ساتھیوں کے شیطانی اختیارات بھی بے حد محدود ہیں۔ وہ اس قدر اختیارات کا بھی مالک نہیں ہے کہ بلیک ورلڈ کی ہی دوسری قوت، وہ کیا نام بتایا تھا آپ نے، وہ پانی والی قوت"۔ عمران نے بات کرتے کرتے رک کر کہا۔

"باکوری"...... پروفیسر شاوانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ پروفیسر البرٹ کے پاس یہ بھی اختیار نہیں ہے کہ وہ اس باکوری سے ازخود رعمیس حاصل کر سکے ۔ اس لئے اس نے یہ احمقانہ چال چلی ہے کہ جولیا کو اغوا کرا کر مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کی ہے ۔ آپ نے خود ہی پہلے بتایا تھا کہ پروفیسر کا دائرہ اثر انتہائی محدود ہے اور وہ یہ رعمیس حاصل ہی اس لئے کرنا چاہتا ہے کہ اس کی مدد سے وہ بلیک ورلڈ میں مکمل قوت حاصل کر سکے ۔ ان سب باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب ہمیں خود آگے بڑھ کر اس پروفیسر البرٹ کی گردن پکڑ لینی چاہئے ۔ جبوتی روما اور ایسی دوسری بد روحیں اور شیطانی قوتیں اس پروفیسر کے زیر اثر ہیں ۔ پروفیسر البرٹ کے قابو میں آنے کے بعد وہ ازخود اپنا اثر کھو بیٹھیں گی ۔ اس لئے ان کے پیچھے بھاگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس پروفیسر کو کیسے ٹریس کیا جائے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری ذہانت واقعی بے مثال ہے عمران ۔ تم نے جس انداز میں یہ سب تجزیہ کیا ہے اس نے مجھے بھی قائل کر لیا ہے ۔ واقعی تمہارا یہ انداز درست ہے لیکن پروفیسر بہرحال شیطانی نظام کے ایک بڑے حصے کا انچارج ہے اور عام انسانوں کی نسبت اس کے پاس انتہائی جان لیوا اور خطرناک حربے موجود ہیں ۔ اس لئے اس پر ہاتھ ڈالنا انتہائی خطرناک اور جان لیوا بھی ہو سکتا ہے"...... پروفیسر نے اس بارے

تکلفانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اس بات کی ہمیں فکر نہیں ہے پروفیسر ۔ شیطان چاہے بظاہر کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو لیکن اس کی یہ طاقت خیر اور روشنی کے مقابل پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتی ۔ اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام کا ایک حرف بھی اس شیطان اور اس شیطان کے پورے نظام سے لامحدود حد تک زیادہ طاقتور ہے اور اسے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیتا ہے ۔ شرط یہی ہے کہ یہ سب کچھ نیک نیتی اور خلوص اور دوسروں کی بھلائی کے پیش نظر کیا جائے ۔ اپنی ذاتی غرض، لالچ، طمع اور ہوس اس میں شامل نہ ہو ۔ چونکہ ہم بھی یہ سب کچھ کسی ذاتی لالچ کی وجہ سے نہیں کر رہے اس لئے پروفیسر کو قوت رکھنے کے باوجود آج تک ہم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکی ۔ مزید تحفظ کے لئے میں نے قرآنی حروف مقطعات لکھ کر اپنے پاس رکھ لئے ہیں اور میرے ساتھیوں کے پاس بھی یہ موجود ہیں ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیطان اور اس کی ذریات سے محفوظ کرنے کے لئے ایک ایسا حصار بھی عطا کر دیا ہے جسے شیطان بھی نہیں توڑ سکتا اور وہ ہے تعوذ ۔ یعنی اعوذ باللہ اس تعوذ کو پڑھتے ہی انسان شیطان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ اور حصار میں آ جاتا ہے ۔ میرے لئے اصل مسئلہ اب صرف پروفیسر البرٹ کو ٹریس کرنے کا ہے"...... عمران نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے بے حد خوشی ہو رہی ہے عمران کہ تم اس قدر صالح خیالات کے مالک ہو ۔ تمہاری بات درست ہے ۔ اس لئے واقعی اب مسئلہ

صرف اس پروفیسر کو ٹریس کرنے کا ہے۔ایسا نہ کریں کہ جبوتی کو قابو کر کے اس کے ذریعے پروفیسر البرٹ کو ٹریس کیا جائے"...... پروفیسر شاوانی نے کہا۔

"نہیں۔جبوتی سے چونکہ اس کا براہ راست رابطہ ہے اس لئے اسے فوری معلوم ہو جائے گا اور پھر وہ واقعی ایسی جگہ چھپ جائے گا جہاں سے اسے ٹریس کرنا ناممکن ہو جائے گا البتہ ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے۔اس باکوری نے جس طرح عین وقت پر مداخلت کر کے جبوتی اور روما کے مقابلے میں خود یا اپنی کسی طاقت کے ذریعے یہ رعمیس حاصل کر لیا ہے اس کا مطلب ہے کہ باکوری رعمیس کو اس پروفیسر تک پہنچنے نہیں دینا چاہتی اور وہ خود بھی کسی نامعلوم وجہ سے اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتی ورنہ پروفیسر البرٹ میرے پیچھے بھاگنے کی بجائے اس باکوری سے مقابلے کی سوچتا۔اس لئے اگر کسی طرح اس باکوری سے رابطہ قائم ہو جائے اور اسے ہم پروفیسر کے خلاف اپنی مدد پر مجبور کر سکیں تو اس پروفیسر کو ٹریس کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"باکوری سے رابطہ تو ہو سکتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ وہ پروفیسر کے خلاف کام نہ کرے گی کیونکہ دونوں کا تعلق بلیک ورلڈ سے ہے"...... پروفیسر شاوانی نے کہا۔

"مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپ نے بتایا تھا کہ باکوری کوئی عورت ہے۔کیا یہ کوئی عام عورت ہے یا کسی عورت کی بدروح ہے"...... عمران

نے کہا۔

"عام عورت ہے۔اسی طرح جس طرح پروفیسر البرٹ عام مرد ہے شیطان انسانوں کو ہی اپنے منفی شعبوں کا انچارج بناتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ انسان منفی روحوں اور قوتوں سے زیادہ ذہین ہوتے ہیں"...... پروفیسر شاوانی نے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے۔پھر ایک آئیڈیئے پر کام کیا جا سکتا ہے۔آپ اس باکوری سے میرا رابطہ کرا دیں بلکہ ایک منٹ۔کیا ایسا ممکن ہے کہ باکوری کے بارے میں تفصیلات ہمیں پہلے معلوم ہو سکیں۔میرا مطلب ہے کہ جس طرح پروفیسر یہودی ہے۔بوڑھا آدمی ہے۔اس کا تعلق اسرائیل سے ہے۔اسی طرح باکوری کے متعلق تفصیلات معلوم ہو جائیں"...... عمران نے کہا۔

"ہو سکتی ہیں لیکن اس کے لئے تمہیں مجھے کچھ دیر کے لئے پھر اجازت دینی پڑے گی"...... پروفیسر شاوانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی مہربانی پروفیسر کہ آپ ہمارے لئے اس قدر تکلیف اٹھا رہے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ میری ڈیوٹی میں شامل ہے عمران"۔پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"باس۔آپ کے ذہن میں اس باکوری کو قابو میں کر لینے کا کوئی خاص پلان آیا ہے"...... ٹائیگر نے پروفیسر کے جاتے ہی پوچھا۔

"اگر یہی صورت حال تمہارے سامنے پیش آتی تو تم کیا کرتے"۔

عمران نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"میں کیا کرتا۔ میں نے تو اس بارے میں سوچا ہی نہیں۔ آپ کی موجودگی میں تو میرا ذہن سوچنے کا کام ہی نہیں کرتا"...... ٹائیگر نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور عمران اس کے اس جواب پر بے اختیار ہنس دیا۔

"چلو میں اٹھ کر کمرے سے باہر چلا جاتا ہوں۔ تم سوچنا شروع کر دو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں باس۔ دراصل آپ کی موجودگی میں نفسیاتی طور پر میں یہی محسوس کرتا ہوں کہ آپ سب کچھ کر لیں گے۔ بہرحال میرا خیال ہے کہ آپ نے باکوری کے بارے میں تفصیلات یہ سن کر معلوم کرنا چاہی ہیں کہ وہ عام عورت ہے۔ آپ یقیناً اسے عورتوں کی مخصوص نفسیات کے مطابق ڈیل کرنے کا پلان بنا رہے ہیں۔ کیونکہ مجھے مکمل یقین ہے کہ آپ سے زیادہ عورتوں کی نفسیات اور کوئی نہیں جان سکتا" ٹائیگر نے کہا اور عمران ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"عورتوں کی نفسیات اور مردوں کی سمجھ میں آجائے۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے یہ کہا جائے کہ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہو رہا ہے۔ مرد بیچارے جب تک عورت کی نفسیات سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے اس کے ایک پہلو کو سمجھتے ہیں عورت کا دوسرا پہلو سامنے آ جاتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ مرد اس نفسیات کے سمجھنے کے چکر میں خود

نفسیاتی مریض بن کر رہ جاتا ہے۔ بہرحال تم نے بات درست سوچی ہے۔ تفصیلات معلوم ہو جائیں تو اس پہلو پر سوچا تو بہرحال جا سکتا ہے"۔ عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر کا چہرہ یہ سوچ کر ہی مسرت سے کھل اٹھا کہ اس کی بات کو عمران نے درست تسلیم کر لیا ہے۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور پروفیسر شادوانی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے کی حالت پہلے کی طرح بگڑی ہوئی تھی۔ وہ آکر ایک کرسی پر بیٹھ گئے اور انہوں نے لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ عمران اور ٹائیگر دونوں خاموش بیٹھے رہے۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ جب بھی پروفیسر کچھ معلوم کرنے کے لئے کوئی خاص مشق کرتا ہے تو اس کی یہی حالت ہو جاتی ہے اور پھر وہ خود ہی نارمل بھی ہو جاتا ہے اور وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد پروفیسر شادوانی کا چہرہ نارمل ہو گیا۔

"میں نے سب کچھ معلوم کر لیا ہے عمران۔ باکوری ایک عورت ہے۔ جوان ہے۔ اس کا تعلق افریقہ کے ایک قدیم قبیلے ٹساما سے ہے۔ وہ ٹساما کے پجاری کی اکلوتی بیٹی ہے۔ ٹساما کا یہ پجاری افریقی جادو واڈ کا بہت بڑا ماہر تھا۔ اس نے یہ جادو باکوری کو بھی سکھا دیا۔ پھر پجاری کی موت کے بعد باکوری وہ پہلی عورت تھی جسے افریقہ میں پجاری کا درجہ دیا گیا۔ باکوری کو فطری طور پر پراسرار بننے اور ایک لحاظ سے عناصر قدرت کو تسخیر کرنے کا شوق تھا اور پھر اس سے ایک وچ ڈاکٹر ٹکرا گیا۔ اس وچ ڈاکٹر کا نام چاکاٹی تھا۔ یہ چاکاٹی افریقی میتھالوجی کے مطابق پانی کے دیوتا ٹساٹی کا پجاری بھی تھا۔ وچ ڈاکٹر بوڑھا بھی

تھا لیکن باکوری نے اسے اپنے حسن کی وجہ سے شیشے میں اتار لیا اور
اس سے شادی کر لی۔ پھر باکوری نے وچ ڈاکٹر چاکاٹی سے پانی کی تسخیر
کے علوم سیکھ لئے اور جب وچ ڈاکٹر چاکاٹی مر گیا تو باکوری نے
پورے افریقہ پر اپنے جادو کا جال پھیلا دیا اور پورے افریقہ کو تسخیر
کرنے کی غرض سے اس نے اپنی سوچ شیطان کے حوالے کر دی۔ اس
طرح وہ مکمل طور پر شیطانی نظام کا حصہ بن گئی۔ پھر اس کی کارکردگی
شیطان کو اس قدر پسند آئی کہ اس نے اسے خاص شعبے کی انچارج بنا دیا
باکوری بھی پروفیسر البرٹ کی طرح یہی چاہتی ہے کہ وہ بھی پورے
نظام پر قابض ہو جائے اور اس وجہ سے ہی اس نے رگمیس پر قبضہ کر
لیا تھا لیکن باوجود بے پناہ کوشش کہ وہ اس رگمیس سے وہ فائدہ نہیں
اٹھا سکتی جو پروفیسر البرٹ اٹھانا چاہتا ہے"...... پروفیسر شاوانی نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس سے رابطہ کیسے ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم آخر چاہتے کیا ہو۔ مجھے اپنا منصوبہ بتاؤ تاکہ میں اس کے
مطابق کوئی حل سوچ سکوں"...... پروفیسر نے کہا۔

"میں اس سے ملاقات کر کے اسے اس بات پر آمادہ کرنا چاہتا ہوں
کہ وہ ہم سے مل کر پروفیسر البرٹ کے خلاف کام کرے"...... عمران
نے کہا۔

"ایسا ناممکن ہے۔ کیونکہ باکوری شیطانی نظام کا حصہ ہے۔ وہ تم
سے کسی صورت بھی نہیں مل سکتی۔ کیونکہ تم مسلمان ہو اور خیر کے

نمائندے ہو"...... پروفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو وہ ہمارے ساتھ کام نہ کرے۔ ہمیں اس پروفیسر البرٹ کے
بارے میں تفصیلات تو بتا سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ کام ہو سکتا ہے اور اس کام کے لئے ہمیں اس کے
مخصوص جزیرے پر جانا پڑے گا۔ جہاں وہ رہتی ہے"۔ پروفیسر نے کہا تو
عمران چونک پڑا۔

"جزیرے پر۔ کیا مطلب۔ کس جزیرے پر وہ رہتی ہے"......
عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"مصر کے شمال میں بحیرہ روم کے اندر ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے
مجور کا۔ اس جزیرے پر وہ رہتی ہے۔ ہم ہیلی کاپٹر کے ذریعے آسانی سے
وہاں پہنچ سکتے ہیں"...... پروفیسر نے کہا۔

"کیا یہ غیر آباد جزیرہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں آباد ہے۔ کافی بڑی آبادی ہے وہاں لیکن افریقیوں کی آبادی
ہے۔ مجور کا جزیرہ ایک مخصوص خوشبو عنگی کی پیداوار کے لئے مشہور
ہے۔ یہ مخصوص خوشبو اس جزیرے کے جنگل میں پائی جاتی ہے۔ وہاں
ایک خاص قسم کی لکڑی کی چھال کو اکٹھا کر کے بنائی جاتی ہے اس
خوشبو کی یورپ۔ ایکریمیا اور خاص طور پر فرانس میں بے پناہ مانگ
ہے۔ یہ خام مال کے طور پر خوشبویات بنانے کے کام آتی ہے"
پروفیسر نے جواب دیا۔

"کیا وہ باکوری ہم سے ملنے پر تیار ہو جائے گی"...... عمران نے

کہا۔

"اس کا بندوبست ہو جائے گا۔اس کی تم فکر نہ کرو"........ پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ۔ہم ابھی چلنے کے لئے تیار ہیں"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی نہیں ۔ کچھ وقت لگے گا۔ مجھے اس کے لئے انتظامات کرنے پڑیں گے"........ پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پروفیسر البرٹ ایک آرام کرسی پر بیٹھا کسی کتاب کے مطالعے میں معروف تھا کہ اچانک کمرے میں ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی کتا لمبی آواز نکال کر رو رہا ہو ۔پروفیسر چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے کتاب بند کر کے ایک طرف میز پر رکھی اور پھر ایک ہاتھ فضا میں اٹھا کر اس نے اسے مخصوص انداز میں گھمایا تو آواز سنائی دینی بند ہو گئی ۔چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور جبوتی اور روما اندر داخل ہوئیں ۔ان کے چہرے بگڑے ہوئے تھے ۔آنکھوں میں مایوسی تھی ۔وہ پروفیسر کے سامنے آکر گردنیں جھکا کر کھڑی ہو گئیں ۔

"بیٹھو"........ پروفیسر نے انہیں غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور وہ دونوں ہی پروفیسر کے سامنے زمین پر دو زانو ہو کر بیٹھ گئیں ۔

"تمہاری حالت بتا رہی ہے کہ تم ناکام لوٹی ہو ۔کیا وہ عورت جولیا بھی تمہارے قابو میں نہیں آسکی"........ پروفیسر نے انتہائی

خشک لہجے میں کہا۔

"پروفیسر۔ ہم نے اسے اغوا کر کے ایک جزیرے پر قید کر دیا تھا اور وہاں ٹاگوروں کی بڑی تعداد کو حفاظت کے لئے مقرر کر دیا تھا۔ عمران کے لئے ایک رقعہ چھوڑ دیا گیا تھا۔ پھر اطلاع ملی کہ عمران تک یہ پیغام پہنچ گیا ہے اور اس نے روحوں کے ایک عامل پروفیسر شاوانی سے مل کر مجھے قید کرنے کی سازش تیار کی ہے تاکہ مجھے قید کر کے وہ جولیا کو چھڑوا سکے۔ میں پوری طرح محتاط ہو گئی بلکہ میں نے جوابی وار کرنے کا بھی پورا پورا انتظام کر لیا تھا لیکن پھر یکلخت بازی پلٹ گئی۔ جولیا کے ساتھیوں نے اچانک اس جزیرے پر دھاوا بول دیا۔ ان کے جسموں سے مقدس روشنی نکل رہی تھی۔ ٹاگوروں نے ان پر حملہ کرنا چاہا لیکن اس مقدس روشنی کی وجہ سے انہیں پسپا ہونا پڑا اور پھر مقدس کلام پڑھا ہوا پانی اس جولیا کے حلق میں ڈالا گیا تو وہ ہوش میں آ گئی اور ہماری قید سے نکل گئی اور اب ہم جولیا کو نہ دوبارہ پکڑ سکتی ہیں اور نہ اس کے ساتھیوں کو اور پھر ایک اور حیرت انگیز اطلاع ملی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی اس پروفیسر شاوانی کے ہمراہ باکوری کے پاس پہنچ گئے ہیں اور وہ باکوری سے مل کر آپ کے خلاف کام کرنا چاہتے ہیں اور اس عمران نے اب اس رعمیس کے حصول کا خیال چھوڑ دیا ہے بلکہ اب وہ آپ کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔ جیسے ہی ہمیں یہ اطلاع ملی ہم فوراً آپ کے پاس آ گئی ہیں"...... جبوتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باکوری ایسا نہیں کر سکتی۔ وہ ان کے ساتھ مل ہی نہیں سکتی۔ ورنہ وہ خود فنا ہو جائے گی"...... پروفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ہو سکتا ہے پروفیسر کہ وہ رعمیس ان کے حوالے کر دے۔ باکوری بہرحال آپ کی دشمن تو ہے"...... جبوتی نے جواب دیا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ میں نے شیطان سے کہا تھا کہ وہ باکوری سے رعمیس مجھے دلا دے لیکن شیطان نے ایسے کسی کام میں مداخلت سے انکار کر دیا تھا۔ البتہ اس نے یہ وعدہ کیا تھا کہ باکوری خود اس رعمیس کو استعمال نہ کر سکے گی البتہ اگر اس عمران نے اس سے رعمیس حاصل کر لیا تو وہ اسے ضائع کر دے گا۔ اس طرح پورے نظام پر قبضہ کرنے کا میرا خواب ادھورا رہ جائے گا۔ حالانکہ میں اس پورے نظام پر قبضہ بھی اسی لئے کرنا چاہتا ہوں کہ پوری قوت سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے خاتمے کے لئے کام کر سکوں اور شیطان کا مقصد پورا کر سکوں"...... پروفیسر نے کہا۔

"پروفیسر۔ میری قوتوں نے اطلاع دی ہے کہ باکوری تمہارے خلاف درپردہ عمران سے مل جائے گی اور اگر کچھ نہ ہو سکا تو وہ عمران کو اس جگہ کا پتہ بتا دے گی اور عمران پھر براہ راست تمہارے خلاف کام کرے گا"...... جبوتی نے کہا۔

"نہیں باکوری شیطانی قوت ہے۔ وہ کسی دوسری شیطانی قوت کے خلاف ایسا کوئی کام نہیں کر سکتی جس سے دوسری قوت کو نقصان پہنچ سکے"۔ پروفیسر نے حتمی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر اب ہمارے لئے کیا حکم ہے پروفیسر"۔ جبوتی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم دونوں جاؤ اور اپنا سابقہ کام کرو۔ مجھے اب اس عمران سے نمٹنے کے لئے کچھ اور سوچنا پڑے گا۔ وہ تمہارے بس کا روگ نہیں ہے"....... پروفیسر نے اس بار خاصے غصیلے لہجے میں کہا اور وہ دونوں خاموشی سے اٹھیں اور مڑ کر کمرے سے باہر چلی گئیں۔ پروفیسر نے دونوں ہاتھ فضا میں اٹھائے اور پھر انہیں اس طرح تیزی سے لہرانا شروع کر دیا جیسے وہ کوئی عجیب یا خاص قسم کا رقص کر رہا ہو۔ کافی دیر تک وہ ایسا کرتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ نیچے کر لئے۔ چند لمحوں بعد چھت سے ایک بڑی سی مکڑی ایک تار کے سہارے تیزی سے فرش پر اتری اور پھر اس مکڑی کا جسم اس طرح پھولنا شروع ہو گیا جیسے غبارے میں ہوا بھری جا رہی ہو کمرے میں عجیب سی سرسراہٹ بھری آواز پیدا ہونے لگی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ مکڑی بڑے مینڈک سے بھی بڑی ہو گئی۔ اس کی سرخ آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔

"کیا حکم ہے آقا"....... مکڑی کے منہ سے انسانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ انتہائی نامانوس سا تھا جیسے آواز کسی طویل سرنگ سے گزر کر آ رہی ہو۔

"دھام تری۔ معلوم کرو کہ باکوری میرے خلاف کیا سازش کر رہی ہے"....... پروفیسر نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی آقا"....... اس بڑی اور پھولی ہوئی مکڑی نے جواب دیا اور پھر اس نے انتہائی بھدے انداز میں فرش پر ناچنا شروع

کر دیا۔ کافی دیر تک وہ ایسا کرتی رہی۔ پھر رک گئی۔

"باکوری ساری دنیا کی آقا بننا چاہتی ہے آقا"....... اس مکڑی نے کہا اور پروفیسر چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ کیسے ممکن ہے دھام تری۔ میرے ہوتے ہوئے وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے"....... پروفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ایسا ہی چاہتی ہے آقا اور اس کے لئے موقع کی تلاش میں ہے۔ اس نے رگمیس بھی اسی لئے حاصل کیا تھا آقا۔ اس نے بڑے آقا سے پوچھا تھا کہ اس رگمیس کی مدد وہ کیسے حاصل کر سکتی ہے۔ لیکن بڑے آقا نے اس میں دلچسپی نہ لی تھی۔ اس لئے باکوری خاموش ہو گئی۔ لیکن اب بھی وہ ایسا ہی چاہتی ہے"....... مکڑی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دھام تری۔ جبوتی نے مجھے بتایا ہے کہ وہ پاکیشیائی عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس سے ملنے گیا ہے۔ باکوری نے اس سے ملاقات کی ہے۔ اگر کی ہے تو پھر کیا ہوا ہے"....... پروفیسر نے کہا۔

"ابھی معلوم کرتی ہوں آقا"۔ مکڑی نے کہا اور ایک بار پھر اس نے ناچنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بار پھر سیدھی ہو گئی۔

"آقا۔ باکوری نے ان سے ملنے سے انکار کر دیا تھا لیکن پروفیسر شاوانی نے جب سالسوری کو آگ پر جلایا تو باکوری کو مجبوراً ملاقات کرنا پڑی۔ لیکن باکوری نے ان سے کسی قسم کا تعاون کرنے سے یکسر انکار کر دیا ہے لیکن آقا دھام تری جانتی ہے کہ باکوری دل سے یہی

چاہتی ہے کہ وہ پوری دنیا پر قبضہ کر لے ۔ اس لئے ہو سکتا ہے آقا کہ وہ اس عمران اور اس کے ساتھیوں کو آپ کے پیچھے لگا دے"...... مکڑی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے ۔ وحام تری کبھی غلط نہیں کہہ سکتی ۔ وحام تری ، جبوتی اور روما دونوں اس عمران کے مقابلے میں ناکام رہی ہیں حتیٰ کہ اس کی ساتھی عورت جولیا کو بھی وہ قابو میں نہیں رکھ سکیں اور اس عمران پر کسی قسم کا شیطانی حربہ بھی براہ راست استعمال نہیں کیا جا سکتا ۔ کیونکہ ایک تو اس کی ماں کی دعائیں اس کے ساتھ رہتی ہیں دوسرا اس کا کردار ، تیسرا اس کی سخاوت اور چوتھا اس کا خدا پر مکمل یقین اور بھروسہ ۔ اس کے کردار میں ، اس کے یقین میں اور اس کی نیت میں معمولی سی کمزوری بھی موجود نہیں ہے کہ جس سے فائدہ اٹھایا جا سکے ۔ اس لئے ہم سب براہ راست اس پر حملہ کرنے پر قادر نہیں رہے لیکن وحام تری ۔ تم لوگوں کو بہت اندر سے پڑھنے کی قدرت رکھتی ہو ۔ کوئی ایسا طریقہ بتاؤ کہ اس عمران پر میں براہ راست حملہ کر سکوں اور اسے ہلاک کر سکوں یا اسے تسخیر کر کے اسے شیطان کا پیروکار بنا سکوں"...... پروفیسر نے کہا۔

"میں معلوم کرتی ہوں آقا ۔ لیکن آپ کو کچھ دیر انتظار کرنا پڑے گا"...... اس مکڑی نے کہا۔

"میں انتظار کروں گا لیکن وحام تری ۔ مجھے اپنے مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل بہرحال چاہئے"...... پروفیسر نے کہا۔

"وحام تری کبھی ناکام نہیں رہتی آقا"...... مکڑی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم تیزی سے سکڑتا چلا گیا ۔ چند لمحوں بعد وہ پہلے جیسی عام سی مکڑی ہو گئی اور پھر چھت سے نیچے تک لٹکے ہوئے انتہائی باریک سے تار پر چڑھتی ہوئی وہ پلک جھپکنے میں چھت پر جا کر پروفیسر کی نظروں سے غائب ہو گئی اور پروفیسر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی اور آنکھیں بند کر لیں ۔ کافی دیر بعد ایک بار پھر وہ مکڑی تار کے ذریعے چھت سے نیچے زمین پر پہنچی اور اس نے غبارے کی طرح پھولنا شروع کر دیا اور کمرے میں عجیب سی سرسراہٹ بھری آواز پیدا ہونے لگی تو پروفیسر نے آنکھیں کھولیں اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا ۔ اس کی نظروں میں اشتیاق تھا ۔ مکڑی پہلے کی طرح کافی بڑی اور موٹی ہو گئی تھی اور اس کی تیز اور سرخ آنکھیں ایک بار پھر پروفیسر پر جمی ہوئی تھیں ۔

"میں حاضر ہو گئی ہوں آقا"...... مکڑی کے منہ سے پہلے جیسی غیر انسانی آواز سنائی دی ۔

"ہاں وحام تری ۔ کوئی حل معلوم ہوا تمہیں"...... پروفیسر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا ۔

"وحام تری کبھی ناکام نہیں رہتی آقا...... اس بار آقا تمہارے مسئلے کا کوئی حل نظر نہیں آتا تھا لیکن وحام تری نے کالی دلدل میں رہنے والی سیاہ ملکہ مکھی سے بھی مشورہ لیا اور پھر آقا ۔ ایک آسان اور سیدھا سادھا حل سامنے آ گیا"...... مکڑی نے کہا تو پروفیسر چونک پڑا اور اس کے

چہرے پر شدید مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کون سا حل ۔ جلدی بتاؤ دھام تری"...... پروفیسر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"آقا ۔ اس عمران کے کردار میں کوئی جھول نہیں ہے ۔ اس کی نیت میں کوئی کمزوری نہیں ہے لیکن اس کے باوجود وہ ایک انسان ہے اور انسان مکمل طور پر کمزوریوں سے مبرا نہیں ہوتا۔ اس لئے میں نے سیاہ دلدل کی سیاہ ملکہ مکھی سے مل کر ویسے تو کئی کمزوریاں تلاش کر لی ہیں لیکن ایک کمزوری ایسی ہے جسے بنیاد بنا کر اس پر خطرناک انداز میں وار کیا جا سکتا ہے اور یہی اس مسئلے کا حل ہے"...... مکڑی نے کہا۔

"کون سی کمزوری ۔ ذرا تفصیل سے بات کرو"...... پروفیسر نے کہا۔

"آقا ۔ عمران کی بنیادی کمزوری یہ ہے کہ وہ انتہائی خود پسند آدمی ہے وہ اپنے آپ کو دوسروں سے ہر لحاظ سے برتر سمجھتا ہے ۔ گو وہ اس کا اظہار نہیں کرتا لیکن بہرحال یہ کمزوری اس کے لاشعور میں موجود ہے دوسرے لفظوں میں اس کے لاشعور میں فخر وغرور کی ایک تیز رو ہر وقت موجود رہتی ہے اور آقا ۔ تم جانتے ہو کہ فخر وغرور ایسی بنیادی کمزوری ہے جس کی بنا پر شیطانی حربے انتہائی کامیابی سے استعمال کئے جا سکتے ہیں ۔ اس لئے اگر عمران کے اس فخر وغرور کو بنیاد بنا لیا جائے تو اس پر کامیاب وار کیا جا سکتا ہے"...... مکڑی نے کہا تو پروفیسر کی

آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ واقعی دھام تری ۔ تم بہت گہرائی میں دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہو ۔ تم نے واقعی اس کی بنیادی کمزوری تلاش کر لی ہے لیکن دھام تری ۔ یہ شخص انتہائی عیارانہ حد تک شاطر آدمی ہے ۔ وہ اپنی اس کمزوری کو کبھی سامنے نہیں لاتا ۔ بلکہ جب بھی اس کی اس کمزوری کو سامنے لایا جائے تو وہ جان بوجھ کر انکساری اور عجز کا اظہار کرنا شروع کر دیتا ہے ۔ حالانکہ عجز وانکساری کا اس کا یہ اظہار بھی فخر وغرور کا ہی ایک رخ ہوتا ہے لیکن اس طرح وہ کسی وار سے بہرحال بچ نکلتا ہے ۔ اس لئے مجھے بتاؤ کہ تم نے اس کی کمزوری کو کس طرح استعمال کرنے کا سوچا ہے"...... پروفیسر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"آقا ۔ میرا خیال ہے کہ اگر عمران کے ساتھ ترازما کو لگا دیا جائے تو ترازما میں یہ صلاحیتیں موجود ہیں کہ وہ عمران کو اس سطح پر لے آئے گا کہ عمران فخر وغرور کا اظہار کرنے پر مجبور ہو جائے گا اور تم جانتے ہو آقا کہ ترازما میں یہ صلاحیتیں موجود ہیں کہ جیسے ہی عمران اس کمزوری کا اظہار کرے گا ترازما اس کے ذہن پر فوراً قبضہ کر لے گا اور ایک بار اس کا ذہن قبضے میں آ گیا تو پھر عمران کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تسخیر کیا جا سکتا ہے"...... مکڑی نے جواب دیا۔

"ترازما ۔ ہونہہ ۔ بات تو تمہاری ٹھیک ہے ۔ ترازما کا تعلق شیطانی نظام سے بھی نہیں ہے اس لئے عمران کے قریب بھی وہ رہ سکتا ہے ۔ ٹھیک ہے ۔ میں سمجھ گیا ہوں تم اب جا سکتی ہو ۔ اب میں عمران سے

خود ہی نمٹ لوں گا۔ جاؤ"....... پروفیسر نے کہا اور مکڑی کا جسم تیزی سے سکڑنا شروع ہو گیا اور پھر وہ تار کی مدد سے چھت پر جا کر نظروں سے غائب ہو گئی تو پروفیسر نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک وہ پڑھتا رہا اور پھر اس نے زور سے اپنا بایاں پیر زمین پر دو بار مخصوص انداز میں مارا تو سامنے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور یوں محسوس ہوا جیسے دروازے کے راستے کمرے کے اندر تاریکی مجسم ہو کر داخل ہو رہی ہو۔ یہ سیاہ رنگ کا ایک ہیولا سا تھا جو لہراتا ہوا اندر داخل ہو رہا تھا۔ ہیولا فضا میں اس طرح لہرا رہا تھا جیسے پھونک مارنے سے دھواں ادھر ادھر پھیلتا اور سکڑتا ہے۔

"ترازما حاضر ہے آقا"....... ہیولے سے ایک بھرائی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"مجسم ہو جاؤ ترازما"....... پروفیسر نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا تو دھواں تیزی سے سمٹا اور پھر کمرے میں ایک سیاہ رنگ کا آدمی کھڑا نظر آنے لگا جو سر سے یکسر گنجا تھا لیکن سر اس کے جسم کی مناسبت سے بہت بڑا تھا۔ اس کی صرف ایک آنکھ تھی جو اس کی پیشانی کے درمیان تھی اور اس کی آنکھ کی پتلی گول ہونے کی بجائے عمودی تھی۔ اس کی ٹانگیں پتلی تھیں اور چھوٹی تھیں لیکن بازو لمبے تھے اور دونوں ہاتھوں میں پانچ پانچ کی بجائے سات سات چھوٹی چھوٹی انگلیاں تھیں۔

"کیا حکم ہے آقا"....... اس عجیب الخلقت ہیولے نے اپنا بڑا سا سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"اپنی آنکھ بند کر کے میرے دشمن عمران کو دیکھو"....... پروفیسر نے تیز لہجے میں کہا اور ترازما نے آنکھ بند کر لی۔ لیکن چند لمحوں بعد ہی اس نے آنکھ کھول دی۔

"دیکھ لیا ہے آقا"....... ترازما نے کہا۔

"اس کے اندر ایک کمزوری ہے فخر و غرور کی۔ لیکن وہ اس کا اظہار نہیں کرتا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے ساتھ رہو اور اسے اس بات پر مجبور کرو کہ وہ فخر و غرور کا باقاعدہ اظہار کرنے پر مجبور ہو جائے اور پھر جیسے ہی وہ اس کا اظہار کرے تم اس کے ذہن پر قبضہ کر لو تاکہ اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شیطانی نظام کے تحت لایا جا سکے یا اسے ہلاک کیا جا سکے"....... پروفیسر نے کہا۔

"میں دیکھتا ہوں آقا کہ کیا ایسا ممکن بھی ہے یا نہیں"....... ترازما نے کہا اور پھر اس نے ایک بار پھر آنکھ بند کر لی لیکن فوراً ہی اس نے آنکھ کھول دی۔

"میں نے دیکھ لیا ہے آقا۔ عمران کبھی فخر و غرور کا اظہار اس حد تک نہیں کر سکتا کہ اس پر قبضہ کیا جا سکے۔ یہ اس کی فطرت کے خلاف ہے اگر تم اس کو تسخیر کرنا چاہتے ہو یا اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہو تو اس کا ایک اور طریقہ ہے"....... ترازما نے کہا۔

"کونسا طریقہ ترازما"....... پروفیسر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اسے کوئی حرام چیز کھانے پر مجبور کر دیا جائے کیونکہ جیسے ہی وہ کوئی حرام چیز کھائے گا تم اس پر آسانی سے قبضہ کر سکو گے"۔ ترازما

نے کہا تو پروفیسر بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"حرام چیز۔ اوہ۔ اوہ۔ مجھے تو اس کا خیال ہی نہیں آیا۔ اوہ۔ اوہ۔ واقعی یہ سب سے کامیاب حربہ ہے۔ اس طرح اس کا سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ اوہ۔ اوہ۔ بہت خوب ترازما۔ اوہ۔ تم نے تو واقعی کمال کا طریقہ بتایا ہے لیکن یہ ہو گا کیسے۔ وہ تو ان معاملات میں بے حد محتاط ہے"...... پروفیسر نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران اپنے ساتھیوں پر جان دیتا ہے۔ وہ اپنے لئے نہیں لیکن اپنے کسی ساتھی کی جان بچانے کے لئے سب کچھ کرنے پر تیار ہو جائے گا آقا۔ باکوری بھی اس کوشش میں ہے کہ اس طریقے کو استعمال کر کے عمران کو اپنے لئے تسخیر کر لے۔ اس نے اس کے لئے عمران کے ساتھی جوزف کا انتخاب کیا ہے۔ اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی تو آقا۔ آپ کا اقتدار ختم ہو جائے گا۔ آپ اس کے دوسرے ساتھی جوانا کا انتخاب کر لیں۔ پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے"...... ترازما نے جواب دیا۔

"باکوری کیا کرنا چاہتی ہے"...... پروفیسر نے پوچھا۔

"باکوری کے متعلق میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ اس کے گرد جو حصار ہے میں اسے پار نہیں کر سکتا۔ بس جتنا مجھے معلوم ہو سکا ہے میں نے بتا دیا ہے۔ جہاں تک جوانا کا تعلق ہے جوانا کو میں اس بات پر مجبور کر سکتا ہوں کہ وہ عمران کو چمگادڑ کا خون ملا ہوا مشروب پلا سکے اور جیسے ہی یہ مشروب عمران کے حلق سے نیچے اترے گا عمران کا ذہن ماؤف ہو جائے گا اور اس وقت میں اس کے ذہن پر آسانی سے قبضہ کر

سکتا ہوں۔ اس کے بعد سب کچھ آسان ہو جائے گا۔ جیسا آپ چاہیں گے ویسے ہی ہو گا"...... ترازما نے کہا۔

"اگر تم سمجھتے ہو کہ تم ایسا کر سکتے ہو تو مجھے یقین ہے کہ تم ایسا کر سکتے ہو جاؤ اور ایسا کرو۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو پھر عمران کو اس حالت میں میرے پاس لے آنا۔ میں اس سے بھرپور انتقام لوں گا"...... پروفیسر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی آقا"...... ترازما نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ایک بار پھر پھیلتے اور سکڑتے ہوئے دھوئیں میں تبدیل ہونے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ اسی پہلے والی پوزیشن میں آیا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ ایک دھماکے سے بند ہو گیا اور پروفیسر نے بے اختیار اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیا اور کرسی سے اٹھ کر عقبی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

عمران، پروفیسر شاوانی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ مجورکا جزیرے کے خصوصی ایئرپورٹ سے باہر آیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس جزیرے پر ایک بھی غیر ملکی نظر نہیں آرہا تھا۔ ہر طرف مقامی لوگ ہی تھے۔

"کیا مطلب۔ یہاں کوئی غیر ملکی کیوں نظر نہیں آرہا"...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ مجورکا جزیرے پر سالانہ میلے کا موسم ہے اور یہ میلہ دو روز بعد شروع ہونے والا ہے اور پورے ایک ماہ تک رہے گا۔ اس لئے یہاں کی روایت ہے کہ اس ایک ماہ کے دوران یہ لوگ کسی سفید فام کو جزیرے پر نہیں رہنے دیتے اگر کوئی رہے تو اسے انتہائی پراسرار انداز میں ہلاک کر دیا جاتا ہے"...... پروفیسر شاوانی نے جواب دیا۔

"لیکن ہم بھی تو غیر ملکی ہیں۔ چلو جوزف اور جوانا تو یہاں آکر

مقامی لگ رہے ہوں گے لیکن میں آپ اور ٹائیگر تو بہرحال غیر ملکی ہی ہیں لیکن میں نے محسوس کیا ہے کہ یہاں موجود مقامی افراد کی آنکھوں میں ہمارے لئے کوئی اجنبیت موجود نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔ وہ سب ایئرپورٹ سے کچھ دور بنے ہوئے ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"میں نے سفید فام کہا ہے۔ یہ لوگ صرف سفید فاموں سے الرجک ہیں۔ افریقی اور ایشیائی لوگوں کے لئے ان کے دلوں میں نرم گوشہ موجود ہے"...... پروفیسر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس دوران وہ ٹیکسی سٹینڈ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ سب ٹیکسیاں انتہائی پرانے ماڈل کی گاڑیوں پر مشتمل تھیں اور ان کی ظاہری حالت بھی کافی خستہ نظر آرہی تھی لیکن ان ٹیکسیوں پر عجیب وغریب جانوروں اور درندوں کی شبیہیں باقاعدہ پینٹ کی گئی تھیں اور کسی ٹیکسی کی سائیڈ پر تو باقاعدہ درندوں کے درمیان ہونے والے خوفناک مقابلے کے باقاعدہ منظر پینٹ کئے گئے تھے۔ گو یہ مناظر بالکل اسی مہارت کے حامل پینٹروں کے لگتے تھے جیسے پینٹر پاکیشیا میں ٹرکوں کے عقبی حصوں پر مناظر پینٹ کرتے ہیں لیکن بہرحال یہ سب کچھ عجیب اور قدرے منفرد سا نظر آرہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ پہلے کسی اچھے سے ہوٹل میں چلا جائے۔ پھر باکوری کے پاس چلیں"...... پروفیسر نے ٹیکسی سٹینڈ کے قریب پہنچ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہوٹل بعد میں چلیں گے پروفیسر پہلے باکوری کا دیدار ہو جائے۔ جب سے آپ نے بتایا ہے کہ وہ خوبصورت اور نوجوان حسینہ ہے مجھ میں اس کے دیدار کی تڑپ کچھ بڑھ گئی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو پروفیسر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"پھر تو مسئلہ بن جائے گا اگر وہ تمہیں پسند آگئی اور تم نے اسے پروپوز کر دیا"...... پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے پروفیسر صاحب۔ یہ بات نہیں۔ میرے تو جملہ حقوق پیشگی ہی محفوظ ہو چکے ہیں حالانکہ ابھی تحریری معاہدہ تو ایک طرف۔ سرے سے کوئی معاہدہ ہی نہیں ہوا۔ میں تو اپنے ساتھی جوزف کے بارے میں سوچ رہا تھا"...... عمران نے جواب دیا اور پروفیسر مسکراتے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھ گئے۔

"باس۔ پلیز۔ آپ کو فادر جوشوا کی قسم۔ دوبارہ یہ بات نہ کریں"...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو دوسری بات کر لیتے ہیں۔ اس میں تو فادر جوشوا بھی کوئی مداخلت نہ کرے گا۔ آخر اس نے بھی لازماً ایسی کوئی بات کی ہو گی تو فادر کہلانے کا حقدار بنا ہو گا۔ میرا مطلب ہے پروپوزل نہ سہی۔ وہ کیا کہتے ہیں چٹ منگنی پٹ بیاہ۔ لیکن ایک بات ہے۔ مجھے یہ چٹ اور پٹ کی سمجھ آج تک نہیں آئی کہ یہ الفاظ اس محاورے میں کیوں استعمال کئے گئے ہیں۔ چٹ پٹ ہونا تو ختم ہو جانے۔ ناگہانی موت کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

پروفیسر اس دوران ٹیکسی ڈرائیوروں سے باقاعدہ مذاکرات میں معروف ہو چکے تھے اور دس بارہ ٹیکسی ڈرائیوروں میں گھرے ہوئے تھے کیونکہ یہاں میٹر پر چلنے کا رواج ہی نہ تھا۔ باقاعدہ بھاؤ تاؤ کرنا پڑتا تھا۔

"باس۔ پٹ دروازے کو ہی تو کہتے ہیں اور چٹ کر جانا۔ کھا جانا ہوتا ہے۔ مطلب ہے کہ منگنی ختم اور بیاہ کا دروازہ کھول دیا جائے"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے اپنے طور پر محاورے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو چٹ منگنی کو غلط استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ دراصل چٹخنی ہو گا۔ جسے غلطی سے چٹ منگنی کہا جاتا ہو گا۔ مطلب ہے بیاہ۔ پٹ پر لگی ہوئی چٹخنی کھولو اور دروازہ کھول لو"...... عمران نے جواب دیا اور اس بار ٹائیگر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آؤ عمران۔ دو ٹیکسیاں انگیج کر لی گئی ہیں"...... اسی لمحے پروفیسر نے واپس آکر کہا اور پھر ایک ٹیکسی میں عمران، پروفیسر اور ٹائیگر کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پروفیسر صاحب، ڈرائیور کے ساتھ اگلی نشست پر اور عمران اور ٹائیگر عقبی نشست پر بیٹھ گئے تھے جبکہ دوسری ٹیکسی میں جوزف اور جوانا اکیلے بیٹھے تھے۔

"پروفیسر۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ محترمہ ہم سے ملاقات پر راضی ہو جائے گی"...... عمران نے ٹیکسی کے روانہ ہوتے ہی پروفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہ بھی ہوگی تو مجھے اسے راضی کرنے کا گر آتا ہے"...... پروفیسر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو عمران سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔
ٹیکسیاں پہلے تو کھلی سڑکوں پر سے گزرتی رہیں پھر سڑکیں تنگ ہو گئیں اور سڑکوں کے ارد گرد درختوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی اور تھوڑی دیر بعد تو ٹیکسیاں انتہائی گھنے جنگل میں داخل ہو گئیں البتہ یہاں باقاعدہ سڑک موجود تھی۔ کچھ دور آگے جانے کے بعد ٹیکسیاں بائیں طرف ایک کچی پگڈنڈی نما راستے پر مڑ گئیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ انتہائی گھنے جنگل میں شکار کھیلنے کے لئے جا رہے ہوں۔ پھر درختوں کے درمیان دور سے انہیں لکڑی کا بنا ہوا تین منزلہ خوبصورت محل نما مکان نظر آنے لگ گیا۔ جس پر سیاہ رنگ کا پینٹ کیا گیا تھا جس کی وجہ سے وہ گھنے درختوں کے اندر واضح نظر نہ آ رہا تھا لیکن یہ محل ابھی کچھ دور تھا کہ ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی روک دی۔ ان کے عقب میں آنے والی دوسری ٹیکسی بھی رک گئی۔
"کیا ہوا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔
"ہمیں یہیں اترنا پڑے گا۔ یہ لوگ اس مکان کے قریب جانے پر کسی صورت بھی تیار نہیں ہیں۔ یہ تو مین روڈ پر ہمیں چھوڑنے پر بضد تھے لیکن بڑی مشکل سے یہاں تک آنے پر رضامند ہوئے تھے۔ یہ اسے شیطانی محل کہتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ اس کے قریب جانے والا پراسرار انداز میں مر جاتا ہے"...... پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹیکسی کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گئے۔ عمران بھی مسکراتا ہوا نیچے

اترا اور اس نے کوٹ کی جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ کرائے کی رقم دے سکے مگر پروفیسر نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔
"یہ لوگ کرایہ ایڈوانس لیتے ہیں۔ میں نے وہیں ادا کر دیا تھا"۔ پروفیسر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوزف اور جوانا بھی عقبی ٹیکسی سے نیچے اتر آئے تھے۔ دونوں ٹیکسیاں مڑ کر واپس چلی گئیں تو وہ سب آگے بڑھنے لگے۔ جب وہ اس محل نما مکان کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ محل کی چھت کے ایک حصے پر باقاعدہ سفید اور سرخ رنگ سے شیطان کی بڑی سی تصویر بنائی گئی تھی۔
"یہ تو واقعی شیطان محل ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پروفیسر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لکڑی کے ایک بڑے پھاٹک کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ پھاٹک بند تھا اور پھاٹک کے باہر دو مقامی آدمی کاندھوں سے مشین گنیں لٹکائے باقاعدہ پہرہ دے رہے تھے۔
"اپنی آقا سے کہو کہ مصر سے پروفیسر شادانی اس سے ملنے آیا ہے۔ اس کے ساتھ پاکیشیائی مہمان ہیں"...... پروفیسر نے ایک دربان سے مخاطب ہو کر کہا تو دربان سر ہلاتا ہوا پھاٹک کے بائیں ستون کی طرف بڑھا جس کے درمیان ایک بڑا سا گول سوراخ نظر آ رہا تھا۔ دربان نے اس سوراخ پر اپنا منہ رکھا اور دوسرے لمحے عجیب وغریب ہو۔ ہو۔ ہا۔ ہا۔ ہو۔ ہو قسم کی اونچی اونچی آوازیں نکالنے لگا۔
"یہ کون سی زبان میں بات کر رہا ہے"...... عمران نے حیران ہو

کر پروفیسر سے پوچھا۔

"معلوم نہیں۔ ہو سکتا ہے ان کا کوئی خاص کوڈ ہو"....... پروفیسر نے کاندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔

دربان کچھ دیر تک آوازیں نکالتا رہا۔ پھر نہ صرف خاموش ہو گیا۔ بلکہ اس گول سوراخ سے اس نے اپنا منہ ہٹا لیا۔ کچھ دیر بعد سوراخ کے اندرونی طرف سے ویسی ہی ہو۔ ہو۔ ہا۔ ہا۔ ہو۔ ہو۔ جیسی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ چند لمحوں بعد آوازیں آنا بند ہو گئیں تو دربان واپس مڑا۔

"شہزادی آپ سے ملنا نہیں چاہتی۔ اس لئے آپ فوراً واپس چلے جائیں ورنہ آپ کو ہلاک بھی کیا جا سکتا ہے"....... دربان نے انتہائی سرد لہجے میں پروفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا تم شہزادی سے میری بات براہ راست کرا سکتے ہو"۔ پروفیسر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ کسی سے بات نہیں کرتی۔ جاؤ چلے جاؤ"....... دربان کا لہجہ اور سخت ہو گیا اور اس نے کاندھے سے مشین گن اتار لی۔

"ٹھیک ہے"....... پروفیسر نے ایک طویل سانس لیا اور واپس مڑ گئے۔

"کیا مطلب۔ آپ واپس جا رہے ہیں"....... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"آؤ۔ ابھی اجازت مل جائے گی۔ آؤ میرے ساتھ"...... پروفیسر

نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران حیرت سے منہ بناتا ہوا واپس مڑا اور پروفیسر کے پیچھے چلنے لگا۔ ٹائیگر، جوزف اور جوانا بھی اس کے پیچھے تھے۔ کچھ دور چل کر پروفیسر مڑا اور پھر سڑک کو چھوڑ کر وہ درختوں کے جھنڈ کے اندر بڑھتا چلا گیا۔

"آخر آپ کہاں جا رہے ہیں"....... عمران سے نہ رہا گیا تو وہ بول ہی پڑا۔

"پلیز آ جاؤ۔ ابھی سب کچھ معلوم ہو جائے گا"....... پروفیسر نے کہا اور پھر کچھ اور اندر جا کر وہ رک گئے۔

"ادھر ادھر سے تھوڑی سے خشک جھاڑیاں اکٹھی کر کے انہیں آگ لگاؤ۔ میں ایک عمل کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد باکوری خود ہمارے استقبال کے لئے گیٹ پر آنے کے لئے مجبور ہو جائے گی۔ ورنہ ہم چاہے لاکھ سر پٹکیں اس نے ملاقات پر آمادگی ظاہر نہیں کرنی اور اگر ہم نے قتل و غارت کی تو اس کا نقصان بھی ہمیں ہی ہو گا کہ ہم ان کے مقابلے میں ہلکے پڑ جائیں گے"....... پروفیسر نے کہا۔

"کس قسم کا عمل ہے یہ"....... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"مصر کے صحراؤں میں اور افریقہ کے جنگلوں میں ایک بوٹی ملتی ہے جسے سالسوری کہا جاتا ہے۔ اس کے بیجوں کو اگر آگ پر ڈالا جائے تو اس سے ایسی بدبو اٹھتی ہے جو شیطان کو بے حد پسند ہے۔ اس بدبو کا اثر گو صرف چند لمحوں تک رہتا ہے لیکن اس کے اندر شیطانی نظام سے

منسلک لوگوں کے لئے بے پناہ کشش ہوتی ہے اور اس بدبو کو شیطانی نظام میں انتہائی مقدس سمجھا جاتا ہے اس لئے اسے صرف اس نظام کے انتہائی مقدس لوگ استعمال کرتے ہیں ۔ ویسے یہ اس قدر نایاب ہے کہ مجھے بھی پوری زندگی میں اس کے صرف چار پانچ دانے ہی مل سکے ہیں ۔ میں نے انہیں نجانے کب سے کسی خاص ترین موقع کے لئے سنبھال کر رکھا ہوا تھا ۔ مجھے معلوم تھا کہ باکوری ہم سے ملنے سے انکار کر دے گی اس لئے میں انہیں آتے ہوئے ساتھ لے آیا تھا" ۔ پروفیسر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ اس وقت آپ قافلہ سالار ہیں اس لئے جو چاہیں کریں" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جوزف جوانا اور ٹائیگر کو جھاڑیاں اکٹھی کرنے کے لئے کہا ۔ چند لمحوں بعد خشک جھاڑیوں کا ایک کافی بڑا ڈھیر اکٹھا ہو گیا ۔

" ارے ارے اتنے بڑے ڈھیر کی ضرورت نہیں ہے ۔ صرف چند جھاڑیاں ہی کافی ہیں" ...... پروفیسر نے کہا اور پھر خود ہی انہوں نے چند خشک جھاڑیاں اس ڈھیر سے علیحدہ کر کے ایک طرف کیں اور پھر جیب سے ایک لائٹر نکال لیا ۔

"آپ کی جیب میں لائٹر" ...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا ۔

" مجھے معلوم تھا کہ یہاں آگ جلانا ہو گی اس لئے میں اسے بھی ساتھ لے آیا تھا ۔ اب میں یہاں چقماق پتھر ڈھونڈ کر تو آگ جلانے سے رہا" ...... پروفیسر نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی مسکرا دیا ۔ پروفیسر

نے جیب سے ایک کاغذ کا چھوٹا سا لفافہ نکالا ۔ پھر اس نے لائٹر کی مدد سے جھاڑیوں کو آگ لگائی ۔ جب آگ بھڑک اٹھی تو پروفیسر نے لفافے کا منہ کھولا اور لفافے میں موجود چار سیاہی مائل انار کے دانوں جتنے بڑے گول پھل ہتھیلی پر رکھے ۔ ایک نظر انہیں دیکھا اور پھر ہتھیلی کو پلٹ کر انہوں نے پھلوں کو بھڑکتی آگ میں ڈال دیا ۔ دوسرے لمحے کڑکڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور سیاہی مائل دھوئیں کی ایک لکیر سی جلتی ہوئی جھاڑیوں میں سے بلند ہوئی اور اس کے ساتھ ہی ایسی خوفناک بدبو ماحول میں پھیل گئی کہ پروفیسر سمیت سب نے بے اختیار اپنی اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لئے ۔ یہ بو ایسی تھی کہ بے پناہ تعفن بھی اس کے مقابلے میں ہلکا قرار دیا جا سکتا تھا ۔ عمران کو یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے اس انتہائی خوفناک بدبو کی وجہ سے اس کی آنتیں الٹ کر اس کے گلے میں آ جائیں گی ۔ وہ تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا ۔ دھوئیں کی لکیر صرف چند لمحوں تک بلند ہوتی رہی پھر ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی پروفیسر نے اپنی ناک سے ہاتھ ہٹا لیا ۔

" بس اب بو ختم ہو گئی ہے" ...... پروفیسر نے کہا اور عمران سمیت سب نے اپنے ہاتھ اپنی اپنی ناک سے ہٹا لئے ۔

" لاحول ولاقوۃ ۔ اس قدر خوفناک بدبو ۔ اسے صرف بدبو کہنا بدبو کی توہین ہے ۔ اسے تو بدترین بدبو کہا جانا چاہئے" ...... عمران نے کہا اور پروفیسر مسکرا دیا ۔

" باس ۔ مجھے تو یوں لگ رہا تھا جیسے میرے پیٹ کے اندر موجود

سب کچھ باہر آجائے گا"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"ٹائیگر کے پیٹ سے بیچارے انسانوں کی غیر ہضم شدہ ہڈیاں ہی نکلی تھیں اور کیا نکل سکتا تھا"...... عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر ہنس پڑا۔

"آؤ۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ باکوری کیسے ملنے سے انکار کر سکتی ہے"...... پروفیسر نے لائٹر جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔

"اس آگ کو بجھا دو۔ ایسا نہ ہو کہ سارا جنگل ہی جل اٹھے اور ہم بھی ساتھ ہی روسٹ ہو جائیں"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور انہوں نے ادھر ادھر سے مٹی اٹھا کر جلتی ہوئی جھاڑیوں پر پھینکی اور جب آگ بجھ گئی تو پھر انہوں نے اپنے بوٹوں سے رگڑ رگڑ کر اسے اچھی طرح بجھا دیا۔ اس کے بعد وہ ابھی اس سڑک پر پہنچے ہی تھے کہ انہوں نے سامنے وہی بڑا سا پھاٹک کھلتے دیکھا اور اس کے اندر سے دو مقامی آدمی بجلی کی سی تیزی سے نکلے اور ان کی طرف دوڑ کر آنے لگے۔ پھر پروفیسر اور عمران کے سامنے آکر وہ جھک گئے۔

"مقدس بو والوں سے شہزادی فوری ملاقات چاہتی ہے"...... ان میں سے ایک نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"واہ۔ کیا شہزادی ہے اور کیا اس کی نفاست ہے کہ اسے یہ بو پسند ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم تمہاری شہزادی سے ملنے کے لئے تیار ہیں"...... پروفیسر نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"آیئے"...... ان میں سے ایک نے کہا اور پھر وہ سیدھے ہو کر مڑ گئے اور تیزی سے آگے آگے چلنے لگے۔ اس بار جب وہ کھلے ہوئے پھاٹک پر پہنچے تو وہاں موجود دونوں دربان بھی ان کے سامنے رکوع کے بل جھک گئے۔

"شکر ہے یہ منحوس بو ہمیں محسوس نہیں ہو رہی۔ ورنہ اب تک ہمارا تو کریا کرم ہو چکا ہوتا"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پروفیسر بے اختیار مسکرا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں ایک خاصے بڑے کمرے میں بٹھا دیا گیا جہاں دیوار کے ساتھ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ یہ عام سا کمرہ تھا۔ درمیان میں انتہائی قیمتی دبیز قالین بچھا ہوا تھا۔

"شہزادی نے آپ کو کرسیوں پر بیٹھنے کی اجازت دے دی ہے۔ اس لئے آپ کرسیوں پر بیٹھ سکتے ہیں"...... انہیں لے آنے والے نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہاری شہزادی واقعی بو شناس واقع ہوئی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پروفیسر بے اختیار ہنس پڑے۔ وہ سب کرسیوں پر بیٹھ گئے تو انہیں لے آنے والوں نے ایک طرف رکھی ہوئی اونچی نشست کی کرسی اٹھا کر ان کے سامنے کچھ فاصلے پر رکھ دی اور خود وہ تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔

"باس۔ یہ ہم کہاں آگئے ہیں۔ مجھے تو یوں لگ رہا ہے جیسے میں دھارو کے شیطانی معبد میں آگیا ہوں۔ ایک بار میں وہاں گیا تھا لیکن

پھر میں وہاں سے بھاگ آیا تھا۔ وہاں جا کر روح بے چین ہو جاتی ہے"...... جوزف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے انداز سے بھی بے چینی نمایاں تھی۔

"فکر مت کرو۔ بر دکھاوے کے لئے آنے والے سب کا یہی حال ہوتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بر دکھاوا۔ کیا مطلب"...... پروفیسر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"آپ کی عمر کافی ہو گئی ہے اس لئے اب آپ کو بر دکھاوے کا مطلب سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو پروفیسر چند لمحے خاموش رہے پھر بے اختیار ہنس پڑے۔

"اچھا اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ تمہارا مطلب شاید رونمائی سے ہے"...... پروفیسر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"رونمائی تو دولہن کی ہوتی ہے اور ابھی ہونے والی ہے۔ بر دکھاوا ہونے والے دولہا کا ہوتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پروفیسر بے اختیار ہنس پڑے اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات چیت ہوتی۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دروازے سے ایک نوجوان صحت مند اور خاصی حسین افریقی لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اسکے جسم پر سرخ رنگ کا لمبا سا لبادہ تھا۔ وہ واقعی افریقی معیار حسن کے مطابق شہزادی یا ملکہ حسن کہلائے جانے کی مستحق تھی۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی، اس نے اس طرح زور زور سے سانس لینے شروع کر دیئے جیسے

وہ کسی انتہائی معطر خوشبو کو اپنے پھیپھڑوں میں بھر رہی ہو۔

"اوہ۔ نجانے کتنے طویل عرصے بعد مجھے یہ مقدس خوشبو سونگھنے کا موقع ملا ہے۔ میں اس کے لئے آپ سب کی شکر گزار ہوں"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ سامنے رکھی گئی اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... لڑکی نے کہا۔

"فی الحال کچھ نہیں۔ سنو باکوری۔ تم مجھ سے تو واقف ہو۔ ان کا تعارف میں کرا دیتا ہوں"...... پروفیسر نے کہا تو باکوری نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔

"تعارف کی ضرورت نہیں ہے پروفیسر۔ میں ان سے اچھی طرح واقف ہوں۔ مصر کے صحراالابر سے رگمیس میں نے ہی حاصل کیا تھا ویسے مجھے اعتراف ہے کہ میں نے وہاں کوشش کی تھی کہ انہیں ہلاک کر دوں۔ لیکن میں ناکام رہی تھی"...... باکوری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا تو خیال تھا کہ تم بدصورت اور بوڑھی سی عورت ہو گی لیکن تمہیں تو ملکہ حسن کا خطاب ملنا چاہئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس تعریف کا شکریہ۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ تمہارا یہ حربہ مجھ پر کامیاب نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی تعریف سن کر تمہارے اشاروں پر ناچنا شروع کر دوں گی اور تم مجھ سے رگمیس بھی حاصل کر لو گے اور

"پروفیسر البرٹ کا پتہ بھی"........ باکوری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ کمال ہے۔ حسین ہونے کے ساتھ ساتھ عقلمند بھی ہو۔ بہرحال میرا یہ مطلب نہ تھا"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا جو مطلب بھی تھا۔ میری بات سن لو۔ تمہارے یہ دونوں مقاصد پورے نہیں ہو سکتے۔ مقدس خوشبو کی وجہ سے مجبوراً مجھے تم سے ملاقات کرنی پڑی ہے ورنہ میں تو تم سے ملتی ہی ناں۔ ویسے یہ ہے بھی ناممکن کہ میں شیطانی نظام کے خلاف اس کے دشمنوں سے مل جاؤں"........ باکوری نے کہا۔

"ملنے والی بات تو تم نے غلط کی ہے باکوری۔ تم چاہے جتنی بھی حسین ہو لیکن تم جس نظام کا حصہ ہو۔ وہ اس قدر غلیظ اور بدصورت ہے کہ تم سے ملنا تو ایک طرف۔ تم سے بات کرنا بھی ہمیں پسند نہیں ہے لیکن میں تو یہاں صرف پروفیسر کی وجہ سے آگیا ہوں اور ہم زیادہ دیر اس شیطانی محل میں رہنا بھی نہیں چاہتے اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر کھل کر بات ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے"........ عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

"تم جو جی چاہے کہتے رہو۔ میں دشمنوں کی بات کا برا نہیں منایا کرتی"........ باکوری نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو باکوری۔ پروفیسر البرٹ اس لئے رگمیس حاصل کرنا چاہتا ہے کہ وہ اس کی مدد سے پورے شیطانی نظام پر قبضہ کر لے۔ وہ چونکہ

یہودی ہے اس لئے ہم مسلمانوں کا دشمن ہے۔ جبکہ تم یہودی نہیں ہو اس لئے مجھے تمہاری طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اگر تم چاہو تو ایک سادہ سا سودا کر لو۔ اس میں تمہارا فائدہ ہے۔ میں تمہیں رگمیس کا وہ استعمال بتا دیتا ہوں جس کی مدد سے تم پروفیسر کی جگہ پورے شیطانی نظام پر قابض ہو سکتی ہو۔ تم مجھے اس کے بدلے پروفیسر البرٹ کا ٹھکانہ بتا دو۔ جہاں پہنچ کر میں پروفیسر سے مقابلہ کر سکوں۔ تمہارا اس مقابلے میں کوئی کردار نہ ہو گا۔ یہ میری اور پروفیسر کی لڑائی ہو گی بولو کیا تم تیار ہو"........ عمران نے کہا۔

"ایک شرط پر تیار ہوں"........ باکوری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کونسی شرط"........ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اپنے ساتھی جوزف کو میرے حوالے کر دو۔ میں اس سے شادی کروں گی۔ یہ مجھے پسند آگیا ہے کیونکہ جس قبیلے سے اس کا تعلق ہے اس قبیلے کے مردوں سے شادی پر پورے افریقہ میں فخر کیا جاتا ہے۔ اس کے بدلے میں تمہیں پروفیسر کا پتہ بھی بتا دوں گی اور نہ صرف پتہ بلکہ پروفیسر کی ایک ایسی کمزوری بھی بتا دوں گی کہ تم اسے آسانی سے تسخیر کر لو گے"........ باکوری نے جوزف کی طرف بڑی اشتیاق بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا جبکہ جوزف خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ خلاف معمول اس نے باکوری کی بات پر از خود کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا تھا۔

"جوزف میرا ساتھی ضرور ہے لیکن اپنی مرضی کا مالک ہے۔ اگر وہ تم سے شادی کرنا چاہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اگر وہ ایسا

نہ کرنا چاہے تو میں اسے مجبور نہیں کر سکتا"........ عمران نے جواب دیا۔

"میں باکوری سے شادی کرنے پر تیار ہوں باس۔ کیونکہ باکوری کا تعلق افریقہ کے جس قبیلے سے ہے۔ میری منگیتر کا تعلق بھی اسی قبیلے سے تھا لیکن میری منگیتر کو کالے دھوئیں والے چوٹی دار سانپ نے کاٹ لیا تھا اور وہ مر گئی تھی۔ اس لئے میں نے پھر شادی نہیں کی تھی لیکن اس کے لئے میری ایک شرط ہو گی"........ جوزف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ ٹائیگر اور جوانا تینوں حیرت بھری نظروں سے جوزف کو دیکھنے لگے۔ عمران کو تو اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا تھا کہ جوزف اس طرح اس باکوری سے شادی پر تیار ہو جائے گا۔

"کیسی شرط"........ باکوری نے چونک کر پوچھا۔

"یہ شادی ابھی ہو گی اور ہمارے قبیلے کے رواج کے مطابق ہو گی"........ جوزف نے جواب دیا۔

"ابھی والی بات تو مجھے منظور ہے۔ لیکن یہ شادی میرے قبیلے کے رواج کے مطابق ہو گی"........ باکوری نے کہا۔

"سوری۔ پھر مجھے شادی سے انکار ہے"........ جوزف نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے قبیلے میں شادی کے رواج بہت مشکل ہیں۔ کئی کئی روز عورت کو ناچنا پڑتا ہے اور یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکتا جبکہ میرے قبیلے کے رواج بے حد سادہ ہیں۔ سرخ مشروب مل کر پینا پڑتا ہے اور بس

شادی ہو جاتی ہے"........ باکوری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں ناچنے والے رواج کو ختم کرتا ہوں۔ تم صرف ایک رواج پر عمل کرو کہ دولہن دولہا کے پیروں پر جھک کر اس کے پیروں پر اپنی ناک سات بار لگاتی ہے"........ جوزف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے"........ باکوری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پھر میں ابھی اور اسی وقت شادی پر تیار ہوں۔ لیکن پہلے تم باس کو اس پروفیسر کا پتہ بتاؤ گی"........ جوزف نے جواب دیا۔

"ہم سب کو مل کر سرخ مشروب پہلے پینا ہو گا تاکہ مجھے یقین آ جائے کہ تم واقعی مجھ سے شادی کر رہے ہو"........ باکوری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو جوزف۔ اگر تم اس لئے باکوری سے شادی کرنے پر تیار ہو گئے ہو کہ اس کے بدلے مجھے پروفیسر کا پتہ مل جائے گا تو مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ میں خود اسے تلاش کر لوں گا اور اگر تم خود خوشی سے اس سے شادی کرنا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی"........ عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔ میں اپنی مرضی سے شادی کرنا چاہتا ہوں"۔ جوزف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ جوزف آخر ایسا کیوں کر رہا ہے کیونکہ وہ جوزف کی فطرت اور طبیعت سے بہت اچھی طرح واقف تھا۔ وہ اس ٹائپ کا آدمی ہی نہ تھا کہ کسی لڑکی کو دیکھ کر اس پر اس طرح لٹو ہو

جائے ٹائیگر اور جوانا دونوں کے چہروں پر بھی عمران کی طرح بے پناہ حیرت تھی جبکہ پروفیسر ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"پھر کیا خیال ہے۔ منگواؤں سرخ مشروب"........ باکوری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو باکوری۔ ہم یہاں کسی قسم کا کوئی مشروب حتیٰ کہ پانی تک بھی نہیں پیئیں گے۔ اس لئے تم ہمارے لئے کوئی مشروب نہ منگوانا"....... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جوزف تو پیئے گا تاکہ شادی ہو سکے۔ ویسے یہ عام سا مشروب ہے۔ مڈالمیر درخت کے پھلوں کا رس اس میں شامل ہوتا ہے اور جوزف مڈالمیر درخت کے پھلوں کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہے اگر تم چاہو تو یہ رس تمہارے سامنے بھی نکالا جا سکتا ہے"۔ باکوری نے کہا۔

"میں پیوں گا لیکن شرط وہی کہ تم پہلے باس کو پروفیسر کا پتہ بتا دو اس پہلے کچھ نہیں ہو گا"....... جوزف نے خشک لہجے میں کہا۔

"کیا تم زولو دیوتا کا حلف لے کر وعدہ کرتے ہو کہ اگر میں نے عمران کو پروفیسر کا پتہ بتا دیا تو تم میرے ساتھ مشروب پیو گے اور مجھ سے شادی کرو گے"....... باکوری نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ لیکن تمہیں بھی حلف دینا ہو گا کہ تم نے بھی میری شرط کے مطابق شادی کرنی ہے"....... جوزف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم زولو دیوتا کا حلف اٹھاؤ"....... باکوری نے

مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف نے فوراً ہی زولو دیوتا کا حلف اٹھا کر وعدہ کر لیا کہ اگر باکوری عمران کو پروفیسر البرٹ کا درست پتہ بتا دے گی تو وہ اس کے ساتھ مشروب پیئے گا اور شادی کرے گا۔

"اب تم اپنے شیطان کا حلف اٹھاؤ کہ تم مجھ سے میری شرط کے مطابق ابھی اور اسی وقت شادی کرو گی"......... جوزف نے کہا تو باکوری نے بھی شیطان کا نام لے کر حلف لے لیا۔

"یہ عجیب شادی ہے کہ کسی کو دوسرے پر اعتماد بھی نہیں ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ باکوری نے اسی لمحے زور سے تالی بجائی تو ایک مقامی عورت اندر داخل ہوئی اور باکوری کے سامنے رکوع کے بل جھک گئی۔

"سرخ مشروب کا ایک گلاس لے آؤ"......... باکوری نے اس سے کہا اور وہ عورت تیزی سے مڑ کر واپس چلی گئی۔

"تم نے ایک گلاس کیوں منگوایا ہے"......... جوزف نے چونک کر پوچھا۔

"مل کر پیئیں گے۔ پہلے آدھا میں پیوں گی اور پھر باقی آدھا تم پیو گے"........ باکوری نے جواب دیا۔

"نہیں پہلے آدھا میں پیوں گا۔ میں کسی عورت کا جھوٹا نہیں پیا کرتا"........ جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے ابھی سے لڑائی بھی شروع ہو گئی"........ عمران نے کہا اور پروفیسر بے اختیار ہنس پڑے۔

"یہ واقعی انتہائی دلچسپ شادی ہے"........ پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ پہلے تم پی لینا"........ باکوری نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد وہی مقامی عورت اندر داخل ہوئی اس نے ایک بڑا سا گلاس اٹھایا ہوا تھا جس میں انتہائی سرخ رنگ کا شربت موجود تھا۔

"یہ گلاس جوزف کو دو"........ باکوری نے جوزف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور مقامی عورت جوزف کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے گلاس جوزف کے ہاتھ میں دے دیا اور پھر مؤدبانہ انداز میں پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ عمران سمیت سب کی نظریں جوزف پر جمی ہوئی تھیں۔

"اب پہلے اس پروفیسر کا درست پتہ بتاؤ"........ جوزف نے گلاس ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ سنو عمران۔ پروفیسر البرٹ کا ہیڈ کوارٹر یونائیٹڈ کارمن کے دارالحکومت میں الیکس روڈ پر واقع ایک سیاہ اور سرخ رنگ کے پتھروں کی بنی ہوئی عمارت ہے۔ اس عمارت کا نام "البرٹ ہاؤس" ہے اور یہ عمارت البرٹ ہاؤس کے نام سے ہی یونائیٹڈ کارمن کے دارالحکومت میں مشہور ہے۔ پروفیسر البرٹ مستقل طور پر وہیں رہتا ہے"........ باکوری نے پروفیسر البرٹ کا پتہ بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا وہاں فون ہے"........ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ فون تو ہے لیکن پروفیسر نہ فون سنتا ہے اور نہ کسی کو فون

کرتا ہے اور نہ اس کی اس کو ضرورت ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ دنیا کا کوئی آدمی پروفیسر کی اجازت کے بغیر البرٹ ہاؤس میں داخل نہیں ہو سکتا"........ باکوری نے کہا۔

"کیا تم شیطان کی قسم کھا کر کہتی ہو کہ تم نے درست پتہ بتایا ہے"........ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو باکوری نے فوراً ہی شیطان کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کر لیا اور عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"اب تم مشروب کا آدھا گلاس پی لو"........ باکوری نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف نے شربت کے گلاس کو منہ سے لگا لیا اور مشروب پینا شروع کر دیا۔ آدھا گلاس پینے کے بعد اس نے باقی آدھا گلاس اس مقامی عورت کی طرف بڑھا دیا جو کہ یہ گلاس لائی تھی۔

"اب اسے مجھے دے دو"........ باکوری نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور مقامی عورت تیزی سے مڑی اور اس نے شربت کا باقی آدھا گلاس باکوری کے حوالے کر دیا۔ باکوری نے گلاس اس کے ہاتھوں سے جھپٹا اور اسے اس طرح پینے لگی جیسے پیاسا آدمی پانی پیتا ہے چند ہی لمحوں میں گلاس خالی ہو گیا اور باکوری کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے آثار پھیلتے چلے گئے۔ ادھر مشروب پینے کی وجہ سے جوزف کے چہرے پر بھی سرخی سی چھا گئی تھی۔ خاص طور پر اس کی آنکھیں تیزی سے سرخ ہوتی چلی جا رہی تھیں اور جب تک باکوری نے باقی مشروب پیا۔ جوزف کی آنکھیں خون کبوتر کی طرح سرخ ہو چکی تھیں۔

یہ سرخی اس قدر تیز تھی کہ اس کی آنکھوں کی طرف دیکھنا بھی محال ہو رہا تھا لیکن جوزف سوائے آنکھوں اور چہرے پر چھا جانے والی سرخی کے ویسے اطمینان سے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

"سنو جوزف۔ اب تم میرے شوہر ہو۔ مل کر یہ مقدس مشروب پینے کے بعد اب تم ہمیشہ میرے فرمانبردار رہو گے اور یہ بھی بتا دوں کہ اس مشروب کا ایک قطرہ بھی جس کے حلق سے نیچے اتر جائے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شیطان کا غلام بن کر رہ جاتا ہے۔ پھر اگر وہ چاہے بھی تو شیطان کی غلامی سے نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ نہ اس کا جسم اور نہ اس کی روح اور میں چونکہ پانی کی ملکہ ہوں اس لئے میں نے تمہیں یہ مشروب پلایا ہے تاکہ تم اب ہمیشہ ہمیشہ میرے فرمانبردار رہو"...... باکوری نے اونچی آواز میں کہا۔

"یہ تو بعد میں دیکھا جائے گا کہ کون کس کا فرمانبردار رہتا ہے۔ تم نے اپنی شرط پوری کر لی۔ اب تم میری شرط پوری کرو۔ میرے پیروں پر جھک کر اپنی ناک سات بار لگاؤ"...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے حلف دیا ہے اس لئے میں ضرور ایسا کروں گی۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ تم نے پہلے میرا مشروب پیا ہے اس لئے مجھے تم پر برتری حاصل رہے گی"...... باکوری نے کہا اور اٹھ کر وہ جوزف کی طرف بڑھنے لگی۔ جوزف اسی طرح بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ باکوری اس کے سامنے قالین پر دو زانو ہو کر بیٹھ گئی۔ اس نے ایک نظر جوزف

کی طرف دیکھا پھر اس نے اپنا چہرہ جوزف کے پیروں پر جھکا دیا۔ دوسرے لمحے اس نے اپنی ناک جوزف کے بوٹ سے رگڑ دی اور سر اٹھا کر ایک بار پھر جوزف کی طرف دیکھا اور دوسری بار جھک گئی۔ اس طرح اس نے سات بار اپنی ناک جوزف کے بوٹ سے رگڑی اور پھر اٹھ کر وہ تیزی سے مڑی اور واپس اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گئی۔

"بس اب تو تمہاری شرط پوری ہو گئی"...... باکوری نے ناک پر لگی ہوئی مٹی صاف کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور سنو۔ تمہیں افریقہ کے اس رواج کا تو یقیناً علم ہو گا کہ بیوی کو شوہر کا پہلا حکم ہر صورت میں ماننا پڑتا ہے۔ اگر وہ نہ مانے تو اس کا چہرہ اسی لمحے بگڑ جاتا ہے اور اس قدر بگڑ جاتا ہے کہ لوگ اس کے منہ پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرتے"...... جوزف نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے"...... باکوری نے جواب دیا۔

"اگر معلوم ہے تو پھر بحیثیت شوہر میرا پہلا حکم سنو کہ وہ رقمیں جو تم نے صحرا الابر میں باس عمران سے حاصل کیا تھا اسے ابھی اور اسی وقت باس عمران کے حوالے کر دو"...... جوزف نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو باکوری بے اختیار اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"یہ ناممکن ہے۔ تم اس طرح مجھے حکم نہیں دے سکتے۔ تم میرے غلام ہو"...... باکوری نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے اس نے بے اختیار اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ لئے اور بری طرح چیخنے لگی۔

"ہاں۔ ہاں۔ میں پہلا حکم مانوں گی۔ ہاں۔ ہاں۔ رک جاؤ۔ میرا

چہرہ مت بگاڑو۔ میں مانوں گی۔ ضرور مانوں گی"...... باکوری نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی حیرت سے باکوری کی طرف دیکھنے لگے جس نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھے ہوئے تھے اور ان دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے اندر سے انہیں باکوری کا بگڑتا ہوا چہرہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ جوزف کے چہرے پر پراسرار سی مسکراہٹ تھی۔ اس کی آنکھوں کی سرخی اسی طرح قائم تھی لیکن اب چہرہ قدرے نارمل ہو گیا تھا۔ پھر جیسے ہی باکوری نے حکم ماننے کی بات کی اس کا چہرہ اسی طرح تیزی سے دوبارہ بحال ہونے لگ گیا۔ چند لمحوں بعد باکوری نے دونوں ہاتھ چہرے سے ہٹائے اور اس طرح کرسی پر گر گئی جیسے میلوں دور سے دوڑتی ہوئی آ رہی ہو۔ وہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔

"تم چاہے شیطانی نظام میں کتنی بھی طاقتور ہو جاؤ باکوری۔ لیکن افریقہ کے اصولوں کو ترک نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ تم افریقی ہو۔ تمہارا جسم اور تمہاری روح افریقی ہے۔ اس لئے تمہیں ہر قیمت پر میرا پہلا حکم ماننا پڑے گا اور رگمیں باس عمران کے حوالے کرنا پڑے گا"۔ جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ سب اس قدر جلدی کیسے ہو گیا۔ یہ۔ یہ۔ کیسے ممکن ہے"...... باکوری نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اس کا چہرہ اس قدر تیزی سے بگڑ بھی سکتا ہے۔

"یہ سب کچھ اس لئے ہوا ہے کہ تم نے میرے پیروں پر سات بار

ناک رگڑ کر اپنے آپ کو اس قانون کے تحت کر دیا ہے۔ ہاں اگر تم یہ شرط پوری نہ کرتی تو پھر یقیناً ایسا نہ ہوتا چاہے تم لاکھ حلف اٹھاتی رہتی"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں رگمیں تمہارے باس عمران کے حوالے کر دیتی ہوں۔ میں اب اس پر مجبور ہوں۔ میں خود شیطان کو جواب دے لوں گی"...... باکوری نے ایک لمبی سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھی اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی۔

"مبارک ہو جوزف۔ اب دعوت ولیمہ کب کھلا رہے ہو"۔ باکوری کے باہر جاتے ہی عمران نے مسکراتے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس۔ جوزف آپ کا غلام ہے اور ابھی آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ غلام نے اپنی جان اپنے باس پر نچھاور کر دی ہے"۔ جوزف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم"...... عمران نے بے اختیار چونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت شدید پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ مجھے معلوم ہے کہ اس سرخ مشروب پینے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے لیکن باس۔ میری روح مطمئن اور پرسکون رہے گی کہ میں نے اپنی جان دے کر باس کا مشن پورا کر دیا

ہے"...... جوزف نے اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ مشروب اس باکوری نے بھی تو پیا ہے"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"باکوری عورت ہے باس"...... جوزف نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ اس موضوع پر مزید بات ہوتی۔ باکوری اندر داخل ہوئی اور اس کے ہاتھ میں رگمیس موجود تھا۔

"یہ لو رگمیس۔ کاش مجھے پہلے علم ہو جاتا کہ اس شرط پوری کرنے کا یہ نتیجہ نکلے گا تو میں کبھی ایسا نہ کرتی۔ بہرحال اب مجبوری ہے اور شاید باکوری زندگی میں پہلی بار مجبور ہوئی ہے"۔ باکوری نے رگمیس عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے رگمیس لے لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ رگمیس واقعی اصل تھی۔ عمران نے اسے جیب میں رکھ لیا اور پھر جوزف کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"ہاں اب تم بتاؤ کہ تم کیا کہہ رہے تھے"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پہلے آپ بتائیں باس کہ یہ رگمیس اصلی ہے ناں"...... جوزف نے کہا۔

"ہاں اصل ہے"...... عمران نے جواب دیا تو جوزف بے اختیار کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"فادر جوشوا گواہ رہنا۔ میں نے اپنے آقا عظیم عمران کی کامیابی کے لئے یہ شیطانی مشروب پیا تھا۔ تم مجھے معاف کر دینا"...... جوزف نے

دونوں ہاتھ فضا میں اٹھاتے ہوئے بڑے درد بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس طرح کرسی پر واپس ڈھیر ہو گیا جیسے اس کے جسم سے روح نکل گئی ہو۔

"باکوری۔ اب تم اپنا وہ مقصد پورا کر سکتی ہو جس کے لئے تم نے مجھے یہ شیطانی مشروب پلایا تھا۔ اب میری روح اس وقت تک میرے جسم میں موجود رہے گی جب تک تم اسے وہاں سے نکلنے کا حکم نہیں دیتی۔ تم بے شک حکم دو۔ میں مرنے کے لئے تیار ہوں"۔ جوزف نے باکوری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"اوہ۔ تو تم اس بارے میں بھی جانتے ہو۔ اس کے باوجود تم نے مشروب پی لیا"...... باکوری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس کا مشن پورا ہونا چاہئے۔ باس کے مشن کے مقابلے میں میری زندگی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ غلاموں کی زندگی کا تو مقصد ہی اپنے آقا کی کامیابی کے لئے اپنی جان نچھاور کرنا ہوتا ہے"...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے جوزف۔ میں نے یہ مشروب تمہیں اس لئے نہیں پلایا کہ مجھے تمہاری موت یا زندگی سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ ہی مجھے تمہیں شوہر بنانے کا شوق تھا۔ میرا مقصد تم سے وہ کام لینا تھا جو پروفیسر البرٹ آج تک نہیں کر سکا۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم نے انتہائی پراسرار انداز میں مجھے اس بات پر مجبور کر دیا کہ مجھے نہ چاہتے ہوئے بھی

رعمیں عمران کے حوالے کرنا پڑ گیا۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ اب
عمران میرے محل سے زندہ باہر نہ جاسکے گا کیونکہ یہ مشروب پینے کے
بعد تم نے اپنی روح اور اپنا جسم میرے ہاتھ فروخت کر دیا ہے۔ اب
تم میرے حکم کے غلام ہو۔ اس لیئے میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ جیب
سے ریوالور نکالو اور عمران کو گولی مار دو"...... باکوری نے بات
کرتے کرتے یکلخت چیخ کر کہا لیکن جوزف اسی طرح اطمینان سے بیٹھا رہا

"میں کہہ رہی ہوں کہ عمران کو گولی مار دو۔ یہ میرا حکم ہے"۔
باکوری نے جوزف کو اسی طرح اطمینان سے بیٹھے دیکھ کر ایک بار پھر
چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ انتہائی غیض و غضب سے بھوکی بلی جیسا ہو
گیا تھا لیکن جوزف اسی طرح اطمینان سے بیٹھا رہا۔

"ایسا ممکن ہی نہیں ہے باکوری۔ کوئی اور بات کرو"۔ جوزف
نے منہ بناتے ہوئے کہا تو باکوری کا پورا جسم غصے کی شدت سے بری
طرح لرزنے لگا۔

"رودن زوری۔ رودن زوری"...... یکلخت باکوری نے او
چھت کی طرف منہ کر کے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"رودن زوری حاضر ہے سیاہ ملکہ"...... چھت کی طرف سے ایک
عجیب سی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ زبان قدیم افریقی تھی۔

"مقدس مشروب پینے کے باوجود یہ جوزف میرا حکم کیوں نہیں
مان رہا۔ مجھے بتاؤ رودن زوری"...... باکوری نے اسی طرح چھت
طرف منہ کر کے چیختے ہوئے قدیم افریقی زبان میں کہا۔

"سیاہ ملکہ۔ جوزف کے پاس وہ کاغذ موجود ہے جس پر عمران نے
روشن کلام درج کیا تھا۔ جب تک وہ کاغذ جوزف کے پاس موجود رہے
گا تمہارا کوئی حربہ اس پر اثر نہیں کر سکتا۔ اس چیختی ہوئی آواز نے
جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ یہ قدیم متروک افریقی
زبان صرف عمران ہی اچھی طرح سمجھ سکتا تھا۔

"روشن کلام والا کاغذ۔ اوہ۔ اوہ۔ مگر جوزف نے تو مقدس
مشروب پیا ہے"...... باکوری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا یہ مقدس مشروب جوزف کے لئے صرف تیز شراب کی سی
حیثیت رکھتا ہے سیاہ ملکہ۔ ہاں اگر جوزف کے پاس وہ کاغذ نہ ہوتا تو پھر
یہ واقعی مقدس مشروب جوزف کی روح کو تمہارا غلام بنا دیتا"۔ اس
چیختی ہوئی آواز نے جواب دیا۔

"لیکن اس کاغذ کی موجودگی کا مجھے کیوں نہیں پتہ چلا"۔ باکوری
کے لہجے میں اب شدید حیرت تھی۔

"مقدس خوشبو کی وجہ سے سیاہ ملکہ"...... وہی چیختی ہوئی آواز
سنائی دی۔

"مجھے بتاؤ رودن زوری کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ مجھے بتاؤ رودن
زوری۔ کوئی حل بتاؤ رودن زوری۔ میں اس عمران سے وہ رعمیں
بھی واپس حاصل کرنا چاہتی ہوں اور اس کا خاتمہ بھی کرنا چاہتی
ہوں"...... باکوری نے تیز لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے سیاہ ملکہ کہ تم نے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ جوزف کو

جو عمران کا ساتھی ہے۔ مقدس مشروب پلا کر اسے اچانک عمران کی
موت کا حکم دو گی اور جوزف تمہارے حکم کی تعمیل میں عمران کو گولی
مار دے گا کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ تم عمران یا اس کے کسی ساتھی
کو براہ راست نہیں مار سکتی۔ تمہارا کوئی حربہ عمران پر اثر نہیں کر سکتا
جبکہ اپنے ساتھی کے ہاتھوں وہ مارا جا سکتا ہے۔ لیکن سیاہ ملکہ تم نے یہ
منصوبہ بنانے سے پہلے مجھ سے نہیں پوچھا۔ اگر تم مجھ سے پوچھ لیتی تو
تمہیں میں بتا دیتی کہ روشن کلام والا کاغذ نہ صرف جوزف کے پاس ہے
بلکہ ایسے کاغذ عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس بھی ہیں اس لئے
تم ان کا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتی بلکہ اگر عمران چاہے تو اس روشن کلام
والے کاغذ کو جیب سے باہر نکال کر صرف تمہیں دکھا ہی دے تو تمہیں
اور تمہارے اس محل کو بھی نیست و نابود کر سکتا ہے۔ اسے معلوم
نہیں ہے کہ اس روشن کلام کے کیا اثرات ہیں۔ کیونکہ تم خود اسے
اندر لے آئی ہو اور یہ تمہاری زندگی کی سب سے بھیانک غلطی ہے۔
تم فوراً عمران اور اس کے ساتھیوں کو واپس بھیج دو۔ فوراً۔ بغیر وقت
ضائع کئے اور اپنے آپ کو بھی اور اپنے محل کو بھی بچا لو۔ یہی میرا
مشورہ ہے۔ رودن زوری کا مشورہ"...... اسی چیختی ہوئی آواز نے
جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی خاموشی طاری ہو گئی تو باکوری نے اپنا
منہ نیچے کر لیا اور عمران کی طرف دیکھنے لگی۔ اس کے چہرے پر مایوسی
اور شکست کے واضح تاثرات موجود تھے۔

"ٹھیک ہے عمران۔ میں اپنی ناکامی کو تسلیم کرتی ہوں۔ تم نے

پروفیسر البرٹ کا پتہ بھی معلوم کر لیا اور رمیس بھی حاصل کر لیا۔ اب
تم جا سکتے ہو"...... باکوری نے کہا اور واپس مڑنے لگی۔

"ٹھہرو۔ رک جاؤ باکوری"...... عمران نے کرسی سے اٹھ کر
کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"اب کیا ہے"...... باکوری نے مڑتے ہوئے کہا۔

"تم نے جوزف سے شادی کی ہے اور تم جوزف کی بیوی ہو"۔
عمران نے کہنا شروع ہی کیا تھا کہ باکوری نے ہاتھ اٹھا کر اس کی بات
کاٹ دی۔

"میں جوزف کو شادی کے اس معاہدے سے آزاد کرتی ہوں اور ہر
افریقی لڑکی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جب چاہے اپنے شوہر کو شادی
کے معاہدے سے آزاد کر سکتی ہے"...... باکوری نے ڈھیلے سے لہجے
میں کہا۔

"میں بھی تم جیسی بدبخت اور شیطان صفت عورت کو شادی کے
معاہدے سے آزاد کرتا ہوں۔ میں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے ورنہ
میں تمہیں بیوی بنانا تو ایک طرف تمہارے منہ پر تھوکنا بھی اپنی
توہین سمجھتا ہوں"...... جوزف نے بھی انتہائی نفرت بھرے لہجے میں
کہا۔

"ارے کمال ہے۔ اتنی جلدی یہ شادی ختم بھی ہو گئی۔ ابھی تو ہم
نے دعوت ولیمہ بھی کھانی تھی۔ بہرحال جوزف نے تمہیں شادی کے
معاہدے سے آزاد کر کے میرا بوجھ ہلکا کر دیا ہے اور یہ بھی سن لو کہ تم

اس شیطانی قوت سے جس قدیم اور متروک افریقی زبان میں بات کر رہی تھیں وہ زبان میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ اس لئے مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم نے ہمیں اپنے محل میں لے آکر کونسی بھیانک غلطی کی ہے"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مقدس حروف والا کاغذ نکالا اور اسے کھول کر باکوری کے سامنے کر دیا۔ دوسرے لمحے باکوری کے حلق سے انتہائی بھیانک چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ہر طرف سیاہ رنگ کا دھواں سا پھیلتا چلا گیا۔ باکوری کی چیخیں اس اندھیرے میں گونج رہی تھیں اور پھر یہ چیخیں اس طرح مدھم پڑتی چلی گئیں جیسے باکوری چیختی ہوئی کسی انتہائی گہرے کنوئیں میں گرتی چلی جا رہی ہو۔ باکوری کی چیخوں کے علاوہ بھی ہر طرف چیخوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن پھر ان چیخوں کا طوفان تھم گیا اور ہر طرف خاموشی سی چھا گئی۔ چند لمحوں بعد دھواں بھی غائب ہو گیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہو گیا۔ کیسے ہو گیا"........ اچانک پروفیسر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ کیونکہ دھواں غائب ہوتے ہی ان سب نے دیکھا کہ وہ گھنے جنگل کے اندر ایک خالی قطعے پر کھڑے ہوئے تھے جس کی زمین اس طرح سیاہ نظر آ رہی تھی جیسے وہاں خوفناک آگ طویل عرصے تک جلتی رہی ہو۔ ان کے سامنے باکوری کی جلی ہوئی اور مسخ شدہ سیاہ لاش پڑی ہوئی تھی۔ لاش کی حالت ایسی تھی جیسے اسے کسی نے ہولناک آگ میں جلایا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاں ہر طرف

مقامی افراد جن میں عورتیں اور مرد دونوں شامل تھے۔ کی لاشیں کوئلہ بنی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے انہیں جلتی ہوئی بھٹی میں ڈال دیا ہو۔

"شیطانی کھیل کھیلنے والوں کا انجام یہی ہوتا ہے پروفیسر۔ آؤ یہاں سے نکل چلیں"........ عمران نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"باس۔ اس رعمیس کو بے کار کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ پھر کوئی اسے لے اڑے"........ اچانک جوزف نے کہا۔

"پہلے اس قہر زدہ زمین سے تو باہر نکلیں پھر کسی پرندے کو شکار کر کے اس کا بھی خاتمہ کرتے ہیں"........ عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس جلی ہوئی زمین سے باہر آ گئے۔

"اب کوئی پرندہ شکار کرو تاکہ اس رعمیس کو جس قدر جلد ممکن ہو سکے بے کار کیا جا سکے"........ عمران نے باہر آ کر رکتے ہوئے کہا اور جیب سے رعمیس نکالا ہی تھا کہ یکلخت جوانا رعمیس پر اس طرح جھپٹا جیسے چیل گوشت پر جھپٹتی ہے دوسرے لمحے وہ رعمیس جھپٹ کر تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ میں نے پروفیسر کے لئے رعمیس حاصل کر لیا۔ ہا۔ ہا۔ ہا"........ اچانک جوانا نے غیر انسانی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ یکلخت بری طرح بگڑ گیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اور اس کے ساتھی جوانا کی اس حرکت کو سمجھتے۔ جوانا نے یکلخت رعمیس کو فضا میں اچھال دیا۔ دوسرے لمحے رعمیس کسی گیند کی طرح فضا میں

اڑتا ہوا ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

" ہا۔ ہا۔ ترازما کامیاب ہو گیا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ اب عمران کو قتل کر دو"۔ اچانک رودن زوری کی طرح ایک چیختی ہوئی غیر انسانی آواز سنائی دی اور جوانا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اندرونی جیب کی طرف بڑھا لیکن دوسرے لمحے جوانا اس طرح نڈھال ہو کر زمین پر بیٹھ گیا۔ جیسے اس کے جسم سے کسی نے روح نکال لی ہو۔

" میں جا رہا ہوں۔ میں جا رہا ہوں۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ میں جا رہا ہوں"...... وہی چیختی ہوئی آواز دوبارہ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ جوانا نے جو اس دوران زمین پر بیٹھ چکا تھا بے اختیار چونک کر سر اٹھایا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

" یہ۔ یہ میں زمین پر کیوں بیٹھ گیا تھا۔ کیا ہوا۔ یہ آپ سب کے چہروں پر کیسے تاثرات ہیں"...... جوانا کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ رعمیس اس پروفیسر البرٹ نے اپنی کسی شیطانی قوت کی مدد سے حاصل کر لیا ہے۔ جس قوت کا نام ترازما تھا لیکن اسے یہ بات سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اس قوت نے جوانا پر کس طرح قابو پا لیا تھا۔

" تمہیں کیا ہوا تھا جوانا"...... عمران نے انتہائی خشک لہجے میں جوانا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" مجھے ماسٹر۔ مجھے کیا ہوا تھا۔ مجھے تو خود معلوم نہیں۔ مجھے بس اتنا

یاد ہے کہ میں آپ کے ساتھ اس سیاہ زمین کی حدود سے باہر نکلا تھا کہ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا اور پھر جب مجھے ہوش آیا تو میں زمین پر آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ میں تو خود آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ مجھے کیا ہوا تھا اور آپ سب کیوں اس طرح مجھے دیکھ رہے ہیں کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے"...... جوانا نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تم نے غضب کر دیا ہے جوانا۔ تم نے باس کے ہاتھ سے رعمیس جھپٹ کر اسے ہوا میں اچھال دیا اور رعمیس کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا غائب ہو گیا ہے"...... جوزف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" میں نے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں ایسا کس طرح کر سکتا ہوں"۔ جوانا نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اس کا کوئی قصور نہیں ہے جوزف۔ یہ پروفیسر کی کوئی شیطانی قوت تھی جو اپنا نام ترازما بتا رہی تھی اس نے جوانا پر قابو پا لیا تھا لیکن دو باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہیں کہ اس شیطانی قوت نے اس طرح اچانک کس طرح جوانا پر قابو پا لیا اور دوسری یہ کہ اس نے جوانا کو حکم دیا تھا کہ وہ مجھے گولی مار دے لیکن پھر وہ فوراً ہی واپس چلی گئی۔ کیوں"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" میں معلوم کرتا ہوں عمران۔ میں معلوم کرتا ہوں"۔ پروفیسر نے کہا اور دوسرے لمحے وہ گھاس پر سیدھا لیٹ گیا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ جوانا کے چہرے پر انتہائی شرمندگی اور ندامت کے

تاثرات ابھر آئے تھے جبکہ عمران کا چہرہ سپاٹ تھا۔ جوزف اور ٹائیگر
دونوں ہونٹ بھینچے خاموش کھڑے تھے۔ پروفیسر نے زمین پر لیٹ کر
آنکھیں بند کر لیں اور پھر ان کے چہرے کا رنگ تیزی سے بدلتا چلا گیا۔
کافی دیر بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں اور آہستہ سے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ وہ
اب لمبے لمبے سانس لے رہے تھے۔ چند لمحوں بعد جب ان کا چہرہ قدرے
نارمل ہو گیا تو وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"رعمیس پروفیسر کے پاس پہنچ گیا ہے۔ ترازما پروفیسر کے تحت
ایک خوفناک شیطانی قوت ہے۔ پروفیسر نے جبوتی اور انا کی کی بجائے
اس بار ترازما کو تمہاری سرکوبی کے لئے بھیجا تھا۔ ترازما کی اصل حکمت
عملی یہ تھی کہ وہ جوانا کی مدد سے کوئی ایسا مشروب تمہیں پلائے گا
جس میں حرام شامل ہو گا اور پھر وہ تم پر قابو پا کر تمہارا خاتمہ کر دے گا
لیکن باکوری کے خاتمے نے اس شیطانی قوت کو خوف زدہ کر دیا اور
اس نے اپنی حکمت عملی میں فوراً تبدیلی کر دی اور اس نے جوانا کے
ذہن پر قبضہ کر لیا۔ یہ قبضہ اس نے اس لئے حاصل کر لیا تھا کہ جوانا
نے اپنے دل میں یہ بات سوچی تھی کہ تم نے کاغذ پر جو کچھ لکھا تھا وہ
کوئی جادو ہو گا۔ اس طرح جوانا نے اس لمحے مقدس حروف مقطعات
کو جادو کہا تھا اس لئے اس کمزور لمحے کی وجہ سے اس شیطانی قوت کو
جوانا کے ذہن پر قبضہ کرنے کا موقع مل گیا اور جب اس شیطانی قوت
نے جوانا کو تمہیں قتل کرنے کا حکم دیا تو جوانا کا ہاتھ خنجر نکالنے کے
لئے اندرونی جیب میں گیا۔ اسی جیب میں وہ کاغذ بھی موجود تھا جس پر

مقدس حروف مقطعات لکھے ہوئے تھے۔ جوانا کا ہاتھ جیسے ہی اس کاغذ
سے ٹکرایا۔ اس شیطانی قوت کو اسی لمحے جوانا سے ہٹنا پڑا۔ اس لئے اسے
مجبوراً صرف رعمیس پر ہی اکتفا کر کے فرار ہونا پڑا۔ ورنہ جوانا ہر
صورت میں تمہیں قتل کر دیتا"...... پروفیسر نے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ماسٹر۔ واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی تھی۔ میرے دل میں
واقعی یہ خیال آیا تھا کہ تم نے جس کاغذ کی مدد سے باکوری اور اس کے
شیطانی محل کا خاتمہ کیا ہے وہ اس باکوری سے بھی بڑا جادو ہو گا۔ خدا
مجھے معاف کرے ماسٹر۔ میں شرمندہ ہوں۔ تم جو سزا چاہے مجھے دے
دو"...... جوانا نے انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں جوانا۔ تم نے جس ندامت اور شرمندگی کا
اظہار کیا ہے یہی کافی ہے۔ باقی شیطان تو بہرحال انسان کے دل میں
ہر لمحہ وسواس ڈالنے کی کوشش کرتا رہتا ہے"...... عمران نے کہا اور
جوانا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے پر شدید ندامت
کے تاثرات موجود تھے۔

"باس۔ اب کیا کرنا ہے۔ رعمیس تو پروفیسر کے پاس پہنچ گیا ہے۔
اس طرح ہماری اب تک کی ساری جدوجہد مکمل طور پر ناکام ہو کر رہ
گئی ہے۔ اب وہ اس رعمیس کی مدد سے وہ سب کچھ کر گزرے گا جو وہ
چاہتا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"حوصلہ مت ہارو۔ یہ ٹھیک ہے کہ رعمیس ہماری بے پناہ

کوشش اور جدوجہد کے باوجود پروفیسر تک پہنچ گیا ہے اور بظاہر ہم
مکمل طور پر ناکام ہو گئے ہیں لیکن صرف رگمیس اس تک پہنچ جانے کا یہ
مطلب نہیں ہے کہ وہ فوری طور پر اس کی مدد سے مسلمانوں یا مسلم
ممالک کے خلاف کچھ کر سکے گا۔ اس کے لئے اسے بہرحال طویل وقت
چاہیئے اور ہمیں اس کا پتہ معلوم ہو گیا ہے اور اب ہم نے ہر صورت
میں اس شیطان صفت پروفیسر کا خاتمہ کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ تم اب یونائیٹڈ کارمن جاؤ گے"۔ پروفیسر
نے چونک کر پوچھا۔

"ظاہر ہے۔ پروفیسر وہیں رہتا ہے تو ہمیں آخری مقابلے کے لئے
وہیں جانا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ رگمیس مل جانے کے بعد پروفیسر کہیں اور چلا
جائے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ جہاں بھی جائے گا بہرحال اس کا رابطہ اپنی رہائش گاہ سے ضرور
رہے گا۔ آؤ اب یہاں سے چلیں۔ اب یہاں مزید رکنے کا کوئی فائدہ
نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور سب نے اس کی تائید میں سر ہلا
دیئے اور پھر وہ سب اس سڑک پر چلتے ہوئے مین روڈ کی طرف بڑھ گئے
تاکہ وہاں سے کوئی سواری حاصل کر کے شہر تک پہنچ سکیں۔

پروفیسر البرٹ کا چہرہ مسرت کی شدت سے گلاب کے پھول کی
طرح کھلا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں رگمیس تھا اور وہ اسے انتہائی
مسرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور جبوتی اور
روما داخل ہوئیں اور پروفیسر کے سامنے رکوع کے بل جھک گئیں۔

"یہ دیکھو جبوتی۔ رگمیس مجھ تک پہنچ گیا ہے۔ یہ دیکھو۔ جو کام تم
نہیں کر سکیں وہ ترازمانے پہلی ہی بار کر لیا ہے"...... پروفیسر نے
انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور رگمیس جبوتی کی طرف بڑھا دیا۔
جبوتی نے رگمیس پروفیسر کے ہاتھ سے لیا اور اسے غور سے دیکھنے کے
بعد اس نے اسے واپس کر دیا۔

"یہ سب کس طرح ہو گیا پروفیسر۔ رگمیس تو باکوری کے قبضے
میں تھا"...... جبوتی نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اس سے اسے عمران نے حاصل کر لیا اور باکوری نے ایک

ایسی بھیانک غلطی کی کہ وہ عمران کے ہاتھوں اپنا وجود بھی ختم کرا
بیٹھی اور رگمیس بھی عمران کے ہاتھ لگ گیا لیکن ترازما نے عمران کے
ساتھی جوانا پر قبضہ کر کے یہ رگمیس اس کی مدد سے عمران سے حاصل
کر لیا البتہ وہ اس عمران کو ہلاک نہیں کر سکا۔ لیکن اب مجھے اس کی
پرواہ نہیں ہے۔ اس رگمیس کے حاصل ہو جانے کے بعد اب ایک
عمران تو کیا پوری دنیا کے مسلمانوں سے ایسا انتقام لوں گا کہ صفحہ
ہستی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کا نام ونشان مٹا دوں گا"۔
پروفیسر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا آپ تفصیل بتائیں گے پروفیسر کہ یہ سب کیسے ہو گیا۔
باکوری تو انتہائی طاقتور تھی۔ وہ کس طرح ختم ہو گئی"...... جبوتی
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ میں نے ترازما کے ذمے یہ کام لگایا تھا
کہ وہ عمران کا خاتمہ کر دے۔ اس نے اس کے لئے ایک منصوبہ بھی
بنا لیا تھا۔ ادھر عمران میرا پتہ معلوم کرنے کے لئے باکوری کے پاس
پہنچ گیا۔ ساسوری کی مقدس خوشبو کی وجہ سے باکوری نے عمران اور
اس کے ساتھیوں کو اپنے محل میں بلا لیا اور پھر اس کے ساتھی جوزف
کو دیکھ کر باکوری نے اپنے طور پر عمران کے خاتمے کا ایک منصوبہ بنا
لیا۔ اس کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ اس جوزف سے شادی کرنے کے بہانے
اسے سرخ مشروب پلا دے گی۔ اس طرح جوزف کی روح اور جسم اس
کا تابع ہو جائے گا اور وہ اس جوزف کی مدد سے عمران کو ہلاک کرا دے

گی لیکن جوزف باکوری سے زیادہ چالاک اور عقلمند ثابت ہوا۔
دراصل اس پر افریقہ کے عظیم وچ ڈاکٹروں کا سایہ رہا ہے چنانچہ اس
نے اپنے طور پر منصوبہ بندی کی اور وہ اپنی منصوبہ بندی میں کامیاب
رہا۔ اس نے باکوری کو مجبور کر کے اس سے میرا پتہ بھی حاصل کر لیا
اور باکوری کو اس بات پر بھی مجبور کر دیا کہ وہ رگمیس عمران کے
حوالے کر دے۔ اس طرح عمران کے ساتھی جوزف نے انتہائی
شاطرانہ ذہانت سے سب کچھ حاصل کر لیا جبکہ باکوری اپنے مقصد میں
ناکام رہی۔ کیونکہ سالسوری کی مقدس خوشبو کی وجہ سے اسے اس
بات کا علم ہی نہ ہو سکا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس روشنی
کی عظیم ترین طاقت کا مقدس کلام موجود ہے اور اس کی موجودگی میں
کوئی شیطانی حربہ ان پر کارگر نہیں ہو سکتا۔ چونکہ یہ کلام جوزف کے
پاس بھی موجود تھا اور دوسری بات یہ کہ جوزف بے پناہ شراب پینے کا
عادی رہا تھا اس لئے اس پر سرخ مشروب کا وہ اثر نہ ہو سکا جس کا خیال
باکوری کو تھا۔ پھر باکوری سے ایک اور حماقت ہو گئی کہ اس نے
عمران کے سامنے اپنی اطلاع دینے والی قوت رودن زوری سے سب کچھ
پوچھنا شروع کر دیا۔ اس نے اپنے طور پر قدیم اور متروک افریقی زبان
استعمال کی تھی لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ عمران اس زبان کو سمجھتا
ہے۔ اس طرح عمران کو اس کی کمزوری کا علم ہو گیا اور اس نے روشن
کلام کو باکوری کے سامنے کر دیا۔ چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ روشنی کے اس
عظیم کلام کے مقابل نہ باکوری ٹھہر سکی اور نہ اس کا محل۔ سب کچھ

ختم ہو گیا۔ ترازما باہر موجود تھا اور سب کچھ دیکھ اور سن رہا تھا اور یقیناً
وہ انتہائی خوفزدہ ہو گیا تھا اور واپس آنا چاہتا تھا کہ عمران کے ساتھی
جوانا نے ترازما کی خوش قسمتی سے ایک ایسی بات سوچی جس سے اس
روشن کلام کی نفی ہوتی تھی۔ اس طرح ترازما کو یہ موقع مل گیا کہ وہ
جوانا کے ذہن پر قبضہ کر سکے چنانچہ اس نے موقع سے فوری طور پر
فائدہ اٹھایا۔ اسی لمحے عمران نے رعمیس اپنی جیب سے نکالا اور ترازما
اسے لے اڑا۔ ترازما نے دوسرا وار کرنا چاہا کہ جوانا کے ذریعے عمران کا
خاتمہ کرا دے لیکن جوانا نے اس کے حکم کے مطابق خنجر نکالنے کے لئے
جیب میں ہاتھ ڈالا تو ہماری بد قسمتی کہ اس کا ہاتھ اس روشن کلام
والے کاغذ سے ٹکرا گیا۔ اس طرح ترازما کو مجبوراً اسے چھوڑ کر فرار ہونا
پڑا۔ ورنہ وہ بھی باکوری کی طرح جل کر راکھ ہو جاتا"...... پروفیسر
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"شیطان نے ترازما کی قسمت کو خوش قسمتی میں تبدیل کر دیا تھا
پروفیسر۔ لیکن اب یہ عمران لازماً اس رعمیس کو حاصل کرنے کے لئے
یہاں آئے گا کیونکہ باکوری نے اسے یہاں کا پتہ بتا دیا ہے"۔ جبوتی
نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے اور اسی لئے اب میں نے اس کے لئے وہیں
مصر میں ہی انتہائی مضبوط جال بچھا دیا ہے۔ وہ اس جال میں پھنس کر
اس قابل ہی نہ رہے گا کہ یہاں پہنچ سکے"...... پروفیسر نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"وہ کیسے پروفیسر"...... جبوتی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"شیطان نے انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے ہزاروں لاکھوں نئے
سے نئے طریقے ہمیں سکھائے ہیں لیکن سب سے پراثر اور سادہ سا طریقہ
غلط رہنمائی ہے۔ مصر میں ایک ایسا شخص موجود ہے جو بظاہر انتہائی
نیک اور محترم آدمی ہو گا لیکن دراصل وہ میرا نمائندہ ہے اور عمران تک
یہ بات پہنچا دی گئی ہے کہ یہ آدمی میرے خاتمے کے لئے اس کی صحیح
رہنمائی کر سکتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ عمران لامحالہ اسے نیک آدمی سمجھ کر
اس کے پاس جائے گا۔ چونکہ وہ آدمی مسلمان ہے اس لئے روشن کلام
کی عمران کے پاس موجودگی اسے براہ راست کوئی نقصان نہیں
پہنچائے گی اور وہ عمران کو بطور مہمان ایسا مشروب پلا دے گا جس
میں حرام شامل ہو گا۔ اس کے پیتے ہی عمران کے اندر موجود روشنی بجھ
جائے گی اور پھر ترازما وہاں موجود ہو گا وہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر عمران
کا خاتمہ کر دے گا"...... پروفیسر نے جواب دیا۔

"یہ تو واقعی انتہائی آسان اور سادہ طریقہ ہے۔ آپ نے شروع میں
یہ طریقہ کیوں نہ استعمال کیا تھا"...... جبوتی نے حیران ہو کر کہا۔

"پہلے مجھے یہی اطلاع دی گئی تھی کہ عمران بلیک ورلڈ کے ساتھ
ساتھ برائٹ ورلڈ کے بارے میں بھی بہت کچھ جانتا ہے۔ اس لئے ایسے
لوگوں کو وہ فوراً پہچان لے گا جو اندر سے تو بلیک ورلڈ کے لوگ
ہوتے ہیں لیکن اپنا ظاہر انہوں نے برائٹ ورلڈ جیسا بنا رکھا ہوتا ہے
لیکن اب ترازما کی رپورٹ کے بعد مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ عمران کا علم

دونوں طرف سے ادھورا اور نامکمل ہے۔ اگر باکوری اس کے سامنے اپنی قوت رودن زوری سے بات چیت نہ کرتی تو عمران کو یہ علم ہی نہیں ہو سکتا تھا کہ روشن کلام کی بنا پر وہ باکوری اور اس کے سارے گروپ کا اس طرح آسانی سے خاتمہ کر سکتا ہے۔ اس رپورٹ کے بعد میں نے یہ پلان بنایا ہے"...... پروفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پروفیسر۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک نقلی پروفیسر سامنے لایا جائے اور عمران اس کو ختم کر کے مطمئن ہو جائے"...... جبوتی نے کہا۔

" ہو تو سکتا ہے۔ لیکن یہ آخری حربہ ہے۔ فی الحال میں ایسا نہیں سوچ رہا"...... پروفیسر نے جواب دیا۔

" وہ شخص کون ہے۔ کہاں رہتا ہے۔ اس کی تفصیل تو بتائیں"۔ جبوتی نے کہا۔

" کیوں۔ تم کیوں پوچھنا چاہتی ہو"...... پروفیسر نے چونک کر پوچھا۔

" پروفیسر۔ یہ ٹھیک ہے کہ ترازما ہماری جگہ کامیاب ہو گیا ہے لیکن میں پجاری ہوں۔ ترازما سے زیادہ آپ کے قریب ہوں اگر آپ اس جال میں ترازما کی بجائے ہمیں کام کرنے کا موقع دیں تو ہماری دیرینہ حسرت پوری ہو جائے گی"...... جبوتی نے کہا۔

" تم وہاں کس حیثیت سے جانا چاہتی ہو"...... پروفیسر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

" جس حیثیت سے آپ حکم دیں۔ مجھے منظور ہے"...... جبوتی

نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ تم نے واقعی اس کے خلاف بہت کام کیا ہے اس لئے اس کو انجام تک پہنچانے والے حربے میں شریک ہونا واقعی تمہارا حق ہے۔ ترازما کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ فوری اور تیز حملہ کرتا ہے اور اپنے شکار کا ایک لمحے میں خاتمہ کر دیتا ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا انجام انتہائی عبرت ناک ہو۔ وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مریں۔ اس طرح مریں کہ ان کی روحیں بھی صدیوں تک بلبلاتی رہیں اور یہ کام تم کر سکتی ہو۔ ٹھیک ہے۔ میں ترازما کو واپس بلا لیتا ہوں۔ تم مصر چلی جاؤ اور اس آدمی کے آس پاس رہو۔ میں اسے تمہارے متعلق ہدایات دے دوں گا۔ اس کا کام صرف اتنا ہو گا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو مخصوص مشروب پلا کر ان کے اندر موجود خیر کی قوت کا خاتمہ کر دے۔ اس کے بعد تمہارا کام شروع ہو جائے گا۔ لیکن اس سے پہلے نہ تم نے سامنے آنا ہے اور نہ اس آدمی کے کام میں کسی قسم کی کوئی مداخلت کرنی ہے"...... پروفیسر نے کہا۔

" آپ کے احکامات کی حرف بحرف تعمیل ہو گی پروفیسر"۔ جبوتی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تو ٹھیک ہے۔ مصر کے دارالحکومت قاہرہ کے ایک قدیم محلے میں ایک شخص رہتا ہے جو بابا قاقم کے نام سے مشہور ہے۔ اسے میں نے اس اہم کام کے لئے منتخب کیا ہے"...... پروفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اسے میں جانتی ہوں پروفیسر۔ وہ واقعی انتہائی شاطر اور عیار آدمی ہے۔ آپ نے واقعی بہترین انتخاب کیا ہے"........ جبوتی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم اس کے پاس جاؤ۔ عمران اور اس کے ساتھی آج رات ہی اسے ملنے والے ہیں"........ پروفیسر نے کہا اور جبوتی ایک بار پھر رکوع کے بل پروفیسر کے سامنے جھکی اور واپس مڑ گئی۔ روما نے اس کی پیروی کی اور پروفیسر کے سامنے جھک کر وہ بھی جبوتی کے پیچھے کمرے سے باہر چلی گئی۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت باکوری کے اس جزیرے سے واپس مصر کے دارالحکومت پہنچ گیا پروفیسر نے عمران کے ساتھ یونائیٹڈ کارمن جانے پر بہت اصرار کیا لیکن عمران نے معذرت کر لی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہاں نجانے کس قسم کے حالات پیش آئیں اور وہ پروفیسر شاوانی کی وجہ سے کھل کر کام نہیں کر سکے گا۔ اس لئے اس نے پروفیسر شاوانی کے اصرار کے باوجود آخر کار اسے منا ہی لیا کہ وہ ان کے ساتھ نہ جائے البتہ عمران نے یہ وعدہ ضرور کیا تھا کہ واپسی میں پاکیشیا جاتے ہوئے وہ ایک بار پھر مصر ضرور آئے گا اور پروفیسر کو تمام حالات سے آگاہ کر دے گا چنانچہ پروفیسر سے اجازت لے کر عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہوٹل القاہرہ میں منتقل ہو گیا تاکہ یونائیٹڈ کارمن جانے کے انتظامات مکمل کر سکے۔ جوزف اور جوانا کو ہوٹل میں چھوڑ کر عمران ٹائیگر کے ساتھ ہوٹل سے باہر آگیا۔ دراصل وہ فوری طور پر یونائیٹڈ

کار من پہنچ جانا چاہتا تھا تاکہ جلد از جلد اس پروفیسر سے آخری جنگ لڑ سکے اور پروفیسر کو اتنا موقع ہی نہ مل سکے کہ وہ اس رقمیں سے کوئی فائدہ اٹھا سکے چنانچہ ہوٹل سے باہر آکر عمران نے ٹیکسی روکی اور پھر اسے جہاز چارٹرڈ کرنے والی کمپنی کے دفتر چلنے کا کہہ کر وہ ٹیکسی میں سوار ہو گیا۔ ٹائیگر عقبی سیٹ پر تھا جبکہ عمران ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔

"باس۔ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ ہم پروفیسر شاوانی کو ساتھ لے جاتے وہاں شیطانی حربوں کے خلاف بہرحال ہمیں کسی نہ کسی کی امداد تو چاہئے"...... ٹائیگر نے چند لمحوں بعد عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا کلام موجود ہے۔ اس سے زیادہ امداد اور کون دے سکتا ہے"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"معاف کیجئے جناب۔ کیا آپ پروفیسر شاوانی کے واقف کار ہیں"...... اچانک ادھیڑ عمر مقامی ڈرائیور نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ کیا تم پروفیسر شاوانی سے واقف ہو"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ان سے کون واقف نہیں ہے جناب۔ ان کے پاس جو علم ہے اس سے خلق خدا کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ یہاں مصر میں بابا قاقم کے بعد پروفیسر شاوانی ہی لوگوں کی بے پناہ خدمت کرتے ہیں"۔ ڈرائیور

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بابا قاقم۔ وہ کون ہیں"...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"پروفیسر صاحب نے آپ کو نہیں بتایا۔ وہ اس وقت مصر کے سب سے نیک آدمی ہیں۔ یقیناً روحانیت میں ان کا مرتبہ بے حد بلند ہو گا۔ ہزاروں لوگ ان سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ انتہائی نیک آدمی ہیں۔ ان کی زبان سے جو نکلتا ہے اللہ تعالیٰ فوراً اسے پورا کر دیتا ہے"...... ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ کام کرنے کا معاوضہ بھی لیتے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"اوہ نہیں جناب۔ وہ تو الٹا غریبوں کو بڑی بڑی رقمیں امداد کے طور پر دیتے ہیں۔ آج تک کوئی آدمی بھی ان کے در سے خالی واپس نہیں آیا۔ ان کا لنگر تو بے حد وسیع ہے"...... ڈرائیور نے جواب دیا۔

"کہاں رہتے ہیں وہ۔ کیا تم جانتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ انہیں کون نہیں جانتا۔ یقین کریں کہ یہ ٹیکسی بھی ان کی وجہ سے ہی میں نے خریدی ہے۔ میں پہلے ایک فیکٹری میں ڈرائیور تھا۔ فیکٹری بند ہو گئی اور میں بے روزگار ہو گیا۔ غریب آدمی ہوں اور یہاں ٹیکسی مالکان ڈرائیوروں سے بھاری ضمانت کے بغیر انہیں ٹیکسی دیتے نہیں۔ ایک روز میں باباجی کے پاس یہ سوچ کر چلا گیا کہ اگر باباجی نے کوئی امداد نہ کی تو میں ان کے سامنے خودکشی کر لوں گا کیونکہ چھوٹے چھوٹے بچوں کی بھوک مجھ سے برداشت نہ ہوتی تھی۔ جب میں وہاں گیا تو سینکڑوں لوگ وہاں موجود تھے۔ اتنے لوگوں کو

دیکھ کر میں مایوس ہو گیا کہ نجانے مجھے باباجی تک پہنچنے کا بھی موقع ملے گا بھی یا نہیں ۔ میں ایک طرف جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک آدمی آیا ۔ اس نے مجھ سے کہا کہ آؤ میں تمہیں نئی ٹیکسی دلا دوں ۔ یہ ٹیکسی تمہاری ملکیت ہو گی کیونکہ باباجی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں ٹیکسی دلا دوں ۔ میں بڑا حیران ہوا اور اس شخص نے واقعی مارکیٹ سے مجھے یہ نئی ٹیکسی دلادی ۔ رسید میرے نام سے لکھوائی اور پھر چابیاں میرے ہاتھ میں دے کر چلا گیا۔ اب ہر جمعرات کو میں بابا جی کے پاس جاتا ہوں اور سلام کر کے واپس آجاتا ہوں ۔ اب ان کی دعا اور امداد کی وجہ سے میرے بچے خوش ہیں اور میں ہی کیا جناب ۔ نجانے کہاں کہاں سے لوگ ان کے دروازے پر آتے ہیں اور اپنی مرادیں پا کر جاتے ہیں "....... ڈرائیور نے لمبی تقریر کرتے ہوئے کہا۔

" تم ایسا کرو کہ پہلے ہمیں ان کے پاس لے چلو ۔ ہم یہاں سے جانے سے پہلے ان سے ملنا چاہتے ہیں "....... عمران نے کہا۔

" ضرور جناب ۔ آپ کو یقیناً ان سے مل کر خوشی ہو گی " ۔ ڈرائیور نے جواب دیا اور پھر اگلے چوک سے اس نے گاڑی موڑی ۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی مصر کے ایک قدیم محلے میں داخل ہو کر ایک بڑے سے مکان کے سامنے جا کر رک گئی ۔ مکان کافی پرانا تھا لیکن وسیع تھا ۔ مکان کا صحن مختلف طبقے کے افراد سے بھرا ہوا تھا۔ صحن کے بعد برآمدہ تھا جس میں چار افراد کھڑے ہوئے تھے اور لوگوں کو باری باری اندر بھیج رہے تھے ۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور پھر وہ ٹائیگر

کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ انہیں دیکھتے ہی برآمدے میں موجود ایک آدمی تیزی سے چلتا ہوا ان کے قریب آگیا۔

" آپ غیر ملکی ہیں جناب "....... اس آدمی نے کہا۔

" ہاں ۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے ۔ ہم بابا قاقم سے ملنے آئے ہیں "....... عمران نے جواب دیا۔

" اوہ ۔ اندر تشریف لایئے ۔ آپ مہمان ہیں اور باباجی کا حکم ہے کہ مہمانوں کی بہترین انداز میں خدمت کی جائے "........ اس آدمی نے کہا اور عمران اور ٹائیگر کو ساتھ لے کر برآمدے میں واقع ایک بڑے سے کمرے میں لے آیا ۔ یہاں پہلے بھی دس کے قریب غیر ملکی موجود تھے جن میں زیادہ تعداد افریقہ کے مختلف ملکوں کے لوگوں کی تھی۔

" آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے جناب "........ اس آدمی نے انہیں کرسیوں پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

" فی الحال کچھ نہیں ۔ آپ بابا سے ہمارے متعلق کہہ دیں ۔ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے "......... عمران نے کہا اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہوا ہی تھا کہ ایک اور آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا۔

" آپ میں سے علی عمران صاحب کون ہیں "........ اس آدمی نے سب غیر ملکیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" میرا نام علی عمران ہے "....... عمران نے چونک کر جواب دیا۔

" اوہ ۔ باباجی نے آپ کو یاد کیا ہے ۔ آیئے تشریف لایئے "...... اس آدمی نے کہا اور عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔ ظاہر ہے ٹائیگر بھی اس کے

ساتھ ہی کھڑا ہو گیا تھا اور پھر وہ اس آدمی کے ساتھ چلتے ہوئے اس
کمرے کے ایک اندرونی دروازے سے گزر کر ایک راہداری میں داخل
ہوئے اور پھر اس راہداری کے اختتام پر وہ آدمی ایک دروازے کے
سامنے جا کر رک گیا ۔ دروازہ بند تھا ۔ اس آدمی نے ہاتھ اٹھا کر
دروازے پر دستک دی ۔

" لے آئے ہو معزز مہمان کو ۔ اندر لے آؤ "...... اندر سے ایک
نرم سی آواز سنائی دی اور اس آدمی نے دروازہ کھولا اور عمران اور ٹائیگر
کو اپنے پیچھے آنے کا کہہ کر وہ اندر داخل ہو گیا ۔ عمران اس آدمی کے پیچھے
کمرے میں داخل ہوا تو اس نے قالین پر ایک بوڑھے آدمی کو بیٹھے
ہوئے دیکھا جس کے جسم پر سفید مقامی لباس تھا ۔ سر پر ٹوپی تھی ۔ اس
کے چہرے پر لمبی سفید داڑھی تھی اور ہاتھ میں بڑی سی تسبیح ۔ عمران
کے اندر داخل ہوتے ہی وہ بوڑھا اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔

" خوش آمدید ۔ خوش آمدید ۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہماری
ایک عظیم شخصیت سے ملاقات ہو رہی ہے ۔ ہم اس کے لئے خدا تعالیٰ کا
جس قدر شکر کریں کم ہے "...... اس بوڑھے نے آگے بڑھتے ہوئے
مسکرا کر کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا ۔

" آپ کی مہربانی ہے بزرگ بابا کہ آپ نے ہمیں ملاقات کا موقع دیا
ہے ۔ آپ کے متعلق ایک ٹیکسی ڈرائیور نے بتایا تھا "...... عمران
نے پرجوش انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا ۔

" مجھے معلوم ہے آپ تو مصر سے باہر جا رہے تھے ۔ پروفیسر شاوانی

نے بھی ہمارے متعلق آپ کو کچھ نہیں بتایا تھا ۔ ہم نے سوچا کہ آپ
جیسی شخصیت سے اگر ملاقات نہ ہوئی تو پھر ہماری کم نصیبی ہو گی کیونکہ
ہمیں معلوم ہے کہ آپ شیطان اور اس کی ذریات کے خلاف عظیم جہاد
میں مصروف ہیں ۔ آپ جیسی شخصیت کی تو زیارت ہی ہمارے لئے
خوش نصیبی سے کم نہیں ہے "...... بزرگ نے مسکراتے ہوئے کہا اور
پھر عمران اور ٹائیگر دونوں کے ساتھ ہی وہ قالین پر بیٹھ گئے ۔ عمران
دل ہی دل میں بابا کی روشن ضمیری پر حیران ہو رہا تھا ۔

" اگر آپ کو سب کچھ معلوم ہے تو پھر مزید تفصیل بتانے کی تو
ضرورت نہیں ہے ۔ آپ ہمارے حق میں دعا کریں کہ ہم اس شیطانی
نظام کا تار و پود بکھیر کر مسلمانوں کے خلاف اس بھیانک سازش کا
خاتمہ کر سکیں "...... عمران نے کہا ۔

" وہ تو نجانے میں کب سے کر رہا ہوں ۔ اس وقت بھی میں اللہ
تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز تھا اور رو رو کر اس سے آپ کی سرخروئی کے
لئے دعائیں مانگ رہا تھا جب آپ الابر صحرا میں اس جادوئی زیور کو
حاصل کرنے کی جدوجہد کر رہے تھے اور اس وقت بھی میرے لبوں پر
آپ کی فتح کی دعا تھی جب آپ اپنے ساتھیوں سمیت اس شیطانی ذریت
باکوری سے لڑ رہے تھے ۔ باقی میں تو اللہ تعالیٰ کا انتہائی عاجز اور ناچیز
بندہ ہوں ۔ وہ قادر مطلق ہے جو چاہتا ہے ویسے ہی ہوتا ہے ۔ میرا کام تو
اس سے صرف مدد مانگنا ہے ۔ وہ اپنی مرضی کا مالک ہے کہ اسے شرف
قبولیت بخشے یا نہ بخشے ۔ لیکن اس کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے آپ کو

اس جدوجہد میں فتح سے ہمکنار کیا ہے"...... بابا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ اسے فتح کہہ رہے ہیں۔ یہ آپ کی اعلیٰ ظرفی ہے جناب۔ ورنہ میرے خیال میں تو ہم مکمل طور پر اپنے مقصد میں ناکام رہے ہیں وہ جادوئی زیورر ممیں جسے اس شیطان صفت پروفیسر البرٹ تک پہنچنے سے روکنے کے لئے ہم نے اس قدر جدوجہد کی وہ پھر بھی اس تک پہنچ ہی گیا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ناشکری نہ کرو عمران بیٹے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری قدم قدم پر مدد کی ہے ورنہ تم اس باکوری اور اس کے پورے گروپ کا خاتمہ کیسے کر سکتے تھے۔ یہ شیطانی نظام کا انتہائی طاقتور گروپ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر فتح دی۔ جہاں تک اس جادوئی زیور کا تعلق ہے وہ پروفیسر اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ تم نے اسے جس جیب میں رکھا تھا اس جیب میں مقدس حروف مقطعات بھی موجود تھے اور اس عظیم کلام کی وجہ سے اس کا جادو طویل عرصے کے لئے بے اثر ہو چکا ہے۔ اب پروفیسر کو بے پناہ محنت کرنا پڑے گی پھر وہ اس سے کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے"...... بابا نے کہا اور عمران چونک پڑا۔ وہ دل ہی دل میں بے حد حیران ہو رہا تھا کہ یہ بزرگ تو واقعی بلند ترین روحانی مرتبے کے حامل ہیں کہ انہیں وہ سب کچھ اسی طرح معلوم ہے جو عمران اور اس کے ساتھیوں پر گزرتی رہی ہے جیسے وہ خود ان کے ساتھ شامل رہے ہوں۔ لیکن پروفیسر شاوانی نے ان کا ذکر ایک بار بھی نہیں کیا اور پھر اس سے

پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ وہی آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک ٹرے میں تین گلاس رکھے ہوئے تھے جن میں قدرے سیاہی مائل مشروب تھا۔

"یہ لو۔ یہ ہماری طرف سے تحفہ ہے۔ اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جو اس پروفیسر کے مقابل تمہارے کام آئے گا"...... بزرگ بابا نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس آدمی نے مشروب کا ایک ایک گلاس عمران اور ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا اور ایک گلاس باباجی کے سامنے رکھ دیا۔

"یہ کیسا مشروب ہے۔ مجھے تو اس میں سے بڑی ناگوار سی بو آ رہی ہے"...... عمران نے مشروب کا گلاس منہ کے قریب لے جاتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو بابا اقم بے اختیار مسکرا دیئے۔

"یہ شربت ایک پہاڑی پھل سے تیار کیا جاتا ہے اس میں واقعی ہلکی سی بو آتی ہے لیکن اس پھل میں قدرت نے یہ تاثیر رکھ دی ہے کہ اس سے انسانی جسم شیطانی حربوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ یہ بو جسے تم ناگوار سمجھ رہے ہو یہی بو ان شیطانوں کو تم سے فاصلے پر رکھے گی۔ بہرحال میں نے تو خاص طور پر تمہیں دینے کے لئے منگوایا ہے اگر تمہاری طبیعت نہیں چاہ رہی تو میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا"...... بابا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی انہوں نے اپنے سامنے رکھا ہوا گلاس اٹھایا اور اسے گھونٹ گھونٹ پینا شروع کر دیا۔

"آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور گلاس کو منہ

سے لگا کر اس نے مشروب کا گھونٹ لیا۔ مشروب واقعی بے حد لذیذ تھا اگر اس میں سے نکلنے والی وہ ناگوار سی بو نہ ہوتی تو واقعی یہ مشروب ایک تحفہ تھا۔ ٹائیگر نے بھی مشروب پینا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان دونوں نے گلاس ختم کئے تو وہ ملازم جو مشروب لے کر آیا تھا اس نے خالی گلاس ان سے لئے اور ٹرے میں رکھ کر واپس چلا گیا۔ عمران کو یہ مشروب پی کر عجیب سی بے چینی اور اضطراب سا محسوس ہونے لگا تھا۔

" آؤ عمران بیٹے۔ تم سے بہت سی باتیں کرنی ہیں اس لئے خاص کمرے میں چلتے ہیں"...... بابا نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی عمران اور ٹائیگر بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر بابا انہیں لے کر ایک اندرونی دروازے سے نکل کر ایک راہداری سے گزر کر ایک بڑے ہال نما کمرے میں آ گئے۔ یہ کمرہ بالکل سادہ سا تھا اس میں صرف چند کرسیاں موجود تھیں اور کچھ بھی نہ تھا۔

" بیٹھو۔ اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ پروفیسر البرٹ سے تم نے کس طرح مقابلہ کرنا ہے"...... بابا نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔

" آپ بھی بیٹھیں"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اسے پہلی بار احساس ہو رہا تھا کہ بابا کے لہجے میں کوئی نامعلوم سی تبدیلی آ گئی ہے۔

" ہاں میں بھی بیٹھتا ہوں۔ تم بیٹھو۔ میں الماری سے ایک تعویز

نکال لوں۔ یہ بڑا اہم ہے"...... بابا نے کہا اور ایک طرف دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران سر ہلاتا ہوا کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کرسی سمیت کسی انتہائی گہرے کنوئیں میں گرتا چلا جا رہا ہو۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن پر اندھیرے کی انتہائی دبیز چادر سی پھیلتی چلی گئی پھر یہ چادر سرکنے لگی اور اس کے ذہن میں روشنی سی پھیلتی چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھل گئیں لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ اس نے دیکھا کہ وہ انتہائی موٹی موٹی زنجیروں سے جکڑا ہوا ایک دیوار کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے تیزی سے گردن گھمائی تو ساتھ ہی ٹائیگر بھی اس کی طرح زنجیروں میں جکڑا بندھا ہوا تھا لیکن اس کی آنکھیں بند تھیں اور گردن ایک طرف ڈھلکی ہوئی تھی۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی دیواروں پر جگہ جگہ شیطانی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ عجیب مکروہ سی نظر آنے والی تصویریں۔

" یہ۔ یہ۔ کیا ہو گیا۔ یہ میں کہاں آ گیا ہوں"...... عمران نے انتہائی حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جیسے دیوار پر بنی ہوئی ایک مکروہ سی تصویر یکلخت زندہ ہو گئی۔ وہ کوئی عجیب الخلقت سا کیڑا تھا۔ مکڑی اور چھپکلی دونوں سے مل کر بنا ہوا۔

" تم پختاری کی قید میں ہو اور اب پختاری تمہیں عبرت ناک موت مارے گی"...... اس عجیب الخلقت کیڑے سے ایک چیختی ہوئی آواز

سنائی دی۔

"پچھتاری۔ مطلب ہے جبوتی۔ مگر یہ سب کیسے ہو گیا۔ وہ بابا قاقم وہ کہاں گیا ہے۔ یہ سب کیا ہے"...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"پچھتاری آ گئی۔ پچھتاری آ گئی"...... اس کیڑے نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور پھر جیسے کمرہ عجیب و غریب خوفناک آوازوں سے گونج اٹھا انتہائی تیز اور مکروہ آوازوں سے۔ دیواروں پر بنی ہوئی تمام مکروہ تصویریں زندہ ہو کر دیواروں پر ہی ادھر ادھر دوڑنے لگیں۔ عمران نے فوراً آیت الکرسی پڑھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ محسوس کر کے پاگل سا ہو گیا کہ اسے کچھ بھی یاد نہ آ رہا تھا۔ اس نے دوسری آیات پڑھنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے ذہن سے تمام مقدس کلام غائب ہو گیا ہو۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہو گیا۔ یہ سب کیسے ہو گیا"...... عمران نے کہا اور اسی لمحے اس نے ٹائیگر کی چیخ سنی۔ اس نے دیکھا کہ ٹائیگر ہوش میں آ چکا تھا اور وہ انتہائی دہشت زدہ سا لگ رہا تھا۔

"اوہ۔ اوہ باس یہ سب کیا ہے۔ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں۔ یہ مکروہ مخلوق کیسی ہے"...... ٹائیگر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم پچھتاری یعنی جبوتی کی قید میں ہیں۔ ہم سے یقیناً کوئی ایسی غلطی ہو گئی ہے جس کی وجہ سے ہم ان شیطانوں کے قبضے میں آ گئے ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے عمران

یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ایک انتہائی مکروہ شکل اور جسم کی حامل عورت اس بابا قاقم کے ساتھ کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ بابا قاقم کے چہرے پر اب شیطنیت جیسے مجسم نظر آ رہی تھی۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ بڑے خیر کے نمائندے بنے پھرتے تھے۔ دیکھا کس طرح قابو کیا ہے تمہیں"...... بابا قاقم نے شیطانی انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بابا قاقم۔ تم نے واقعی وہ کام کر دکھایا ہے جو اب تک کسی سے بھی نہیں ہو سکا۔ اگر تم اسے حرام ملا ہوا مشروب نہ پلاتے تو ہم کسی صورت میں بھی اس پر قابو نہ پا سکتے۔ میں تو اس وقت پریشان ہو گئی تھی جب اس نے بو پر اعتراض کیا تھا"...... اس عورت نے جو جبوتی تھی اور اس وقت اپنی اصل شکل میں تھی۔ اس بوڑھے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ لیکن مجھے سب سے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ کہیں یہ مشروب پیتے ہوئے وہ نام نہ لے دے جو روشنی کا منبع ہے۔ اگر یہ ایسا کر دیتا تو پھر بھی ہم ناکام رہتے۔ لیکن یہ میرے ظاہر پر اس طرح یقین کر گیا تھا کہ اسے کچھ بھی یاد نہ رہا تھا"...... اس بوڑھے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تم دراصل شیطان کے نمائندے ہو۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ تمہارا نام قاقم کیوں ہے کیونکہ جہاں تک مجھے علم ہے قاقم نیولے کو یا نیولے کی کھال کو کہتے ہیں لیکن پھر میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے تمہیں

نیولے پالنے کا شوق ہو۔ اس لئے تمہیں قاقم کہا جاتا ہوگا۔ بہرحال یہ بتا دوں کہ تم جیسے آدمیوں کا انجام انتہائی عبرت ناک ہوتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"میرے انجام کو چھوڑو عمران۔ اپنے انجام کی فکر کرو۔ مختاری تم نے اسے کس انداز میں مارنے کا سوچا ہے"...... اس بوڑھے نے عمران سے بات کرتے کرتے جبوتی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ اب مکمل طور پر میرے قبضے میں ہے۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کے خوبصورت جسم کو روگی بنا کر اس کے جسم پر غلاظتیں لگا کر اسے پاکیشیا بھجوا دوں۔ یہ وہاں سڑکوں اور گلیوں میں اس طرح پھرتا رہے۔ ذلیل وخوار ہوتا رہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہوسکے کہ جو شیطان کی مخالفت کرتے ہیں ان کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے"...... جبوتی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ واقعی انتہائی عبرت انگیز نظارہ ہوگا۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ جو حرام اس کے اندر گیا ہے اس کا اثر صرف چالیس روز تک رہے گا۔ ایسا نہ ہو کہ یہ پھر ٹھیک ہو جائے۔ اس لئے مسلسل اس کے منہ میں حرام ڈالتی رہنا"...... اس بوڑھے قاقم نے کہا۔

"اب تو اس کی باقی ساری عمر غلاظتیں کھاتے ہی گزرے گی۔ بابا قاقم تم فکر نہ کرو۔ اب یہ ہم سے بھاگ کر کہاں جائے گا"۔ جبوتی نے بڑے مکروہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر دیر کیوں کر رہی ہو۔ شروع کرو اپنا کام"...... اس

بوڑھے نے کہا۔

"میں نے پروفیسر کو اس کے قابو میں آنے کی اطلاع دے دی ہے اور انہیں یہاں بلایا ہے تاکہ وہ خود آکر اپنی آنکھوں سے اس کی حالت دیکھ لیں۔ اس کے بعد اس پر کام شروع کروں گی"...... جبوتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو پروفیسر صاحب یہاں خود آرہے ہیں"...... بوڑھے نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ وہ کل یہاں پہنچ جائیں گے۔ کل تک یہ دونوں اسی حالت میں رہیں گے"...... جبوتی نے جواب دیا اور پھر واپس مڑ گئی بوڑھا بھی بڑی طنزیہ نظروں سے عمران کو دیکھتا ہوا مڑا اور جبوتی کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"باس۔ ہم سے واقعی غلطی ہو گئی ہے۔ مجھے تو اب تک یقین نہیں آرہا کہ یہ بوڑھا وہی ہے جو اس قدر نیک اور پرہیزگار نظر آرہا تھا"۔ ٹائیگر نے ان دونوں کے جاتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ شیطان نے نجانے کہاں کہاں اور کس کس قسم کے جال پھیلا رکھے ہیں انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے۔ مجھ سے ضرور کوئی ایسی بات سرزد ہو گئی ہے جس کی وجہ سے مجھے یہ سزا ملی ہے اور اب میرے ذہن کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ مجھے خیر کی کوئی بات بھی یاد نہیں آرہی۔ حتیٰ کہ خیر کے منبع کا نام تک میرے ذہن سے اس طرح اتر گیا ہے جیسے میں کچھ جانتا ہی نہ ہوں۔ تم بتاؤ تمہاری کیا حالت ہے

"کیا تمہیں روشن کلام کا کوئی حصہ یاد ہے"...... عمران نے انتہائی افسردہ سے لہجے میں کہا۔

"نہیں باس۔ میں نے بھی بے حد کوشش کی ہے لیکن یوں لگ رہا ہے جیسے کسی نے ایسی تمام باتوں پر پردہ ڈال دیا ہو"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم جتنی چاہے کوشش کر لو۔ تمہیں اب کچھ یاد نہیں آئے گا۔ پختاری نے تمہارے ذہنوں کو مقفل کر دیا ہے"...... اچانک دیوار پر موجود اسی مکڑی اور چھپکلی کی ملی جلی تصویر کی آواز سنائی دی۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

"تم کون ہو۔ کیا کہتے ہیں تمہیں"...... عمران نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میرا نام کوجھر ہے کوجھر۔ میں پختاری کی طاقت ہوں"...... اس کیڑے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کیا کام کرتی ہو"...... عمران نے پوچھا۔ اس نے اب یہی سوچا تھا کہ اس کیڑے کی مدد سے اگر ہو سکے تو وہ اپنی یادداشت کو بحال کرے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ شیطانی قوتیں ان ناموں اور الفاظ کو مستقل طور پر ذہن سے مٹانے کی طاقت نہیں رکھتیں۔ وہ صرف اس پر ایک پردہ سا ڈال دیتی ہیں لیکن جیسے ہی کوئی ایک لفظ ذہن پر ابھرا تو پھر اس کی قوت سے یہ پردہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔

"کوجھر کا کام عورتوں کو ورغلانا ہے تاکہ وہ شیطان کی پیروکار بن

سکیں۔ ہم عورتیں کے دلوں میں گناہ کی ہوس کو بڑھاتی ہیں"۔ اس کیڑے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم یہ کام کس طرح کرتی ہو۔ تم تو یہاں موجود ہو جبکہ دنیا میں اربوں کھربوں عورتیں ہوں گی"...... عمران نے کہا۔

"میں تو یہاں صرف اس طاقت کی مجسم صورت میں موجود ہوں۔ میری طاقت تو نجانے کہاں کہاں کام کر رہی ہے"...... کوجھر نے جواب دیا۔

"کیا تم سب عورتوں کو بہکا دیتی ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں سب کو نہیں۔ صرف ان عورتوں کو جن کے دلوں میں پہلے سے حرص و ہوس موجود ہوتی ہے۔ ہم صرف اسے بڑھا دیتے ہیں اور بس"...... کوجھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دنیا کی ہوس کسی نہ کسی حد تک تو ہر عورت بلکہ عورت کیا ہر مرد اور ہر انسان کے اندر فطری طور پر موجود ہوتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ہوتی تو سب میں ہے لیکن نیک عورتیں اس ہوس کو اپنی نیکی کی وجہ سے ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھنے دیتیں۔ پھر وہ ایسے عمل کرتی ہیں کہ ہم چاہیں بھی سہی تو تب بھی ان کی ہوس کو گناہ کی طرف نہیں لے جا سکتیں"...... کوجھر نے جواب دیا۔

"کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ تم نے کسی عورت کے اندر ہوس کو بڑھا دیا ہو لیکن پھر اچانک تمہیں ناکامی ہوئی ہو"...... عمران نے چند

لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"ہزاروں لاکھوں بار ایسا ہوا ہے"........ کوجھر نے جواب دیا۔

"کوئی خاص واقعہ جس نے تمہیں مایوس کر دیا ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ وہ اب آہستہ آہستہ اس کوجھر کو اپنے ڈھب پر لا رہا تھا

"ایک واقعہ مجھے نہیں بھولتا۔ پجاری نے اس پر مجھے سزا بھی دی تھی کہ میں نے اسے کیوں ڈھیل دے دی۔ یہاں اس علاقے میں ایک خاندان ایسا تھا جو نیکی کی وجہ سے دور دور تک مشہور تھا۔ اس کی عورتیں بھی مردوں کی طرح بے حد نیک تھیں لیکن اس خاندان کی ایک عورت کے ہاں اولاد نہ ہوئی تو اس نے بابا قاقم سے رابطہ کیا۔ بابا قاقم کا تو کام ہی ایسے لوگوں کو شیطان کے راستے پر ڈالنا ہے چنانچہ اس نے اس عورت کے دل میں بدترین گناہ کا بیج بو دیا لیکن بظاہر اسے نیکی کا حصار دے دیا اس طرح وہ عورت شیطان کے راستے پر چل نکلی۔ پھر یہ عورت میری تحویل میں دے دی گئی کہ میں اس عورت کو اس راستے پر اس قدر آگے لے جاؤں کہ اس کی وجہ سے اس خاندان کی دوسری عورتیں بھی شیطان کے راستے پر چل نکلیں۔ میں نے اپنا کام شروع کر دیا اور وہ عورت میری مرضی کے مطابق آگے بڑھتی رہی لیکن پھر اچانک ایک واقعہ ایسا ہوا کہ ہماری ساری کوششیں یکلخت ناکام ہو گئیں۔ اس عورت کی ملاقات ایک ایسی عورت سے ہو گئی جو انتہائی نیک تھی۔ اسے اس عورت کے دل کا حال معلوم ہو گیا۔ اس

نے اسے زبانی سمجھانے کی کوشش کی لیکن اس کی یہ کوشش ناکام رہی لیکن اس عورت نے ایک اور کھیل کھیلا۔ اس نے اسے کہا کہ اگر وہ ایک خاص طریقے سے چند الفاظ اس کے کہنے کے مطابق ادا کرے تو اسے دنیا بھر کی دولت اس طرح مل جائے گی کہ وہ جس چیز کی بھی خواہش کرے گی وہ خواہش پوری ہو جائے گی۔ چنانچہ اس پر ہماری شکار عورت رضامند ہو گئی۔ اس عورت نے اسے وہ الفاظ یاد کرا دیئے اور ان کو ادا کرنے کا طریقہ سمجھایا اور پھر اپنے سامنے اس سے وہ الفاظ ادا کرائے اور جیسے جیسے وہ الفاظ ادا کرتی گئی اس کے دل سے وہ سب کچھ نکلتا چلا گیا جو اب تک ہم نے اپنی کوششوں سے اس کے دل میں ڈالا تھا۔ اس طرح ہم مکمل طور پر ناکام ہو گئے اور وہ عورت ہمارے ہاتھوں سے نکل گئی۔ مجھے آج تک یہ واقعہ یاد ہے کہ ہم واقعی مایوس ہو کر رہ گئے اور مجھے پہلی بار معلوم ہوا کہ چند الفاظ زبان سے ادا کرنے سے ہم کس طرح ناکام ہو جاتے ہیں"........ کوجھر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ الفاظ کیا تھے۔ کیا تمہیں معلوم ہیں"...... عمران نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم تو ہیں لیکن میں انہیں دوہرا نہیں سکتی۔ ورنہ میں فنا ہو جاؤں گی"........ کوجھر کے لہجے میں خوف تھا۔

"چلو تم انہیں ادا نہ کرو۔ کسی طریقے سے میرے ذہن تک پہنچا دو"...... عمران نے کہا۔

"ذہن تک میں وہ الفاظ پہنچا تو سکتی ہوں لیکن اگر تم نے ان کا ورد شروع کر دیا تو پختاری کا سارا منصوبہ ختم ہو جائے گا"....... کو جھر نے جواب دیا۔

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ انہیں زبان سے ادا نہیں کروں گا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"تم پختاری کے تابع ہو۔ اس لئے پختاری کی قسم کھا کر کہو کہ تمہاری زبان ان الفاظ کو ادا کرنے پر قادر نہ ہو گی"....... کو جھر نے کہا اور عمران نے فوراً ہی وعدہ کر لیا۔

"اپنی آنکھیں میری آنکھوں میں ڈال دو"...... کو جھر نے کہا اور عمران نے اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں جیسے ہی آنکھیں ڈالیں اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر چند الفاظ کے نقوش ابھرنے لگ گئے ہوں۔ گو ان الفاظ کے نقوش آہستہ آہستہ ابھر رہے تھے لیکن بہرحال وہ ابھر ضرور رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد جب یہ الفاظ پوری طرح ابھر آئے تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ یہ استغفار کے الفاظ تھے وہ الفاظ جن کی مدد سے معافی طلب کی جاتی ہے۔ اس نے فوراً انہیں زبان سے ادا کرنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کا ذہن یہ محسوس کر کے بھک سے اڑ گیا کہ جیسے ہی وہ یہ الفاظ بولنے کی کوشش کرتا اس کی زبان بے حس ہو جاتی۔ عمران نے فوراً ہی اپنا رخ سائیڈ پر موجود ٹائیگر کی طرف موڑا جو خاموش بیٹھا اسی طرف دیکھ رہا تھا۔

"آئی کوڈ"..... عمران نے کہا اور اس بار اس کی زبان حرکت میں آ

گئی اور ٹائیگر چونک پڑا۔ عمران نے ان الفاظ کو زبان سے ادا کرنے کی بجائے آنکھوں کو مخصوص انداز میں جھپکا جھپکا کر آئی کوڈ کی مدد سے ٹائیگر کو منتقل کرنا شروع کر دیئے۔ ٹائیگر جس حرف کو نہ سمجھ سکتا وہ جواباً آئی کوڈ میں پوچھ لیتا اور پھر کافی جدوجہد کے بعد عمران نے اپنے ذہن پر ابھرنے والے الفاظ کو ٹائیگر تک پہنچا دیا

"تم نے کوئی قسم نہیں اٹھائی۔ اس لئے ان کا ورد اونچی آواز میں کرو"....... عمران نے کہا اور دوسرے لمحے ٹائیگر نے اونچی آواز میں استغفار کا ورد شروع کر دیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ"....... یکلخت کو جھر نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دیوار پر اس بے چینی اور اضطراب سے دوڑنے لگی جیسے اس کے جسم میں نظر نہ آنے والی آگ لگ گئی ہو۔ استغفار کے مقدس الفاظ جیسے ہی عمران کے کانوں میں پڑے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن کے اندر کہیں آتش فشاں سا پھٹ پڑا ہو اور دوسرے لمحے اس کی زبان سے خود بخود استغفار کے الفاظ نکلنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ایک لمحے کے لئے ہر طرف سے چیخنے اور رونے کی کریہہ آوازیں سنائی دیں۔ پھر تعفن بھری انتہائی خوفناک بدبو کا احساس ہوا پھر یہ بدبو اور آوازیں ختم ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی چاروں طرف پھیلا ہوا گہرے سیاہ رنگ کا دھواں چھٹتا چلا گیا۔ دھواں چھٹتے ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے تیز روشنی چاروں طرف سے آبشار کی

طرح ان پر پڑنے لگی ہو ۔ دوسرے لمحے عمران بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو
گیا ۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک ویران سے پہاڑی علاقے کی ایک وادی
میں کھڑا ہوا تھا ۔ ہر طرف ویرانی ہی ویرانی تھی ۔ جلے ہوئے اور خشک
پہاڑ تھے جہاں جھاڑی کا ایک تنکا تک موجود نہ تھا ۔ وہ زنجیریں جن
میں وہ جکڑا ہوا تھا وہ سب غائب تھیں ۔

" یہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں باس " ...... ٹائیگر کی انتہائی حیرت بھری
آواز سنائی دی ۔

" اللہ تعالیٰ نے ہم پر کرم کر دیا ہے ٹائیگر ۔ ورنہ اس بار واقعی ہم
شیطان کے پنجے میں بری طرح پھنس گئے تھے ۔ یقیناً ہم سے کوئی غلطی
ہوئی ہے ۔ جو استغفار کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دی
ہے " ...... عمران نے قدرے جذباتی لہجے میں کہا ۔

" ویسے باس ۔ زندگی میں پہلی بار ان مقدس الفاظ نے میرے دل
اور جسم کو سکون سے بھر دیا ہے ۔ ان الفاظ کو دوہراتے ہوئے مجھے ایسا
لطف آیا ہے کہ میں اسے بیان نہیں کر سکتا ۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا
ہے کہ جیسے میں ایک پرندہ ہوں اور انتہائی خوبصورت باغ میں کسی
گھنے درخت کی ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھا چہچہا رہا ہوں ۔ یقین کریں باس
یہ میری زندگی کا انوکھا تجربہ تھا " ...... ٹائیگر نے کہا اور عمران بے
اختیار مسکرا دیا ۔

" اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے ۔ وہ جب اپنی رحمت کرتا ہے تو دشمنوں
کے ذریعے ہی نواز دیتا ہے ۔ اب دیکھو ۔ اس مکروہ اور شیطان کیڑے

کو جھر کی وجہ سے ہمیں استغفار سکھا دیا گیا ورنہ ہمارے ذہن سادہ
پلیٹ کی طرح صاف کر دیئے گئے تھے ۔ بہر حال آؤ اب یہاں سے
نکلیں " ...... عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور ایک طرف کو
چلنے لگا ۔ کافی دیر تک اس ویران پہاڑی علاقے میں گھومنے کے بعد وہ
ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں قدرے سبزہ موجود تھا اور پھر کافی دور
انہیں درختوں کے درمیان لکڑی کا بنا ہوا ہٹ نظر آ گیا اور ہٹ کے باہر
سرخ رنگ کی ایک نئے ماڈل کی کار موجود تھی اور کار کے ساتھ ہی
ایک آرام کرسی پر کوئی بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کی پشت عمران اور ٹائیگر
کی طرف تھی ۔ عمران اس ہٹ کی طرف بڑھنے لگا اور ابھی انہوں نے
تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ وہ کرسی پر بیٹھا ہوا آدمی اٹھ کر کھڑا ہوا اور
پھر تیزی سے ان کی طرف مڑا ۔ اس کے ہاتھ میں کوئی رسالہ تھا اور اب
پہلی بار عمران اور ٹائیگر نے دیکھا کہ وہ کوئی نوجوان عورت تھی جس
نے جینز کی پتلون اور مردانہ شرٹ پہن رکھی تھی ۔ اس کے پیروں میں
فل بوٹ تھے ۔ اس کے سنہرے بال اس کے کاندھوں تک لٹک رہے
تھے ۔ قد اور لباس کے لحاظ سے وہ یورپ کے کسی ملک کی لگتی تھی وہ
بڑی حیرت بھری نظروں سے عمران اور ٹائیگر کو اپنی طرف آتے دیکھ
رہی تھی ۔ اچانک اس نے رسالہ کرسی پر پھینکا اور جیب سے مشین
پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا ۔ اس کے چہرے پر سختی کے تاثرات ابھر
آئے تھے ۔

" خبردار ۔ جہاں ہو وہیں رک جاؤ ۔ اگر قدم بڑھایا تو گولی مار دوں

گی"...... اس عورت نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"ارے ارے کیا ہوا۔ کیا ہم آپ کو شکل سے ڈاکو نظر آرہے ہیں محترمہ۔ ہم تو بھولے بھٹکے لوگ ہیں"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"بھولے بھٹکے۔ کیا مطلب"...... اس عورت نے پسٹل کو نیچے کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"منزل کی تلاش میں بھٹک رہے ہیں۔ اور جب منزل نظر آئی تو اس نے پسٹل نکال لیا۔ اب آپ خود ہی بتائیں کہ ہمارے دل کی کیا حالت ہوئی ہو گی"...... عمران نے قریب جا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ کون ہو تم۔ پریشان لگتے ہو۔ لیکن یہ تمہارے لباس کی کیا حالت ہے۔ یہ اس قدر مسلا ہوا اور خراب کیوں ہو رہا ہے اور تم ادھر ان ویران پہاڑیوں میں کیا کرتے پھر رہے تھے"...... اس عورت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اس نے مشین پسٹل واپس پتلون کی جیب میں رکھ لیا تھا۔ شاید اسے یقین آگیا تھا کہ آنے والے خطرناک افراد نہیں ہیں۔

"یہ طویل داستان ہے محترمہ۔ المناک اور درد بھری داستان۔ اس لئے آپ اسے رہنے دیں۔ یہ فرمائیں کہ اس وقت ہم ہیں کہاں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیں کہاں۔ کیا مطلب۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم کہاں ہو۔ کیا مطلب۔ یہ تم ایسی پراسرار باتیں کیوں کر رہے ہو۔ کیا تمہاری

ذہنی حالت درست نہیں ہے"...... عورت نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔ ویسے اس کے چہرے پر صرف حیرت ہی تھی۔ خوف کا شائبہ تک نہ تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ خاصے مضبوط اعصاب کی مالک ہے۔

"ہم مصر کے دارالحکومت کے ہوٹل القاہرہ میں رہائش پذیر تھے کہ اغوا کر لئے گئے اور ہمیں بے ہوش کر دیا گیا۔ اب ہوش آیا تو ہم اس ویران پہاڑی علاقے میں گھومتے پھرتے ادھر آگئے ہیں۔ اب ہمیں نہیں معلوم کہ ہم قاہرہ میں ہیں یا کسی اور جگہ۔ کیونکہ جہاں تک مجھے معلوم ہے قاہرہ میں ایسی ویران پہاڑیاں نہیں ہیں" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ تم اس وقت قاہرہ سے آٹھ سو کلو میٹر دور ایک علاقے لامی میں ہو۔ یہاں معدنیات کے ذخائر ہیں اور میرا تعلق بھی معدنیات صاف کرنے والی ایک فیکٹری سے ہے۔ میں وہاں اسسٹنٹ مینیجر ہوں۔ یہ ہٹ میں نے آؤٹنگ کے لئے بنوایا ہوا ہے۔ آج سرکاری چھٹی ہے اس لئے میں ادھر آگئی تھی۔ یہاں تنہائی میں وقت گزارنے میں مجھے بے حد لطف آتا ہے۔ میرا نام فیلیا ہے" اس بار اس عورت نے نرم لہجے میں اور مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو ہم نے آپ کی تنہائی میں خلل اندازی کی ہے۔ بہر حال میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرا ساتھی ہے عبد العلی۔ آپ ہمیں یہاں سے قریب ترین آبادی کا راستہ بتا دیں۔ ہم ادھر کو چل پڑتے ہیں اور

آپ اپنی تنہائی سے دوبارہ لطف اندوز ہونا شروع کر دیں"۔ عمران نے کہا تو فیلیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم دلچسپ آدمی ہو۔ میں اتنی بھی تنہائی پسند نہیں ہوں۔ دراصل فیکٹری میں خاصا شور ہوتا ہے اور اس شور میں مسلسل کام کرنے کی وجہ سے یہاں کی خاموشی مجھے اچھی لگتی ہے۔ میں اب واپس ہی جانے والی تھی۔ آؤ میں تمہیں لامی چھوڑ دیتی ہوں۔ وہاں سے تمہیں کوئی ٹیکسی یا بس مل جائے گی بڑے شہر قینا کے لئے قینا سے اگر تم چاہو تو جہاز کے ذریعے قاہرہ بھی پہنچ سکتے ہو اور چاہو تو ٹرین کے ذریعے بھی جا سکتے ہو"۔۔۔۔ فیلیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بے حد شکریہ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور لڑکی نے رسالہ اٹھایا اور پھر فولڈنگ کرسی کو تہہ کر کے اس نے اٹھایا اور ہٹ کی طرف بڑھ گئی جبکہ عمران اور ٹائیگر وہیں کھڑے رہ گئے۔ عمران نے پہلی بار جیبوں کی تلاشی لینا شروع کر دی اور دوسرے لمحے یہ دیکھ کر اسے بے حد مسرت ہوئی کہ جیبوں میں ہر چیز موجود تھی البتہ مقدس حروف مقطعات پر مشتمل کاغذ نکال لیا گیا تھا۔

"اتنی دور ہمیں کیوں لایا گیا تھا باس"۔۔۔۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شیطان ایسے ہی ویران علاقوں میں اپنے اڈے بناتا ہے۔ یقیناً یہاں ان کا کوئی خاص اڈہ رہا ہوگا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد لڑکی ہٹ سے باہر آئی۔ اس نے دروازہ بند کر کے تالا لگایا اور

پھر کار کی طرف بڑھ گئی۔

"آؤ"۔۔۔۔۔۔۔ لڑکی نے کہا اور عمران اور ٹائیگر کار کی طرف بڑھ گئے۔ عمران لڑکی کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ ٹائیگر عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ لڑکی نے کار اسٹارٹ کی۔ اسے بیک کیا اور پھر دائیں طرف گھما کر اس نے اسے آگے بڑھا دیا۔

"مس فیلیا۔ آپ کا تعلق یورپ کے کس ملک سے ہے"۔ عمران نے کہا۔

"میں یونائیٹڈ کارمن کی رہنے والی ہوں لیکن بچپن سے ہی مجھے گریٹ لینڈ منتقل کر دیا گیا تھا۔ میں وہاں ہوسٹل میں رہی بھی اور پڑھی بھی۔ کبھی کبھار یونائیٹڈ کارمن جاتی تھی لیکن اس وقت تک جب تک میری ممی زندہ رہیں۔ پھر یہ بھی ختم ہو گیا کیونکہ میرے سوتیلے ڈیڈی مجھے پسند نہیں کرتے تھے اور ان کی وجہ سے ہی مجھے چھوٹی عمر میں گریٹ لینڈ شفٹ کر دیا گیا تھا"۔۔۔۔ فیلیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے سوتیلے ڈیڈی آپ کو کیوں پسند نہیں کرتے تھے۔ کیا آپ بہت شرارتی تھیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیلیا بے اختیار ہنس دی۔

"یہ بات نہیں ہے۔ میری ممی بتاتی ہیں کہ میں بہت سیدھی سادھی سی بچی تھی لیکن میرے سوتیلے ڈیڈی کا کہنا تھا کہ اس لڑکی کے اندر ایک ایسی روح موجود ہے جو کسی بھی لمحے انہیں نقصان پہنچا

سکتی ہے ۔ اس لئے وہ مجھے ایک لمحے کے لئے بھی اپنے گھر میں رکھنا گوارہ نہیں کر سکتا تھا ۔ میں جب یونائیٹڈ کارمن اپنی ممی سے ملنے جاتی تھی تو ہوٹل میں ٹھہرتی تھی اور ممی وہاں آکر میرے پاس رہتی تھیں ۔ پھر ممی کا اچانک انتقال ہو گیا اور ان کے انتقال کی خبر مجھے گریٹ لینڈ میں ہی دی گئی ۔ میں رو دھو کر آخر کار خاموش ہو گئی کیونکہ اس کے سوا میں اور کر بھی کیا سکتی تھی" .... فیلیا نے بڑے سوگوار سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" آپ کے سوتیلے ڈیڈی کیا کرتے تھے ۔ کیا وہ روحوں کو چیک کرنے پر مامور تھے " .... عمران نے کہا ۔

" وہ یونائیٹڈ کارمن کی یونیورسٹی میں مابعد الطبعیات کے پروفیسر تھے ۔ ان کا نام پروفیسر البرٹ تھا ۔ میرے اصل ڈیڈی تو کسی ادارے میں ملازم تھے اور میری ممی کے کزن تھے لیکن میری پیدائش سے چھ ماہ بعد ان کا ایک ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا ۔ اس وقت میری ممی اسی یونیورسٹی میں جہاں میرے سوتیلے ڈیڈی پڑھاتے تھے ۔ سٹوڈنٹ تھیں ۔ پروفیسر البرٹ نے میری ممی کی غمخواری کی اور پھر ان سے شادی کر لی ۔ لیکن شادی کے دو روز بعد ہی انہوں نے میری ممی سے کہہ دیا کہ وہ مجھے برداشت نہیں کر سکتے ۔ اس لئے میری ممی نے مجھے گریٹ لینڈ کے ایک اقامتی سکول میں داخل کرا دیا جہاں میرے ماموں ملازم تھے" فیلیا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران یہ سن کر حیران رہ گیا کہ فیلیا پروفیسر البرٹ کی سوتیلی بیٹی ہے ۔

" کیا آپ کی ممی کی موت طبعی تھی" .... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا تو کار چلاتی ہوئی فیلیا نے چونک کر حیرت بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھا ۔

" تم نے یہ سوال کیوں کیا ۔ کیا سوچ کر کیا ہے" .... فیلیا کے لہجے میں حیرت تھی ۔

" اس لئے کہ مجھے معلوم ہے کہ پروفیسر البرٹ پہلے شیطان کا کارندہ رہا ہے اور اب مجسم شیطان بن گیا ہے" .... عمران نے جواب دیا تو فیلیا نے بے اختیار کار کو بریک لگا دی اور کار ایک زور دار جھٹکے سے رک گئی ۔

" یہ ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ۔ تمہیں کیسے یہ سب کچھ معلوم ہوا ہے" .... فیلیا کے لہجے میں یقین نہ آنے والی حیرت تھی ۔

" مس فیلیا ۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ یہ ایک لمبی کہانی ہے لیکن اب چونکہ آپ خود اس کہانی کے ایک اہم ترین کردار سے متعلق ہیں ۔ اس لئے آپ کو صرف اتنا بتا دیتا ہوں کہ ہمارا دشمن آپ کا سوتیلا باپ پروفیسر البرٹ ہی ہے ۔ پروفیسر البرٹ ایک قدیم جادوئی زیور حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ اس کی مدد سے وہ اس قدر شیطانی قوت حاصل کر لے کہ اس کا قبضہ پوری دنیا پر ہو سکے اور وہ پوری دنیا کے مسلمانوں اور مسلم ممالک کو ختم کر دے ۔ پروفیسر البرٹ اس وقت شیطان کا خاص نمائندہ ہے اور اس کے پاس بے شمار شیطانی قوتیں ہیں ہم نے اسے اس ارادے سے روکنے کے لئے کام شروع کر دیا ۔ نتیجہ یہ

کہ پروفیسر اور اس کی شیطانی قوتیں ہماری مخالف ہو گئیں ۔یہاں پہاڑیوں میں بھی انہوں نے ہمیں قید کر دیا تھا اور وہ ہمیں عبرت ناک موت مارنا چاہتی تھیں لیکن بحیثیت مسلمان ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن مجید کی صورت میں موجود ہے جو روشنی کا منبع ہے چنانچہ ان مقدس آیات کے ورد کی وجہ سے شیطانی قوتیں پسپا ہو گئیں اور ہم آزاد ہو گئے"...... عمران نے جواب دیا تو فیلیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اوہ ۔تو یہ بات ہے ۔اس کا مطلب ہے مجھے جو اطلاعات ملی تھیں وہ سچ تھیں کہ پروفیسر نے میری ممی کو دانستہ ہلاک کر دیا تھا ۔کیونکہ میری ممی مذہباً عیسائی تھیں جبکہ پروفیسر یہودی تھا اور میری ممی کو بہت بعد میں معلوم ہوا کہ پروفیسر شیطان کا پیروکار بن گیا ہے ۔پہلے تو ممی نے پروفیسر کو اس سے روکنے کی کوشش کی لیکن جب پروفیسر نہ رکا تو ممی نے دھمکی دی کہ وہ پروفیسر کی کارستانیوں کو پریس میں لے آئے گی اور پھر ممی ہلاک ہو گئیں ۔مجھے ایک آدمی نے جو ممی کے تابوت کے ساتھ تھا بتایا تھا کہ میری ممی کے چہرے پر بے پناہ اذیت کے تاثرات موت کے بعد بھی صاف دکھائی دیتے تھے ۔میں نے پروفیسر سے فون پر بات کی تھی مگر پروفیسر نے مجھے بتایا تھا کہ میری ممی کو کینسر تھا اور اس کینسر کی اذیت کی وجہ سے وہ فوت ہو گئیں ۔اس نے مجھے ان ڈاکٹروں کے حوالے بھی دیئے جن کے زیر علاج میری ممی رہی تھیں تاکہ میں ان ڈاکٹروں سے تصدیق کر لوں لیکن میں نے کیا تصدیق کرنی تھی ۔

خاموش ہو رہی ۔لیکن اب تمہارے تفصیل بتانے پر مجھے نجانے کیوں یقین سا آگیا ہے کہ پروفیسر نے لازماً میری ممی کو قتل کیا ہے ۔میری ممی ۔آہ میری پیاری ممی".... فیلیا نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سٹیئرنگ پر سر رکھا اور ہچکیاں لے کر رونا شروع کر دیا۔

"آئی ایم سوری مس فیلیا ۔میں نے آپ کو دکھی کر دیا ہے ۔ بہرحال آپ مطمئن رہیں ۔آپ کی ممی کا انتقام اس پروفیسر سے ہم لیں گے"..... عمران نے کہا۔

"نہیں ۔میں خود اس شیطان سے انتقام لوں گی ۔اس شیطان نے مجھے بچپن سے ہی اپنی ماں کی شفقت سے محروم کر دیا تھا ۔میری ساری زندگی تنہائی اور محرومی میں گزری ۔اس شیطان نے میری سادہ لوح پیاری ممی کو اذیت دے کر ہلاک کر دیا ۔اس شیطان سے میں انتقام لوں گی ۔میں خود اس سے انتقام لوں گی".... یکلخت فیلیا نے سر اٹھا کر چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا ۔عمران خاموش بیٹھا رہا تاکہ فیلیا کے دل کا غبار نکل جائے اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد فیلیا خود بخود نارمل ہو گئی ۔ اس نے کار کے ڈیش بورڈ پر رکھے ہوئے ٹشو باکس سے دو ٹشو پیپرز کھینچے اور ان سے اپنا چہرہ صاف کرنے لگی ۔

"آئی ایم سوری ۔میں جذباتی ہو گئی تھی"..... فیلیا نے اس بار قدرے مسکراتے ہوئے عمران سے کہا۔

"آپ کی جذباتیت برحق تھی مس فیلیا ۔بہرحال آپ مطمئن رہیں

اب اس شیطان کے دن گنے جا چکے ہیں"...... عمران نے کہا تو فیلیا نے
سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹے سے
قصبے میں داخل ہو گئے یہ قصبہ اس فیکٹری میں بن گیا تھا۔ جہاں
معدنیات کی صفائی کا کام ہوتا تھا۔ کار قصبے سے گزر کر فیکٹری کی سائیڈ
میں بنی ہوئی رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک
درمیانے درجے کی کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔

"آپ ہمیں بس اڈے پر ڈراپ کر دیں یا پھر اس کا راستہ بتا
دیں"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں جناب ...... اب آپ میرے مہمان ہیں اور مہمان میزبان
کی اجازت کے بغیر واپس نہیں جا سکتے"...... فیلیا نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے مخصوص انداز میں ہارن دینا
شروع کر دیا۔

"میزبان خوبصورت ہو تو کس مہمان کا دل واپس جانے کو چاہے
گا" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو فیلیا بے اختیار
کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اس تعریف کا بے حد شکریہ"...... فیلیا نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔ اسی لمحے پھاٹک کھل گیا اور فیلیا نے کار آگے بڑھا دی پھر
اس نے پورچ میں کار روکی اور عمران اور ٹائیگر کو نیچے اترنے کا اشارہ
کرتی ہوئی کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آئی۔ عمران اور ٹائیگر بھی نیچے
اتر آئے۔

"آیئے"...... فیلیا نے کہا اور پھر وہ ان دونوں کو ساتھ لے کر
سٹنگ روم میں آ گئی۔

"یہاں مردانہ لباسوں کی ایک ہی بڑی دکان ہے۔ میں اسے فون کر
دیتی ہوں وہ اپنا آدمی ناپ کے لئے بھیج دیں گے تاکہ آپ کے لئے
لباس آ جائیں۔ ورنہ آپ کے یہ لباس تو بے حد خراب ہو رہے
ہیں"...... فیلیا نے کہا اور ساتھ ہی وہ ایک سائیڈ ٹیبل پر رکھے فون
کی طرف بڑھ گئی۔ فون کرنے کے بعد وہ دوبارہ ان کے ساتھ کرسی پر آ
کر بیٹھ گئی۔ اسی لمحے ایک ادھیڑ عمر مقامی آدمی اندر داخل ہوا۔

"جاگر۔ مہمانوں کے لئے بلیک کافی تیار کر لاؤ"...... فیلیا نے
آنے والے سے کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"اگر آپ یہاں کوٹھی میں ہی مردانہ لباسوں کا بندوبست کر لیتیں
تو بیچارے دکاندار کو یہاں آدمی نہ بھیجنا پڑتا"...... عمران نے بڑے
سادہ سے لہجے میں کہا تو فیلیا چند لمحے خاموش بیٹھی رہی جیسے عمران کی
بات پر غور کر رہی ہو پھر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ابھی تک کوئی ایسا مرد ملا ہی نہیں جس کے لباس میں اپنی کوٹھی
میں رکھنا گوارہ کر لیتی۔ اس لئے مجبوری ہے"...... فیلیا نے ہنستے
ہوئے کہا۔

"اچھا ابھی تک کا مطلب ہوا کہ مجھ سمیت"...... عمران نے جان
بوجھ کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور فیلیا ایک بار پھر کھلکھلا
کر ہنس پڑی۔

"فکر نہ کرو۔ میں غور کروں گی"...... فیلیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ سوری۔ پھر تو مجھے یہ لباس بھی ساتھ ہی لے جانا پڑے گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو فیلیا چونک پڑی۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں تمہاری بات"...... فیلیا نے حیران ہو کر کہا۔

"جو خاتون غور کرنا شروع کر دے وہ خاتون پھر بس غور ہی کرتی رہ جاتی ہے۔ غور اور خاتون دو متضاد چیزیں ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو فیلیا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"بہت خوب۔ تم واقعی بے حد گہری باتیں کرتے ہو لیکن یہ تمہارا ساتھی کیا گونگا ہے"...... فیلیا نے ہنستے ہوئے ٹائیگر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو مسلسل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"یہ اپنی باری کا انتظار کر رہا ہے اور باری اس لئے نہیں آتی کہ آخر میں معاملہ غور پر ہی آکر ختم ہو جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا اور فیلیا بھی ہنس پڑی۔ اسی لمحے ملازم کافی کے برتن اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"سپر سٹور سے آدمی آئے گا ان صاحبان کے لباس کا ناپ لینے۔ اسے فوراً یہاں لے آنا"...... فیلیا نے ملازم سے کہا اور ملازم نے کافی کے برتن درمیانی میز پر رکھے اور سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"تم پروفیسر کے خلاف کس طرح لڑ رہے ہو۔ بقول تمہارے اس کے پاس منفی طاقتیں ہیں اور تمہارے پاس وہ مقدس کلام ہے۔ کیا

یہ کلام ریوالور کی طرح پروفیسر کے سینے کو چھید ڈالے گا۔ کیا کسی آدمی کو کسی مقدس کلام کی مدد سے ہلاک کیا جا سکتا ہے"...... فیلیا نے کافی کی پیالی اٹھاتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مقدس کلام سے اس کی منفی قوتوں کا توڑ کیا جا سکتا ہے اور منفی قوتوں کا توڑ ہو جائے تو پھر پروفیسر سے آسانی سے انتقام لیا جا سکتا ہے"...... عمران نے پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ...... لیکن کیا اب تم یونائیٹڈ کارمن جاؤ گے"...... فیلیا نے کہا۔

"ہاں۔ ہم وہیں جا رہے تھے کہ راستے میں اس کی شیطانی قوت کے ہتھے چڑھ گئے۔ ہمارے دو ساتھی اب بھی قاہرہ میں موجود ہیں۔ اوہ کیا یہاں سے قاہرہ فون کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ کیا نمبر ہے۔ میں ملا دیتی ہوں"...... فیلیا نے کہا اور پیالی رکھ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور عمران نے اسے ہوٹل ایکس چینج کا نمبر بتا دیا۔ فیلیا نے تپائی سمیت فون سیٹ اٹھایا اور اسے قریب رکھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہوٹل القاہرہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو فیلیا نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو روم نمبر ففٹین تھرڈ سٹوری مسٹر جوانا سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر کافی دیر بعد آپریٹر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہیلو مسٹر۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... آپریٹر نے کہا۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"روم نمبر ففٹین کے مسٹر جوانا اپنے ساتھی جوزف جو روم نمبر فورٹین میں رہائش پذیر تھے کہیں گئے ہوئے ہیں۔ ان کے کمرے بند ہیں۔ آپ اگر ان کے لئے کوئی پیغام دینا چاہیں تو نوٹ کرا دیں"۔ آپریٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں پھر فون کروں گا۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ ملازم جاگر ایک ادھیڑ عمر آدمی کو ساتھ لے کر اندر آیا۔

"میڈم۔ یہ سپر سٹور سے آئے ہیں"...... ملازم نے کہا۔

"اوہ سنو۔ ان صاحبان کے لئے لباس چاہئیں ریڈی میڈ۔ آپ ناپ لے لیں"...... فیلیا نے کہا۔

"ناپ لینے کی ضرورت نہیں ہے میڈم۔ میں نے ان کی جسامت دیکھ لی ہے۔ میں بھجوا دیتا ہوں۔ بس آپ کلر اور کپڑے کے متعلق بتا دیں"...... ادھیڑ عمر نے غور سے عمران اور ٹائیگر کو دیکھتے ہوئے کہا اور عمران نے اسے اپنے اور ٹائیگر کے لئے کلر اور کپڑے کے بارے میں ہدایات دے دیں۔

"جاگر۔ تم ان کے ساتھ جاؤ اور لباس لے کر آؤ"...... فیلیا نے کہا

"یس میڈم"...... جاگر نے کہا۔

"رقم تو لے لیں"...... عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا

"رہنے دو۔ وہاں میرا حساب چلتا ہے۔ جاؤ جاگر اور جلدی آنا"۔ فیلیا نے کہا اور جاگر اس آدمی سمیت باہر چلا گیا۔

"عمران۔ میری ایک درخواست ہے کہ تم مجھے ساتھ لے جاؤ گے۔ میری کافی چھٹیاں رہتی ہیں۔ میں ابھی جنرل مینجر کو فون کر کے رخصت لے لیتی ہوں۔ میں اپنے ہاتھوں سے اپنی ممی کا انتقام لینا چاہتی ہوں"...... فیلیا نے جاگر اور سپر سٹور سے آنے والے آدمی کے کمرے سے باہر جاتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری مس فیلیا۔ یہ تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔ پروفیسر کوئی عام آدمی نہیں ہے کہ تم جا کر اس کا گلا دبا دو گی یا اسے گولی مار دو گی۔ اس لئے جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ میں تمہاری ممی کا انتقام پروفیسر سے ضرور لوں گا۔ اب تمہیں میرے وعدے پر اعتماد کرنا ہو گا"...... عمران نے بھی سنجیدہ مگر بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اب میں لازماً تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ میں رشتے میں اس کی بیٹی لگتی ہوں۔ مجھے اس نے فوری طور پر تو کچھ نہیں کہنا اور میں اس بوڑھے شیطان کے سینے میں ایک نہیں اکٹھی دس گولیاں اتار دوں گی"...... فیلیا نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"اس کے پاس نامعلوم شیطانی قوتیں ہیں۔ وہ تمہارے ذہن کو

پہلے ہی پڑھ لے گا۔ تم ابھی اس سے واقف نہیں ہو۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم اس چکر میں نہ الجھو۔ ہمیں دیکھو۔ نجانے کب سے ہم اس شیطان کے چکر میں الجھے ہوئے ہیں لیکن ابھی تک ہم اس کے خلاف کوئی واضح اقدام نہیں کر سکے"...... عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ایک منٹ۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں پروفیسر سے فون پر بات کر لوں اور اس سے اجازت لے لوں کہ میں اس سے ملنے آ رہی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ خود اجازت دینے کے بعد وہ میرے خلاف کوئی اقدام نہیں کرے گا"...... فیلیا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی بات کرتا اس نے فون اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یونائیٹڈ کارمن کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر بتائیں"...... فیلیا نے بات کرتے ہوئے کہا۔ وہ شاید انکوائری سے بات کر رہی تھی۔

"شکریہ"...... فیلیا نے دوسری طرف سے جواب سننے کے بعد کہا اور کریڈل دبا کر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون پر موجود لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا کیونکہ وہ اس پروفیسر کی آواز سننا چاہتا تھا۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پروفیسر البرٹ کی رہائش گاہ کا نمبر بتا دیں"...... فیلیا نے کہا اور

دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا۔ فیلیا نے شکریہ کہہ کر ایک بار پھر کریڈل دبا دیا اور تیسری بار نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس البرٹ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"میں پروفیسر کی سوتیلی بیٹی فیلیا بول رہی ہوں۔ ڈیڈی سے بات کرائیں"...... فیلیا نے کہا۔

"آپ کہاں سے بول رہی ہیں"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"مصر کے ایک دور افتادہ شہر لامی سے۔ کیوں"...... فیلیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اوہ۔ پھر تو آپ کی ملاقات پروفیسر سے وہیں مصر میں ہی ہو سکتی ہے۔ پروفیسر قاہرہ گئے ہیں اور اب تک وہ وہاں پہنچ چکے ہوں گے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوہ اچھا۔ کہاں ٹھہرے ہیں وہ۔ وہاں کا فون نمبر"...... فیلیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ قاہرہ کے ہوٹل القاہرہ میں ہمیشہ ٹھہرتے ہیں۔ کمرہ نمبر آٹھ سو چھ۔ آٹھویں منزل میں ہی ٹھہرتے ہیں۔ آپ ان سے بات کر لیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... فیلیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"پروفیسر تو یہاں آیا ہوا ہے۔ تم یونائیٹڈ کارمن جا رہے ہو"۔ فیلیا

نے حیران ہو کر عمران سے کہا۔

"یہ تو اچھا ہے کہ وہ یہاں آیا ہوا ہے۔ تم وہاں ہوٹل فون کر کے اس سے بات کرو۔ لیکن اسے ہمارے متعلق کچھ نہ بتانا"...... عمران نے کہا اور فیلیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

"وہ تم نے اس ہوٹل میں فون کیا تھا کیا نمبر ہے وہاں کا"...... فیلیا نے رسیور اٹھاتے ہوئے عمران سے پوچھا اور عمران نے نمبر بتا دیا فیلیا نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"القاہرہ ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"روم نمبر ایٹ زیرو سکس۔ ایٹھ سٹوری۔ پروفیسر البرٹ سے بات کرائیں۔ میں ان کی بیٹی فیلیا بول رہی ہوں"...... فیلیا نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ بات کریں"...... چند لمحوں بعد اسی آپریٹر کی دوبارہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو ڈیڈی۔ میں فیلیا بول رہی ہوں"...... فیلیا نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے فیلیا نے اس کی مرضی کے عین مطابق لہجے میں بات کی ہو۔

"بے بی تم اور یہاں فون۔ کیسے معلوم ہوا تمہیں کہ میں یہاں ہوں"...... دوسری طرف سے ایک حیرت بھری آواز سنائی دی لہجہ بتا

رہا تھا کہ وہ بوڑھا آدمی ہے۔

"میں نے یونائیٹڈ کارمن آپ کی رہائش گاہ پر فون کیا تھا۔ وہاں سے مجھے بتایا گیا کہ آپ یہاں ہیں۔ میں لامی سے بول رہی ہوں۔ یہاں میں معدنیات صاف کرنے والی فیکٹری میں بطور اسسٹنٹ مینجر کام کرتی ہوں۔ آج میں ویسے ہی پرانے کاغذات دیکھ رہی تھی تو ممی اور آپ کی شادی کا فوٹو نظر آ گیا۔ اب ممی تو اس دنیا میں نہیں رہیں لیکن آپ تو میرے ڈیڈی ہیں۔ بس دل بھر آیا۔ میں نے سوچا کہ چلو آپ سے ملاقات کی جائے۔ میں یہاں تنہائی کا شکار ہو رہی ہوں۔ اب آپ مصر میں ہیں تو میں آجاؤں آپ کے پاس"...... فیلیا نے بڑے جذباتی سے لہجے میں کہا۔

"تم اپنا پتہ بتا دو۔ میں اس وقت ایک انتہائی ضروری اور اہم کام میں مصروف ہوں۔ فارغ ہوتے ہی میں خود تمہارے پاس آجاؤں گا۔ اپنا فون نمبر بھی بتا دو"...... دوسری طرف سے پروفیسر نے کہا۔

"ڈیڈی۔ میں نے تو صرف آپ سے ملنا ہے۔ آپ بے شک کام کرتے رہیئے۔ یہ وعدہ رہا کہ میں آپ کو قطعی ڈسٹرب نہیں کروں گی"...... فیلیا نے بچوں جیسے لاڈ بھرے انداز میں کہا۔

"سوری بے بی۔ جو میں نے کہا ہے وہی درست ہے۔ جذبات میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وعدہ رہا کہ میں خود آؤں گا تم سے ملنے۔ لیکن ابھی نہیں۔ جب فارغ ہوں گا"...... دوسری طرف سے سپاٹ اور سرد لہجے میں جواب دیا گیا۔

"جیسے آپ کی مرضی ڈیڈی"........ فیلیا نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا پتہ اور فون نمبر بتا دیا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے"........ دوسری طرف سے اسی طرح سپاٹ اور سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ فیلیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"دیکھا تم نے اس بوڑھے کا رویہ۔ دیکھا تم نے وہ مجھ سے کس قدر نفرت کرتا ہے"........ فیلیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں تم نے درست کہا ہے۔ بہرحال تم فکر مت کرو۔ میں نے تم سے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا ہو گا"........ عمران نے کہا اور فیلیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے ملازم اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں دو پیکٹ تھے۔ یہ لباس تھے جو فیلیا نے منگوائے تھے۔

"تم جا کر لباس تبدیل کر لو"........ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور ایک پیکٹ جس پر دوسرے پیکٹ کی نسبت کم سائز درج تھا اٹھا کر وہ ملحقہ غسل خانے کی طرف بڑھ گیا۔

"یہاں سے جلد از جلد قاہرہ پہنچنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ کوئی ٹیکسی وغیرہ مل سکتی ہے"........ عمران نے فیلیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ ٹیکسی نہیں مل سکتی۔ میں تمہیں اپنی کار میں قریبی شہر لے جاؤں گی۔ وہاں سے تمہیں جہاز مل سکتا ہے۔ ویسے وہاں چارٹرڈ

سروس بھی ہے۔ کیونکہ اس شہر کے قریب قدیم کھنڈرات ہیں اور سیاح اکثر آتے جاتے رہتے ہیں"........ فیلیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ایک خاصے بڑے اور خوبصورت انداز میں سجائے گئے کمرے میں ایک آرام کرسی پر پروفیسر نیم دراز تھا۔ اس کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ یہ کمرہ مصر کے دارالحکومت قاہرہ کے سب سے معروف ہوٹل القاہرہ کا تھا۔ پروفیسر ایک گھنٹہ پہلے یہاں پہنچا تھا اور اب اسے جبوتی اور روما کی آمد کا انتظار تھا تاکہ وہ اسے عمران اور اس کے ساتھی کے متعلق تازہ ترین رپورٹ دے سکیں۔ جبوتی نے اسے یونائیٹڈ کارمن میں اطلاع دے دی تھی کہ اس نے بابا قاقم کی مدد سے عمران اور اس کے ساتھی جسے ٹائیگر کہا جاتا ہے کو اپنے شکنجے میں جکڑ لیا ہے اور انہیں انتہائی بے بس کر کے اپنے خاص اڈے میں قید کر دیا ہے جہاں انتہائی خوفناک قوتیں ان کی نگرانی کر رہی ہیں۔ جبوتی نے اسے بتایا تھا کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھی کے ذہنوں پر قبضہ کر کے ان کے ذہن اس طرح واش کر دیئے ہیں کہ اب وہ

روشنی کا کوئی لفظ یا حروف نہ یاد کر سکیں گے اور نہ اپنی زبان سے ادا کر سکیں گے اس کے ساتھ ساتھ اس نے بتایا تھا کہ بابا قاقم نے ان دونوں کے لباسوں سے روشن کلام والے کاغذ بھی نکال لئے ہیں اور اب وہ انہیں انتہائی عبرت ناک سزا دینا چاہتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ وہ چاہتی ہے کہ اس سزا کے وقت پروفیسر بھی وہاں موجود ہو"........

پروفیسر نے فوراً ہی اس کی حامی بھر لی۔ کیونکہ عمران کی اس طرح گرفتاری اس کے نقطہ نظر سے شیطان کی ایسی کامیابی تھی جسے عظیم کامیابی کہا جا سکتا تھا چنانچہ اس نے ایک اور فیصلہ کیا تھا کہ عمران اگر اس طرح قبضے میں آ ہی گیا ہے تو پھر اسے سزا دینے کی بجائے کیوں نہ شیطانی نظام کا حصہ بنا کر اس سے کام لیا جائے۔ اسے یقین تھا کہ عمران جب شیطانی نظام کے لئے کام کرے گا تو وہ لاکھوں شیطانوں سے بھی بھاری ثابت ہو گا۔ اسی لئے اس نے جبوتی کو عمران کے خلاف فوری اقدام کرنے سے روک دیا اور خود وہ جہاز چارٹرڈ کرا کر آج صبح یہاں مصر پہنچ گیا تھا۔ مصر وہ چونکہ پہلے بھی آتا جاتا رہا تھا اس لئے اس کے لئے ہمیشہ یہی کمرہ خالی کرایا جاتا تھا۔ یہاں پہنچنے کے بعد اس نے اپنے مخصوص عمل سے جبوتی کو اپنی یہاں آمد کی اطلاع دے دی تھی اور اب وہ جبوتی کی آمد کا انتظار کر رہا تھا لیکن جبوتی ابھی تک نہ آئی تھی پھر تقریباً دس یا پندرہ منٹ گزرے ہوں گے کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی اور پروفیسر چونک پڑا کیونکہ جبوتی کو آنے کے لئے دستک دینے کی ضرورت نہ تھی اور نہ ہی بند دروازہ اسے روک سکتا تھا۔

"یس کم ان"...... پروفیسر نے اونچی آواز میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور پروفیسر دروازے سے اندر آنے والے آدمی کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ یہ بابا قاقم تھا جس نے سر اور چہرے پر صحرائی علاقوں میں رہنے والوں کے انداز میں اس طرح پگڑی باندھی ہوئی تھی کہ اس کی واڑھی اور آدھے سے زیادہ چہرہ چھپ گیا تھا لیکن ظاہر ہے پروفیسر اسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔ بابا قاقم کی آنکھیں بجھی ہوئی تھیں اور چہرے پر مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا بات ہے۔ تم کیوں آئے ہو۔ جبوتی کہاں ہے"...... پروفیسر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جناب۔ جبوتی اس عمران اور اس کے ساتھی کو تلاش کر رہی ہے اس نے مجھے اسی لئے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ کو اطلاع کروں"...... بابا قاقم نے بجھے بجھے سے لہجے میں کہا تو پروفیسر چونک کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کسے تلاش کر رہی ہے۔ اس نے مجھے تو بتایا تھا کہ وہ عمران اس کے قبضے میں ہے"...... پروفیسر نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں جناب"...... قاقم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران تم لوگوں کے ہاتھوں سے نکل گیا ہے"...... پروفیسر نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا اور بابا

قاقم نے جواب دینے کی بجائے سر جھکا لیا۔ پروفیسر انتہائی سخت نظروں سے کافی دیر تک اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ قاقم اسی طرح سر جھکائے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"بیٹھو اور مجھے تفصیل بتاؤ کہ یہ سب کیسے ہوا۔ کس کی غلطی سے ہوا"...... پروفیسر نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"شکریہ جناب"...... قاقم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"شروع سے لے کر آخر تک تمام بات بتاؤ"...... پروفیسر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جناب آپ نے عمران کے متعلق ہدایات دی تھیں۔ میں نے ایک ٹیکسی ڈرائیور کو انہیں لانے کے لئے بھیجا اور ٹیکسی ڈرائیور انہیں میرے پاس لے آیا۔ اس نے راستے میں میری بزرگی، نیکی اور پارسائی کے بڑے قصیدے پڑھے۔ اس طرح پڑھے کہ عمران غائبانہ طور پر میرا عقیدت مند ہو گیا۔ جب وہ دونوں آئے تو میں انہیں خاص کمرے میں لے آیا اور ان سے ایسی باتیں کیں کہ وہ مجھے واقعی کوئی بڑا روحانی بزرگ سمجھنے لگے۔ آپ کی ہدایات کے مطابق میں نے سو داب کا خون ملا ہوا شربت انہیں پینے کے لئے دیا۔ گو میں نے اس میں تمساک ملا دیا تھا تاکہ اس کی مخصوص بو نہ آئے لیکن عمران نے پھر بھی اس کی بو سونگھ لی لیکن میں نے اسے مطمئن کر دیا اور خود بھی مشروب پینا شروع کر دیا۔ مجھے پیتے دیکھ کر وہ اور اس کا ساتھی مشروب پی گئے۔

اس طرح مجھے ان پر قبضہ کرنے کا موقع مل گیا اور میں نے انہیں قبضے میں لے کر جبوتی کے حوالے کر دیا۔ جبوتی کے حکم پر میں نے ان دونوں کے لباسوں میں موجود روشن کلام والے کاغذ بھی نکال لئے۔ پھر جبوتی نے ان دونوں کے ذہنوں کو اپنے مخصوص عمل سے مکمل طور پر قبضے میں لیا اور اس کے بعد انہیں حفاظت کی غرض سے نگولا اڈے پر پہنچا دیا گیا اور جادوئی زنجیروں سے جکڑ دیا گیا۔ چودہ قوتیں ان کی نگرانی پر مقرر کر دی گئیں اور کوجھر کو اس نگرانی کا انچارج بنا دیا گیا۔ پھر جبوتی نے آپ کو اطلاع دینے سے پہلے انہیں ہوش میں لا کر ان کی چیکنگ کی۔ وہ مکمل طور پر بے بس ہو چکے تھے اس کے بعد جبوتی نے آپ کو اطلاع دی اور خود وہ میرے ساتھ واپس یہاں آ گئی تاکہ آپ کی آمد کے بعد آپ کے ساتھ وہاں جائے لیکن پھر اچانک اطلاع ملی کہ نگولا اڈہ مکمل طور پر ختم ہو گیا ہے اور کوجھر سمیت ساری قوتیں فنا ہو گئی ہیں اور عمران اور اس کا ساتھی غائب ہیں۔ جبوتی، روما کو ساتھ لے کر فوراً وہاں گئی لیکن ان کا سراغ نہ مل سکا۔ جبوتی نے اپنے خاص علم سے یہ معلوم کر لیا کہ وہ اس اڈے سے نکل کر کسی ایسی عورت سے ملے ہیں جو فطری طور پر ناکا گی ہے اس لئے وہ اس کے حصار میں چھپ گئے ہیں۔ اب جب تک وہ اس عورت سے ایک میل کے فاصلے پر نہیں جاتے۔ ہم میں سے کوئی بھی انہیں نہیں پا سکتا۔ لیکن جبوتی اور روما اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی تمام قوتوں کو اس پورے علاقے میں پھیلا رکھا ہے۔ جیسے ہی ان کے بارے میں علم ہوا۔ وہ انہیں دوبارہ

قبضے میں کر لے گی کیونکہ انہوں نے سوداب کا خون ملا مشروب پیا ہوا ہے اور اس مشروب کے پینے والا چالیس روز تک اس کے اثر میں رہتا ہے"...... قاقم نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جب وہ سوداب کے اثر میں تھے تو پھر یہ سب کچھ کیسے ہوا"۔ پروفیسر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہی تو معلوم نہیں ہو رہا جناب۔ ان کے ذہنوں پر جبوتی نے بلیک ڈاجوان کا عمل کر دیا تھا۔ اس عمل کے دوران تو انہیں کسی طرح بھی روشنی کا کوئی عمل نہ یاد آ سکتا تھا اور نہ وہ اسے زبان سے دوہرا سکتے تھے"...... قاقم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہیں کسی بلیک پاور نے تو ان کے ذہنوں تک روشنی کا کلام نہیں پہنچا دیا۔ صرف اس صورت میں ہی بلیک ڈاجوان کا عمل ختم ہو سکتا ہے"...... پروفیسر نے چونک کر کہا۔

"ایسا کیسے ممکن ہے جناب۔ کوئی بھی بلیک پاور ایسا کیسے کر سکتی ہے۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ بہرحال وہ بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ صرف وقت ضرور لگ جائے گا"...... قاقم نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ جاؤ تم اور جیسے ہی ان کے بارے میں کوئی اطلاع ملے مجھے فوراً اطلاع دینا"...... پروفیسر نے کہا اور قاقم اٹھا۔ اس نے مخصوص انداز میں سلام کیا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ عمران پھر ہاتھ سے نکل گیا۔ کاش

ایسا نہ ہوتا"....... پروفیسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو پروفیسر نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھالیا۔

"یس"....... پروفیسر نے سرد لہجے میں کہا۔

"سر۔ مس فیلیا کا فون ہے۔ وہ کہہ رہی ہیں کہ وہ آپ کی بیٹی ہیں"....... دوسری طرف سے ہوٹل کی فون آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"فیلیا کا فون اور یہاں۔ ٹھیک ہے۔ بات کراؤ"....... پروفیسر نے کہا اور چند لمحوں بعد فیلیا کی آواز سنائی دی اور پھر پروفیسر کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اسے پرانے کاغذات میں اس کی ممی اور پروفیسر کی شادی کا فوٹو نظر آیا اور اس نے یونائیٹڈ کارمن فون کیا تو انہوں نے یہاں کا پتہ دیا ہے۔ وہ ملنے کے لئے آنا چاہتی تھی لیکن پروفیسر نے انتہائی سرد مزاجی سے اسے آنے سے منع کر دیا اور صرف یہ وعدہ کیا کہ وہ فارغ ہو کر خود اس کے پاس آئے گا اور اس نے اس سے اس کا پتہ اور فون نمبر لے لیا اور فون بند کر دیا۔

"ہونہہ۔ مجھ سے ملنے آرہی تھی۔ نانسنس"....... پروفیسر نے رسیور رکھتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور وہ بری طرح چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ فیلیا بھی تو فطری طور پر ناگی ہے۔ اوہ کہیں عمران فیلیا سے تو نہیں جا ٹکرایا۔ آج تک تو فیلیا نے کبھی اس طرح فون

نہیں کیا تھا"....... پروفیسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے کرسی سے اٹھا اور اس نے آگے بڑھ کر کمرے کے بیرونی دروازے کو اندر سے لاک کیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کمرے کی صرف ایک لائٹ روشن رکھی اور باقی سب لائٹیں بجھادیں۔ کھڑکیوں پر پردے ڈال دیئے۔ اس کے بعد وہ فرش پر ہی بیٹھ گیا اور اس نے آنکھیں بند کر کے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے کمرے میں جلنے والی روشنی تیزی سے مدہم ہوتی چلی گئی۔ جب کمرے میں خاصا اندھیرا سا ہو گیا تو پروفیسر نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں اٹھائے اور انہیں اس طرح حرکت دینے لگا جیسے وہ چھت پر موجود کسی چیز کو نیچے فرش پر لا رہا ہو۔ دوسرے لمحے ایک جھماکے کے ساتھ کمرے میں گہرا اندھیرا سا چھا گیا۔ اس کے ساتھ ہی سامنے دیوار پر جیسے دو سرخ بلب سے روشن ہو گئے۔ پروفیسر کی نظریں ان سرخ بلبوں پر جم گئیں۔

"دھاکلا۔ دھاکلا۔ حاضر ہو جاؤ دھاکلا"....... پروفیسر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہ سرخ بلب اور تیز ہو گئے۔

"دھاکلا حاضر ہے۔ کیا حکم ہے"....... ایک دھاڑتی ہوئی سی انتہائی کرخت آواز سنائی دی۔

"دھاکلا۔ میری سوتیلی بیٹی فیلیا نے مجھے فون کیا تھا۔ مجھے بتاؤ کہ اس نے کیوں فون کیا تھا۔ کس کے کہنے پر کیا تھا۔ کس مقصد کے لئے کیا تھا"....... پروفیسر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری بیٹی نے ایک ایشیائی کے کہنے پر فون کیا تھا۔ وہ ایشیائی تمہارا دشمن ہے اور تمہاری بیٹی بھی تم سے انتقام لینا چاہتی ہے"۔ دھاکلا نے جواب دیا۔

"اس ایشیائی کا نام کیا ہے"۔۔۔۔۔۔ پروفیسر نے چونک کر پوچھا۔

"اس کا نام عمران ہے"۔۔۔۔۔ دھاکلا نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کہاں ہے وہ اس وقت"۔۔۔۔۔ پروفیسر نے پوچھا۔

"لامی نامی قصبے میں تمہاری بیٹی کی رہائش گاہ پر۔ اس کا ایک اور ساتھی بھی ہے۔ اس کا نام ٹائیگر ہے"۔۔۔۔۔ دھاکلا نے جواب دیا۔

"وہ جبوتی کی قید سے کیسے رہا ہوئے ہیں اور فیلیا سے کیسے ملے ہیں"۔ پروفیسر نے پوچھا۔

"جبوتی کی طاقت کو جگر نے مقدس روشن کلام اس عمران کے ذہن پر ابھارا۔ گو اس نے اس سے قسم لے لی تھی کہ وہ اسے دوہرا نہ سکے گا لیکن اس عمران نے آنکھوں کے اشارے سے یہ مقدس کلام اپنے ساتھی کے ذہن تک پہنچا دیا۔ اس نے چونکہ قسم نہ کھائی تھی اس لئے اس نے اسے دوہرا دیا اور جیسے ہی یہ کلام عمران کے کانوں کے راستے اس کے ذہن تک پہنچا۔ سب کچھ فنا ہو گیا اور وہ آزاد ہو گئے۔ اس کے بعد وہ ویران پہاڑیوں میں پھرتے ہوئے تمہاری بیٹی فیلیا سے جا ملے جو وہاں آرام کرنے کی غرض سے آئی ہوئی تھی اور پھر وہ ان دونوں کو اپنی رہائش گاہ پر لے گئی اور اب وہ دونوں وہیں ہیں"۔۔۔۔۔ دھاکلا نے جواب دیا۔

"لیکن ان دونوں نے تو سوداب کا خون ملا مشروب پیا ہوا تھا جس کا اثر چالیس روز تک رہتا ہے۔ اس دوران تو مقدس کلام کا چاہے وہ کتنا ہی ورد کریں اس کا اثر ظاہر نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ سب کیسے ہو گیا"۔۔۔۔۔ پروفیسر نے پوچھا۔

"وہ مقدس کلام ہی ایسا تھا کہ اس کا ورد کیا جائے تو سب شیطانی اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔ سب گناہوں سے معافی مل جاتی ہے۔ شرط یہ کہ ورد کرنے والے کے دل میں خلوص اور جذبہ ہو اور وہ واقعی سچے دل سے روشنی کے عظیم منبع سے معافی کا خواستگار ہو۔ عمران اور اس کے ساتھی نے ایسا ہی کیا اور انہیں معافی مل گئی۔ سوداب کا اثر بھی ختم ہو گیا اور تمام بلیک پاورز بھی فنا ہو گئیں"۔۔۔۔۔ دھاکلا نے جواب دیا۔

"سنو دھاکلا۔ میں اس عمران کا فوری اور یقینی خاتمہ کرنا چاہتا ہوں تم شیطانی نظام کی سب سے بڑی طاقت ہو۔ کیا تم اس کا خاتمہ کر سکتے ہو"۔۔۔۔۔ پروفیسر نے کہا۔

"اگر مجھے میری قربانی دی جائے تو میں ایسا کر سکتا ہوں"۔ دھاکلا نے جواب دیا۔

"بولو کیا قربانی مانگتے ہو۔ بولو"۔۔۔۔۔ پروفیسر نے خوش ہو کر کہا۔

"جبوتی اور روبا دونوں کو میرے حوالے کر دو"۔۔۔۔۔ دھاکلا نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو دھاکلا۔ اس طرح تو یہ اہم ترین

قوتیں ختم ہو جائیں گی ۔ لیکن آج سے پہلے تو تم نے ایسی قربانی نہیں مانگی تھی ۔ پہلے تو تم معصوم بچوں کی قربانی مانگا کرتے تھے "۔ پروفیسر نے حیران ہو کر کہا۔

" جبوتی اور اس کی ذریات رودما دونوں نے میری مخالفت کی ہے ۔ شیطان کے پاس ۔ میں نے ایک بار جبوتی کو پکڑ لیا تھا ۔ میرا مقصد اس کی قربانی نہ تھا بلکہ میں اسے صرف ڈرانا چاہتا تھا تاکہ وہ شیطان کی بڑی مجلس میں میرے خلاف بات نہ کرے لیکن اس نے یہ سمجھا کہ میں اس کی قربانی مانگ کر اس کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں ۔ اس نے شیطان کے پاس میری شکایت کر دی اور شیطان نے میری آدھی طاقتیں سلب کر لیں ۔ اب میں اس جبوتی سے انتقام لینے کے لئے موقع کی تلاش میں تھا آج تم نے کہا ہے تو مجھے موقع مل گیا ہے "...... دھاکلا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ کب کی بات ہے ۔ میرے ہوتے ہوئے تو کبھی ایسی بات نہیں ہوئی "...... پروفیسر نے حیران ہو کر کہا۔

" یہ بات تمہاری پیدائش سے بھی بہت پہلے کی ہے پروفیسر "۔ دھاکلا نے جواب دیا۔

" کیا تم واقعی اس عمران کا خاتمہ کر لو گے ۔ تم جانتے تو ہو کہ اس کے پاس روشن کلام ہے "...... پروفیسر نے کہا۔

" اس کے پاس بہت کچھ ہے پروفیسر ۔ اتنا کچھ کہ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے ۔ لیکن دھاکلا بھی آخر دھاکلا ہے ۔ میرا تو کام ہی ایسے

لوگوں کا خاتمہ کرنا ہے ۔ میں تو صدیوں سے یہی کام کر رہا ہوں پروفیسر ۔ یہ عمران تو کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا ۔ میں نے بڑی بڑی شخصیتوں کو چت کر دیا ہے "...... دھاکلا نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں جانتا ہوں تمہاری طاقتوں اور تمہاری عیاریوں کو ۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں بلایا ہے حالانکہ تمہیں بلا کر میں نے اپنی جسمانی قوت کو بے حد کم کر لیا ہے ۔ لیکن مجھے اب اس کی پرواہ نہیں ہے ۔ میں اب اس عمران کا ہر صورت میں خاتمہ کرنا چاہتا ہوں ۔ اس لئے ٹھیک ہے ۔ میری طرف سے اجازت ہے ۔ جبوتی اور اس کی ذریات رودما اور دیگر تمام ذریات کی قربانی لے لو "...... پروفیسر نے جواب دیا تو کمرے میں دھاکلا کے کھلکھلا کر ہنسنے کی آواز سنائی دی ۔

" ہا ۔ ہا ۔ ہا ۔ بلاؤ اسے "...... دھاکلا کی انتہائی مسرت بھری آواز سنائی دی اور پروفیسر نے آنکھیں بند کر کے دوبارہ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا ۔ اس کے ساتھ ہی کمرے میں چھائی ہوئی تاریکی یکلخت ایک جھماکے سے غائب ہو گئی ۔ اب کمرے کی حالت نارمل تھی ایک لائٹ جلنے سے جس قدر روشنی ہو سکتی تھی اتنی روشنی موجود تھی اور دیوار پر نظر آنے والے وہ سرخ بلب بھی اب نظر نہ آ رہے تھے ۔ دوسرے لمحے کمرے میں موجود ہر چیز ایک لمحے کے لئے اس طرح ہلنے لگی جیسے زوردار زلزلہ آگیا ہو لیکن دوسرے لمحے ہر چیز ساکت ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی کمرہ بے شمار سایوں سے جیسے بھر گیا ۔ ان میں نمایاں سائے جبوتی اور رودما کے تھے ۔

"ہمیں کیوں اس طرح بلایا ہے پروفیسر۔ہم تو اس عمران کو تلاش کر رہے تھے".......جبوتی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"اسے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔میں نے اسے تلاش کر لیا ہے۔وہ میری سوتیلی بیٹی فیلیا کے پاس ہے اور فیلیا بھی پیدائشی طور پر ناگ ہے اور یہ بھی سن لو کہ تم نے عمران اور اس کے ساتھی کی مکمل حفاظت نہیں کی۔تمہاری طاقت کو جمر نے اس کے ذہن پر روشن کلام ابھارا اور جس کی مدد سے وہ نہ صرف آزاد ہو گیا بلکہ اس نے تمہارے اڈے اور تمہاری ساری طاقتوں کو فنا کر دیا۔تمہارا یہ جرم ایسا ہے جو ناقابل معافی ہے۔اس لئے میں نے تمہیں دھاکلا کے حوالے کر دیا ہے۔تمہیں تمہاری ساری طاقتوں اور ذریات سمیت۔اب دھاکلا عمران کا خاتمہ کرے گا".......پروفیسر نے سرد لہجے میں کہا۔

"دھاکلا۔وہ۔وہ......."جبوتی کے لہجے میں بے پناہ خوف تھا مر دوسرے لمحے کمرہ خوفناک قہقہے سے گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی ہوا میں وہی دو سرخ بلب سے جل اٹھے۔

"پروفیسر نے مجھے میری مطلوبہ قربانی دے دی ہے اور وہ قربانی تم ہو جبوتی۔یاد کرو طویل عرصہ پہلے تم نے شیطان سے میری شکایت کی تھی۔آج مجھے اس کا انتقام لینے کا موقع مل گیا ہے۔آج تم میری قربانی ہو".......دھاکلا کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"نہیں نہیں۔مجھے یہ خوفناک سزا مت دو۔مجھے مت مارو۔مجھے مت مارو".......جبوتی نے روتے ہوئے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا اور

اس کے ساتھ ہی کمرے میں موجود تمام سایوں نے بری طرح رونا پیٹنا شروع کر دیا۔

"ہا۔ہا۔ہا۔تم اپنے آپ کو ناقابل تسخیر سمجھتی تھیں جبوتی۔تم نے پجناری بن کر یہ سوچا تھا کہ اب تمہیں کوئی تسخیر نہیں کر سکتا لیکن آج تم میری قربانی ہو۔آج میں تمہیں اور تمہاری ذریات کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دوں گا اور اس طرح اپنا انتقام لے لوں گا۔صدیوں پرانا انتقام".......دھاکلا کی چیختی ہوئی اور دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پروفیسر۔پروفیسر۔مجھے بچالو۔پروفیسر مجھے بچالو".......جبوتی نے روتے ہوئے کہا لیکن پھر اس کی آواز ڈوبتی چلی گئی۔اس کے اور اس کے ساتھ موجود تمام سایوں میں جیسے یکلخت آگ سی بھڑک اٹھی۔بغیر شعلوں کی آگ اور پھر کمرہ انتہائی متعفن بو سے بھر سا گیا۔پروفیسر آنکھیں بند کئے اور سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا۔آہستہ آہستہ کمرہ ان سایوں سے خالی ہو گیا۔

"میں نے قربانی لے لی ہے پروفیسر۔میں نے جبوتی اور اس کی تمام ذریات کو ختم کر دیا ہے۔اب میں مطمئن ہوں۔اب میں نے اپنا انتقام لے لیا ہے پروفیسر".......دھاکلا کی انتہائی مطمئن اور مسرت بھری آواز سنائی دی اور پروفیسر نے ایک طویل سانس لیا۔

"جبوتی میری خاص طاقت تھی۔جب سے میں شیطانی نظام میں داخل ہوا ہوں جبوتی میرے ساتھ رہی ہے اس کا اور میرا ساتھ بہت پرانا تھا لیکن آج تم نے اس کا خاتمہ کر دیا ہے اور مجھے یوں محسوس ہو

رہا ہے جیسے کسی نے میرے پر کاٹ دیئے ہوں ۔ میں اپنے آپ کو بے
حد کمزور محسوس کر رہا ہوں ۔ کاش ایسا نہ ہوتا ۔ لیکن اس عمران نے
مجھے اس حد تک جانے پر مجبور کر دیا ہے ۔ اب تم اس عمران کا خاتمہ
کرو تاکہ مجھے کچھ تقویت حاصل ہو"...... پروفیسر نے بڑے کمزور سے
لہجے میں کہا۔

"فکر مت کرو پروفیسر۔ دھاکلا کے مقابل عمران کھڑا نہیں ہو سکے
گا۔ میں جلد ہی اسے تمہارے قدموں میں لا ڈالوں گا اور پھر تم جی بھر کر
اس سے اپنا انتقام لے لینا۔ میں اب جا رہا ہوں ۔ میں جلد آؤں گا اور
عمران میرے پنجے میں پھنسا بے بسی سے پھڑپھڑا رہا ہو گا"...... دھاکلا
کی انتہائی اعتماد بھری آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ہوا میں جلتے
ہوئے دونوں سرخ بلب بجھ گئے اور پروفیسر فرش سے اٹھا اور دھیرے
دھیرے چلتا ہوا وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں لائٹس
کے بٹن موجود تھے اس نے بٹن آن کر دیئے۔ پھر اسے خیال آیا کہ وہ
ایک بوتل تیز شراب کی پی لے تو یقیناً اسے جو کمزوری سی محسوس ہو
رہی ہے اس میں خاصا افاقہ ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے دروازے کی
چٹخنی ہٹائی اور پھر واپس آ کر کرسی پر بیٹھا اور رسیور اٹھا کر اس نے
ہوٹل سروس کو شراب لانے کا حکم دے دیا۔

جوزف اور جوانا دونوں کے چہرے لٹکے ہوئے تھے ان کے چلنے کا
انداز ایسا تھا جیسے وہ بے حد تھکے ہوئے ہوں ۔ اس وقت وہ قاہرہ کے
ایک قدیم محلے کی تنگ سی گلیوں میں سے گزرتے ہوئے آگے بڑھے
چلے جا رہے تھے۔

"آخر باس کہاں چلا گیا۔ اس نے اب تک کوئی اطلاع کیوں نہیں
دی جوانا۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ باس شمکا دیوی کے منحوس سائے میں
آ گیا ہے"...... جوزف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ایک تو تمہاری یہ دیوتا اور دیویاں نجانے کتنی ہیں ۔ ہر بار تم
ایک نئی دیوی اور ایک نئے دیوتا اور ایک نئے وچ ڈاکٹر کا نام لے
دیتے ہو۔ تمہاری باتیں سن کر تو مجھے یہی احساس ہوتا ہے کہ افریقہ
میں اتنے انسان نہیں بستے جتنے دیوتا، دیویاں اور وچ ڈاکٹر رہتے ہیں ۔
اب بھی صبح سے تم نے اور کچھ نہیں تو پندرہ نام گن دیئے ہوں

گے"........ جوانا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا لیکن جوزف بجائے
غصہ کرنے کے مسکرانے لگا۔

"تم افریقہ کو جانتے ہی نہیں جوانا۔ تمہاری ساری عمر تو ایکریمیا
میں گزری ہے۔ افریقہ کے اسرار تم کیسے جان سکتے ہو۔ اس لئے مجھے
تمہاری بات پر غصہ نہیں آیا۔ اصل میں تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ
تم پر غصہ کیا جائے"...... جوزف نے جواب دیا اور جوانا بے اختیار
ہنس پڑا۔

"میرا خیال ہے یہی اڈہ ہے اس ہاشم کا"........ اچانک جوزف نے
ایک احاطہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جہاں چار پانچ پرانی ٹیکسی
کاریں کھڑی نظر آرہی تھیں۔ ایک طرف کرسیوں پر کچھ لوگ بھی بیٹھے
ہوئے تھے۔

"کیا یہ ہاشم کا اڈہ ہے"........ جوزف نے ایک آدمی سے پوچھا۔

"جی ہاں۔ آپ کون ہیں"......... اس آدمی نے حیرت سے جوزف
اور جوانا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمیں ایک ٹیکسی ڈرائیور کی تلاش ہے جس نے ہوٹل القاہرہ
سے دو ایشیائی آدمیوں کو اپنی ٹیکسی میں سوار کرایا تھا ہمیں معلوم ہوا
ہے کہ ہاشم کے اڈے کی ٹیکسیاں اکثر ہوٹل القاہرہ کے سامنے کھڑی
رہتی ہیں"........ جوزف نے کہا۔

"کیا بات ہے۔ کون ہیں آپ۔ میرا نام ہاشم ہے اور میں اس اڈے
کا مالک ہوں"...... اسی لمحے ایک ادھیڑ عمر لمبے قد کے آدمی نے ایک

کمرے سے نکل کر باہر آتے ہوئے کہا اور جوانا نے پہلے والی بات دوہرا
دی۔

"دو ایشیائی آدمی۔ کیا آپ ان کا حلیہ بتا سکتے ہیں"........ ہاشم نے
چونک کر پوچھا اور جوانا نے عمران اور ٹائیگر کا حلیہ بتا دیا۔

"اوہ ہاں۔ میں نے انہیں دیکھا ہے۔ بابا قاسم کے ڈیرے پر ٹیکسی
سے اترتے ہوئے۔ میں ایک سواری کو لے کر وہاں گیا تھا کہ وہ ٹیکسی
وہاں آکر رکی۔ پہلی بات تو یہ تھی کہ یہ ٹیکسی قاہرہ کے کسی اڈے کی
نہیں تھی کیونکہ ہر ٹیکسی پر اس کے اڈے کا مخصوص نشان موجود ہوتا
ہے لیکن اس ٹیکسی پر کسی اڈے کا نشان موجود نہ تھا۔ دوسری بات یہ
کہ اس ٹیکسی ڈرائیور کو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا حالانکہ مجھے
قاہرہ میں ٹیکسی چلاتے ہوئے تیس سال گزر گئے ہیں اور ٹیکسی ڈرائیور
تو ایک طرف میں قاہرہ کے رہنے والے آدھے سے زیادہ لوگوں کو بطور
سواری پہچانتا ہوں اور تیسری بات یہ کہ جب وہ دونوں ایشیائی ٹیکسی
سے اتر کر باباجی کے ڈیرے کی طرف بڑھے تو اس ٹیکسی ڈرائیور نے
ہاتھ باہر نکال کر ایسا اشارہ کیا تھا کہ جیسے کسی کو کہہ رہا ہو کہ یہ وہ
لوگ ہیں جن کی گردنیں اڑانی ہیں۔ جنہیں قتل کرنا ہے۔ میں نے
ایک نظر میں یہ سب کچھ دیکھا تو میں بہت حیران ہوا۔ خاص طور پر
ٹیکسی ڈرائیور کے اس اشارے نے مجھے ان ایشیائیوں کے بارے میں
ایک نامعلوم سے خدشے سے دوچار کر دیا۔ چنانچہ میں ٹیکسی سے اترا
اور میں نے سوچا کہ میں اس ٹیکسی ڈرائیور سے اس اشارے کا مطلب

پوچھوں اور اگر واقعی کوئی خاص بات ہو تو میں ان ایشیائیوں کو اس صورت حال سے خبردار کر دوں ۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں ٹیکسی ڈرائیور کے پاس پہنچتا ۔ اس نے انتہائی تیز رفتاری سے ٹیکسی کو موڑا اور میرے رکنے کے اشارے کو مکمل طور پر نظرانداز کرتے ہوئے وہ ٹیکسی لے کر واپس چل پڑا ۔ میں بھاگ کر اپنی ٹیکسی میں سوار ہوا اور میں نے اس کا تعاقب کیا لیکن مجھے یہ دیکھ کر بے حد حیرت ہوئی کہ وہ ٹیکسی دوسری گلی کا موڑ مڑتے ہی اس طرح غائب ہو گئی جیسے اسے زمین کھا گئی ہو یا آسمان ۔ میں نے اسے بے حد تلاش کیا لیکن وہ کہیں نظر نہ آئی تو میں واپس بابا قاقم کے اڈے پر گیا تا کہ ان ایشیائیوں سے بات کر دوں ۔ تو مجھے وہاں بتایا گیا کہ وہ بابا قاقم کے خاص مہمان تھے اور بابا قاقم نے انہیں اپنے پاس ٹھہرا لیا ہے ۔ بابا قاقم چونکہ انتہائی نیک اور روحانی بزرگ ہیں اس لئے یہ بات سن کر مجھے تسلی ہو گئی کہ وہ دونوں محفوظ ہو چکے ہیں ۔ چنانچہ میں چلا آیا ۔

" یہ بابا قاقم کہاں رہتے ہیں ۔ کیا آپ ہمیں وہاں پہنچا سکتے ہیں "...... جوانا نے کہا ۔

" جی ہاں ۔ کیوں نہیں ۔ میں ایک ڈرائیور کو بھیج دیتا ہوں ۔ وہ آپ کو بابا قاقم کے ڈیرے پر چھوڑ آئے گا "...... ہاشم نے کہا اور پھر اس نے ایک آدمی سے مقامی زبان میں بات کی اور وہ آدمی اٹھ کر ایک طرف کھڑی پرانی سی ٹیکسی کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے جوزف اور جوانا کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور جوزف اور جوانا اس کی ٹیکسی میں

بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہوئے اور کافی دیر بعد ٹیکسی نے انہیں قاہرہ کے ایک قدیم محلے کے اندر بنے ہوئے ایک احاطے کے سامنے اتار دیا ۔

" یہ بابا قاقم کا ڈیرہ ہے لیکن اس وقت یہاں کوئی سائل نظر نہیں آ رہا ۔ اس کا مطلب ہے کہ بابا ڈیرے پر موجود نہیں ہیں ۔ ورنہ یہ ڈیرہ تو سینکڑوں لوگوں سے ہر وقت بھرا نظر آتا ہے ۔ ویسے آپ باباجی کے آدمیوں سے بات کر لیں "...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا اور جوانا نے اسے ایک بڑا نوٹ کرائے اور ٹپ کے طور پر دیا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے احاطے میں داخل ہو گئے ۔

" جوانا ۔ مجھے یہاں آتے ہی محسوس ہو رہا ہے کہ یہاں کوئی شیطانی کھیل کھیلا جا رہا ہے ۔ مجھے یہاں کالے جنگل کے شیطانی معبد میں چیخنے والے مینڈکوں کی آوازیں سنائی دینے لگی ہیں ۔ وہ منحوس آوازیں جنہیں سن کر آدمی کو چالیس راتوں تک ڈراؤنے خواب آتے رہتے ہیں " ۔ جوزف نے احاطے میں داخل ہوتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

" جی فرمایئے "...... اسی لمحے برآمدے میں موجود ایک آدمی نے آگے بڑھ کر ان سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" ہمارے دو ایشیائی ساتھی یہاں آئے ہیں صبح کے وقت ۔ ہمیں پتہ چلا ہے کہ وہ یہاں بابا کے مہمان بنے ہیں ۔ ہم نے ان سے ملنا ہے " ۔ جوانا نے آگے بڑھ کر برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہا ۔

" باباجی موجود نہیں ہیں ۔ وہ ایک ہفتے کے روحانی دورے پر گئے ہوئے ہیں ۔ اس لئے آپ ایک ہفتے کے بعد آئیں تب ہی آپ کی

ملاقات ان سے ہو سکتی ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"ہم نے بابا سے ملاقات کر کے کیا کرنا ہے۔ ہم نے تو ان ایشیائیوں سے ملنا ہے جو ہمارے ساتھی ہیں"...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ان کے متعلق باباجی ہی بتا سکتے ہیں۔ اب آپ جائیں"۔ اس آدمی نے انتہائی سرد مہرانہ لہجے میں کہا اور واپس مڑنے لگا۔

"سنو۔ میری بات سنو۔ کہاں ہیں وہ ایشیائی"...... اچانک جوزف نے اسے گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اس کا رخ اپنی طرف موڑتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ چھوڑو مجھے۔ ورنہ جل کر راکھ ہو جاؤ گے۔ یہ بابا کا ڈیرہ ہے"...... اس آدمی نے اپنا گلا چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے بھینچے بھینچے لہجے میں کہا۔

"بتاؤ کہاں ہیں وہ ایشیائی۔ بتاؤ"...... جوزف نے اس آدمی کا گلا چھوڑنے کی بجائے اسے فضا میں ایک جھٹکے سے اٹھاتے ہوئے کہا۔

"بولو کہاں ہیں وہ"...... جوزف نے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ بابا کے خاص کمرے میں گئے تھے۔ مجھے نہیں معلوم۔ بابا کو معلوم ہوگا"...... اس آدمی نے بھینچے بھینچے لہجے میں کہا۔ جوزف نے محسوس کیا کہ وہ آدمی سچ کہہ رہا ہے تو اس نے اسے واپس زمین پر کھڑا کر دیا۔

"کہاں ہے بابا۔ سچ سچ بتاؤ۔ ورنہ ایک لمحے میں گردن توڑ دوں گا سمجھے۔ سچ بتاؤ کہاں ہے وہ"...... جوزف نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ اندر اپنے خاص کمرے میں ہیں۔ مگر تم وہاں نہیں جا سکتے انہوں نے منع کر دیا ہے"...... اس آدمی نے کہا۔

"چلو آگے بڑھو اور ہمیں اس خاص کمرے تک لے چلو ورنہ"۔ جوزف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو وہ آدمی جوزف اور جوانا کو عمارت کے اندر ایک راہداری سے گزر کر ایک بند دروازے کے سامنے لے آیا۔

"کھولو دروازہ اور اندر چلو"...... جوانا نے کہا اور اس آدمی نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے"...... اندر سے ایک چیختی ہوئی غصیلی آواز سنائی دی لہجے میں بے پناہ جھنجھلاہٹ تھی۔

"ج۔ ج۔ جناب۔ یہ۔ یہ دو دیو ہیں جناب۔ یہ تو مجھے مار ڈالیں گے"...... اس آدمی نے تقریباً روتے ہوئے لہجے میں کہا تو دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک باریش آدمی دروازے پر کھڑا نظر آیا اس کے چہرے پر غصہ اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

"کون ہو تم اور یہ کیا ہے۔ یہاں کیوں آئے ہو"...... اس آدمی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم ہو بابا قاقم"...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ میں ہوں۔ مگر تم کون ہو۔ جانتے ہو۔ میں چاہوں

تو ایک لمحے میں تمہیں جلا کر راکھ کر دوں"...... بابا قاقم نے بھی انتہائی جلالی لہجے میں کہا۔

"تم اسے دیکھو جوانا۔ میں ذرا بابا سے دو باتیں کر لوں"۔ جوزف نے جوانا سے کہا اور دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے بابا کی گردن پکڑی اور اسے اٹھا کر اس طرح اندر کمرے میں پہنچا کہ بابا کے حلق سے زوردار چیخ نکل گئی۔ اس نے اندر پہنچ کر بابا کو ایک جھٹکے سے اوندھے منہ زمین پر پٹخ دیا۔ بابا نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی تھی کہ جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے بابا کی گردن پر پیر رکھ دیا اور بابا کے حلق سے چیخیں نکلنے لگیں۔ اس کا جسم مچھلی کی طرح تڑپنے لگا تھا۔

"خبردار۔ ایسے ہی لیٹے رہو۔ تم شیطان ہو اور جب تک تمہارا چہرہ نیچے کی طرف رہے گا تم ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور سنو اگر تم نے اپنا چہرہ اوپر کو اٹھایا یا میری طرف موڑا تو ایک لمحے میں گردن توڑ دوں گا"...... جوزف نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے باہر سے اس آدمی کی چیخ سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی اور جوانا بھی کمرے میں آگیا۔

"بولو کہاں ہیں وہ ایشیائی جو تم سے ملنے آئے تھے۔ کہاں ہیں وہ"...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

"ایشیائی۔ مگر۔ مگر تم کون ہو۔ وہ تو چلے گئے تھے۔ تم کون ہو"...... بابا نے نیچے اوندھے منہ پڑے پڑے کراہتے ہوئے کہا۔

"چلے گئے۔ کہاں چلے گئے"...... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں

جواب دیا۔

"مجھے کیا معلوم۔ وہ مجھ سے مل کر چلے گئے تھے"...... بابا نے جواب دیا۔ جوزف نے چونکہ گردن پر اپنا بھاری پیر رکھا ہوا تھا اس لئے بابا اسی طرح اوندھے منہ پڑا تھا۔

"جوزف۔ مجھے یاد آرہا ہے کہ میں نے اس آدمی کو ہوٹل میں دیکھا تھا۔ اس کی آنکھیں اور چہرے کے نقوش وہی ہیں۔ اس نے سر پر پگڑی باندھی ہوئی تھی اور داڑھی اور آدھے سے زیادہ چہرہ چھپایا ہوا تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ہم ہوٹل کے سامنے ٹیکسی سٹینڈ پر ڈرائیوروں سے پوچھ گچھ کر رہے تھے۔ میں نے اسے ہوٹل سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔

"ایک کپڑا لے آؤ۔ اس کی آنکھیں بند کرنی ہیں۔ یہ شیطان ہے"...... جوزف نے کہا تو جوانا نے ایک طرف موجود میز پر پڑا ہوا کپڑا کھینچ لیا اور پھر جوزف کے اشارے پر اس نے اس کپڑے کی مدد سے بابا کی دونوں آنکھیں باندھ دیں۔ جوزف نے پیر ہٹایا اور پھر جھک کر اس نے اسے گردن سے پکڑ کر اٹھایا اور ایک کرسی پر پٹخ دیا۔

"سنو۔ تم جو بھی ہو۔ سچ سچ بتا دو کہ باس عمران اور اس کا ساتھی کہاں ہیں۔ اگر تم سچ بولو گے تو میں تمہیں زندہ بھی چھوڑ سکتا ہوں ورنہ یاد رکھو۔ ابھی تو میں نے آنکھیں بند کی ہیں۔ ورنہ یہ آنکھیں نکالی بھی جا سکتی ہیں۔ بولو۔ کہاں ہیں وہ"...... جوزف نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دباتے ہوئے کہا۔

"مجھے۔ مجھے معلوم نہیں۔ وہ چلے گئے تھے۔ مجھے نہیں معلوم"۔ بابا نے کہا۔

"یہ ایسے باز نہیں آئے گا جوزف۔ اس کے ساتھ کچھ کرنا پڑے گا"۔ جوانا نے غراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے کوٹ کی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے بابا کی آنکھوں پر بندھے ہوئے کپڑے کو ایک جھٹکے سے کھولا اور خنجر کی نوک اس نے بابا کی دونوں آنکھوں کے درمیان رکھ دی۔

"اب بولو کہ [illegible] ہے [illegible]ان۔ بولو ورنہ"...... جوانا کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ بابا قا[illegible] بری طرح کانپنے لگ گیا۔

"خیال رکھنا۔ اس کی آنکھوں میں براہ راست نہ دیکھنا"۔ جوزف نے کہا۔

"فکر مت کرو۔ مجھ پر کوئی شیطانی جادو نہیں ہو سکتا"...... جوانا نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یکلخت چیختا ہوا اس طرح اچھل کر پشت کے بل ایک دھماکے سے نیچے فرش پر گرا کہ جیسے کسی نے اسے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا ہو۔ اسی لمحے بابا قاسم کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ بھی کرسی سمیت الٹ کر پیچھے گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔ جوانا کے اس طرح اچھل کر نیچے گرتے ہی جوزف نے واقعی بجلی کی سی تیزی سے بابا قاسم کے چہرے پر اپنا پنجہ اس طرح مارا تھا کہ اس کی دو انگلیاں تیروں کی طرح بابا قاسم کی دونوں آنکھوں میں گھستی چلی گئیں اور بابا قاسم چیخ مار کر کرسی سمیت الٹ کر نیچے جا گرا تھا

وانا نیچے گرتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا لیکن بابا قاسم فرش پر گر کر چند لمحے تڑپنے کے بعد یکلخت ساکت ہو گیا۔

"یہ کیا کیا تھا اس نے۔ مجھے تو یوں محسوس ہوا تھا جیسے کسی بہت بڑے دیو نے مجھے اٹھا کر نیچے پھینک دیا ہو"...... جوانا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"تم تو مجھ پر ہنس رہے تھے۔ اب معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ کیسے ہوتا ہے۔ اگر میں اس کی آنکھیں فوراً اندھی نہ کر دیتا تو اب تک تم مستقل طور پر کسی ہولناک عذاب میں مبتلا ہو چکے ہوتے"۔ جوزف نے کہا تو جوانا نے دیکھا کہ واقعی فرش پر پڑے ہوئے بابا قاسم کی دونوں آنکھیں ختم ہو چکی تھیں اور خون اور مواد مل کر اس کے چہرے پر بہہ رہا تھا۔

"اوہ۔ تو کیا یہ بھی جادوگر ہے شکل و صورت سے تو یہ انتہائی نیک آدمی لگ رہا تھا۔ تم نے اسے کیسے پہچان لیا ہے"...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی اس وقت سے بے حد حیران ہو رہا تھا جب سے کسی نادیدہ طاقت نے اسے اٹھا کر اس طرح زمین پر پٹخ دیا تھا۔ وہ بار بار اپنے جسم کو اور اپنے ارد گرد کے ماحول کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے اب تک اس بات پر یقین نہ آ رہا ہو کہ ایسا بھی ممکن ہو سکتا ہے۔

"مجھ پر عظیم وچ ڈاکٹر کا سایہ ہے۔ ان کی وجہ سے مجھے خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ کہاں گڑبڑ ہے۔ میں جیسے ہی اس احاطے میں

داخل ہوا۔ مجھے احساس ہو گیا کہ یہاں بلیک ورلڈ کے نمائندے موجود ہیں۔ جہاں تک آنکھوں کا تعلق ہے تو آنکھیں شیطان کا سب سے بڑا حربہ ہیں۔ اس کے بعد زبان کا نمبر آتا ہے۔ اب دیکھو اس نے صرف آنکھوں کی مدد سے تمہیں اٹھا کر نیچے پھینک دیا ہے۔ حالانکہ میں دیکھ رہا تھا کہ اس نے زبان نہ ہلائی تھی۔ اس کے علاوہ اس کی آنکھوں میں ایک خاص چمک تھی جسے میں تو آسانی سے محسوس کر سکتا ہوں۔ تم شاید نہیں کر سکتے"...... جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر بے ہوش بابا قاقم کو اٹھایا اور اسے کرسی سے باندھ دیا۔

"کوئی رسی ڈھونڈ لاؤ۔ اسے باندھنا پڑے گا تاکہ ۔ حرکت نہ کر سکے"...... جوزف نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ زبان سے بھی تو کوئی منتر پڑھ سکتا ہے۔ زبان کو کیسے باندھو گے۔ اس کے منہ میں کپڑا بھی تو نہیں ٹھونسا جا سکتا کیونکہ اس سے ماسٹر کے بارے میں پوچھ گچھ بھی کرنی ہے"...... جوانا نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ مجھے یہ سب طریقے آتے ہیں"...... جوزف نے کہا اور جوانا اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا جوزف نے جھک کر اپنے جوتے کا تسمہ کھولا اور پھر اس نے تسمے کو قاقم کے دونوں ہونٹوں کے درمیان رکھ کر اس کے سر کے عقبی حصے میں گانٹھ لگا دی۔

"اب پڑھ کر دکھائے جنتر منتر"...... جوزف نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے جوانا اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں رسی کا ایک

گچھا موجود تھا۔

"میرا خیال ہے کہ اسے یہاں سے اٹھا کر کسی محفوظ جگہ پر لے چلیں یہ کھلی جگہ ہے کسی بھی لمحے کوئی آ سکتا ہے"...... جوانا نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اور کوئی جگہ ہے ہی کہاں ہمارے پاس اور نہ کوئی سواری ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس عمارت میں کوئی تہہ خانہ ہو تو اسے وہاں لے جایا جا سکتا ہے"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تم اسے باندھو۔ میں کوئی تہہ خانہ تلاش کرتا ہوں۔ خاصی بڑی عمارت ہے۔ یقیناً یہاں تہہ خانہ ہو گا"...... جوانا نے کہا اور ایک بار پھر واپس مڑ گیا۔ جوزف نے رسی کا گچھا کھولا اور پھر قاقم کو اس نے رسی کی مدد سے کرسی سے اچھی طرح باندھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد جوانا واپس کمرے میں داخل ہوا۔

"آؤ۔ میں اسے کرسی سمیت اٹھا کر لے جاتا ہوں۔ یہاں واقعی ایک تہہ خانہ بھی ہے اور اس ایک آدمی کے علاوہ عمارت میں اور کوئی نہیں ہے"...... جوانا نے اندر داخل ہوتے ہی کہا اور پھر واقعی اس نے کرسی کے عقب میں جا کر قاقم کو کرسی سمیت اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے سے تہہ خانے میں پہنچ گئے جسے انتہائی خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ یہاں ایک دیوار کے ساتھ بہت بڑا ریک بنا ہوا تھا جس میں انتہائی قیمتی شراب کا بھاری ذخیرہ موجود تھا۔

"یہ تم نے اس کے منہ پر تسمہ کیوں باندھ دیا ہے۔ یہ بولے گا کیسے"........ جوانا نے کرسی زمین پر رکھ کر سامنے کے رخ آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ شاید اس کی نظریں پہلی بار اس تسمے پر پڑی تھیں۔

"تم نے کہا تھا کہ یہ کوئی جنتر منتر نہ پڑھ لے۔ یہ اس کا توڑ ہے۔ جس کو سیاہ رسی کی لگام دے دی جائے وہ جنتر منتر نہیں پڑھ سکتا اور نہ اس کا اثر ہوتا ہے"........ جوزف نے جواب دیا۔

"لیکن کیا یہ بول سکے گا"........ جوانا نے کہا۔

"شروع میں اسے ضرور تکلیف ہو گی لیکن جلد ہی یہ عادی ہو جائے گا اب مسئلہ اس کے باہر موجود ساتھی کے علاوہ یہ بھی ہے کہ اس سارے احاطے کو کیسے اکیلا چھوڑا جائے"........ جوزف نے کہا۔

"تم اپنی کارروائی کرو۔ میں اس احاطے کو بند کر کے واپس آتا ہوں۔ پھاٹک کو بند دیکھ کر جو بھی آئے گا خود ہی واپس چلا جائے گا"........ جوانا نے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوانا مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جوزف نے آگے بڑھ کر قاقم کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا اور چند لمحوں بعد ہی قاقم کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہو گئے تو جوزف پیچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد قاقم کراہتا ہوا ہوش میں آ گیا۔ وہ دونوں آنکھیں اس طرح جھپکا رہا تھا جیسے اس کی آنکھوں کے سامنے کوئی پردہ آ گیا ہو اور وہ آنکھیں جھپکا کر اسے ہٹانا چاہتا ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھنا چاہا

لیکن ظاہر ہے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ کسمسا کر رہ گیا۔

"یہ۔ یہ۔ وہ۔ وہ۔ مو۔ مو۔ مو۔ ہم۔ ہیں۔ یہ۔ یہ میری آنکھیں۔ یہ مجھے نظر کیوں نہیں آ رہا"........ یکلخت بابا قاقم نے خوفزدہ لہجے میں کہا شروع میں تو اس کے منہ سے لفظ ہی نہ نکل رہے تھے لیکن پھر وہ اٹک اٹک کر لفظ بولنے کے قابل ہو گیا۔

"میں نے تمہاری دونوں آنکھیں ختم کر دی ہیں۔ اب تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اندھے ہو چکے ہو"........ جوزف نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور بابا قاقم نے بے اختیار چیخنا شروع کر دیا۔ اس کی چیخوں میں انتہائی خوف تھا اور پھر چیختے چیختے اس نے یکلخت کسی نامانوس زبان میں پڑھنا شروع کر دیا۔

"جو مرضی آئے پڑھ لو شیطان کی اولاد۔ میں نے تمہیں سیاہ لگام دے دی ہے۔ اب تمہارے ان شیطانی منتروں کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا"........ جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ مجھے چھوڑ دو۔ مجھے چھوڑ دو"........ اچانک قاقم نے پڑھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"باس عمران کہاں ہے۔ بولو اور سن لو کہ اگر تم نے غلط بیانی سے کام لیا تو تمہارے جسم کو ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا۔ زبان کاٹ ڈالوں گا اور تمہاری باقی عمر قاہرہ کی سڑکوں پر گھسٹتے ہوئے گزرے گی تمہارے جسم پر مکھیاں بھنبھناتی رہیں گی لیکن تم انہیں اڑا نہ سکو گے بولو۔ شروع ہو جاؤ"........ جوزف نے سرد لہجے میں کہا۔

" وہ۔ وہ چلا گیا تھا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ وہ چلا گیا تھا"........ قاقم نے کہا مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک ہولناک چیخ نکلی اور اس کا بندھا ہوا جسم اس بری طرح پھڑکنے لگا جیسے مچھلی پانی سے باہر نکل کر پھڑکتی ہے"........ جوزف نے پوری قوت سے ضرب لگا کر اس کی دائیں ران کی ہڈی ہی توڑ ڈالی تھی۔ چند لمحوں بعد ہی قاقم کی گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی۔ اسی لمحے جوانا اندر داخل ہوا۔

" کیا ہوا۔ یہ پھر بے ہوش ہو گیا ہے"......... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ابھی تو صرف ایک ہڈی ٹوٹی ہے اس کے جسم میں ابھی بہت سی ہڈیاں سلامت ہیں"۔ جوزف نے پھنکارتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے ایک بار پھر اس کے ناک اور منہ کو دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد قاقم کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو جوزف پیچھے ہٹ گیا۔

" اب اسے پانی کی ضرورت پڑے گی"....... جوزف نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" میں لے آتا ہوں"........ جوانا نے کہا اور ملحقہ باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا جب سے بابا قاقم نے جوانا کو بغیر ہاتھ لگائے پراسرار انداز میں اٹھا کر زمین پر پٹخا تھا۔ جوانا ذہنی طور پر جوزف کا جیسے ماتحت سا بن گیا تھا کیونکہ اس نے محسوس کیا تھا کہ ان عجیب معاملات کو ڈیل کرنا اس کے بس کا روگ نہیں ہے جبکہ جوزف اسے آسانی سے

ڈیل کر لیتا ہے۔ چند لمحوں بعد بابا قاقم ایک بار پھر کراہتا ہوا ہوش میں آ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے حلق پھاڑ کر چیخنا شروع کر دیا۔

" ابھی تو ایک ہڈی ٹوٹی ہے ابھی تمہارے جسم میں بے شمار ہڈیاں سلامت ہیں۔ ابھی سے کیوں اس طرح چیخ رہے ہو"۔ جوزف نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" تم۔ تم کون ہو۔ تم نے یہ کیا کر دیا ہے۔ میری کوئی قوت کام نہیں آ رہی۔ یہ تم نے کیا کر دیا ہے۔ مم۔ مجھے پانی پلاؤ۔ میں مر رہا ہوں"........ قاقم نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

" پانی بھی مل جائے گا۔ مجھے بتاؤ کہ باس عمران کہاں ہے"۔ جوزف نے سرد لہجے میں کہا۔

" پپ۔ پپ۔ پانی پلا دو۔ پپ۔ پانی "......... قاقم نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے جوانا ہاتھ میں پانی کا جگ اٹھائے واپس آ گیا اور پھر جوزف کے کہنے پر اس نے قاقم کے جبڑے بھینچ کر اس کے حلق میں پانی انڈیلنا شروع کر دیا۔ قاقم نے اس طرح پانی پینا شروع کر دیا جیسے پیاسا اونٹ پانی پیتا ہے۔ جب اس نے پینا بند کیا تو جوانا نے جگ میں موجود باقی پانی اس کے چہرے پر اچھال دیا۔

" اب سچ سچ سب کچھ بتا دو۔ ورنہ اس بار نہ ہی تمہیں پانی ملے گا اور نہ ہی تمہاری کوئی ہڈی سلامت رہے گی"....... جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

" تم۔ تم کچھ نہ سکو گے۔ وہ۔ وہ فرار ہو گئے ہیں کوجھر کی حفاظت

سے اور پختاری اب انہیں تلاش کر رہی ہے"...... قاقم نے اٹک اٹک کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"پختاری سے تمہارا مطلب جبوتی"...... جوزف نے چونک کر کہا تو قاقم بھی چونک پڑا۔

"تم۔ تم جبوتی کو جانتے ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کون ہو تم"...... قاقم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بوڑھے گدھ۔ ہم باس عمران کے ساتھی ہیں۔ اس لئے جبوتی تو کیا ہم تو اور بھی بہت کچھ جانتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ تم جبوتی کے ساتھی ہو۔ اب بولو کہ فرار سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ سب کچھ تفصیل سے بتاؤ۔ کیا کیا تم نے باس عمران کے ساتھ"...... جوزف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور قاقم نے عمران اور اس کے ساتھی کے آنے سے لے کر انہیں سوواب ملا مشروب پلانے اور پھر قید کرنے۔ پروفیسر کے آنے اور پھر عمران اور اس کے ساتھی کے فرار ہونے تک کی ساری تفصیل بتا دی۔

"ہونہہ۔ تو تم نے باس عمران اور ٹائیگر کو حرام پلا کر انہیں قابو کیا اور یہ سب کچھ تم نے کیا"...... جوزف نے غصے کی شدت سے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ۔ میں نے تو جبوتی کے کہنے پر یہ سب کچھ کیا تھا۔ اس نے مجھے کہا تھا"...... قاقم نے کہا۔

"تم نے پروفیسر کی آمد کی بات کی تھی۔ کیا وہ آگیا ہے یہاں"۔

اچانک جوانا نے پوچھا۔

"ہاں۔ پروفیسر یہاں آگیا ہے۔ میں نے اسے رپورٹ دی ہے۔ وہ ہوٹل القاہرہ میں ٹھہرا ہوا ہے"...... قاقم نے جواب دیا۔

"اوہ...... اسی لئے تم وہاں گئے تھے۔ کس کمرے میں ٹھہرا ہوا ہے"۔ جوزف نے چونک کر پوچھا۔ اور قاقم نے اسے کمرہ نمبر بتا دیا۔

"یہاں فون تو ہوگا۔ اس کی بات کی تصدیق کر لی جائے"۔ جوزف نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"بے شک ہوٹل والوں سے پوچھ لو۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ اس وقت میں کہاں ہوں۔ مجھے بتاؤ۔ پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ فون کہاں ہے"...... قاقم نے فوراً کہا۔

"تم اس وقت اس بڑے تہہ خانے میں ہو جس میں شراب کا ڈھیر موجود ہے"...... جوانا نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم مجھے یہاں لے آئے ہو۔ مگر۔ مگر یہ کرسی تو یہاں کی نہیں ہے جس پر میں بیٹھا ہوا ہوں یہ تو اوپر والے کمرے کی ہے"۔ قاقم نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہم تمہیں کرسی سمیت ہی یہاں لے آئے ہیں"...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو۔ تو پھر یہاں سرخ رنگ کی ایک الماری ہے۔ اس کے اندر کارڈلیس فون پیس موجود ہے۔ اس سے چیکنگ کر لو"...... قاقم نے جلدی سے کہا۔

"یہ آدمی مکار ہے۔ یہ اس طرح سب کچھ کیوں بتا رہا ہے اور اب اسے جلدی ہے کہ ہم پروفیسر کے بارے میں پوچھیں۔ وہ پروفیسر شیطان کا نائب ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اسے ہمارے متعلق معلوم ہو جائے"...... جوانا نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ جب تک اس سے براہ راست بات نہ کی جائے اسے پتہ نہیں چل سکے گا۔ میں صرف ہوٹل انتظامیہ سے تصدیق کرنا چاہتا ہوں کہ کیا واقعی پروفیسر البرٹ وہاں موجود ہے یا نہیں"۔ جوزف نے جواب دیا اور سرخ الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی۔ اس کے اندر واقعی کارڈلیس جدید انداز کا فون پیس موجود تھا۔ جوزف نے فون اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ہوٹل القاہرہ کے نمبر بتائیں"...... جوزف نے پوچھا اور دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ جوزف نے فون آف کر کے ہوٹل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ہوٹل القاہرہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"یونائیٹڈ کارمن سے پروفیسر البرٹ نے آپ کے ہوٹل میں آ کر ٹھہرنا تھا۔ کیا وہ آ گئے ہیں"۔ جوزف نے کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ آن کیجئے۔ میں معلوم کر کے بتاتی ہوں"۔

دوسری طرف سے لیڈی آپریٹر نے کہا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہیلو مسٹر۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... آپریٹر نے پوچھا۔

"یس"...... جوزف نے جواب دیا۔

"وہ تشریف لا چکے ہیں۔ کیا آپ ان سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نہیں۔ میں خود ان سے بالمشافہ ملاقات کروں گا۔ شکریہ"۔ جوزف نے کہا اور فون آف کر دیا۔

"اس حد تک تو اس نے سچ بولا ہے لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ باس کو کہاں تلاش کیا جائے۔ وہ پختاری اور اس کی طاقتیں بھی باس کی کھوج میں ہوں گی"...... جوزف نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جب ان کا گرگا یہاں موجود ہے تو پھر اس پختاری وغیرہ کے چکر میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے"...... جوانا نے کہا۔

"کون گرگا"...... جوزف نے چونک کر پوچھا۔

"یہ پروفیسر البرٹ۔ اور کون۔ ہم جا کر اس کی گردن دباتے ہیں۔ وہ خود ہی پختاری وختاری کو بھگا دے گا"...... جوانا نے کہا۔

"وہ۔ وہ تو شیطان کا نائب ہے۔ اس پر ہاتھ کیسے ڈالا جا سکتا ہے"...... جوزف نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ ہم پہلے اس کے کمرے میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیں گے اور پھر اس کا بھی یہی حشر کریں گے جو اس بڈھے

کا کیا کیا ہے"........ جوانا نے کہا۔

"اوہ ہاں ۔ واقعی ۔ اوہ ۔ ویری گڈ ۔ یہ واقعی قابل عمل پلان ہے"........ جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا کیا کرنا ہے ۔ اس قاقم کا"........ جوانا نے قاقم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مم ۔ مم ۔ مجھے چھوڑ دو ۔ میں نے تمہیں سچ سچ بتا دیا ہے" ۔ قاقم نے جو بیٹھا آہستہ آہستہ کراہ رہا تھا اپنے متعلق بات سن کر انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے باس کو پھنسایا ۔ یقیناً باس تمہاری شکل وصورت کی وجہ سے پھنس گیا ہو گا ۔ تم جیسے آدمی کو زندہ چھوڑ دینا جرم ہے ۔ کم از کم میں ایسا جرم نہیں کر سکتا"........ جوزف نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے ریوالور نکالا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کا ٹریگر دبا دیا ۔ دھماکے کے ساتھ ہی قاقم کے حلق سے بھیانک چیخ نکلی اور اس نے کرسی پر ہی پھڑکنا شروع کر دیا ۔ جوزف مسلسل ٹریگر دباتا چلا گیا اور گولیاں قاقم کے سینے میں گھستی چلی گئیں ۔ چند لمحوں بعد ہی اس کا جسم ساکت ہو گیا ۔ وہ مر چکا تھا۔

"آؤ اب یہاں سے نکلیں"........ جوزف نے ریوالور جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس کے ملازم کا کیا ہوا ۔ اسے بھی تو ختم کرنا ہے"........ جوزف نے تہہ خانے سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"اس کی فکر مت کرو ۔ میں اس کی گردن پہلے ہی توڑ چکا ہوں"........ جوانا نے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھول کر باہر آئے اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھتے چلے گئے ۔ بڑی سڑک پر پہنچ کر انہیں ٹیکسی مل گئی اور جوانا نے اسے مین مارکیٹ چلنے کا کہہ دیا ۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے انہیں ایک بہت بڑی مارکیٹ میں پہنچا دیا۔

"میں کیپسول لے آتا ہوں ۔ تم بیٹھو"........ جوانا نے جوزف سے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ جوانا ٹیکسی سے اتر کر مارکیٹ کی طرف بڑھ گیا ۔ جوزف سمجھ گیا کہ جوانا بے ہوش کر دینے والی گیس کے مخصوص کیپسول لینے گیا ہے ۔ یہ مخصوص کیپسول ہوتے ہیں جو بظاہر ایک دوا ہوتی ہے ۔ لیکن جب کیپسول کو توڑ دیا جائے تو اس میں موجود دوا ہوا کے ساتھ مل کر بے ہوش کر دینے والی گیس میں تبدیل ہو جاتی ہے ۔ کافی دیر بعد جوانا واپس آ گیا۔

"اب ہوٹل القاہرہ چلو"........ جوانا نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"یہاں اسلحے کی بھی دکانیں موجود ہیں ۔ میں نے فائر گن خرید لی ہے"........ جوانا نے پاکیشیائی زبان میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ تھوڑی دیر بعد پھر ٹیکسی نے انہیں ہوٹل القاہرہ اتار دیا ۔ جوانا نے میٹر دیکھ کر ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور

ساتھ ہی رواج کے مطابق ٹپ دے کر وہ ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔

کار خاصی تیز رفتاری سے قریبی شہر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سڑک پر اکادکا ٹرک کبھی کبھی نظر آجاتے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر فیلیا تھی جبکہ سائیڈ پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔ ٹائیگر عقبی سیٹ پر تھا۔ فیلیا ابھی تک اس بات پر اصرار کر رہی تھی کہ عمران اسے بھی اپنے ساتھ قاہرہ لے جائے تاکہ وہ اپنے سوتیلے باپ سے اپنی ممی کا انتقام لے سکے لیکن عمران ہر بار انکار کر دیتا تھا۔

"اگر پروفیسر بقول تمہارے اس قدر طاقت رکھتا ہے کہ وہ مجھے مکھی کی طرح مسل دے گا تو پھر تمہیں کیوں نہیں نقصان پہنچا سکتا"۔ فیلیا نے زچ ہو کر کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"میں مسلمان ہوں اور مجھے اللہ تعالٰی کا مقدس کلام زبانی بھی یاد ہے پھر قاہرہ جا کر میں پروفیسر سے ملنے سے پہلے اسے لکھ کر اپنے پاس رکھ لوں گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو فیلیا حیرت

بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگی۔

"تم عیسائی ہو۔ تم شیطانی طاقتوں سے بچنے کے لئے کیا کرتی ہو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے ممی نے اپنی خاندانی صلیب دی تھی اور مجھے ہدایت کی تھی کہ میں اسے ہر وقت اپنے گلے میں پہنے رہوں تاکہ میں شیطانی طاقتوں سے محفوظ رہوں۔ ویسے مجھے ایک بار ممی نے بتایا تھا کہ تمہارے اندر پیدائشی طور پر ایک ایسی خاصیت ہے کہ تمہارے اردگرد ایسا حفاظتی دائرہ موجود ہے کہ کوئی شیطانی طاقت اس دائرے میں داخل نہیں ہو سکتی۔ حتیٰ کہ ممی نے بتایا تھا کہ یہ حفاظتی دائرہ تقریباً ایک کلو میٹر پر محیط ہے۔ ممی نے کوئی خاص لفظ بھی بتایا تھا۔ اب تو مجھے یاد نہیں ہے کوئی کاکوری ناگوری۔ کچھ ایسا ہی لفظ تھا"۔۔۔ فیلیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ناکاگی تو نہیں کہا تھا"۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ میرے خیال میں ایسا ہی لفظ تھا"۔۔۔ فیلیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اوہ۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک شیطانی طاقتوں سے ہمارا ٹکراؤ نہیں ہو سکا۔ ورنہ کافی وقت گزر چکا ہے۔ اب تک تو انہیں ہم سے ٹکرا جانا چاہئے تھا۔ کیونکہ ان کے قبضے سے ہمارے نکل جانے پر وہ بے حد برافروختہ ہوں گی"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا لیکن ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ اچانک انہیں یوں محسوس ہوا جیسے

کار کی ونڈ سکرین پر کسی نے سیاہ رنگ کا پردہ سا تان دیا ہو۔ فیلیا نے بے اختیار چیخ ماری اور لاشعوری طور پر اس کا پیر بریک پیڈل پر پوری قوت سے پڑا لیکن کار کی رفتار کم نہ ہوئی اور وہ اسی رفتار سے دوڑتی رہی اسی لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم بے حس و حرکت ہو گیا ہو۔ اس نے اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ فیلیا مسلسل چیختے چلی جا رہی تھی۔ کار اسی رفتار سے دوڑی چلی جا رہی تھی پھر اچانک سیاہ رنگ کی چادر ونڈ سکرین سے غائب ہو گئی البتہ ونڈ سکرین پر دو سرخ بلب سے روشن ہو گئے۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ دیکھا تم نے دھاکلا کی طاقت۔ فیلیا ناکاگی ہے لیکن دھاکلا کے سامنے ناکاگی کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ میرا نام دھاکلا ہے۔ میری طاقت سب پر حاوی ہے اور اس کا ثبوت تمہیں مل گیا ہو گا اب یہ کار میری مرضی کے مطابق چلے گی اور میں جب چاہوں گا اسے سڑک پر سینکڑوں پٹخنیاں کھلاؤں گا۔ اس وقت تک کہ تم تینوں کے جسموں کی ہڈیاں سرمہ بن جائیں گی"۔۔۔ اچانک کار کی ونڈ سکرین کی طرف سے ایک بھاری نامانوس اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ جب سے یہ آواز سنائی دینے لگی تھی فیلیا یکلخت خاموش ہو گئی تھی۔ وہ کار اب بھی چلا رہی تھی لیکن اس کا انداز بالکل روبوٹ جیسا تھا۔ یہ آواز جیسے ہی بند ہوئی۔ عمران کو اچانک محسوس ہوا جیسے اس کی زبان حرکت کر سکتی ہے۔ اس کے جسم بھی ہل سکتے ہوں۔

"بولو۔ میں نے تمہیں بولنے کی اجازت دے دی ہے۔ بولو۔ میں

سننا چاہتا ہوں کہ تم جس سے پروفیسر البرٹ بھی خوفزدہ ہے ۔ تم میری طاقت کے متعلق کیا کہتے ہو" ...... آواز دوبارہ سنائی دی ۔ اس بار اس کا لہجہ مضحکہ اڑانے والا تھا ۔

"کار ایک طرف کر کے روک دو فیلیا ۔ تاکہ اس دھاکلا سے تفصیلی مذاکرات ہو سکیں ۔ یہ تو واقعی کوئی دلچسپ چیز ہے" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی کار کے بریک چیخ اٹھے اور فیلیا نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی ۔ ونڈ سکرین پر جلنے والے سرخ بلبوں کی روشنی اور تیز ہو گئی ۔

"فیلیا میری مرضی کی پابند ہے ۔ کار میں نے روکی ہے ۔ تم سے واقعی تفصیلی بات چیت ہونی چاہئے ۔ موت تو بہرحال تمہارا مقدر ہے اور میرے بس میں ہے ۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ تم خاصے دلچسپ آدمی ہو ۔ ایک منفرد آدمی" ...... دھاکلا کی آواز سنائی دی ۔

"پہلے تم یہ بتاؤ کہ کیا تم باکوری سے زیادہ طاقتور ہو" ۔ عمران نے پوچھا ۔ اس کا جسم ویسے ہی ساکت تھا ۔ صرف اس کا منہ جبڑے اور زبان حرکت کر رہی تھی ۔ فیلیا اب بے حس و حرکت بیٹھی ہوئی تھی ۔

"ہا ۔ ہا ۔ ہا ۔ باکوری ۔ تم اسے میرے مقابلے پر طاقتور کہہ رہے ہو میری طاقت کے سامنے تو اس کی حیثیت ایک حقیر ترین کیڑے سے زیادہ نہ تھی ۔ ویسے وہ اپنی حماقت سے ماری گئی ہے ۔ ورنہ شاید اتنی آسانی سے تم اس کا بھی خاتمہ نہ کر سکتے" ...... دھاکلا کی آواز سنائی دی

"اور پخناری ۔ اس سے کبھی تمہارا مقابلہ ہوا ہے" ...... عمران نے کہا تو دھاکلا کی ایک بار پھر ہنسنے کی آواز سنائی دی ۔

"جبوتی کو یہ غلط فہمی ہو گئی تھی کہ پخناری بن کر وہ اس قدر طاقتور ہو جائے گی کہ میں اس سے انتقام نہ لے سکوں گا ۔ لیکن یہ اس کی بھول تھی ۔ وہ چونکہ پروفیسر کی ماتحت تھیں اور میں پروفیسر کے ساتھ صرف اس وقت شامل ہو سکتا تھا جب پروفیسر مجھے از خود بلاتا ۔ لیکن پروفیسر کو میری بے پناہ طاقت کا علم ہونے کے باوجود اس بات کا بھی علم تھا کہ مجھے بلانے پر پروفیسر کی اپنی قوت میں بے پناہ کمی ہو جائے گی ۔ ہمارے نظام کا یہ اصول ہے کہ جب کسی بھی طاقتور قوت کو جس کا تعلق اس کے نظام سے نہ ہو ۔ مدد کے لئے بلایا جائے تو اپنی طاقت اور توانائی اس کے حوالے کرنی پڑتی ہے ۔ لیکن جب تم پخناری کے قبضے سے فرار ہو گئے اور تم نے پخناری کی تمام قوتوں کو اس کوجھر کی حماقت سے فنا کر کے رکھ دیا تو پروفیسر تم سے خوفزدہ ہو گیا اور پھر پروفیسر نے مجھے اپنی مدد کے لئے طلب کر لیا ۔ میں تو نجانے کب سے اس موقع کے انتظار میں تھا ۔ جبوتی نے بہت پہلے جب وہ بڑے شیطان کی خاص منظور نظر تھی ۔ میری شکایت شیطان سے کی تھی اور شیطان نے میری آدھی طاقتیں سلب کر لی تھیں ۔ تب سے میں نے جبوتی سے انتقام لینے کا عہد کر لیا تھا ۔ میں اس انتظار میں تھا کہ جب شیطان جبوتی سے ناراض ہو گا تو میں جبوتی کو اپنی ذریات میں شامل کرنے کی اجازت شیطان سے لے لوں گا اور پھر وہ میری ماتحت ہو جائے گی اور

میں اس سے بھرپور انتقام لے سکوں گا۔ لیکن پھر پروفیسر سامنے آ گیا۔
اس نے اپنے شیطانی کارناموں سے شیطان کو اس قدر خوش کر دیا کہ
شیطان نے اسے اپنی خاص مجلس کا رفیق بنا لیا۔ رفیق شیطان کے
اختیارات شیطان جیسے ہی ہوتے ہیں اور پھر اس پروفیسر نے شیطان
سے جبوتی کو اس کی ذریات سمیت اپنے لئے مانگ لیا اور شیطان نے
جبوتی اسے بخش دی۔ اس طرح جبوتی پروفیسر کی تحویل میں چلی گئی اور
اس کے اس قدر قریب ہو گئی کہ پروفیسر جبوتی پر بے حد اعتماد کرنے
لگا۔ پھر پروفیسر کو رعمیس حاصل کرنے کی سوجھی تاکہ اس رعمیس کی
مدد سے وہ شیطان کا رفیق خاص بن سکے۔ رفیق خاص شیطانی نظام کا
ایسا عہدہ ہوتا ہے جیسے تمہاری دنیا میں بادشاہ کے بعد وزیراعظم ہوتا
ہے۔ شیطان کو اگر بادشاہ سمجھ لو تو رفیق خاص وزیراعظم ہوتا ہے۔
رفیق خاص کو بہت زیادہ اور ناقابل یقین حد تک شیطانی طاقتیں اور
اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ صدیوں پہلے لاہوشا شیطان کا رفیق
خاص تھا لیکن پھر اسے موت آ گئی اور رفیق خاص کا عہدہ خالی ہو گیا۔
لاہوشا اس رعمیس کی مدد سے شیطان کا رفیق خاص بنا تھا۔ اس نے
مرنے سے پہلے رعمیس کو اس طرح چھپا دیا کہ کوئی انسان۔ کوئی
طاقت اسے حاصل نہ کر سکے۔ پروفیسر کو اس کا علم ہو گیا۔ چنانچہ اس
نے رعمیس کی تلاش شروع کر دی اور اس تلاش کے دوران تم اس
سارے سلسلے میں داخل ہو گئے تمہارے متعلق پروفیسر کو فوراً معلوم
ہو گیا کہ تم میں ایسی صلاحیتیں موجود ہیں کہ تم اس رعمیس کو تلاش

بھی کر لو گے اور اسے حاصل بھی کر لو گے۔ لیکن اصل مسئلہ یہ تھا کہ
تم خیر اور روشنی کے نمائندے تھے۔ عام انسان نہ تھے لیکن پروفیسر
نے رسک لیا اور اس نے جبوتی کو اس کام پر لگا دیا لیکن جبوتی ابتدا میں
ناکام رہی تو اس نے پروفیسر کی خواہش کو دیکھتے ہوئے اس سے
پختاری کا عہدہ طلب کر لیا اور پروفیسر نے اسے پختاری بنا دیا۔ اس
طرح جبوتی بے حد طاقتور ہو گئی۔ پھر اس نے تمہیں اپنی ایک طاقت
کے ذریعے حرام پلا کر تمہیں اور تمہارے ساتھی کو قید کر لیا لیکن تم
اپنی بے پناہ ذہانت کی وجہ سے نہ صرف اس کے اڈے سے فرار ہو گئے
بلکہ تم نے اس کی ذریات کو بھی فنا کر ڈالا اس دوران پروفیسر کو
اطلاع مل چکی تھی وہ یہاں پہنچ گیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ چونکہ تمہارا
ذہن پختاری کے قابو میں آ گیا ہے اس لئے اب تمہیں شیطانی نظام کا
حصہ بنا دیا جائے اور تمہاری بے پناہ صلاحیتوں اور ذہانت سے دنیا
میں برائی کو پھیلایا جائے اور شیطانی نظام کو طاقتور بنایا جائے۔ لیکن
جب اسے تمہارے فرار ہونے کی خبر ملی تو وہ تم سے خوفزدہ ہو گیا۔ اس
قدر خوفزدہ کہ اس نے آخر کار مجھے بلا لیا۔ کیونکہ اب وہ اس نتیجے پر پہنچ گیا
تھا کہ صرف دھاکلا ہی شیطانی نظام میں ایسی طاقت ہے جو تمہارا مقابلہ
کر سکتی ہے۔ میں تو نجانے کب سے اس موقع کے انتظار میں تھا۔
چنانچہ میں نے تمہارے خاتمے کی حامی بھر لی اور جبوتی اور اس کی
ذریات کی قربانی مانگ لی اور پروفیسر نے دے دی اور اس طرح میرا
انتقام پورا ہو گیا۔ جبوتی اور اس کی تمام ذریات کو میں نے فنا کر دیا

ہے۔ پروفیسر کو بھی معلوم تھا کہ اس کی بیٹی ناکاگی ہے اور چونکہ تم ناکاگی کے پاس پہنچ گئے تھے اس لئے جبوتی اور اس کی ذریات تمہیں تلاش نہ کر سکی تھیں لیکن میرے راستے میں ایسی کوئی رکاوٹ نہ تھی اس لئے میں یہاں پہنچ گیا اور اب تم میرے قبضے میں ہو"...... دھاکلا نے پوری تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

" تم کس قسم کی شیطانی طاقت ہو۔ کیا تم سرخ اندھیروں کی پیداوار ہو یا سڑاند اور تعفن کی"......... عمران نے پوچھا۔

" اوہ۔ تو تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ شیطانی طاقتیں کس طرح پیدا ہوتی ہیں۔ ویسے میں سرخ اندھیروں کی پیداوار ہوں۔ ان سرخ اندھیروں کی جو صدیوں تک زمین کی تہوں میں پرورش پاتے رہے اور جب زمین کو پھاڑ کر باہر نکلنے لگے تو وہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے آئے اور میں شیطان کے ہاتھ آگیا۔ شیطان نے میری طاقت اور قوت کو ابھارا۔ اسے خاص روپ دیا۔ اس طرح میں دھاکلا بن گیا۔ سب سے بڑی طاقت۔ سب سے بڑی طاقت"...... دھاکلا نے جواب دیا اور عمران سمجھ گیا کہ یہ دھاکلا کس قسم کی شیطانی طاقت ہے۔

" دیکھو دھاکلا۔ کیا تم جانتے ہو کہ تمہاری تمام طاقتیں بالکل اسی طرح فنا ہو سکتی ہیں جس طرح باکوری اور جبوتی کی ہوئی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام کے ایک حرف میں اتنی طاقت ہے کہ وہ تم جیسی طاقت کو فنا کر کے رکھ دے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" مجھے معلوم ہے عمران کہ تم کیا سوچ رہے ہو۔ تم یہی سوچ رہے ہو ناں کہ میں نے تمہیں بولنے کی اجازت دے کر حماقت کی ہے اور تم مقدس روشن کلام پڑھ کر باکوری کی طرح مجھے فنا کر دو گے۔ لیکن تمہاری یہ سوچ بچگانہ ہے۔ تم دھاکلا کی طاقتوں سے واقف ہی نہیں ہو"...... دھاکلا کی آواز سنائی دی۔

" تمہارا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام کا تم پر اثر نہیں ہو گا۔ اگر تمہاری یہ سوچ ہے تو تم دنیا کے سب سے بڑے احمق ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" مجھے اس سے انکار نہیں ہے کہ یہ مقدس روشن کلام بے پناہ طاقتور ہے اور میری اس کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن شاید تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اس کلام میں موجود طاقت کے اثرات اس وقت ظاہر ہوتے ہیں جب انہیں ایسی زبان ادا کرے جس میں اثر ہو اور زبان میں اثر انسان کے کردار۔ اس کے یقین۔ اس کی عبادت نیکی اور الفاظ کی ادائیگی اور خلوص کی بنا پر ہوتا ہے۔ یہ درست ہے کہ تمہاری زبان میں بھی اثر ہے لیکن یہ اثر اس قدر نہیں ہے کہ تم اس کلام کی مدد سے مجھے ختم کر سکو۔ دوسرے لفظوں میں تمہاری زبان میں ابھی اس قدر اثر نہیں کہ یہ مقدس روشن کلام اپنا مکمل اثر ظاہر کر سکے باکوری اور جبوتی دونوں میرے مقابلے میں انتہائی حقیر طاقتیں تھیں اس لئے ان کی حد تک تمہاری زبان میں جو اثر تھا اس کی وجہ سے مقدس روشن کلام نے اپنا کام کر دکھایا۔ لیکن میں نے دیکھ لیا ہے کہ

تمہارا یہ اثر محدود ہے کیونکہ تم بہرحال ایک دنیا دار آدمی ہو اور اپنے پیشے میں بعض اوقات تمہیں مجرموں کا اپنی خاص مصلحتوں کی وجہ سے خون بہانا پڑتا ہے اور اکثر معاملات میں تمہیں جھوٹ کا سہارا بھی لینا پڑتا ہے۔ اس لئے ابھی تم اس سطح تک نہیں پہنچے کہ روشن کلام تمہاری زبان پر آنے کے بعد اپنی پوری قوت ظاہر کر سکے اور تمہاری زبان کا اتنا اثر بھی صرف اس لئے ہے کہ تم فطرتاً نیک آدمی ہو۔ انتہائی باکردار ہو اور اپنی ماں کا بے حد ادب بھی کرتے ہو۔ اس کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ فیاض اور سخی بھی ہو۔ غریب اور مستحق افراد کی خاموشی سے مدد بھی کرتے ہو۔ بس ایسی ہی چند اور خصوصیات ہیں ورنہ اتنا بھی اثر نہ ہوتا" دھاکلا نے باقاعدہ تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے تم نے باقاعدہ ان معاملات میں ریسرچ کر رکھی ہو" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دھاکلا کے قہقہے کی آواز سنائی دی۔

"تم دراصل جانتے ہی نہیں ہو کہ میں کون ہوں اور مجھ میں کتنی طاقت ہے۔ بہرحال اب تمہیں معلوم ہو گیا ہے کہ تمہیں ہلاک کرنے والی طاقت کون ہے اس لئے اب تمہیں اپنے انجام کو پہنچ جانا چاہیے" دھاکلا کی آواز سنائی دی اور پھر اس کے ساتھ ہی یکلخت کار کا انجن خود بخود جاگ اٹھا اور دوسرے لمحے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھ گئی۔ اس کی رفتار یکلخت اس قدر تیز ہو گئی تھی جیسے پوری طاقت سے

کھینچے جانے والی کمان سے تیر نکلتا ہے۔ وہ دو سرخ بلب ابھی تک ونڈ سکرین پر جل رہے تھے کار انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ فیلیا کسی روبوٹ کی طرح کار چلا رہی تھی۔ عمران اور ٹائیگر خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ کار کے اسٹارٹ ہوتے ہی عمران کی زبان ایک بار پھر ساکت ہو گئی تھی۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ دھاکلا سے مقابلہ کرنے چلے تھے۔ ہا۔ ہا۔ ہا" دھاکلا کی آواز سنائی دی اور اسی لمحے اچانک ایک موڑ سے ایک ہیوی ٹرک سامنے آیا اور کار اس قدر تیز رفتاری سے اس ٹرک کی طرف بڑھنے لگی جیسے لوہا مقناطیس کی طرف کھنچتا ہے۔ عمران اس وقت واقعی انتہائی بے بسی کے عالم میں کار کو ٹرک کی طرف پوری رفتار سے بڑھتا دیکھ رہا تھا اور اس کا انجام تو اس کے ذہن میں پوری طرح واضح تھا کہ یکلخت فیلیا کے بازوؤں نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور دوسرے لمحے کار کسی لٹو کی طرح گھومی اور پھر دو پہیوں پر چلتی ہوئی وہ ٹرک کی سائیڈ سے زائیں کی آواز سے نکلتی چلی گئی اور پھر جیسے عمران کا جسم یکلخت حرکت میں آگیا۔ ونڈ سکرین پر جلنے والے دونوں بلب بھی عین اسی لمحے اچانک بجھ گئے تھے۔ جس لمحے فیلیا کے بازو حرکت میں آئے تھے۔ پھر بریک لگنے کی تیز چیخوں سے ماحول گونج اٹھا اور چند لمحوں بعد کار ایک جھٹکے سے سائیڈ پر رکی اور اس کے ساتھ ہی فیلیا ایک چیخ مار کر سٹیئرنگ پر اوندھی ہو گئی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھولا اور نیچے اترا ہی تھا کہ ٹرک سے جو کچھ آگے جا کر کار کی طرح رک

گیا تھا۔ ایک لمبا تڑنگا آدمی اچھل کر نیچے اترا اور دوڑتا ہوا عمران کی طرف آنے لگا۔ یہ مقامی آدمی تھا۔ جسم پر ٹرک ڈرائیوروں جیسا لباس تھا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ خشونت اور غصہ تھا۔ ٹائیگر بھی دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا تھا۔

"یہ کیا حماقت تھی۔ کیا تم لوگ پاگل ہو"...... اس ڈرائیور نے قریب آکر غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے جب اس کی نظریں سٹیرنگ پر اوندھی پڑی ہوئی فیلیا پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"آئی۔ ایم۔ سوری۔ اس کا مطلب تھا کہ کوئی گڑ بڑ تھی مس صاحبہ کے ساتھ۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے انتہائی خوفناک ایکسیڈنٹ سے بچا لیا ہے"...... ڈرائیور نے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"ٹھہرو۔ ایک منٹ"...... عمران نے کہا تو ڈرائیور نے رخ واپس عمران کی طرف موڑ دیا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ ایکسیڈنٹ کیسے بچ گیا ہے۔ مجھے تو اب تک یقین نہیں آ رہا"...... عمران نے کہا تو ڈرائیور بے اختیار مسکرا دیا۔

"اگر ڈرائیونگ سیٹ پر میری بجائے کوئی اور ہوتا تو بچنے کا ایک فیصد بھی چانس نہ ہو سکتا تھا لیکن میرا استاد بڑا کامل تھا۔ اس نے پچاس سال ٹرک چلایا ہے لیکن آج تک اس کا ایکسیڈنٹ نہیں ہوا

اور مجھے بھی پچیس سال ہو گئے ہیں ٹرک چلاتے ہوئے۔ ایسے کئی بار بال بال بچا ہوں۔ بس اللہ تعالیٰ کا کرم ہو جاتا ہے"...... ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"واقعی خوش قسمتی اسی کو کہتے ہیں"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"خوش قسمتی سے تو انکار نہیں ہے جناب۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنہ میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ میرے استاد نے بتایا تھا کہ جب بھی کبھی کوئی خطرناک لمحہ آ جائے تو میں فوراً ہی اللہ تعالیٰ کے با برکت اسمائے حسنہ کا ورد شروع کر دیا کروں۔ اگر میری موت کی گھڑی نہیں آ گئی جو کہ کسی صورت بھی نہیں ٹل سکتی تو اللہ تعالیٰ اپنا کرم ضرور کرے گا۔ اب آپ دیکھئے۔ کوئی صورت تھی بچ جانے کی۔ بظاہر تو ایک فیصد بھی نہ تھی لیکن عین آخری لمحات میں آپ کی ساتھی خاتون نے حیرت انگیز مہارت کا مظاہرہ کیا اور یہ خوفناک ایکسیڈنٹ ہونے سے بچ گیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے با برکت اسمائے حسنہ کی برکت سے ہوا ہے"...... ڈرائیور نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ تم نے کون سا اسم پڑھا تھا"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے کہاں پڑھا تھا جناب اس وقت مجھے ہوش ہی کہاں تھا۔ یہ تو خود بخود میری زبان پر یا حیی یا قیوم کا ورد شروع ہو گیا تھا۔ کیونکہ جناب میرے استاد نے مجھے بتایا تھا کہ ان ناموں میں بڑی طاقت ہے

چنانچہ تب سے آج پچیس سال ہو گئے ہیں میں ہر نماز کے بعد باقاعدگی سے ایک تسبیح اس کی پڑھتا ہوں۔ شاید اس کی وجہ سے زبان پر خود بخود ورد شروع ہو گیا تھا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ اس کی رحمت ہے۔ اچھا جناب خدا حافظ"...... ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر سلام کر کے تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"ہونہہ...... تو یہ دھاکلا اپنے آپ کو نجانے کتنا طاقتور سمجھ رہا تھا ان اسمائے حسنہ کی تاب ہی نہ لا سکا"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ فیلیا بے ہوش ہو چکی ہے"...... اسی لمحے ٹائیگر نے کہا وہ اب تک خاموش ہی رہا تھا۔

"اسے اٹھا کر عقبی سیٹ پر لٹا دو اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ جاؤ اور سنو۔ مسلسل یا حیی یا قیوم کا ورد کرتے رہنا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا کار کے سامنے سے مڑ کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بے ہوش فیلیا کو ڈرائیونگ سیٹ سے کھینچ کر باہر نکالا اور پھر اسے کار کی عقبی سیٹ پر لٹا دیا۔ سیٹ کے ساتھ منسلک دو بیلٹس اس نے فیلیا کے جسم کے گرد باندھ دی تھیں تاکہ وہ بے ہوشی کے عالم میں سیٹ سے نیچے نہ گر جائے اور پھر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران دوبارہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اور اس کے ساتھ ہی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر سڑک پر خاصی تیز رفتاری سے دوڑنے لگی۔ عمران اور ٹائیگر دونوں کے

منہ مسلسل ہل رہے تھے۔ وہ دونوں ہی مسلسل یا حیی یا قیوم کا ورد کرتے جا رہے تھے۔ ابھی کار نے کچھ فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ عقبی سیٹ سے فیلیا کی کراہنے کی آوازیں سنائی دیں تو عمران نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا تو فیلیا خود بخود ہوش میں آ رہی تھی۔ عمران نے اپنی بیلٹ ہٹائی اور پھر دونوں فرنٹ سیٹوں سے نکل کر وہ عقبی سیٹ کی طرف گیا۔ اس نے فیلیا کے جسم کے گرد بندھی ہوئی دونوں بیلٹس کھولیں اور فیلیا کو سہارا دے کر اٹھا کر بٹھا دیا۔

"کک۔ کک۔ کیا۔ کیا۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا ہم بچ گئے ہیں۔ وہ وہ خوفناک ٹرک کہاں گیا"...... فیلیا نے خوفزدہ لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہم بچ گئے ہیں فیلیا۔ ہوش میں آؤ"...... عمران نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا تاکہ وہ اس لاشعوری کیفیت سے نکل آئے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انتہائی خوف سے بے ہوش ہونے والے اگر زیادہ دیر تک لاشعوری کیفیت میں رہیں تو خوف کا دباؤ ذہن کے خلیات کو ہمیشہ کے لئے تباہ بھی کر سکتا ہے۔ اس لئے فیلیا کے کراہنے کی آواز سنتے ہی وہ خود اس کے پاس پہنچ گیا تھا۔

"بچ گئے۔ اوہ گاڈ۔ کیا واقعی بچ گئے۔ مگر کیسے۔ وہ کار تو اس ٹرک کی طرف ہی سیدھی جا رہی تھی۔ میں نے بہت کوشش کی کہ وہ ادھر نہ جائے لیکن وہ تو سیدھی اسی طرف بڑھی جا رہی تھی اور پھر مجھے ہوش ہی نہ رہا۔ ہم کیسے بچ گئے۔ کیا ٹرک ہوا میں اڑ گیا تھا"...... فیلیا نے

قدرے ہوش میں آتے ہوئے کہا اور عمران اس کے فقرے کا آخری حصہ سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔ کیونکہ اس وقت واقعی صورت حال ایسی ہی تھی کہ صرف اس صورت میں ہی ایکسیڈنٹ بچ سکتا تھا کہ یا تو کار ہوا میں اڑ جاتی یا پھر ٹرک ہوا میں اڑتا ہوا اوپر سے گزر جاتا اور بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

"نہ ٹرک ہوا میں اڑا اور نہ ہماری کار۔ اس کے باوجود ایکسیڈنٹ نہیں ہوا کیونکہ عین آخری لمحات میں تم نے حیرت انگیز ماہرانہ انداز میں ڈرائیونگ کرتے ہوئے کار کو دو پہیوں پر چلا کر ایکسیڈنٹ بچا لیا تھا اور پھر جب کار رکی تو تم بے ہوش ہو گئی تھیں"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور فیلیا کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"مم۔ میں نے۔ میں نے ماہرانہ ڈرائیونگ کی تھی۔ اوہ۔ مگر کیسے یہ کیسے ہو گیا"...... فیلیا اب پوری طرح ہوش میں آ گئی تھی۔

"اللہ کا کرم ہو گیا ہے اور بس"...... عمران نے اسے پوری طرح ہوش میں دیکھ کر اس کے کاندھے چھوڑے اور سیٹ کے کنارے کی طرف کھسک گیا۔

"ہاں۔ واقعی خدا بے حد مہربان ہے۔ بعض اوقات ناممکن بھی ممکن ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ سرخ آنکھیں۔ وہ ونڈ سکرین پر موجود سرخ آنکھیں۔ وہ خوفناک اور نامانوس سی آواز۔ وہ کس کی آواز تھی۔ وہ۔ وہ مجھے تو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی زمین کی سب سے نچلی تہہ سے بول رہا ہو"...... فیلیا نے کہا۔

"وہ ایک شیطانی قوت تھی۔ وہ ہمیں مارنے آئی تھی۔ اپنی طاقت کی بڑی ڈینگیں مار رہی تھی لیکن اسے معلوم ہی نہ تھا کہ موت اور زندگی کسی شیطان یا اس کی کسی ذریت کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر منحصر ہے جو سب پر قادر ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"باس۔ شہر کے آثار شروع ہو گئے ہیں"...... اچانک ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"فیلیا۔ تم فرنٹ سیٹ پر چلی جاؤ اور میرے ساتھی کو ایئر پورٹ کا راستہ بتاتی جاؤ"...... عمران نے فیلیا سے کہا اور فیلیا سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور فرنٹ سیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک پولیس چیک پوسٹ کے قریب جا کر رک گئی سڑک بند تھی اور ہر طرف پولیس ہی پولیس نظر آ رہی تھی۔

"آپ تینوں باہر آ جائیں"...... ایک پولیس آفیسر نے کار کے قریب آ کر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"آفیسر۔ میرا نام فیلیا ہے اور میں ایمرلڈ فیکٹری میں اسسٹنٹ منیجر ہوں۔ یہ دیکھیے میرا کارڈ"...... فیلیا نے کار کے ڈیش بورڈ سے ایک کارڈ نکال کر اس پولیس آفیسر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ پہلے باہر آؤ تم سب"...... آفیسر نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران سب سے پہلے کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا پھر فیلیا اور ٹائیگر بھی باہر آ گئے۔

"آپ کو منشیات کی سمگلنگ کے الزام میں گرفتار کیا جاتا ہے"۔ اچانک پولیس آفیسر نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے تقریباً پندرہ کے قریب ریوالور ان تینوں کے گرد اٹھ گئے پولیس نے اس طرح ان کے گرد حصار قائم کر لیا تھا جیسے وہ اشتہاری مجرم ہوں اور بڑی مشکل سے ہاتھ آئے ہوں۔

"منشیات۔ کہاں ہے منشیات"...... عمران نے حیران ہو کر کہا لیکن کسی نے اس کی بات کا جواب نہ دیا اور دوسرے لمحے فیلیا سمیت ان سب کے ہاتھ عقب میں کر کے ہاتھوں میں کلپ ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں۔

"یہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ یہ زیادتی ہے۔ کہاں ہے پولیس کمشنر۔ بلاؤ اسے"...... فیلیا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ انہی کے حکم سے کیا جا رہا ہے اور تم تینوں کو بھی وہیں لے جایا جائے گا"...... اس پولیس آفیسر نے طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر ان تینوں کو ایک پولیس جیپ میں بٹھا دیا گیا اور پولیس جیپ خاصی تیز رفتاری سے شہر کے اندرونی علاقوں کی طرف بڑھنے لگی۔ عمران نے دیکھا کہ ان کی گرفتاری کے ساتھ ہی سڑک کھول دی گئی تھی اور مزید چیکنگ ختم کر دی گئی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ سب کچھ صرف ان کی گرفتاری کے لئے کیا گیا تھا۔ گو کلپ ہتھکڑی کھولنا یا پولیس کی گرفت سے نکل جانا عمران کے لئے مشکل نہ تھا لیکن عمران اس لئے خاموش بیٹھا ہوا تھا کہ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ سب کچھ

کیوں اور کس کے حکم کے تحت ہو رہا ہے۔ ویسے اس کے ذہن میں بار بار یہی خیال آ رہا تھا کہ یہ سب دھاکلا کی کارستانی ہے۔ اس نے براہ راست حملے میں ناکام ہونے کے بعد یہ نیا پلان بنایا تھا۔ لیکن اس سے اسے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ یہی بات عمران سوچ رہا تھا۔ پولیس جیپ تھوڑی دیر بعد ایک احاطے کے بند گیٹ کے سامنے رک گئی۔ گیٹ کے باہر دو مسلح باوردی سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے جیپ کے رکتے ہی تیزی سے پھاٹک کھول دیا اور جیپ آگے بڑھ گئی۔ یہ واقعی پولیس چیف کا دفتر تھا کیونکہ پھاٹک پر نہ صرف بورڈ نصب تھا بلکہ اندر بھی کمروں پر آفس پلیٹیں موجود تھیں۔ عمران، ٹائیگر اور فیلیا کو ایک بڑے سے دفتر نما کمرے میں لے جایا گیا جس میں ایک بڑی سی دفتری میز کے پیچھے ایک گنجے سر اور چوڑے چہرے والا آدمی بیٹھا ہوا تھا اس کے جسم پر براؤن رنگ کی یونیفارم تھی۔ اس کی آنکھوں میں چیتے کی سی چمک تھی اور اس کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"تمہارا نام عمران ہے اور تم پاکیشیائی ہو"...... اس پولیس چیف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے مجھے کیسے پہچان لیا۔ کیا میرا حلیہ تمہیں پہلے بتایا گیا تھا۔ کس نے بتایا تھا"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"وزیر داخلہ صاحب نے"...... پولیس چیف نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس بار دھاکلا نے نئی چال چلی ہے۔

"وزیر داخلہ کو میرے حلیے اور نام کا کیسے علم ہو گیا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"وزیر داخلہ صاحب کو ان کے مخبروں نے براہ راست تمہارے متعلق اطلاع دی ہے۔ حلیہ بھی بتایا تھا اور نام بھی۔ کیونکہ تم بین الاقوامی سمگلر ہو۔ چنانچہ تمہاری کار کو روکا گیا اور نتیجے میں تم یہاں موجود ہو اور یہاں منشیات کی سمگلنگ کی سزا موت ہے"...... پولیس چیف نے سرد لہجے میں جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ دروازہ کھلا اور وہی پولیس آفیسر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا بریف کیس تھا۔

"جناب۔ یہ بریف کیس کار میں موجود تھا۔ اس کے خفیہ خانوں میں اعلیٰ کوالٹی کی منشیات کی بھاری مقدار موجود ہے"...... اس پولیس آفیسر نے اندر داخل ہوتے ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تو وزیر داخلہ صاحب کو درست اطلاع دی گئی تھی"۔ پولیس چیف نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ ہمیں اپنے وزیر داخلہ کے سامنے پیش کر دو۔ ہم خود انہیں اپنی صفائی دے دیں گے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس بار دھاکلانے واقعی انتہائی ذہانت سے ان کے خلاف جال بنا ہے۔

"جناب وزیر داخلہ کو میں بتا دوں گا۔ تم فکر نہ کرو۔ اگر انہوں نے تمہیں طلب کر لیا تو تمہیں پیش بھی کر دیا جائے گا۔ فی الحال تم پر

مقدمہ چلے گا"...... پولیس چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کھڑے ہوئے مسلح پولیس آفیسر کو انہیں لے جانے کا اشارہ کیا۔

"آؤ"...... پولیس آفیسر نے عمران سے کہا اور پھر وہ انہیں بازوؤں سے پکڑ کر بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئے۔ پھر ایک راہداری میں سے گزرنے کے بعد وہ ایک اور کمرے میں پہنچ گئے۔ یہ کمرہ اپنی ساخت کے لحاظ سے ساؤنڈ پروف لگ رہا تھا۔ کمرے کا آدھے حصہ عدالت کے سے انداز میں بنا ہوا تھا جبکہ باقی آدھے حصے میں کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک طرف لوہے کا ایک بڑا سا کیبن تھا اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس کیبن میں پہنچا کر باہر سے باقاعدہ تالا لگا دیا گیا۔ کیبن میں عجیب سی بو تھی اور دوسرے لمحے عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ کیبن کے فرش پر انسانی خون کے بڑے بڑے داغ موجود تھے۔

"یہ تم ہمیں کہاں لے آئے ہو"...... عمران نے سائیڈ پر کھڑے ہوئے پولیس آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عدالت میں اور کہاں لے جانا تھا۔ ہمارے ہاں منشیات کے سمگلروں کے خلاف خصوصی عدالت لگتی ہے فوری فیصلہ ہوتا ہے اور اس پر فوری عمل کیا جاتا ہے"...... پولیس آفیسر نے جواب دیا اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ یہ سارا ڈرامہ انہیں فوری طور پر ہلاک کرنے کے لئے کھیلا جا رہا ہے اور ظاہر ہے چونکہ یہ ڈرامہ سرکاری طور پر عام لوگ کھیل رہے تھے اس لئے یہاں تحفظ بھی

عام حالات جیسا ہی کرنا پڑے گا چنانچہ اس کی انگلیوں نے فوری طور پر کلپ ہتھکڑی کے درمیان موجود بٹن کو ٹٹولنا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد ہلکی سی کلک کی آواز کے ساتھ ہی اس کی ہتھکڑی کھل گئی ۔ وہ کیبن کے اندر جس انداز میں کھڑے تھے ان کی پشت پر دیوار تھی اور پولیس والے سائیڈ پر کھڑے تھے ۔

" میں پولیس والوں سے مڑ کر بات کرتا ہوں ۔ تم اپنی پشت میری پشت سے ملا دو ٹائیگر ۔ تاکہ میں تمہاری ہتھکڑی کھول سکوں اور پھر تم نے فیلیا کی ہتھکڑی بھی اسی طرح کھولنی ہے ۔ لیکن فیلیا کو اشارے سے بتا دینا کہ اس نے پولیس والوں کو یہ تاثر نہیں دینا کہ ہتھکڑی کھل چکی ہے "...... عمران نے پاکیشیائی زبان میں ٹائیگر سے بات کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

" یہ تم کس زبان میں بات کر رہے ہو اور کیا بات کر رہے ہو "...... پولیس آفیسر نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور عمران باقاعدہ اس کی طرف مڑ گیا ۔

" تمہارا کیا نام ہے تاکہ بات چیت میں تم سے آسانی ہو جائے ۔ تم شکل سے تو واقعی انتہائی شریف آدمی لگتے ہو "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" میرا نام سلطان ہے اور سن لو کہ مجھے کسی رشوت کی پیشکش نہ کرنا ۔ ہم منشیات کے سمگلروں کو اپنا اور اپنے بچوں کا قاتل سمجھتے ہیں "...... پولیس آفیسر سلطان نے بڑے سرد لہجے میں کہا ۔ یہ وہی

آفیسر تھا جو بریف کیس لے کر آیا تھا ۔

" کیا یہ بریف کیس تم نے واقعی ہماری کار سے برآمد کیا ہے "...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی انگلیاں ٹائیگر کی ہتھکڑی کے بٹن کو ٹٹولنے میں بھی مصروف تھیں ۔

" ہاں ۔ یہ کار کی ڈگی میں بچھے ہوئے قالین کے نیچے موجود تھا ۔ میں نے کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا "...... سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ درست کہہ رہا ہے اور عمران کو اس پر قطعاً کوئی حیرت نہ ہوئی کہ یہ بریف کیس کار میں کیسے پہنچ گیا کیونکہ دھاکلا جیسی شیطانی قوت کے لئے ایسا کھیل کھیلنا کوئی مشکل نہ تھا لیکن اس دوران ٹائیگر کی ہتھکڑی وہ کھول چکا تھا اور اب ٹائیگر فیلیا سے آہستہ آہستہ بات کر رہا تھا ۔

" باس ۔ کام ہو گیا ہے "...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر نے پاکیشیائی زبان میں کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ابھی چند ہی لمحے گزرے تھے کہ کمرے کے عقب میں موجود دروازہ کھلا اور دو لمبے قد کے آدمی اندر داخل ہوئے ۔ ان کے جسموں پر فوجی یونیفارم تھی اور کاندھوں پر موجود سٹار سے وہ دونوں کرنل تھے ۔ انہوں نے اندر داخل ہوتے ہی ایک نظر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر کرسیوں پر بیٹھ گئے ۔ کمرے میں موجود پولیس آفیسر نے انہیں بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا ۔

"کیس پیش کیا جائے"...... ایک کرنل نے کہا اور اسی پولیس آفیسر نے بریف کیس اٹھا کر ان کے سامنے رکھا اور اسے کھول دیا۔ اس میں واقعی منشیات کے بہت سے بیگ موجود تھے اب چونکہ پولیس آفیسر کی نظریں عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے ہٹ گئی تھیں اس لئے عمران نے آہستہ سے ایک ہاتھ اپنی جیب میں ڈالا۔ اسے معلوم تھا کہ راستے میں ان کی تلاشی نہیں لی گئی تھی اور اس کی جیب میں موجود مشین پسٹل ابھی تک موجود ہے اور واقعی ایسا ہی تھا۔ اس نے بڑی آہستگی سے مشین پسٹل جیب سے نکال لیا اور ہاتھ کو سختی سے اپنے جسم کے ساتھ لگائے رکھا تاکہ مشین پسٹل کو چیک نہ کیا جا سکے پولیس آفیسر وزیر داخلہ کو ہونے والی مخبری اور پھر کار کو روکنے کے بارے میں تفصیل بتا رہا تھا۔ دونوں کرنل خاموش بیٹھے پولیس آفیسر کی رپورٹ سن رہے تھے ان کے چہروں پر پتھر کی سی سنجیدگی تھی۔

"آپ حضرات کو صفائی میں کچھ کہنا ہے"...... پولیس آفیسر کی بات ختم ہونے پر ایک کرنل نے مڑ کر عمران اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"ہم بے گناہ ہیں۔ کیا آپ صرف پولیس رپورٹ سن کر مقدمے کا فیصلہ کر دیں گے۔ وہ مخبر کون ہے۔ اس نے کیسے مخبری کی۔ کوئی اور گواہ ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ خصوصی عدالت ہے اور ہمیں اپنے پولیس آفیسران کی دیانت پر مکمل اعتماد ہے۔ مال برآمد ہو چکا ہے۔ اس لئے تمہیں موت کی سزا

دی جاتی ہے اور پولیس آفیسر سلطان کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے سرکاری ریوالور سے ہمارے سامنے ہمارے فیصلے پر عمل درآمد کرے"۔ اسی کرنل نے کسی روبوٹ کی طرح بولتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... پولیس آفیسر سلطان نے پیچھے ہٹ کر سلیوٹ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیلٹ کے ساتھ لٹکے ہوئے ہولسٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دوسرے لمحے گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی پولیس آفیسر سلطان اور اس کے پیچھے کھڑے ہوئے دو اور پولیس آفیسرز چیختے ہوئے نیچے گرے اور بری طرح تڑپنے لگے۔

"یہ۔ یہ۔ کیا۔ یہ کیا"...... دونوں کرنلوں نے بجلی کی سی تیزی سے اٹھتے ہوئے چیخ کر کہا لیکن دوسرے لمحے عمران نے مشین پسٹل کا رخ ان کی طرف کر دیا۔ کیبن فولاد کی لمبی لمبی پٹیوں سے بنایا گیا تھا لیکن ان کے درمیان اتنا فاصلہ موجود تھا کہ گولی تو ایک طرف مشین پسٹل کو بھی باہر نکالا جا سکتا تھا اس لئے عمران کو پولیس آفیسرز کو نشانہ بنانے میں کسی وقت کا سامنا نہ کرنا پڑا تھا اور ان کرنلوں کو بھی نشانہ بنانے کے لئے اسے صرف ہاتھ کو گھمانا پڑا تھا اور دوسرے لمحے دونوں کرنل فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد ہی وہ ساکت ہو گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تم نے سب کو قتل کر دیا ہے۔ اس طرح۔ اوہ۔ یہ تو قتل ہے۔ یہ سرکاری آدمی تھے"...... فیلیا نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے

میں کہا۔

"ہم بے گناہ ہیں اور بے گناہ افراد کو دنیا کا ہر قانون اپنی جان کا تحفظ دینے کا اختیار دیتا ہے۔ان لوگوں نے یہ کمرہ اور یہ کیبن بنایا ہی اس لئے ہے کہ وہ یہاں لوگوں کو پکڑ کر لاتے ہیں اور پھر عدالت کا ڈرامہ ظاہر کر کے انہیں یہیں اس کیبن میں ہی گولی مار دی جاتی ہے۔ تم نے مارک نہیں کیا کہ کیبن میں خون کے بڑے بڑے خشک دھبے صاف نظر آرہے ہیں اور حقیقتاً انہی دھبوں کی وجہ سے مجھے فوری طور پر حرکت میں آنا پڑا تھا۔ورنہ شاید میں بھی اس انتظار میں رہتا کہ یہ ہمیں یہاں سے نکال کر کسی قید خانے میں پہنچا دیں گے اور ہم راستے میں فرار ہو جائیں گے۔لیکن اگر میں ہتھکڑی نہ کھولتا اور مشین پسٹل کا فوری فائر نہ کرتا تو اب تک ہم تینوں لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہوتے"...... عمران نے فیلیا کو تسلی دینے کی غرض سے وضاحت کرتے ہوئے کہا کیونکہ فیلیا کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ اس ساری کارروائی سے انتہائی خوفزدہ ہو گئی ہے اور ظاہر ہے ابھی انہوں نے اس کیبن سے باہر بھی نکلنا تھا اور اگر فیلیا کو نارمل نہ کیا جاتا تو وہ ان کے لئے رکاوٹ بن سکتی تھی۔

"اوہ۔ہاں واقعی۔یہ لوگ تو خود قاتل ہیں۔لیکن تم لوگوں نے یہ ہتھکڑیاں کیسے کھولی ہیں۔کیا تم بھی جادوگر ہو"...... فیلیا نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔اس نے کوئی جواب دینے کی بجائے مشین پسٹل کو فولادی پٹیوں کے درمیانی فاصلے سے باہر نکالا اور اس کا رخ موڑ کر

اس نے تالے پر فائر کھول دیا۔دوسرے لمحے تالے کے پرخچے اڑ گئے۔

"ادھر آؤ فیلیا۔تمہارا ہاتھ ہماری نسبت پتلا ہے۔ہاتھ باہر نکال کر یہ کنڈہ کھول دو"...... عمران نے مڑ کر فیلیا سے کہا اور فیلیا تیزی سے عمران کے قریب آ گئی۔اس نے جلدی سے ہاتھ باہر نکالا اور دوسرے لمحے کنڈہ کھل چکا تھا۔کیبن کا دروازہ کھول کر وہ تینوں باہر آ گئے۔

"ٹائیگر۔تم نے مس فیلیا کا بھی خیال رکھنا ہے۔اب ہمیں یہاں سے نکلنا ہو گا اور باہر باقاعدہ پولیس ہیڈ کوارٹر ہے"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس۔یہاں سے نکل کر بھی ہمارے لئے خطرات موجود رہیں گے کیونکہ پولیس نے فوری طور پر اس چھوٹے سے شہر کی ناکہ بندی کر لینی ہے اور اب چونکہ پولیس کے آفیسرز قتل ہو چکے ہیں اس لئے اس بار تو انہوں نے ہمیں دیکھتے ہی گولی مار دینی ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ادھر آؤ۔جدھر سے یہ کرنل آئے ہیں ادھر یقیناً کوئی ایسا راستہ ہو گا جہاں سے ہم ان کی نظروں میں آئے بغیر نکل سکتے ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے اس طرف کو بڑھ گئے جہاں دونوں کرنلوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔عقبی طرف ایک دروازہ تھا۔عمران نے دروازہ کھولا تو دوسری طرف ایک طویل راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک اور دروازہ نظر آرہا تھا۔عمران نے اپنے ساتھیوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور جب ٹائیگر اور فیلیا دونوں

دروازے کو کراس کر کے راہداری میں پہنچے تو عمران نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا اور پھر وہ انتہائی تیز رفتاری سے اس راہداری سے گزر کر آخر میں موجود دروازے تک پہنچ گئے۔ دروازہ لاک نہ تھا اس لئے آسانی سے کھل گیا اور دوسری طرف جھانکتے ہی عمران بے اختیار چونک پڑا۔ یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جسے دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا لیکن یہ دفتر خالی تھا۔ عمران آگے بڑھا اور پھر جب اس نے دفتر کے بیرونی دروازے کو کھولا تو باہر دو مسلح فوجی کھڑے نظر آئے اور باہر ایک کھلی جگہ پر ایک فوجی ہیلی کاپٹر بھی موجود تھا۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل پر گرفت مضبوط کی اور دوسرے لمحے وہ دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ دونوں فوجی دروازہ کھلنے کی آواز سن کر مڑے ہی تھے کہ عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی دونوں فوجی چیختے ہوئے نیچے گرے اور بری طرح تڑپنے لگے۔

"جلدی کرو۔ ہم نے اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہے"......... عمران نے چیخ کر کہا اور ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ پڑا۔ ٹائیگر فیلیا کا بازو پکڑے اسے گھسیٹتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف لے گیا۔ اس پورے حصے میں ان دو فوجیوں کے علاوہ اور کوئی آدمی نہ تھا۔ اس لئے ہیلی کاپٹر تک پہنچنے کے دوران کہیں سے بھی کوئی مداخلت نہ ہوئی اور چند لمحوں بعد وہ ہیلی کاپٹر کے اندر داخل ہو چکے تھے۔ عمران نے پائلٹ سیٹ سنبھالی اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھ گیا۔

"ٹائیگر۔ یا حیئ یا قیوم کا ورد شروع کر دو"۔ ورنہ وہ دھاکلا ہمیں

ہیلی کاپٹر سمیت نیچے پھینک دے گا"............ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے خود بھی تیزی سے ان اسمائے حسنہ کا ورد شروع کر دیا۔

"یہ تم نے کیا کہا ہے"........ فیلیا نے چونک کر پوچھا لیکن نہ ہی عمران نے کوئی جواب دیا اور نہ ہی ٹائیگر نے۔ ہیلی کاپٹر فضا میں کافی بلندی پر اٹھنے کے بعد تیزی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اور چند لمحوں بعد وہ شہر کافی پیچھے رہ گیا۔ لیکن عمران سوچ رہا تھا کہ اس دھاکلا سے نمٹنے کے لئے اسے کچھ اور سوچنا پڑے گا ورنہ اس طرح وہ کب تک آگے بڑھ سکیں گے۔ فوجی ہیلی کاپٹر کسی بھی لمحے کسی بھی فوجی ایئر چیک پوسٹ سے چیک کیا جا سکتا تھا اور ہو سکتا ہے کہ اب تک ان کرنلوں اور فوجیوں کی ہلاکت کا علم بھی سب کو ہو چکا ہو۔ اس لحاظ سے تو وہ انتہائی شدید خطرے کی زد میں تھے لیکن اس دھاکلا سے نمٹنے کی کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ آخر کار اس نے یہی سوچا کہ ان اسمائے حسنہ کو لکھ کر وہ اپنے پاس رکھ لے اور ٹائیگر کو بھی دے دے۔ لیکن ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اچانک ہیلی کاپٹر کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور عمران نے چونک کر دیکھا تو ہیلی کاپٹر کا انجن بند ہو چکا تھا اور وہ بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے نیچے زمین کی طرف گرنا شروع ہو گیا تھا۔ فیلیا کے حلق سے یکلخت چیخیں نکلنے لگیں۔ عمران نے جلدی سے انجن کو چیک کیا لیکن کسی خرابی کے کوئی آثار موجود نہ تھے۔ البتہ وہ بند تھا۔

"کچھ کرو۔ کچھ کرو"....... فیلیا نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا لیکن عمران کیا کر سکتا تھا۔ ہیلی کاپٹر میں پیراشوٹ بھی موجود نہ تھے اور نہ ہی انہیں پہننے کا وقت تھا۔ ہیلی کاپٹر مسلسل نیچے گرتا چلا جا رہا تھا۔ ٹائیگر بھی ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ پتھر کی طرح سخت ہو گیا تھا جبکہ فیلیا کی گردن ایک طرف کو ڈھلک چکی تھی۔ وہ خوف کی شدت سے بے ہوش ہو چکی تھی۔

"یا اللہ اب تو ہی مدد کرنے والا ہے"....... عمران کے منہ سے نکلا اور ابھی اس کا فقرہ ختم بھی نہ ہوا تھا کہ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمران کو ایک لمحے کے ہزارویں حصے کے لئے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا جسم ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا ہو اور اس کے بعد جیسے اتھاہ تاریکی نے اس کے تمام احساسات کو اپنی گرفت میں لے لیا اور شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کیونکہ اس قدر تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر کے زمین سے ٹکرانے کے بعد یہی نتیجہ نکل سکتا تھا۔

پروفیسر آرام کرسی پر بیٹھا آہستہ آہستہ شراب پینے میں مصروف تھا اس کے ذہن پر ابھی تک جبوتی اور اس کی ذریات کے خاتمے کا اثر موجود تھا۔

"دھاکلا بہت طاقتور ہے۔ وہ یقیناً عمران اور اس کے ساتھیوں کو ختم کر ڈالے گا"....... پروفیسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ یکلخت کمرے میں ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی جھینگر بولا ہو اور پروفیسر بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر ایک طرف پھونک ماری تو دوسرے لمحے کمرے کی دیوار پر ایک بڑی سی چھپکلی دوڑتی ہوئی چھت سے نیچے اترنے لگی۔

"خطرہ پروفیسر۔ خطرہ تمہاری طرف بڑھ رہا ہے"....... چھپکلی کے منہ سے انسانی آواز سنائی دی۔

"کیسا خطرہ۔ تفصیل بتاؤ درگامی"........ پروفیسر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"عمران کے دو حبشی ساتھی تمہیں ختم کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔ وہ اس وقت قریب پہنچ چکے ہیں۔ وہ بے ہوش کر دینے والی ہوا پہلے کمرے کے اندر پھینکیں گے اور پھر بے ہوشی کے عالم میں ہی تمہاری دونوں آنکھیں نکال دیں گے اور تمہارے منہ میں سیاہ لگام ڈال دیں گے اس طرح تم بے بس ہو جاؤ گے اور پھر وہ تمہیں مار ڈالیں گے"...... درگامی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ان کی یہ جرأت کہ وہ پروفیسر کے بارے میں ایسا سوچ سکیں۔ میں انہیں فنا کر دوں گا"....... پروفیسر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ان دونوں کے پاس روشن کلام موجود تھا پروفیسر۔ اس لئے تم ایسا کرو کہ انہیں پہلے جسمانی طور پر بے ہوش کر دو پھر یہ کلام اگر موجود ہو تو اسے علیحدہ کر دو۔ اس کے بعد تم جیسا چاہو ان کے ساتھ سلوک کر سکتے ہو"....... درگامی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"روشن کلام تھا۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں"....... پروفیسر نے چونک کر پوچھا۔

"تفصیل بتانے کا وقت نہیں ہے پروفیسر اور وہ دونوں اب بہت قریب پہنچ چکے ہیں"........ درگامی نے کہا اور تیزی سے دوڑتی ہوئی واپس چھت کی طرف جا کر غائب ہو گئی۔ پروفیسر تیزی سے کرسی سے

اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ درگامی نے جس انداز میں روشن کلام کا ذکر کیا تھا اس سے وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ از خود ان پر حملہ نہ کر سکے گا۔ اس لئے اس نے ایک اور ترکیب سوچ لی تھی۔ دروازہ کھول کر وہ راہداری میں آیا۔ راہداری میں اس وقت کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ تیزی سے سامنے والے بند دروازے کی طرف بڑھا۔ یہ کمرہ خالی تھا۔ پروفیسر نے لاک پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھا تو کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی لاک کھلتا چلا گیا اور پروفیسر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا اس نے جلدی سے دروازہ بند کیا اور پھر بغیر لائٹ جلائے وہ اندھیرے میں ہی کمرے کے فرش پر بچھے ہوئے قالین پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا البتہ اس کا رخ دروازے کی طرف ہی تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے لب تیزی سے ہلنے شروع ہو گئے۔ چند لمحوں بعد کمرے میں ایسی غراہٹ بھری آواز سنائی دی جیسے کوئی بھوکا چیتا شکار کو دیکھ کر غراتا ہے۔

"کیا حکم ہے آقا"....... غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"تاناکی۔ دو آدمی میرے کمرے کی طرف آ رہے ہیں۔ وہ بے ہوش کر کے مجھے مارنا چاہتے ہیں۔ ان کے پاس روشن کلام ہو سکتا ہے اس لئے میں یا میری شیطانی طاقتیں ان پر براہ راست حملہ نہیں کر سکتیں۔ لیکن تم بنیادی طور پر درندے ہو اس لئے تمہارے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ تم میرے کمرے میں جاؤ اور ان دونوں کو بے ہوش کر کے روشن کلام اگر ان کے پاس ہو تو اسے ان سے علیحدہ کر دو تاکہ میں

انہیں اپنی مرضی کی عبرت ناک سزا دے سکوں "۔ پروفیسر نے کہا۔

" ٹھیک ہے پروفیسر۔ تم نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا"...... وہی غراہٹ آمیز آواز سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ پروفیسر نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر دوبارہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کی ہول سے نظریں لگا دیں۔ دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ دو قوی ہیکل حبشی اس کے کمرے کے دروازے کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک جھکا ہوا تھا جبکہ دوسرا سیدھا کھڑا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

" اندر تو کوئی آدمی بھی نہیں ہے جوزف"...... اس جھکے ہوئے حبشی نے سیدھا کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" وہ کہیں گیا ہوا ہو گا۔ آجائے گا۔ ہمیں اندر اس کا انتظار کرنا چاہئے۔ یہ زیادہ بہتر ہو گا۔ ہم اس کے واپس آنے پر اچانک اسے چھاپ لیں گے"...... دوسرے آدمی نے جواب دیا اور پہلے نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ایک بار پھر دروازے پر جھک گیا۔ لیکن دوسرے لمحے دروازہ کھلتا چلا گیا۔

" اوہ۔ اسے تو لاک ہی نہیں کیا گیا"...... پہلے نے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے کمرے میں داخل ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بند ہو گیا۔ پروفیسر ایک طویل سانس لے کر واپس مڑا اور آکر دوبارہ آلتی پالتی مار کر قالین پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہی غراہٹ آمیز آواز دوبارہ سنائی دی۔

" وہ دونوں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں پروفیسر۔ لیکن ان کے پاس روشن کلام موجود نہیں ہے"...... غراہٹ آمیز لہجے میں کہا گیا۔

" اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو"...... پروفیسر نے تیز لہجے میں کہا اور آنکھیں کھول کر وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ اس کمرے سے نکل کر اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو رہا تھا۔ اندر قالین پر وہ دونوں حبشی ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ پروفیسر نے مسکراتے ہوئے دروازہ بند کیا اور پھر اسے لاک کر کے وہ ان دونوں کی طرف بڑھا۔ اس نے ان کے سینوں پر ہاتھ رکھے۔ وہ واقعی بے ہوش تھے۔ پروفیسر نے انہیں سیدھا کیا اور پھر اس نے ایک ایک ہاتھ ان دونوں کے سروں پر رکھے اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ پڑھ رہا تھا ویسے ہی ان دونوں کے جسم تیزی سے تڑمڑ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ ہٹائے اور پھر اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب اس کی نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔ ان دونوں کے جسم مسلسل تڑمڑ رہے تھے اور پھر ان دونوں کی بند آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔

" اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ"...... پروفیسر نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور وہ دونوں اس طرح اٹھ کر کھڑے ہو گئے جیسے اگر انہیں ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو ان پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

" جھک جاؤ میرے سامنے"...... پروفیسر نے تیز لہجے میں کہا اور وہ دونوں پروفیسر کے سامنے رکوع کے بل جھک گئے۔

"سیدھے کھڑے ہو جاؤ"...... پروفیسر نے کہا اور وہ دونوں کٹھ پتلیوں کی طرح سیدھے کھڑے ہو گئے۔

"اپنے نام بتاؤ"...... پروفیسر نے کہا۔

"میرا نام جوزف ہے"...... ایک نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میرا نام جوانا ہے"...... دوسرے نے بھی اسی لہجے میں کہا۔

"عمران کہاں ہے"...... پروفیسر نے پوچھا۔

"وہ ٹائیگر کے ساتھ گیا تھا واپس نہیں آیا"...... اس بار جوانا نے جواب دیا۔

"تمہیں یہاں کا پتہ کس نے بتایا ہے"...... پروفیسر نے پوچھا اور جوانا نے اسے بابا قاقم کے پاس جانے سے لے کر یہاں تک آنے تک کی تفصیل بتا دی۔

"تم دونوں اب میرے قبضے میں ہو اور میرے ہر حکم کی تعمیل تم پر فرض ہے۔ بولو کیا تم میرے حکم کی تعمیل کرو گے"...... پروفیسر نے کہا۔

"ہم حکم کی تعمیل کریں گے"...... دونوں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تم اپنے کمروں میں جاؤ اور اگر عمران آئے تو تم نے ہر صورت میں اس کا خاتمہ کر دینا ہے۔ جاؤ اور حکم کی تعمیل کرو"۔ پروفیسر نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور وہ دونوں خاموشی سے مڑے اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں دروازہ کھول کر باہر نکل گئے

اور پروفیسر کے حلق سے بے اختیار قہقہہ سا نکل گیا۔

"ہونہہ۔ پروفیسر کو ختم کرنے آئے تھے۔ نانسنس۔ اس عمران کا کانٹا نکل جائے۔ پھر میں ان کی روحوں کو بھی تسخیر کر لوں گا"۔ پروفیسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کرسی کی پشت پر سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔

عمران کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی ہلکی پڑنے لگ گئی تھی۔یوں لگ رہا تھا جیسے اندھیرے پر روشنی غالب آرہی ہو لیکن روشنی کے اس غلبے کی رفتار بے حد سست تھی۔

"باس۔باس۔ہم بچ گئے ہیں باس"......... اچانک عمران کے کانوں میں ٹائیگر کی مسرت بھری آواز پڑی اور اس کے ساتھ ہی جیسے عمران کے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اندھیرے غائب ہو گئے۔عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ان لمحات کی فلم سی چل پڑی جب وہ تیزی سے گرتے ہوئے ہیلی کاپٹر میں بے بس بیٹھا ہوا تھا اور پھر ایک زوردار دھماکہ ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکی نے غلبہ حاصل کر لیا تھا۔دوسرے لمحے وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا۔اس کے ساتھ ہی اسے احساس ہوا کہ اس کا جسم پانی میں بری طرح بھیگا

ہوا تھا۔اس نے تیزی سے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں اور پھر اس کی نظریں ساتھ ہی موجود ایک بڑے سے جوہڑ نما تالاب پر پڑیں جس کی سطح پر ہیلی کاپٹر کے پر نظر آرہے تھے لیکن ہیلی کاپٹر پانی کے اندر تھا۔ساتھ ہی ٹائیگر کھڑا تھا۔اس کا لباس بھی بھیگا ہوا تھا۔اس کے ساتھ ہی زمین پر فیلیا لیٹی ہوئی تھی۔اس کی بھی یہی حالت تھی۔

"یہ۔یہ۔یہ کیا ہوا۔ہم بچ کیسے گئے۔کیا ہیلی کاپٹر پانی میں گرا تھا کیا تم ہوش میں رہے تھے"......... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ہیلی کاپٹر اس تالاب میں گرا۔یہ دھماکہ اس کے پانی کی سطح سے پوری قوت سے ٹکرانے کا تھا۔پھر ہیلی کاپٹر پانی کے اندر ڈوبتا چلا گیا۔چونکہ یہ مخصوص انداز کا فوجی ہیلی کاپٹر تھا اس لئے پانی پر گرنے سے یہ تباہ نہیں ہوا۔میں اس دھماکے کی وجہ سے سائیڈ سے جا ٹکرایا اور میرے سر پر چوٹ آئی۔چند لمحوں تک تو میں بھی بے حس سا رہا۔پھر تکلیف کی وجہ سے میرا ذہن کام کرنے لگا۔آپ بھی بے ہوش ہو چکے تھے جبکہ فیلیا پہلے ہی بے ہوش تھی۔صورت حال کا جائزہ لینے کے بعد میں نے جب ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی تو پانی کی زیادتی کی وجہ سے کسی صورت دروازہ کھل نہ رہا تھا۔میرے ہاتھ ایک راڈ آگیا۔اس سے میں نے شیشہ توڑ دیا اور اس کے بعد مجھے باقی جدوجہد آپ کو اور فیلیا کو باہر نکالنے کے لئے کرنا پڑی۔بہرحال میں آپ دونوں کو صحیح سلامت باہر نکالنے میں کامیاب ہو گیا"۔ٹائیگر نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر ہمیں بچا لیا ہے۔ اس کا شکر ہے۔ اب اور کیا کہا جا سکتا ہے"........ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ فیلیا کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فیلیا کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا اور چند لمحوں بعد جب فیلیا کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو اس نے ہاتھ ہٹا لئے اور پھر فیلیا کراہتی ہوئی ہوش میں آ گئی۔

"کیا ہوا۔ کیا ہوا۔ یہ۔ وہ۔ اوہ۔ وہ ہیلی کاپٹر۔ وہ تباہی"۔ فیلیا نے ہوش میں آتے ہی ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"تم خواہ مخواہ ہمارے ساتھ شامل ہو کر اس شیطانی چکر میں پھنس گئی ہو فیلیا۔ اس لئے اب تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم کسی بھی سمت چل پڑو۔ کہیں نہ کہیں آبادی میں پہنچ جاؤ گی اور پھر وہاں سے اپنی فیکٹری واپس چلی جانا"........ عمران نے اس سے مخاطب ہو کر سنجیدہ لہجے میں کہا تو فیلیا ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور دوسرے لمحے بے اختیار سمٹ سی گئی کیونکہ اس کا لباس بھی پانی سے شرابور تھا لیکن چونکہ لباس موٹے کپڑے کا تھا اس لئے بھیگنے کے باوجود وہ لباس ہی رہا تھا۔ فیلیا چونکہ سلیم الفطرت لڑکی تھی اس لئے لاشعوری طور پر اپنے بھیگنے کا احساس ہوتے ہی سمٹ سی گئی تھی اور اس کے اس انداز کی وجہ سے عمران کے چہرے پر اس کے لئے تحسین کے آثار ابھر آئے تھے لیکن اس نے منہ دوسری طرف کر لیا تھا تاکہ فیلیا کو مزید احساس نہ ہو۔

"ہم آخر کس طرح زندہ بچ گئے ہیں۔ یہ تو ناممکن تھا"........ فیلیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اللہ تعالیٰ کا جب کرم ہو جائے تو ناممکن بھی ممکن ہو جاتا ہے۔ ہیلی کاپٹر کا چونکہ انجن بند تھا اس لئے وہ سیدھا نیچے بیٹھ رہا تھا اور پھر وہ پانی کے اس گہرے جوہڑ میں گرا۔ اس طرح یہ تباہ ہو جانے سے بچ گیا اور ٹائیگر نے ہمت کی کہ وہ خود بھی باہر آ گیا اور ہم دونوں کو بھی باہر نکال لایا"........ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ گاڈ۔ کس قدر خوفناک لمحات تھے۔ مجھے تو اب تک یقین نہیں آ رہا۔ لیکن یہ ہیلی کاپٹر کا انجن کیسے بند ہو گیا تھا"........ فیلیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"وہی شیطانی چکر اور کیا کہا جا سکتا ہے اور ابھی نجانے اس چکر میں ہمیں اور کیا کیا دیکھنا پڑے گا۔ اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ تم ہم سے ابھی علیحدہ ہو جاؤ"........ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن تم۔ تم کیسے جاؤ گے۔ وہ۔ وہ پولیس تو تمہیں پکڑ لے گی۔ وہ تو مجھے بھی پکڑ لے گی۔ کار تو میری ہی تھی اور میں تمہارے ساتھ تھی"........ فیلیا نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ تمہیں خود معلوم ہے کہ نہ تم منشیات کی سمگلر ہو اور نہ ہم اور نہ تمہاری کار میں وہ بریف کیس موجود تھا۔ یہ سب شیطانی کارروائیاں ہیں اور ان کا ٹارگٹ ہم ہیں۔ اس لئے ہم سے علیحدہ ہوتے ہی تمہاری اہمیت ختم ہو جائے گی اور تمہیں کوئی کچھ نہ کہے

گا"........ عمران نے جواب دیا۔

"سوری عمران۔ اب میرے لئے ایسا ممکن نہیں رہا۔ میں اپنی خوشی سے تمہارے ساتھ شامل ہوئی ہوں۔ اب چاہے میں مرتی ہوں یا زندہ رہتی ہوں۔ تم پر اس کا کوئی بوجھ نہ ہو گا"........ فیلیا نے یکلخت انتہائی پرجوش لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک دور سے ایک فوجی جیپ خاصی تیز رفتاری سے ان کی طرف آتی دکھائی دی۔

"اوہ۔ ہیلی کاپٹر گرنے کی وجہ سے فوج چیکنگ کے لئے آرہی ہے۔ اگر یہ جیپ اکیلی ہے تو پھر ہم نے اس جیپ پر قبضہ کرنا ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہیں تو پھر ہمیں چھپنا پڑے گا"........ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر انہیں کچھ دور اونچے اونچے پتھروں کا ایک ڈھیر سا نظر آگیا۔ وہ تینوں زمین پر رینگتے ہوئے انداز میں آگے بڑھے اور پتھروں کے پیچھے چھپ گئے۔

"ہمارے لباسوں سے گرنے والے پانی کی لکیر انہیں ہماری یہاں موجودگی کا پتہ دے دے گی باس"........ ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ یہ لکیر اتنی زیادہ واضح نہیں ہے اور جیپ کے یہاں پہنچنے تک یہ اور بھی مدہم ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ انہیں تو یہی خیال ہو گا کہ ہیلی کاپٹر پانی کے اندر گرا ہے اور ہماری لاشیں بھی اس کے اندر ہی ہوں گی"........ عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا جیپ خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ان کی طرف آرہی تھی اور یہ

اکیلی جیپ تھی۔ تھوڑی دیر بعد جیپ جوہڑ کے کنارے آکر رکی اور اس میں سے تین فوجی اچھل کر نیچے اترے۔ ان کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ انہوں نے ایک بار جوہڑ کی طرف دیکھا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے کاندھوں سے مشین گنیں اتار کر انہوں نے ہاتھوں میں لیں اور دوسرے لمحے وہ واپس تیزی سے جیپ کی طرف بڑھ گئے۔ ڈرائیور ابھی تک جیپ میں ہی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ تینوں جیپ میں سوار ہوئے اور جیپ تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر سائیڈ پر مڑی اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی اس ٹیلے کی سائیڈ کی طرف بڑھنے لگی جس کے پیچھے عمران اور اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔

"ہوشیار ٹائیگر۔ یہ ہم پر فائر کھولیں گے۔ اس طرح پتھروں کی آڑ لے لو کہ سائیڈ سے ہونے والا فائر ہم تک نہ پہنچ سکے۔ فیلیا کا بھی خیال رکھنا۔ میں آگے کی طرف جا رہا ہوں"........ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پتھروں کی اوٹ لیتا ہوا پہلے پتھروں کے اس ڈھیر کی اس سائیڈ پر گیا جس کی مخالف سمت میں جیپ تھی اور پھر جیسے ہی جیپ آگے بڑھی عمران آگے کی طرف آگیا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا۔ جیپ ڈھیر کے دوسری طرف جیسے ہی پہنچی۔ اچانک جیپ میں سے مشین گنیں چلنے کی تیز آوازیں سنائی دیں اور بڑے بڑے پتھروں پر جیسے گولیوں کی بارش سی ہو گئی لیکن عمران یا اس کے ساتھیوں کی طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا تھا۔ جیپ اب چکر کاٹ کر اس ٹیلے کے عقبی طرف پہنچ گئی تھی۔ دوسرے لمحے وہ مڑی

اور اب سیدھی ٹیلے کی طرف آنے لگی۔ عمران نے ہاتھ اونچا کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آوازوں سے ساتھ ہی سامنے آتی ہوئی جیپ کا ونڈ سکرین پرزوں میں تبدیل ہوا اور اس کے ساتھ ہی جیپ نے تیزی سے رخ بدلا اور دوسرے لمحے سائیڈ کے بل گر کر دور تک گھسٹتی چلی گئی۔ جیپ میں سے چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر جیسے ہی گھسٹتی ہوئی جیپ رکی۔ دو افراد چھلانگیں لگا کر باہر آئے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں لیکن اسی لمحے پتھروں کے پیچھے سے مشین پسٹل چلنے کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں مشین گن بردار چیختے ہوئے اچھلے اور منہ کے بل زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔ ایک بار پھر مشین پسٹل کی آواز سنائی دی اور تڑپتے ہوئے دونوں آدمی جھٹکے کھا کر ساکت ہو گئے“...... عمران جو پتھروں کی اوٹ سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا ظاہر ہے اتنی بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ فائرنگ ٹائیگر نے کی ہے اور بروقت کی ہے۔ ورنہ یہ دونوں آدمی قریب آ کر یقیناً ان کو آسانی سے نشانہ بنا سکتے تھے۔ ڈرائیور کو تو عمران نے فائر کر کے ختم کر دیا تھا اور ان کا تیسرا ساتھی جو جیپ کے سائیڈ پر گرنے اور گھسٹنے کی وجہ سے ختم ہو گیا ہو گا یا زخمی اور بے ہوش پڑا ہوا ہو گا۔ عمران پتھر کی اوٹ سے نکل کر جیپ کی طرف دوڑا تو ٹائیگر بھی پتھروں کی اوٹ سے نکل کر جیپ کی طرف بڑھنے لگا۔

”باس۔ یہ لوگ ہمیں ہٹ کر سکتے تھے اس لئے میں نے ان پر فائر

کھول دیا تھا“...... ٹائیگر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ان دونوں نے مل کر سائیڈ کے بل پڑی ہوئی جیپ کو زور لگا کر سیدھا کھڑا کر دیا۔ ڈرائیور اور دوسرے فوجی ہلاک ہو چکے تھے۔ فیلیا اب پتھروں کے ڈھیر کے پاس کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ زرد پڑا ہوا تھا۔

”فیلیا کو بلاؤ۔ جلدی کرو۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہو گا“۔ عمران نے کہا اور اچھل کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے انجن سٹارٹ کرنے کی کوشش شروع کر دیں اور تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ اسے سٹارٹ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسی لمحے فیلیا بھی ٹائیگر کے ساتھ جیپ کے قریب آ گئی۔

”جلدی کرو۔ بیٹھو اس پر“...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے فیلیا کو جیپ میں سوار ہونے میں مدد دی اور پھر اس کے سوار ہونے کے بعد خود بھی وہ اوپر آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک جھٹکے سے جیپ آگے بڑھا دی۔

”مجھے آبادی کے قریب اتار دینا۔ میں اب تم لوگوں کے ساتھ مزید نہیں رہ سکتی۔ میں واپس جاؤں گی کیونکہ میں ایسی قتل وغارت کو برداشت ہی نہیں کر سکتی“۔ فیلیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”ہم اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں مس فیلیا۔ جو حشر اس وقت ان لوگوں کا تمہیں نظر آ رہا ہے۔ اگر ان کا داؤ چل جاتا تو یہی حشر ہمارا ہوتا بہرحال ٹھیک ہے۔ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم واپس چلی جاؤ“...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور

پھر تھوڑی دیر بعد آبادی کے آثار دور سے نظر آنے لگے تھے۔

"ہمیں یہ جیپ بھی چھوڑنی ہو گی"...... عمران نے آبادی کے قریب پہنچ کر کہا اور ٹائیگر نے زبان سے کوئی جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلا دیا۔ آبادی سے کافی قریب جا کر عمران نے جیپ ایک سائیڈ پر درختوں کے جھنڈ کے اندر لے جا کر روک دی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔

"تم پہلے جاؤ فیلیا۔ جب تم آبادی میں داخل ہو جاؤ گی تو پھر ہم یہاں سے نکلیں گے"...... عمران نے فیلیا سے کہا۔

"کیا تم پھر مجھ سے رابطہ کرو گے"...... فیلیا نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بالکل کریں گے اگر زندگی رہی اور فرصت میسر آ گئی تو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو فیلیا نے انہیں الوداع کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی وہ درختوں کے جھنڈ سے باہر نکل گئی۔

"باس۔ اس ساری کارروائی کا آخر اختتام کس طرح ہو گا"۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اختتام اب قریب آ گیا ہے۔ گھبراؤ مت۔ ہم ایک عظیم مقصد کے لئے لڑ رہے ہیں۔ کسی ذاتی مقصد کے لئے یہ سب کچھ نہیں کر رہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا یہ مقصد نہیں تھا باس۔ میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ اس دھاکلا سے کیسے نمٹا جائے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہی بات میں بھی مسلسل سوچ رہا ہوں لیکن کوئی واضح اور مثبت حل سامنے نہیں آ رہا۔ دھاکلا بھی ایک لحاظ سے اپنے آپ کو کیمو فلاج کر کے مختلف انسانوں پر اثر انداز ہو کر ہم پر حملہ کر رہا ہے۔ اب دیکھو۔ خود سامنے آنے کی بجائے اس نے پولیس کو پیچھے لگا دیا اور اس طرح ہماری فوری موت کا کھیل کھیلنے لگا۔ اس میں ناکامی کے بعد اس نے ہیلی کاپٹر کا انجن اپنی شیطانی قوتوں کی مدد سے جام کر دیا۔ اس سے ہم بچ گئے تو ان فوجیوں کے ذہن کنٹرول کر کے انہیں ہماری طرف بھجوا دیا۔ اگر یہ سلسلہ ختم نہ ہوا تو پورا مصر اور اس کی پولیس۔ اس کی حکومت۔ فوج سب ہمارے خلاف حرکت میں آ سکتے ہیں اور ہم کب تک بچ سکیں گے"...... عمران نے جواب دیا۔ وہ دونوں اب جھنڈ کے کنارے پر آ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ ان کی نظریں آبادی پر لگی ہوئی تھیں فیلیا اب آبادی میں داخل ہو چکی تھی۔

"لیکن باس۔ وہ خود براہ راست سامنے کیوں نہیں آ رہا۔ اس ایکسیڈنٹ کے بعد وہ براہ راست سامنے نہیں آیا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ اس بات پر حیران ہو رہا ہوں۔ ہیلی کاپٹر اڑاتے وقت بھی میں اسمائے حسنہ کا ورد کر رہا تھا لیکن پھر بھی وہ اس انجن کو جام کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس لحاظ سے تو یہی سمجھ آئی ہے کہ وہ اب براہ راست خود ہم پر حملہ کرنے سے قاصر ہو گیا ہے اس لئے وہ دوسروں کا سہارا لے رہا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آؤ اب ہم بھی نکل چلیں"....... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں درختوں کے اس جھنڈ سے نکلے اور آبادی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اکا دکا مکانات نظر آ رہے تھے۔ ابھی وہ تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ اچانک ایک گلی کے موڑ سے ایک آدمی نمودار ہوا۔

"تم میں سے علی عمران کون ہے"....... اس آدمی نے مقامی زبان میں عمران اور ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ کیونکہ بظاہر دیکھنے میں وہ ایک سیدھا سادا مقامی آدمی نظر آ رہا تھا۔ ان دونوں کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیبوں میں پہنچ گئے جہاں مشین پسٹل موجود تھے۔

"تم کون ہو اور کس طرح یہ نام جانتے ہو"....... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"بابا نے کہا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی آ رہے ہیں۔ انہیں بلا لاؤ"....... اس آدمی نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"بابا۔ کون بابا"....... عمران نے چونک کر پوچھا۔ اس کے ذہن میں بابا کا لفظ سنتے ہی بابا قم کا نام اور کردار ابھر آیا تھا۔

"بابا۔ بابا ہی ہے۔ ہمیں کسی کو ان کا نام نہیں معلوم۔ سب انہیں بابا کہتے ہیں۔ کہیں دور کسی شہر میں رہتے ہیں۔ اچانک یہاں آ جاتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں۔ لوگ ان سے دعا کراتے ہیں اور وہ دعا کر دیتے ہیں اور بعض اوقات ان کی دعائیں قبول ہو جاتی ہیں اور

بعض اوقات نہیں بھی ہوتیں۔ بہر حال بے غرض آدمی ہیں۔ کچھ لیتے نہیں۔ صرف کھانا کھاتے ہیں اور بس"....... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"میرا نام حسین احمد ہے اور بابا اس بار میرے ہی گھر میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی مرضی سے ٹھہرتے ہیں۔ میں بس ڈرائیور ہوں"۔ اس آدمی نے جواب دیا۔

"میرا نام علی عمران ہے۔ چلو بابا سے بھی مل لیں"....... عمران نے کہا اور پھر وہ اس آدمی کی رہنمائی میں قریب ہی ایک سادہ اور چھوٹے سے مکان میں پہنچ گئے جہاں ایک کمرے میں ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر سادہ سا لباس تھا لیکن صاف ستھرا تھا سفید کالی چھوٹی سی داڑھی تھی۔ آنکھوں پر سنہرے فریم کی عینک تھی۔ چہرے پر نرمی اور مسکراہٹ تھی۔ آنکھوں میں ایسا تاثر تھا جیسے آنکھیں مسکرا رہی ہوں۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"....... عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا تو بابا کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اسی طرح مکمل سلام کا جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ عمران نے محسوس کیا کہ ان کے مصافحے میں خاصی گرمجوشی تھی۔

"بیٹھو بھئی۔ تمہاری وجہ سے اس بار ہمیں بڑا لمبا سفر کرنا پڑا ہے

کیونکہ دھاکلا اس بار ہاتھ دھو کر تمہارے پیچھے پڑ گیا تھا"........ بابا نے مسکراتے ہوئے ساتھ پڑی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ بابا۔ لیکن اگر آپ اپنا تعارف کرا دیں تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ"........ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو بابا بے اختیار مسکرا دیئے۔

"مجھے معلوم ہے۔ تم اس بابا قاقم کی وجہ سے محتاط ہو گئے ہو لیکن ایسے لوگ تو دنیا میں ہر جگہ بکھرے ہوئے ہیں۔ ویسے اسے تمہارے ساتھیوں نے انتہائی عبرت ناک انجام تک پہنچا دیا ہے"........ بابا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ میرے ساتھیوں نے۔ کن ساتھیوں کی بات کر رہے ہیں آپ"........ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تمہارے وہ ساتھی جنہیں تم ہوٹل میں چھوڑ آئے تھے۔ انہوں نے تمہاری تلاش شروع کی اور پھر وہ اس بابا قاقم تک پہنچ گئے۔ اس کے بعد بابا قاقم تمہارے جوزف نامی افریقی ساتھی کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس نے اس کی دونوں آنکھیں نکال دیں۔ منہ میں سیاہ تسمہ ڈال کر اسے بے بس کر دیا اور وہیں سے انہیں اس بات کا پتہ چلا کہ شیطان کا نائب وہ پروفیسر یہاں اسی ہوٹل میں پہنچ چکا ہے جس میں تم اور وہ رہ رہے تھے۔ چنانچہ وہ پروفیسر کے خاتمے کے لئے واپس ہوٹل پہنچ گئے"........ بابا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ مگر پروفیسر تو بلیک ورلڈ کا انتہائی طاقتور آدمی ہے۔ جوزف

اور جوانا کا تو اس نے حشر کر دینا ہے"........ عمران نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ وہ کر سکتا تھا۔ اسے اطلاع مل گئی تھی ان دونوں کی آمد کی پھر اس نے ایک خاص حیوانی طاقت کو ان کے خلاف استعمال کیا۔ اس وقت تک اس کا خیال تھا کہ تم نے جو مقدس حروف مقطعات کاغذ پر لکھ کر انہیں دیئے تھے وہ ان کے پاس ہوں گے اس لئے وہ بے حد محتاط تھا۔ اس خاص حیوانی طاقت نے ان دونوں کو بے ہوش کر کے بے بس کر دیا لیکن ان دونوں سے غلطی یہ ہو گئی کہ انہوں نے جب ہوٹل میں لباس تبدیل کئے تو مقدس حروف مقطعات والے کاغذ پہلے والے لباس کی جیبوں سے نکالنا ہی بھول گئے اس طرح پروفیسر کا راستہ مکمل طور پر صاف ہو گیا۔ اس نے ان دونوں کے ذہنوں کو اپنے شیطانی علم سے تسخیر کر کے انہیں تمہارے خلاف استعمال کرنے کا منصوبہ بنا لیا۔ کیونکہ ابھی تک دھاکلا کی طرف سے تمہارے متعلق اسے کوئی رپورٹ نہ ملی تھی حالانکہ پروفیسر نے تمہاری خاطر اپنی خاص طاقت جبوتی اور اس کی ذریات کی بھی قربانی دے دی تھی"........ بابا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں مجھے دھاکلا نے تفصیل بتائی تھی"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دھاکلا قربانی لینے کے بعد تمہارے مقابلے پر اترا۔ دھاکلا چونکہ بہت بڑی شیطانی قوت ہے اور تم سے حماقت یہ ہوئی کہ جب تم اس

عورت فیلیا کے گھر سے قاہرہ کے لئے روانہ ہوئے تو تم نے اپنی
حفاظت کے لئے کوئی روشن عمل نہ کیا۔ چنانچہ دھاکلا نے تمہیں آسانی
سے قابو میں کر لیا۔ پھر اس نے تمہاری کار کا خوفناک حادثہ ایک بڑے
ٹرک سے کرانے کا منصوبہ بنایا لیکن اللہ تعالیٰ کو چونکہ ابھی تمہاری اور
تمہارے ساتھیوں کی موت منظور نہ تھی اس لئے اس کا یہ منصوبہ نہ
صرف ختم ہو گیا بلکہ دھاکلا کو بھی فوری طور پر پسپا ہونا پڑا۔ اس ٹرک
کا ڈرائیور اسمائے حسنہ کا معروفی عامل تھا۔ اس نے اسمائے حسنہ کا
ورد کیا اور ان کی برکت سے ایکسیڈنٹ بچ گیا اور یہ بات بھی دھاکلا
کے خلاف تھی کہ وہ ٹرک ڈرائیور جن اسمائے حسنہ کا معروفی عامل تھا
وہ اس قدر طاقتور ہیں کہ دھاکلا ان کے سامنے مکمل طور پر بے بس ہو
جاتا ہے"...... بابا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"معروفی عامل سے آپ کا کیا مطلب ہے"...... عمران نے اشتیاق
بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں اس کی تفصیل تو نہیں بتا سکتا۔ صرف ایک مثال سے
تمہیں سمجھا دیتا ہوں۔ ایک آدمی ایک دفتر میں کام کرتا ہے۔ اس کے
اختیارات صرف اس وقت تک ہوتے ہیں جب تک وہ دفتر میں بیٹھا
ہوتا ہے۔ جب دفتر بند ہو جاتا ہے اور وہ اٹھ کر چلا جاتا ہے تو اس کے
اختیارات بھی نہیں رہ جاتے جبکہ بعض عہدے ایسے ہوتے ہیں جن
کے حامل افراد کے اختیارات چوبیس گھنٹے انہیں حاصل رہتے ہیں وہ
جہاں بھی ہوں اور جس وقت بھی کوئی حکم دیں۔ ان کے حکم پر عمل

ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اسمائے حسنہ کے عامل بھی دو قسم کے ہوتے
ہیں۔ ایک معروفی عامل جنہیں ان کی برکتیں خاص حالات میں حاصل
ہوتی ہیں اور خاص حد تک بس۔ جبکہ دوسرے عامل ایسے ہوتے ہیں
جنہیں ان کی برکتیں مستقل حاصل ہوتی ہیں لیکن قانون قدرت کے
تحت وہ اسے عام حالات میں نہ استعمال کر سکتے ہیں اور نہ کرتے ہیں
اور نہ سامنے آتے ہیں۔ وہ ٹرک ڈرائیور بھی اسمائے حسنہ کا معروفی
عامل تھا چونکہ تمہیں اس کا علم ہو گیا تھا کہ ان اسمائے حسنہ سے
دھاکلا خوفزدہ ہے اس لئے تم نے بھی ان کا ورد شروع کر دیا۔ اس طرح
دھاکلا کو تم پر براہ راست حملہ کرنے کی ہمت اور طاقت ہی نہ رہی تو
اس نے دوسرا کھیل شروع کر دیا۔ چنانچہ تم سنگر بنے اور پھر تمہیں
ختم کیا جانے لگا لیکن تم بچ کر نکل گئے۔ اس کے بعد سے اب تک جو
کچھ ہوتا رہا اس کا علم تمہیں ہے لیکن چونکہ تم اس وقت جس پوزیشن
میں ہو۔ اس میں نہ ہی تم دھاکلا کا خاتمہ کر سکتے ہو اور نہ پروفیسر کا۔
بلکہ اب تمہارے سامنے دو خطرے ہیں۔ قاہرہ پہنچنے تک دھاکلا
ہزاروں طریقوں سے تمہارے خاتمے کی کوشش کرے گا اور تم کسی
بھی لمحے اس کے شکنجے میں پھنس سکتے ہو۔ ادھر پروفیسر تمہارے
ساتھیوں کو تسخیر کئے تمہارے انتظار میں ہے اور تمہارے پاس اس
وقت ان دونوں خطروں سے نمٹنے کا کوئی لائحہ عمل نہیں ہے"......
بابا نے کہا۔

"تو آپ کا مطلب ہے کہ مجھے اس جنگ سے دستبردار ہو جانا

چاہئے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہوتا تو پھر مجھے اتنا طویل سفر اختیار کر کے یہاں فوری طور پر پہنچنے کا حکم کیوں دیا جاتا۔ رہنمائی ان کی کی جاتی ہے جو حق و باطل کی جنگ میں حوصلہ نہیں ہارتے۔ جو میدان میں ڈٹے رہتے ہیں"...... بابا نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر آپ رہنمائی کریں۔ میں تو واقعی ان حالات میں بری طرح الجھ گیا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"تمہیں کوئی ایسا لائحہ عمل سوچنا پڑے گا کہ جس سے تم پروفیسر اور دھاکلا دونوں کا بیک وقت خاتمہ کر سکو اور اس کا ایک ہی حل ہے کہ تم کسی طرح دھاکلا کو پروفیسر سے لڑا دو۔ کیونکہ یہ قوت بھی صرف دھاکلا کو حاصل ہے کہ وہ پروفیسر کا فوری خاتمہ کر سکے اور یہ قوت بھی صرف پروفیسر کے پاس ہے کہ وہ دھاکلا کا خاتمہ کر سکے۔ اب یہ سب کس طرح ہو گا۔ یہ تم نے خود سوچنا ہے اپنی ذہانت سے"...... بابا نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"میرا خیال تھا کہ آپ کوئی ایسا عمل بتا دیں گے کہ جس سے ان دونوں کا خاتمہ ہو جائے گا لیکن آپ تو عام دنیاوی بات کر رہے ہیں"۔ عمران نے کہا تو بابا بے اختیار مسکرا دیئے۔

"لائحہ عمل تو میں نے بتا دیا ہے"...... بابا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب روحانی عمل سے تھا جیسے یہ اسمائے حسنہ کا ورد

ہے"...... عمران نے جواب دیا تو بابا اور زیادہ کھل کر مسکرا دیئے۔

"دیکھو عمران۔ تم ایک عملی آدمی ہو۔ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ دنیا جدوجہد کی دنیا ہے۔ عمل کی دنیا ہے۔ اگر اس طرح تمام مسائل حل ہوتے تو پھر نہ ہی دنیا کے ہسپتال مریضوں سے بھرے ہوتے اور نہ جیلیں قیدیوں سے اور نہ ہی کوئی محنت کش سارا دن چند سکے حاصل کرنے کے لئے اپنی جان ہلکان کرتا نظر آتا۔ سب کچھ صرف روحانی اعمال کے ذریعے مکمل ہو جاتا۔ محنت اور عملی جدوجہد کسی چیز کی بھی ضرورت نہ رہتی۔ گو یہ بات بھی اپنی جگہ سو فیصد درست ہے کہ کلام اللہ کے ایک حرف میں اس قدر طاقت اور قوت موجود ہے کہ جس کا اندازہ کوئی انسان لگا ہی نہیں سکتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کی بنیاد جدوجہد اور عمل پر رکھی ہے۔ جو کچھ تمہیں اس دنیا میں ملے گا تمہاری جدوجہد اور تمہارے اعمال کے نتیجے میں ملے گا۔ اسلام بھی جدوجہد اور عمل کا درس دیتا ہے۔ بے عملی اس میں بھی حرام ہے۔ میں تمہیں سمجھانے کے لئے ایک عام سی مثال دیتا ہوں۔ صحرا میں تم انتہائی کڑی دھوپ میں سفر کر رہے ہو۔ تم نے منزل پر پہنچنا ہے لیکن سفر کی صعوبت اور کڑی دھوپ نے تمہیں مضمحل اور نڈھال کر دیا ہے۔ تمہاری قوت اور طاقت میں کمی آجاتی ہے اور پھر تمہیں ایک نخلستان مہیا ہو جاتا ہے جہاں ٹھنڈی چھاؤں بھی ہے اور میٹھا پانی بھی۔ تم اس نخلستان میں کچھ دیر کے لئے رک جاتے ہو۔ آرام کرتے ہو۔ تازہ دم ہو جاتے ہو۔ قوت اور طاقت کے ساتھ ساتھ سفر کا جذبہ بھی

بڑھ جاتا ہے۔ منزل پر پہنچنے کی لگن میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے لیکن اگر تم مستقل اسی نخلستان میں ڈیرہ لگا لو تو کیا تم منزل پر پہنچ جاؤ گے۔ منزل پر پہنچنے کے لئے تمہیں بہرحال اس دھوپ میں سفر کرنا ہی پڑے گا۔ نخلستان بھی اپنی جگہ حقیقت ہے اور سفر اور جدوجہد بھی اپنی جگہ حقیقت ہے۔ البتہ دنیا میں چند خاص لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ خاص روحانی طاقتیں عطا کر دیتا ہے لیکن وہ بھی ان طاقتوں کو اپنی مرضی سے استعمال نہیں کر سکتے۔ وہ بھی ایک خاص ضابطے اور قانون کے پابند ہوتے ہیں اور سوائے اللہ تعالیٰ کے حکم کے انہیں استعمال نہیں کر سکتے اور نہ کرتے ہیں۔ قوانین الہیٰ اٹل ہیں اور ان کے تحت ہی اس دنیا کا نظام چلتا ہے اور چلتا رہے گا"...... بابا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی بات درست ہے بابا صاحب۔ آپ نے واقعی مجھ جیسے کم علم کو سمجھانے کے لئے ایک خوبصورت مثال دی ہے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں"...... عمران نے جواب دیا تو بابا مسکرا دیئے۔

"تمہاری یہی اعلیٰ ظرفی تمہیں دوسروں سے ممتاز کر دیتی ہے کہ تم غلط بات پر اڑتے نہیں ہو اور عجز اور انکساری سے کام لیتے ہوئے اپنی کم علمی اور غلطی کا فوری اعتراف کر لیتے ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حرام ملا مشروب پینے کے باوجود تم نے جیسے ہی استغفار پڑھا اللہ تعالیٰ نے اس حرام کے اثرات ختم کر دیئے۔ بہرحال میں تمہیں ایک اشارہ دے سکتا ہوں۔ آگے سوچنا تمہارا کام ہے۔ دھاکلا کو پروفیسر سے لڑانے کے

لئے تمہیں اس جادوئی زیور رعمیس کو استعمال کرنا ہوگا۔ تمہیں دھاکلا کو باور کرانا ہوگا کہ اگر وہ پروفیسر سے رعمیس حاصل کر لے تو وہ خود پروفیسر کے برابر کی قوت بن سکتا ہے دھاکلا یہ طاقت حاصل کرنے کی ہوس میں مبتلا ہے۔ وہ یقیناً اس سلسلے میں فوراً اقدام کرے گا اور پروفیسر بھی جانتا ہے کہ اگر رعمیس دھاکلا کو مل گیا تو جبوتی جیسا حشر پروفیسر کا بھی ہو سکتا ہے"...... بابا نے کہا۔

"اوہ۔ واقعی آپ نے انتہائی دانشمندانہ بات کی ہے۔ لیکن اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ میں دھاکلا سے بات کیسے کروں۔ کس انداز میں کروں"...... عمران نے کہا۔

"تمہیں کیا ضرورت ہے اس شیطانی قوت سے بات کرنے کی۔ تم صرف اتنا کرو کہ یہاں سے باہر جانے کے بعد اپنے ساتھی سے باتیں کرنا شروع کر دو۔ تمہاری باتیں خود بخود دھاکلا تک پہنچ جائیں گی اور اگر وہ اس بات پر آمادہ ہو گیا اور مجھے یقین ہے کہ وہ فوراً آمادہ ہو جائے گا تو پھر وہ خود بخود تم سے رابطہ کرے گا۔ خود تم سے بات کرے گا"...... بابا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا یہاں ہونے والی باتیں دھاکلا تک نہیں پہنچ رہیں"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ میری موجودگی میں وہ اس جگہ کے قریب بھی نہیں آ سکتا"...... بابا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ میں اب ایسا ہی

کروں گا"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بس یہ بات ذہن میں رکھنا کہ شیطانی قوتیں انسانوں پر اس وقت تک قابو نہیں پا سکتیں جب تک انسان خود اپنے اندر کوئی کمزوری نہ پیدا کرے اور تم تو الحمد اللہ مسلمان ہو۔ باوضو رہو۔ جب تک باوضو رہو گے۔ کوئی شیطانی قوت نہ تم پر حملہ کر سکے گی اور نہ تمہارے قریب پھٹک سکے گی۔ وضو پاکیزگی کا ایک ایسا حصار ہے جسے کوئی غلیظ اور گندی قوت نہیں توڑ سکتی۔ جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی اور مددگار ہو"...... بابا نے کہا اور خود بھی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ ہی ٹائیگر بھی۔ پھر بابا سے اجازت لے کر وہ دونوں اس کمرے سے باہر آ گئے۔

"ادھر آ جائیں۔ ادھر وضو کا پانی موجود ہے۔ بابا جی نے کہا ہے آپ دونوں وضو کر کے یہاں سے باہر جائیں"...... اس آدمی نے جو انہیں ساتھ لے آیا تھا۔ کمرے سے باہر آتے ہی عمران اور ٹائیگر سے کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے اس طرف مڑ گئے جدھر اس آدمی نے اشارہ کیا تھا اور پھر وضو کرنے کے بعد وہ بڑے مطمئن انداز میں چلتے ہوئے اس گھر سے باہر آ گئے۔

"اب اس رگمیس کا کیا ہو گا باس"...... عمران کے اشارے پر ٹائیگر نے کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"ہونا کیا ہے۔ وہ تو ہر صورت میں ہم نے اس پروفیسر سے حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ اب مجھے ایک نئی فکر لاحق ہو گئی ہے"...... عمران

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسی فکر باس"...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"پروفیسر تو بہرحال انسان ہے۔ وہ اس رگمیس سے اس قدر طاقت حاصل نہیں کر سکتا۔ جس قدر طاقت اس رگمیس سے یہ شیطانی قوت دھاکلا حاصل کر سکتی ہے۔ اگر پروفیسر کی ہلاکت کے بعد یہ رگمیس اس شیطانی قوت دھاکلا کے ہاتھ لگ گیا تو پھر معاملہ اور بھی زیادہ خراب ہو جائے گا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن باس۔ یہ پروفیسر تو بہرحال اس دھاکلا سے زیادہ طاقتور ہے وہ تو شیطان کا نائب ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن پھر بھی انسان تو ہے۔ براہ راست شیطانی قوت تو نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے باس۔ دھاکلا کو اس رگمیس کے متعلق معلومات حاصل نہیں ہیں۔ ورنہ وہ لازماً اسے پروفیسر سے حاصل کر لیتا"۔ ٹائیگر نے جان بوجھ کر کہا۔

"ہو سکتا ہے ایسا ہو۔ لیکن ایک بات تو بہرحال طے ہے کہ اگر وہ حاصل کر بھی لے تو اسے اس بارے میں کسی طرح بھی علم نہیں ہو سکتا کہ اس رگمیس سے وہ کس طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ یہ بات اس پروفیسر کے بعد اگر کسی کے علم میں ہے تو وہ صرف میں ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ پروفیسر ہر صورت میں میرا خاتمہ کرنا چاہتا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور پھر جیسے ہی اس کا فقرہ مکمل ہوا اور وہ ویران سی گلی کا

ایک موڑ مڑے ہی تھے کہ اچانک سامنے سے ایک بدصورت سا لیکن
خاصا تنومند آدمی آتا دکھائی دیا۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا لباس تھا
اور چہرے پر جیسے شیطنیت ثبت نظر آتی تھی۔ عمران اسے دیکھتے ہی بے
اختیار مسکرا دیا۔ کیونکہ اس کی آنکھیں بالکل اسی طرح جل رہی تھیں
جیسے دو سرخ بلب جل رہے ہوں اور عمران سمجھ گیا کہ یہ دھاکلا ہے جو
انسانی روپ میں ان کے سامنے ظاہر ہوا ہے۔

"رک جاؤ۔ میری بات سنو۔ لیکن میرے قریب نہ آنا۔ میں تم سے
ضروری بات کرنا چاہتا ہوں"...... اچانک اس آدمی نے تیز اور
کرخت لہجے میں کہا۔

"کون ہو تم"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"میں دھاکلا ہوں اور مجبوراً تمہارے سامنے ظاہر ہونے کے لئے مجھے
یہ روپ اختیار کرنا پڑا ہے"...... اس آدمی نے کہا۔

"اچھا۔ تو تم ہو وہ شیطانی قوت۔ جو بڑے دعوے کر رہی تھی۔
اب کیا ہوا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"سنو۔ میں نے اپنی قوت استعمال کر کے دیکھ لی ہے۔ لیکن مجھے
اعتراف ہے کہ میں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکا۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ
پروفیسر تم سے اس قدر خوفزدہ کیوں ہے۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ
تم بھی پروفیسر کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے"...... دھاکلا نے کہا۔

"تمہاری اس اطلاع کا شکریہ"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے
جواب دیا۔

"سنو۔ اگر تم چاہو تو میں تمہارے ساتھ ایک سودا کر سکتا ہوں"۔
چند لمحے خاموش رہنے کے بعد دھاکلا نے کہا۔

"سودا۔ کیسا سودا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"تم پروفیسر کو ختم کرنا چاہتے ہو۔ میں یہ کام کر سکتا ہوں لیکن
اس کے جواب میں تمہیں بھی میرا ایک کام کرنا ہوگا"...... دھاکلا
نے کہا۔

"میں کسی شیطانی قوت سے کسی قسم کا سودا نہیں کر سکتا۔ تم اور
پروفیسر دونوں ہمارے لئے ایک جیسے ہو"...... عمران نے سپاٹ لہجے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر تمہارا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میں ایسا نہیں چاہتا۔ کیا
ہم دونوں میں یہ فرق نہیں ہے"...... دھاکلا نے کہا۔

"ہم اپنی ذات کے لئے پروفیسر کے خلاف کام نہیں کر رہے اور مجھے
یہ بھی معلوم ہے کہ کسی انسان کے خاتمے کا اختیار دراصل کس کے
پاس ہے۔ اس لئے تمہیں اس سلسلے میں فکر مند ہونے کی ضرورت
نہیں ہے۔ ہم جانیں اور پروفیسر"...... عمران نے جواب دیا۔

"دیکھو میری بات مان جاؤ۔ میں اب کھل کر تم سے بات کرتا
ہوں۔ پروفیسر نے مجھے تمہارے خاتمے کے لئے بلوایا تھا لیکن میں اب
واپس جا رہا ہوں۔ پروفیسر شیطان کا نائب ہے۔ وہ مجھ سے بھی زیادہ
طاقتور شیطانی قوتوں کو تمہارے خاتمے کے لئے بلوا سکتا ہے اور ان
قوتوں کو ساری عمر تمہارے پیچھے لگائے رکھ سکتا ہے۔ اس لئے تم کب

تک اور کہاں تک مقابلہ کرتے رہو گے ۔ پروفیسر نے اپنی روح اور جسم شیطان کے ہاتھوں گروی رکھا ہوا ہے اور تمہیں اگر معلوم نہ ہو تو میں بتا دوں کہ ایسے آدمی کو صرف شیطان کے حکم سے ہی ہلاک کیا جا سکتا ہے ۔ تم اسے زخمی کر سکتے ہو اور بس ۔ لیکن شیطانی قوتیں اسے دوبارہ ٹھیک کر دیں گی ۔ اس لئے تم کسی صورت بھی اس پروفیسر کا خاتمہ نہیں کر سکتے اور پروفیسر نے رعمیس حاصل کر لیا ہے ۔ وہ اس وقت کے انتظار میں ہے جب تم ختم ہو جاؤ تو وہ رعمیس کو استعمال کر کے شیطانی نظام کی سب سے طاقتور قوت بن جائے تاکہ وہ اپنی قوت کو پوری دنیا کے مسلمانوں کے خلاف کامیابی سے استعمال کر سکے لیکن مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں صرف قوت ہوں ۔ انسان نہیں ہوں ۔ میری سوچ صرف اس کام تک محدود رہتی ہے جس کام پر مجھے لگا دیا جاتا ہے ۔ لیکن ناکامی کی صورت میں ہمیں بھی سزا بھگتنا پڑتی ہے ۔ چونکہ میں تمہارے خاتمے میں ناکام رہا ہوں اس لئے پروفیسر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ مجھے سزا دے ۔ یا میری شکایت شیطان سے کر دے اور وہ مجھے کوئی سزا دے لیکن میں نے وہ باتیں سن لی ہیں جو تم نے ابھی اپنے ساتھی سے کی ہیں اور تمہاری باتیں سن کر مجھے معلوم ہوا ہے کہ اگر رعمیس میں حاصل کر لوں تو میں اس کی مدد سے اس قدر طاقت حاصل کر سکتا ہوں کہ پھر شیطان بھی مجھے سزا نہ دے گا اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ پروفیسر کا خاتمہ کئے بغیر رعمیس میں حاصل نہیں کر سکتا ۔ اس لئے میں نے فوری یہ فیصلہ کیا کہ تم سے بات کی

جائے ۔ اگر تم مجھے وہ راز بتا دو کہ میں رعمیس سے کس طرح طاقت حاصل کر سکتا ہوں تو میں پروفیسر کا خاتمہ کر کے اس سے رعمیس حاصل کر سکتا ہوں اور میں شیطان کی قسم کھا کر وعدہ کرتا ہوں کہ میں آئندہ اپنی قوت کو کبھی بھی مسلمانوں کے خلاف استعمال نہیں کروں گا ۔ اس طرح تمہارا مقصد بھی پورا ہو جائے گا اور میرا بھی ۔ دھاکلا نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا ۔

"ابھی تم نے خود کہا ہے کہ شیطان کی اجازت کے بغیر پروفیسر کو ختم نہیں کیا جا سکتا اور اب تم کہہ رہے ہو کہ تم پروفیسر کو ہلاک کر سکتے ہو ۔ دیکھو دھاکلا ۔ تم واقعی صرف ایک قوت ہو ۔ اس لئے تم انسانی ذہن کو دھوکا نہیں دے سکتے" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"میں دھوکا نہیں دے رہا ۔ میں نے دونوں باتیں درست کی ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ تم پروفیسر کو ختم نہیں کر سکتے جبکہ میں ایسا کر سکتا ہوں ۔ صرف میں ۔ کیونکہ مجھے اس راز کا علم ہے جس سے پروفیسر کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے" دھاکلا نے کہا ۔

"لیکن ابھی تم نے کہا ہے کہ ناکامی کی صورت میں پروفیسر تمہیں سزا دے سکتا ہے ۔ اگر تم پروفیسر کا خاتمہ نہیں کر سکتے تو وہ تمہیں سزا دینے پر کیسے قادر ہو سکتا ہے" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"تم انسان واقعی انتہائی کٹ حجتی ہوتے ہو وہ واقعی مجھے سزا دے سکتا ہے اس لئے کہ اس نے مجھے بلایا اور میں نے اس کا کام کرنے کے

عوض اس سے باقاعدہ قربانی لی ۔ اس کی شیطانی طاقت جبوتی اور اس
کی ذریات کی قربانی ۔ اس صورت میں ناکامی کے بعد اسے یہ اختیار
حاصل ہو گیا ہے کہ وہ مجھے سزا دے سکے ۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ وہ
مجھے سزا دینے کا سوچے گا بھی نہیں ۔ بلکہ میری شکایت شیطان سے
کرے گا ۔ کیونکہ بہرحال شیطانی نظام میں میری خاص اہمیت
ہے "...... دھاکلا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اب چونکہ تم نے وعدہ کر لیا ہے اس لئے تم سے بات ہو سکتی ہے
لیکن تمہیں اس کے لئے ایک کام کرنا ہو گا ۔ پروفیسر نے میرے دو
ساتھیوں کے ذہنوں پر قبضہ کر لیا ہے تاکہ جیسے ہی میں وہاں ہوٹل
میں پہنچوں وہ ان کے ذریعے مجھے ہلاک کرا سکے ۔ تمہیں پہلے میرے ان
ساتھیوں کو ٹھیک کرنا ہو گا ۔ بولو ۔ کیا تم تیار ہو "...... عمران نے
کہا۔

" یہ کام تو بہت ہی آسان ہے ۔ یہ کام تو میں یہیں کھڑے کھڑے
بھی کر سکتا ہوں "...... دھاکلا نے جواب دیا۔

" تو کرو تاکہ مجھے یقین آسکے کہ تم بعد میں بھی اپنا وعدہ پورا کرو
گے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دھاکلا نے اپنے دونوں
ہاتھ فضا میں اٹھائے تو ان کے دیکھتے ہی دیکھتے اس کے دونوں بازو
دھوئیں میں تبدیل ہوئے اور پھر ان کی نظروں سے غائب ہو گئے ۔
چند لمحوں بعد ہی دوبارہ دھواں سا نمودار ہوا اور پھر دوبارہ اس کے بازو
سر سے اوپر کو اٹھے ہوئے نظر آنے لگ گئے ۔ اس کے ساتھ ہی دھاکلا

نے اپنے بازو نیچے کر لئے۔

" وہ دونوں ٹھیک ہو چکے ہیں اور اپنے کمرے میں موجود ہیں ۔ ویسے
میں نے انہیں سلا دیا ہے تاکہ وہ دوبارہ پروفیسر پر حملہ نہ کر دیں ورنہ
پروفیسر کو علم ہو جائے گا کہ وہ ٹھیک ہو چکے ہیں اور وہ انہیں ہلاک
بھی کر سکتا ہے "...... دھاکلا نے کہا۔

" تم نے تو ہم دونوں کی باتیں سن لیں ۔ کیا پروفیسر ہمارے
درمیان ہونے والی گفتگو نہ سن رہا ہو گا "...... عمران نے کہا۔

" نہیں ۔ وہ انسان ہے اور بحیثیت انسان اس کی مجبوری ہے کہ
اسے کسی نہ کسی قوت کا سہارا لینا پڑتا ہے "...... دھاکلا نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ اب تم وہ راز بتا دو جس سے تم پروفیسر کو ہلاک کر
سکتے ہو تاکہ مجھے پوری طرح یقین ہو جائے کہ تم واقعی ایسا کر سکتے
ہو "...... عمران نے کہا۔

" وہ راز شیطانی نظام کے باہر کسی کو نہیں بتایا جا سکتا ۔ یہ خاص
شیطانی راز ہے "...... دھاکلا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" چلو ٹھیک ہے ۔ مت بتاؤ ۔ یہ تو بتا سکتے ہو کہ تم کتنے عرصے میں
پروفیسر کو ہلاک کرو گے "...... عمران نے کہا۔

" جتنی دیر میں انسان پلکیں جھپکاتا ہے "...... دھاکلا نے جواب دیا۔

" کیا اس کے لئے تم کوئی خاص ہتھیار استعمال کرو گے "۔ عمران
نے پوچھا۔

" نہیں ۔ کسی ہتھیار کی ضرورت نہیں ہے مجھے "...... دھاکلا نے

جواب دیا۔

"کیا کوئی عمل وغیرہ کرو گے" عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ایسا بھی نہیں ہے" دھاکلا نے جواب دیا۔

"کیا تم ہمارے سامنے اس کا خاتمہ کر سکتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔البتہ تم کمرے سے باہر کھڑے ہو سکتے ہو۔جب وہ ہلاک ہو جائے گا تو تم اندر جا کر اس کی تصدیق کر سکتے ہو"..... دھاکلا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔چلو پہلے اسے ہلاک کر کے اس سے رعمیس حاصل کرو۔پھر میں تمہیں وہ ترکیب بتا دوں گا۔جس کی مدد سے تم اس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہو" عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔پہلے تم مجھے وہ ترکیب بتاؤ گے پھر میں پروفیسر کو ہلاک کروں گا۔ورنہ نہیں" دھاکلا نے جواب دیا۔

"دیکھو دھاکلا۔اس سے فائدہ اٹھانے کی ترکیب ایک قدیم زبان میں اس رعمیس کے اوپر لکھی ہوئی ہے لیکن اس زبان کو اس وقت پوری دنیا میں صرف دو افراد ہی پڑھ سکتے ہیں۔ایک پروفیسر اور دوسرا میں۔یہی وجہ ہے کہ پروفیسر مجھے ہلاک کرانا چاہتا ہے اور جب تک رعمیس میرے سامنے نہ ہو۔میں تمہیں کیسے بتا سکتا ہوں کہ یہ ترکیب کیا ہے" عمران نے جواب دیا۔

"اور اگر تم نے اس وقت نہ بتایا تو پھر"...... دھاکلا نے کہا۔

"اگر تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں ہے تو مت کرو یہ سب کچھ۔میں جانوں اور پروفیسر جانے۔تم درمیان سے ہٹ جاؤ"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر تم عہد کرو تو میں تم پر اعتماد کر سکتا ہوں"...... دھاکلا نے کہا۔

"کس بات کا عہد"...... عمران نے پوچھا۔

"یہی کہ پروفیسر کی ہلاکت کے بعد تم مجھے وہ ترکیب صحیح اور درست طور پر بتاؤ گے"...... دھاکلا نے کہا۔

"ہاں۔یہ کام میں کر سکتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باقاعدہ عہد دوہرا دیا۔

"ٹھیک ہے۔تم اب قاہرہ پہنچو۔جب تم ہوٹل میں پہنچو گے تو میں تمہیں وہیں اسی حلیے میں ملوں گا"...... دھاکلا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا پورا جسم یکلخت دھوئیں میں تبدیل ہوا اور چند لمحوں بعد دھواں بھی غائب ہو گیا۔

"عجیب و غریب کام ہو رہے ہیں اس بار تو"...... ٹائیگر نے جو اب تک خاموش کھڑا تھا پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں آؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔

ختم شد

عمران سیریز میں منفرد، دلچسپ اور یادگار ناول

بلیک پاورز

حصہ دوم

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

پروفیسر البرٹ ——— بلیک پاورز کا سربراہ ——— جس نے عمران کے مقابلے پر اپنی تمام خوفناک قوتوں کو آزمانا شروع کر دیا۔

دھاکلا ——— خوفناک شیطانی قوت۔ جسے عمران اپنی ذہانت سے پروفیسر البرٹ کے مقابلے پر لے آیا۔ دھاکلا اور پروفیسر البرٹ کے درمیان ہونے والے خوفناک مقابلے کا انجام کیا ہوا ——— ؟

فیلیا ——— پروفیسر البرٹ کی بیٹی۔ جسے پروفیسر نے عمران کی ہلاکت کیلئے منتخب کر لیا۔ کیا فیلیا عمران کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئی ——— یا ——— ؟

پروفیسر البرٹ ——— شیطان کا نائب جس نے عمران کے سامنے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ انتہائی حیرت انگیز اور ناقابل یقین سچویشن۔

- بلیک ورلڈ کی خوفناک قوتیں بلیک پاورز۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والے طویل اور خوفناک مقابلے کا انجام کیا ہوا۔ کیا عمران اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکا یا؟
- انتہائی حیرت انگیز اور انوکھی دلچسپیوں پر مشتمل ایک ایسا ناول جو جاسوسی ادب میں شاہکار کا درجہ رکھتا ہے۔

شائع ہو گیا ہے

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور منفرد ایڈونچر کہانی

ایڈونچر مشن

مکمل ناول

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

☼ تبت کے انتہائی دشوار گزار پہاڑی جنگلوں میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک ایسا مشن جہاں ہر طرف یقینی اور خوفناک موت کے جبڑے کھلے ہوئے تھے۔

مارسیلا جنگل کوئین ایک نیا حیرت انگیز اور انتہائی دلچسپ کردار۔

☼ عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان بدھ بھکشوؤں کے روپ میں جب تبت کے جنگلوں میں داخل ہوئے تو ——— انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز سچوئشنز۔

☼ جولیا کو خوفناک جنگل میں جبراً اغوا کر لیا گیا اور سیکرٹ سروس کے ارکان سر پٹخنے کے باوجود جولیا کو تلاش نہ کر سکے۔ جولیا کا کیا حشر ہوا ——— ؟

☼ عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان اور خوفناک یوگیوں اور بدھ بھکشوؤں کے درمیان ہونے والی ایک ایسی جنگ جس کا ہر راستہ موت پر ختم ہوتا تھا۔

جوزف جنگلوں کا بادشاہ ایک نئے اور انوکھے روپ میں۔

☼ ایک ایسا مشن جس کے مکمل ہوتے ہی عمران نے سیکرٹ سروس سے بغاوت کر دی اور پھر خوفناک جنگلوں میں عمران اور جولیا دشمنوں کی طرح ایک دوسرے کے مقابلے پر ڈٹ گئے۔ وہ مشن کیا تھا ——— ؟

دلچسپ، حیرت انگیز، تیز رفتار ایکشن اور سنسنی خیز سسپنس

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز
بلیک پاوڈر
مظہر کلیم ایم۔ اے
www.paksociety.com
Scanned by Waqar Azeem Pakistanipoint

محترم قارئین ۔ سلام مسنون ۔ "بلیک پاورز" کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ "بلیک ورلڈ" سے شروع ہونے والی یہ انتہائی دلچسپ اور منفرد کہانی اس حصے میں اپنے انجام کو پہنچ رہی ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ دلچسپ کہانی آپ کو ہر لحاظ سے پسند آئے گی ۔ مجھے آپ کی آراء کا شدت سے انتظار رہے گا ۔ لیکن اس حصے کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے ۔

سوات سے محمد سہیل صاحب لکھتے ہیں ۔ "طویل عرصے سے آپ کی تحریروں کا شیدائی ہوں ۔ میں آپ کے تمام ناول پڑھ چکا ہوں ۔ ناول کے ساتھ ساتھ آپ جس خوبصورت انداز میں قارئین کے خطوط کا جواب دیتے ہیں ۔ وہ بھی مجھے بے حد پسند ہے اس لئے "چند باتیں" بھی باقاعدگی سے پڑھتا ہوں ۔ لیکن ان میں شائع ہونے والے خطوط دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اپنی تعریف والے خطوط زیادہ اور تنقید والے خطوط کم شائع کرتے ہیں ۔ کیا واقعی ایسا ہے ۔ کیا آپ تنقید والے خطوط نظر انداز کر دیتے ہیں" ۔

محترم محمد سہیل صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔ "چند باتوں" میں جو خطوط شائع ہوتے ہیں ان کے انتخاب کا معیار کم از کم تعریف نہیں ہوتا ۔ اگر ایسا ہوتا تو شاید ایک خط ہی چار

پانچ ناولوں کی "چند باتوں" تک چلتا رہتا۔ گو یہ بات بھی درست ہے کہ ایک مصنف کے لئے قارئین کی تعریف ہی اس کی محنت کا صلہ ہوتا ہے اور قارئین کی تعریف مصنف کی حوصلہ افزائی کا باعث بنتی ہے اور اس لحاظ سے میں انتہائی خوش قسمت واقع ہوا ہوں کہ میرے قارئین سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں مجھے تعریفی خطوط سے مسلسل نوازتے رہتے ہیں اور میں ان تمام قارئین کا دل سے مشکور بھی رہتا ہوں۔ لیکن "چند باتوں" میں صرف ایسے خطوط کا انتخاب کرتا ہوں جن میں کوئی ایسی بات لکھی گئی ہو جو دوسرے قارئین کے لئے بھی دلچسپی کا باعث ہو۔ جہاں تک تنقید کا تعلق ہے تو میں اپنے تمام قارئین سے ہمیشہ یہی گزارش کرتا ہوں کہ وہ میرے ناولوں کی حقیقی خامیوں سے مجھے آگاہ کرتے رہا کریں۔ لیکن کتابت کی غلطی اور کسی نام کی غلطی بہرحال تنقید کے زمرے میں نہیں آتی۔ البتہ جب بھی کسی خط میں کوئی ایسی بات سامنے آتی ہے جو یقیناً تنقید کے زمرے میں آتی ہو تو میں اسے ضرور شائع کر دیتا ہوں۔ امید ہے اب آپ مطمئن ہو گئے ہوں گے۔

چک نمبر 246 گ ب.... پرتاپ پورہ .... ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے محمد سلیم عمران اور ساتھی لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں اور آپ کے ناولوں سے ہمارے اندر یہ جذبہ پیدا ہوا ہے کہ ہم بھی غریبوں کی مدد کریں۔ چنانچہ ہم نے غریبوں کی امداد کے لئے ایک انجمن قائم کی ہے لیکن ہمارے پاس فنڈز کی بے حد کمی ہے جبکہ عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران غریبوں کی امداد کرتے رہتے ہیں اس لئے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ ہماری انجمن کو بھی عطیات دیں تاکہ ہم بھی زیادہ سے زیادہ غریبوں کی امداد کر سکیں"۔

محترم محمد سلیم عمران صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے پر آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا بے حد مشکور ہوں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ نے غریبوں کی امداد کے لئے باقاعدہ انجمن قائم کی ہے تو واقعی یہ انتہائی نیک اور قابل قدر کام ہے۔ جہاں تک فنڈز کی کمی کا تعلق ہے تو آغاز میں یقیناً کمی کا احساس ہوتا ہے لیکن نیک جذبے اور مثالی عمل جب دوسروں کے سامنے آتا ہے تو پھر فنڈز کی کمی کی شکایت ختم ہو جاتی ہے۔ آپ بھی مثالی عمل اور نیک جذبے سے کام کرتے رہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے اپنے علاقے کے لوگ اس نیک کام میں بڑھ چڑھ کر آپ کا ساتھ دیں گے اور پھر آپ کو عمران اور سیکرٹ سروس کے اراکان سے عطیات طلب کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ اصل بات جذبے اور عمل کی ہے اس میں کمی نہیں آنی چاہئے۔ ویسے اس سلسلے میں بزرگوں کا ایک قول اگر پیش نظر رکھیں تو بہتر ہو گا کہ "بن مانگے موتی ملیں اور مانگے ملے نہ بھیک" امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

موضع لقمان ضلع سرگودھا سے سید محمد اختر علی تیمور اور ساتھی لکھتے ہیں۔ "آپ کو پہلے بھی تین تنقیدی خط لکھ چکے ہیں اور یہ جو تھا خط بھی تنقیدی ہے۔ لیکن آپ نے اب تک ہمارا ایک خط بھی شائع نہیں

کیا ۔ شاید آپ تنقید والے خطوط شائع ہی نہیں کرتے ۔ لیکن ہم بہرحال تنقید کرتے رہیں گے ۔ ناول "سان کارا" میں ایک جگہ ماسٹر کو باسٹر لکھا گیا ہے ۔ اس طرح آپ ایک لفظ استعمال کرتے ہیں "آرام کرسی" جبکہ اسے "آرام دہ کرسی" ہونا چاہیئے امید ہے آپ ضرور ہماری تنقید کا جواب دیں گے"۔

محترم سید محمد اختر علی تیمور صاحب ۔ خط لکھنے اور تنقید کا بے حد شکریہ ۔ ماسٹر اور باسٹر میں واقعی بہت فرق ہوتا ہے اسی طرح آرام کرسی اور آرام دہ کرسی میں خاصا فرق ہے اور یہ فرق اس وقت واقعی بہت زیادہ نظر آتا ہے جب آپ رہنے والے بھی موضع لقمان کے ہوں ۔ کیونکہ لقمان کی عقلمندی تو ضرب المثل ہے ۔ بہرحال میں پروف ریڈر صاحب کو ضرور گذارش کروں گا کہ وہ ماسٹر اور باسٹر میں فرق کو آئندہ ضرور چیک کرتے رہیں ۔ جہاں تک آرام کرسی کا تعلق ہے تو انگریزی میں اسے ایزی چیئر کہتے ہیں اور اس کا ترجمہ اردو میں آرام کرسی رائج ہے اب آپ کی شکایت یقیناً دور ہو گئی ہو گی کیونکہ میں نے آپ کا "تنقیدی" خط شائع کر دیا ہے امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

پروفیسر البرٹ ہوٹل کے کمرے میں فرش پر بچھے ہوئے قالین پر آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا ۔ اس کی نظریں سامنے سپاٹ دیوار پر جمی ہوئی تھیں ۔ اس کا منہ تیزی سے ہل رہا تھا ۔ پھر سفید دیوار پر ایک چھوٹا سا سیاہ نقطہ ابھرا اور پھر یہ نقطہ تیزی سے پھیلتا چلا گیا ۔ چند لمحوں بعد وہ ایک فٹ بال جتنا بڑا ہو گیا پھر اس کے اندر سرخ رنگ کا ایک دائرہ سا گھومنے لگا ۔

"حکم آقا ۔ سیاہ پاتال کی شوناری حاضر ہے" .... کمرے میں ایک آواز گونج اٹھی ۔ چیختی اور سیٹی بجاتی ہوئی آواز ۔ بالکل ایسی آواز جیسے بولنے والے نے گلے میں کوئی سیٹی رکھی ہوئی ہو اور آواز اس سیٹی میں سے گزر کر آ رہی ہو ۔

"دھاکلا کو میں نے عمران اور اس کے ساتھی کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا تھا لیکن ابھی تک دھاکلا نے کوئی خبر نہیں دی اور میرے

بلانے کے باوجود وہ کوئی جواب نہیں دے رہا۔ بتاؤ کیا کر رہا ہے وہ"...... پروفیسر نے اونچی آواز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"شوناری سب جانتی ہے آقا۔ دھاکلا ناکام ہو چکا ہے اور اب دھاکلا تمہارے خلاف تمہارے اور شیطانی نظام کے دشمنوں سے مل کر سازش کر رہا ہے"...... وہی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو پروفیسر نمایاں طور پر اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہی ہو شوناری۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... پروفیسر کے لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔

"خود دیکھ لو آقا اور خود سن لو یہ سب کچھ"...... وہی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی تیزی سے گھومتا ہوا سرخ دائرہ یکلخت ٹھہر گیا اور پھر اس کے اندر جیسے کوئی سکرین روشن ہو گئی ہو۔ یہ ایک گلی کا منظر تھا جس کے موڑ کے قریب عمران اپنے ساتھی کے ساتھ موجود تھا اور ان کے سامنے سیاہ لباس میں ملبوس ایک تنومند بدصورت آدمی کھڑا تھا۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی دھاکلا ہے انسانی روپ میں اور یہ عمران اور اس کا ساتھی ہے"...... پروفیسر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ سنو آقا"...... شوناری نے اسی طرح چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی دھاکلا کی آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

"دیکھو میری بات مان جاؤ۔ میں اب کھل کر تم سے بات کرتا ہوں"...... دھاکلا کی آواز کمرے میں گونجی اور پھر وہ بولتا رہا اس کے

بعد عمران کی آواز کمرے میں گونجی اور پھر جیسے جیسے ان کی گفتگو آگے بڑھتی رہی۔ پروفیسر کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑتا چلا گیا لیکن وہ خاموش بیٹھا انہیں دیکھ بھی رہا تھا اور ان کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی سن رہا تھا۔ اس نے دھاکلا کو دونوں بازو اٹھاتے بھی دیکھا اور پھر یہ کہتے بھی سنا کہ عمران کے دونوں ساتھی ٹھیک ہو گئے ہیں لیکن پروفیسر خاموش بیٹھا رہا۔ جب اس طویل گفتگو کا اختتام ہوا اور دھاکلا منظر سے غائب ہو گیا تو پروفیسر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"شوناری۔ کیا تم عمران اور اس کے ساتھی پر حملہ کر سکتی ہو"۔ پروفیسر نے کہا۔

"نہیں آقا۔ وہ پاکیزگی کے حصار میں ہیں اور میں کیا کوئی بھی شیطانی قوت اس حصار کے دوران ان پر حملہ نہیں کر سکتی اور آقا۔ ویسے بھی شوناری تو یہ کام کر ہی نہیں سکتی۔ شوناری تو صرف تمہیں قوتوں کی مخبری کر سکتی ہے اور بس"...... وہی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے جاؤ"...... پروفیسر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سرخ دائرہ تیزی سے گھومنے لگا۔ پھر وہ سیاہ پھیلاؤ سکڑنے لگ گیا اور چند لمحوں بعد غائب ہو گیا۔

"تو دھاکلا اب میرے مقابلے پر اتر آیا ہے"...... پروفیسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں کی

انگلیاں ایک دوسرے میں ڈالیں اور پھر اس نے اسی طرح ہاتھ زمین پر رکھ دیئے اور پھر اس کا جسم تیزی سے نیچے کی طرف جھکتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد اس کا چہرہ ان ہاتھوں پر ٹک گیا۔ چند لمحوں تک وہ اسی طرح پڑا رہا۔ پھر اس کا جسم تیزی سے لرزنے لگا پھر یہ لرزش بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد یہ لرزش اس قدر تیز ہو گئی کہ جیسے پروفیسر کے جسم کا ایک ایک رعشہ علیحدہ علیحدہ حرکت کر رہا ہو۔ کافی دیر تک اسی حالت میں رہنے کے بعد لرزش آہستہ ہو گئی اور چند لمحوں بعد پروفیسر نے سر اٹھایا اور سیدھا ہو گیا۔ اس کا پورا جسم پسینے میں شرابور ہو چکا تھا۔ اس کا چہرہ خون کی گردش کی وجہ سے قندھاری انار کی طرح سرخ نظر آ رہا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھولیں اور اس نے انہیں زور سے زمین پر مارا تو ایک دھماکہ سا ہوا اور کمرے میں ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے لاکھوں بدروحیں مل کر چیخ رہی ہوں۔ پھر یہ آوازیں مدھم پڑتی چلی گئیں اور چند لمحوں بعد معدوم ہو گئیں۔ اب کمرے میں خاموشی تھی۔ پھر گھنگھروؤں کی جھنکار سنائی دینے لگی اور جھنکار کی آواز سن کر پروفیسر کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ چند لمحوں بعد پروفیسر کے سامنے سرخ رنگ کا دھواں سا لہرانے لگا۔ آہستہ آہستہ دھواں ایک خوبصورت لڑکی کے جسم میں ڈھلتا چلا گیا۔

"کیا حکم ہے آقا"........ اس خوبصورت لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے جسم پر گہرے سرخ رنگ کا لباس تھا۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ ہوشاری۔ تمہیں بلانے کے لئے مجھے انتہائی

محنت کرنا پڑی ہے"........ پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"محنت کا پھل بھی تو تمہیں مل گیا ہے آقا۔ ہوشاری تمہارے پاس پہنچ گئی ہے"........ لڑکی نے پروفیسر کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اب تمہیں واپس جانے کی بجائے مستقل طور پر میرے پاس ہی رہنا ہو گا کیونکہ جبوتی ختم ہو چکی ہے اور مجھے اب شدت سے تمہاری ضرورت محسوس ہو رہی ہے"........ پروفیسر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم نے خود ہی دھاکلا کو اجازت دی تھی آقا۔ ورنہ جبوتی کیسے ختم ہو سکتی تھی"........ ہوشاری نے جواب دیا۔

"ہاں۔ لیکن اب دھاکلا میرے خلاف سازش کر رہا ہے"۔ پروفیسر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے آقا۔ دھاکلا رممیں حاصل کر کے تمہاری جگہ لینا چاہتا ہے"........ ہوشاری نے جواب دیا۔

"میں دھاکلا کو اس کی عبرت ناک سزا دینا چاہتا ہوں"۔ پروفیسر نے کہا۔

"سزا دیتے رہنا۔ اس کے لئے بڑا وقت پڑا ہے۔ پہلے تم اپنے دشمنوں سے تو نمٹ لو"...... اس بار ہوشاری نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو میں نے تمہیں بلایا ہے کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ یہ

رعمیس تو میرے لئے عذاب بن کر رہ گیا ہے۔ اس سے تو بہتر تھا کہ میں اسے حاصل کرنے کا ارادہ ہی نہ کرتا"۔۔۔۔۔۔ پروفیسر نے کہا۔

"اس لئے تو تمہیں شیطان نے منع کیا تھا آقا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس رعمیس کی وجہ سے وہ عمران تمہارے پیچھے لگ جائے گا اور پھر تمہیں اپنی زندگی کی سب سے بڑی جنگ لڑنی پڑے گی"۔ یوشاری نے جواب دیا۔

"تم اب مجھے بتاؤ کہ میں کیا کروں۔ کس طرح اس عمران کا خاتمہ کروں"۔۔۔۔۔۔ پروفیسر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ زچ ہو کر رہ گیا ہو اور یوشاری بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم نے تمام حربے استعمال کر لئے آقا۔ تم نے جبوتی کو استعمال کیا۔ تم نے عمران کی ساتھی عورت کو اغوا کرایا۔ لیکن تم تو کیا کسی کو بھی معلوم نہیں کہ ان باتوں سے اس عمران کا کچھ نہیں بگاڑا جا سکتا روشنی کی قوتیں اس کی مددگار ہیں۔ اب تم نے مجھے بلا کر پہلی بار صحیح کام کیا ہے"۔۔۔۔۔۔ یوشاری نے کہا۔

"مجھے بتاؤ وہ کس طرح ختم ہو سکتا ہے"۔۔۔۔۔۔ پروفیسر نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"دھاکلا کی مدد سے آقا۔ دھاکلا کی مدد سے اس عمران کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ دراصل تمہارے خلاف روشنی کے ایک نمائندے نے یہ ترکیب عمران تک پہنچائی ہے کہ وہ دھاکلا کے ذریعے تمہارا خاتمہ کرائے اور تمہارے ذریعے دھاکلا کا خاتمہ۔ اس طرح اس کے دونوں

دشمن ختم ہو جائیں گے اور اس کی بنیاد رعمیس پر رکھی گئی ہے۔ چنانچہ اس عمران نے اپنے ساتھی کے ساتھ ایسی باتیں کیں کہ دھاکلا جو ان دونوں کی مکمل پاکیزگی کے حصار میں پہنچ جانے کی وجہ سے ان کے خاتمے کے سلسلہ میں مایوس ہو چکا تھا اس نے یہ کھیل کھیلنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے بعد تمہیں شوناری نے وہ سب کچھ دکھا اور سنوا دیا اور تم نے انتہائی ذہانت سے کام لیتے ہوئے مجھے بلا لیا۔ ورنہ ان کی سازش کامیاب ہو جاتی"۔۔۔۔۔۔ یوشاری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کھل کر بات کرو۔ میں دھاکلا کے ذریعے اس کا خاتمہ کیسے کر سکتا ہوں۔ دھاکلا تو پہلے ہی اس کے مقابلے میں ناکام ہو چکا ہے۔ وہ اب کیا کرے گا"۔۔۔۔۔۔ پروفیسر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھو آقا۔ اصل بات یہ ہے کہ عمران کے پیچھے روشنی کی طاقتیں موجود ہیں جو اس کی مدد کر رہی ہیں۔ بذات خود عمران کا کردار اور خیالات ایسے ہیں کہ وہ بھی روشنی کے قریب ہے۔ پھر روشن کلام کا استعمال بھی وہ کرتا ہے اور اب اسے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ پاکیزگی کا حصار دنیا کا سب سے طاقتور اور ناقابل تسخیر حصار ہوتا ہے۔ اس لئے تم، تمہاری جبوتی، دوسری تمام طاقتیں حتیٰ کہ دھاکلا تک اس کے مقابلے میں ناکام ہو گیا۔ لیکن اب عمران دھاکلا کو اپنا دوست سمجھ رہا ہے اور اس نے دھاکلا کی مدد سے اپنے دو حبشی ساتھیوں کو بھی تمہارے قبضے سے نکلوا لیا ہے۔ اس لئے اب دھاکلا کے ذریعے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے ذلت کا گڑھا کھدوایا جا سکتا ہے

اور انہیں وہاں گرایا بھی جا سکتا ہے۔ پھر وہ بے بس ہو کر رہ جائیں گے"...... پوشاری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں مسرت کی شدت سے جگمگا سی رہی تھیں۔

"تمہارے ساتھ یہی مسئلہ ہے کہ الجھی ہوئی باتیں زیادہ کرتی ہو۔ سیدھی سیدھی بات نہیں کرتی۔ بتاؤ کہ کس طرح ذلت کا گڑھا کھدوایا جا سکتا ہے۔ کس طرح انہیں اس کے اندر پہنچایا جا سکتا ہے"...... پروفیسر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو پوشاری بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اس عمر میں بھی غصہ دکھاتے ہوئے بہت خوبصورت لگتے ہو آقا"...... پوشاری نے کہا تو پروفیسر بے اختیار جھینپ کر رہ گیا۔

"میرا مطلب ہے پوشاری کہ"...... پروفیسر نے بوکھلائے ہوئے سے انداز میں کہا اور پوشاری اس کی اس بوکھلاہٹ پر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"آقا۔ تم نے خواہ مخواہ اس عمران کو اپنے اعصاب پر سوار کر لیا ہے دھاکلا تو احمق ہے۔ اسے صرف اپنی طاقت پر غرور اور تکبر کرنا ہی آتا ہے۔ اسے کیا معلوم کہ انسانوں کو کس طرح تسخیر کیا جاتا ہے۔ سنو آقا۔ دھاکلا واقعی تمہیں ہلاک کر کے تم سے رعمیس حاصل کرنا چاہتا ہے جبکہ عمران رعمیس کو ضائع کر کے اس دھاکلا کا بھی خاتمہ کرنا چاہتا ہے اس تکونی کھیل کے ذریعے تم عمران کو ذلت کے گڑھے میں پھینک سکتے ہو۔ دھاکلا تمہیں ہلاک کرنے کے لئے اپنی تسوجکا طاقت

کو استعمال کرے گا۔ اس کے پاس یہی ایک ایسی طاقت ہے جس کے ذریعے وہ تمہیں واقعی ہلاک کر سکتا ہے اور تمہیں بھی معلوم ہے کہ وہ ایسا کر سکتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم نے اسی لئے مجھے بلایا ہے۔ کیونکہ میری موجودگی میں تسوجکا طاقت کام ہی نہیں کر سکتی۔ لیکن تم ایسا کرو کہ جیسے ہی دھاکلا یہاں پہنچے اور تم پر تسوجکا طاقت استعمال کرے تم اپنے آپ پر ماکی کو طاری کر لینا۔ اس طرح دھاکلا یہی سمجھے گا کہ تم ہلاک ہو گئے ہو۔ اسے ماکی کا علم ہی نہیں ہے۔ اس لئے وہ لامحالہ دھوکا کھا جائے گا۔ پھر وہ تمہارے قبضے سے رعمیس حاصل کرے گا اور وہ رعمیس عمران کو دے گا تاکہ عمران اسے وہ ترکیب بتا دے جس سے وہ رعمیس کو استعمال کر سکے۔ اس کے بعد نئی صورت حال پیدا ہو گی۔ عمران فوری طور پر اس رعمیس کو ضائع کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور ظاہر ہے دھاکلا اسے روکنے کے لئے اس پر حملہ کرے گا۔ عمران نے بھی لامحالہ دھاکلا کے خاتمے کے لئے کوئی نہ کوئی ترکیب سوچ رکھی ہو گی۔ چنانچہ ان دونوں میں مقابلہ ہو گا۔ اگر عمران نے دھاکلا کا خاتمہ کر دیا تو سمجھو اسے تم سے غداری کی سزا مل جائے گی اور اگر دھاکلا نے عمران کا خاتمہ کر دیا تو تم ماکی سے نکل کر دھاکلا سے وہ رعمیس واپس حاصل کر کے اسے خود سزا دے سکتے ہو یا اسے شیطان کے حوالے کر دینا۔ یہ تمہاری مرضی ہے۔ بہرحال ان دونوں میں سے ایک کام ضرور ہو گا۔ دوسری طرف اگر عمران دھاکلا کا خاتمہ کر دیتا ہے اور رعمیس بھی اس کے پاس پہنچ جاتا ہے اور وہ

رحمیس کو کسی پرندے کا خون لگا کر اسے ضائع کر دیتا ہے تو اس کا سارا کھیل یوں سمجھو کہ اس کی مرضی کے مطابق پورا ہو جائے گا اور وہ پوری طرح مطمئن ہو جائے گا اور پھر اسے آسانی سے ذلت کے گڑھے میں اتار کر بے بس کیا جا سکتا ہے"...... پوشاری نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے اتنی لمبی تقریر کر دی۔ سب کچھ بتا دیا لیکن اصل سوال کا جواب پھر بھی مجھے نہیں مل سکا کہ عمران کو ذلت کے گڑھے میں کیسے پھینکا جائے گا جبکہ وہ پاکیزگی کے طاقتور حصار میں ہوگا"۔ پروفیسر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بڑی آسانی سے ایسا ہو سکتا ہے۔ تم مجھے رحمیس پر موجود لکھی ہوئی تحریر کی جگہ دے دو۔ اس کا علم ظاہر ہے نہ عمران کو ہوگا اور نہ دھاکلا کو۔ آخری لمحات میں ان دونوں کے درمیان جنگ کا جو بھی نتیجہ ہوگا اس کے بعد میں کسی بھی وقت باہر آجاؤں گی اور چونکہ وہ رحمیس کو ہاتھ لگا چکا ہوگا جس کے اندر میں بھی موجود ہوں گی اس طرح اس کا ہاتھ مجھے لگ چکا ہوگا اور اس کا پاکیزگی کا حصار ٹوٹ جائے گا۔ اس کا علم اسے بھی نہ ہو سکے گا اور چونکہ وہ پوری طرح مطمئن ہوگا۔ ایسی صورت میں نہ ہی وہ روشن کلام کا ورد کرے گا اور نہ روشنی کی کوئی طاقت بظاہر کسی خطرے کی وجہ سے اس کی مدد کو آئے گی۔ چنانچہ اس کے لئے ذلت کا گڑھا کھودنے کے لئے زمین تیار ہو چکی ہو گی اس کے بعد تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو کہ پوشاری گڑھا بھی کھود سکتی ہے اور

عمران کو اس کے اندر پہنچا بھی سکتی ہے"...... پوشاری نے جواب دیا تو پروفیسر کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ اب بات سمجھ میں آئی ہے۔ واقعی تم نے کمال ذہانت کا مظاہرہ کیا ہے پوشاری۔ اب میں تمہارا تمام منصوبہ اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ اب واقعی مجھے یقین ہو گیا ہے کہ عمران کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے"...... پروفیسر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آقا۔ فکر نہ کریں۔ پوشاری جب مقابلے پر آتی ہے تو پھر شیطان بھی اس سے پناہ مانگنے لگتا ہے۔ اس بیچارے عمران یا اس کے ساتھیوں کی تو وقعت ہی کیا ہے"...... پوشاری نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور پروفیسر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

قاہرہ کے ایئر پورٹ سے باہر نکلتے ہی عمران سیدھا ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گیا۔

"باس ۔یہاں سے وہ ہوٹل تو قریب ہی ہے ۔ کیوں نہ پیدل چلے چلیں"...... ٹائیگر نے عمران کو ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتے دیکھ کر کہا۔ کیونکہ واقعی ہوٹل وہاں سے کافی قریب تھا اور پیدل کا ہی راستہ تھا۔

"بغیر کسی بندوبست کے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم دھاکلا اور اس پروفیسر سے جیت جائیں گے ۔ایسی کوئی بات نہیں ۔ دھاکلا شیطانی قوت ہے ۔ وہ بھی صرف اپنے مقصد کے لئے ہم سے تعاون کر رہا ہے اور کسی بھی وقت وہ ہمارے خلاف ہو سکتا ہے اور وہ پروفیسر ۔ وہ تو شیطان کا نائب ہے ۔ میں اس رعمیس کو ضائع کرنے کا بندوبست پیشگی کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں

سر ہلا دیا۔

"کسی ایسی شاپ میں لے چلو جہاں پرندے فروخت کئے جاتے ہیں"...... عمران نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی ۔ تھوڑی دیر بعد وہ واقعی ایک ایسی مارکیٹ میں پہنچ گئے جہاں پرندے فروخت کرنے والوں کی بے شمار دکانیں تھیں ۔ عمران نے ٹیکسی وہیں چھوڑ دی اور پھر وہ ایک بڑی دکان میں داخل ہو گئے۔

"جی صاحب ۔آپ کو کون سے پرندے چاہئیں اور کتنی تعداد میں"...... سیلز مین نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس ایسے پرندے ہیں جنہیں پکڑے ہوئے زیادہ سے زیادہ چوبیس گھنٹے ہوئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں جناب ۔ یہ پرندے تو انتہائی دور دراز علاقوں سے پکڑے جاتے ہیں اور پھر وہاں سے یہاں سپلائی کئے جاتے ہیں اس لئے بہت ہی جلدی مال آئے تب بھی ایک ہفتہ تو لگ ہی جاتا ہے"۔ سیلز مین نے جواب دیا۔

"ایک ہفتے والے پرندے کون سے ہیں"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کون سے پرندے چاہئیں"...... سیلز مین نے پوچھا۔

"صحرائی تیتر تو ہوں گے شاپ میں"...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ یہ ہماری سپیشل ورائٹی ہے۔ ادھر تشریف لائیے۔ ادھر ہیں یہ"...... سیلز مین نے کہا اور پھر وہ عمران کو دکان کی اندرونی طرف بنے ہوئے ایک حصے میں لے گیا جہاں ایک بہت بڑے پنجرے میں واقعی ڈیڑھ دو سو کے قریب صحرائی تیتر موجود تھے۔

"آپ کو کتنے تیتر چاہئیں"...... سیلز مین نے پوچھا۔

"صرف ایک"...... عمران نے جواب دیا تو سیلز مین چونک پڑا۔

"اوہ۔ تو آپ کو تیتر پالنے کے لئے چاہئے۔ لیکن جناب۔ آپ غیر ملکی ہیں اس لئے میں یہ بتانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ صحرائی تیتر پالے نہیں جا سکتے۔ یہ صحرا سے آنے کے بعد زیادہ سے زیادہ دو ماہ تک زندہ رہ سکتے ہیں اس کے بعد یہ لازماً مر جاتے ہیں اس لئے صحرائی تیتر پالے نہیں جا سکتے بلکہ یہاں کے امراء شادیوں میں صحرائی تیتر کے گوشت کی ڈش مہمانوں کے لئے تیار کرتے ہیں۔ اس کا گوشت بے حد لذیذ ہوتا ہے۔ چونکہ ان کا شکار صحرا میں بے حد مشکل ہوتا ہے اس لئے یہ خاصے قیمتی بھی ہوتے ہیں"...... سیلز مین نے جواب دیا۔

"کیا آپ نے کبھی خود صحرائی تیتر کا گوشت چکھا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو سیلز مین چونک پڑا۔

"میں نے۔ اوہ نہیں جناب۔ میں کیسے اس قدر قیمتی پرندہ افورڈ کر سکتا ہوں"...... سیلز مین نے پھیکے سے لہجے میں کہا۔

"تو پھر آپ ایسا کریں کہ چار صحرائی تیتر میری طرف سے تحفے کے طور پر وصول کریں۔ خود بھی کھائیں اور اپنے بچوں کو بھی کھلائیں اور

مجھے صرف ان میں سے کسی ایک تیتر کا تھوڑا سا خون چاہئے اور بس"...... عمران نے کہا تو سیلز مین کا چہرہ حیرت سے بگڑ سا گیا۔

"خون۔ مگر"...... سیلز مین کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے خوف کا تاثر بھی موجود تھا۔

"گھبرائیں نہیں۔ میں نے اس خون کو کسی ٹونے ٹوٹکے میں استعمال نہیں کرنا۔ ایک خاص بیماری کی دوا بناتے ہوئے اس میں صحرائی تیتر کا خون استعمال کیا جاتا ہے اور میں نے وہ دوا بنانی ہے"...... عمران نے اس کی گھبراہٹ کو دیکھتے ہوئے اسے مطمئن کرنے کے لئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ تو پھر آپ ایک ہی لے لیں چار"...... سیلز مین نے کہا۔

"میں نے کہا ہے کہ یہ تحفہ ہے آپ کے لئے اور آپ کے بچوں کے لئے۔ بتایئے کتنی رقم دوں چار صحرائی تیتروں کی اور ایک ذبح بھی کرنا ہوگا آپ نے یہیں۔ تاکہ میں اس کا خون کسی بوتل میں ڈال کر لے جاؤں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ تو ہو جائے گا۔ میں مینجر کو بلا لاتا ہوں۔ آپ اس کے سامنے یہ سب کچھ کہہ دیں۔ ورنہ وہ مر کر بھی یقین نہیں کرے گا کہ آپ نے مجھے چار صحرائی تیتر تحفے میں دیئے ہیں"...... سیلز مین نے اس بار انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ بھاگ کر گیا اور تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو ایک ادھیڑ عمر مینجر اس کے ساتھ تھا۔

"کیا واقعی جناب۔آپ چار صحرائی تیتر اس کو تحفے میں دے رہے ہیں"...... منیجر نے ایسے لہجے میں عمران سے پوچھا جیسے اسے سو فیصد یقین ہو کہ عمران انکار کر دے گا۔

"ہاں مسٹر منیجر"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔آپ واقعی بے حد سخی ہیں جناب"...... منیجر نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب چار تیتروں کا بل بن کر آیا تو عمران کو پہلی بار معلوم ہوا کہ آخر وہ دونوں چار تیتر تحفے میں دینے پر اس قدر حیران کیوں ہو رہے تھے ان کی قیمت واقعی اتنی تھی کہ ان چار تیتروں کی رقم سے اچھی خاصی شادی کی دعوت کی جا سکتی تھی۔ بہرحال عمران نے ادائیگی کر دی اور پھر تھوڑی دیر بعد سیلز مین نے ایک تیتر کو دکان کے عقبی کمرے میں لے جا کر ان کے سامنے ذبح کیا اور ایک چھوٹی سی بوتل جو اس نے خود ہی مہیا کی تھی اس میں تیتر کی گردن سے نکلنے والے خون کو بھر کر بوتل عمران کی طرف بڑھا دی اور عمران اس کا شکریہ ادا کر کے ٹائیگر کے ساتھ دکان سے باہر آ گیا۔ سیلز مین انہیں باہر دروازے تک چھوڑنے آیا اور وہ عمران کے سامنے بچھا جا رہا تھا۔ عمران ٹائیگر کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ وہاں سے کچھ دور ایک سپر مارکیٹ کا بورڈ انہیں دکھائی دے رہا تھا اور عمران کا رخ اسی طرف تھا سپر مارکیٹ میں مختلف چیزوں کی بڑی بڑی دکانیں تھیں اور تھوڑی دیر بعد عمران ایک ایسی دکان کے سامنے پہنچ گیا جہاں خواتین اور مردوں کے لئے بنی بنائی وگیں فروخت کی جاتی تھیں۔ دکان خاصی بڑی اور

جدید تھی۔

"کیا آپ کوئی وگ خریدنا چاہتے ہیں"...... ٹائیگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے قدم آگے بڑھائے اور دکان کے اندر داخل ہو گیا۔

"کیا آپ کے پاس ایسی وگیں ہیں جن میں خواتین کے اصل بال استعمال کئے گئے ہوں"...... عمران نے سیلز مین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں آیئے۔اس طرف اصل بالوں والی وگوں کا سیکشن علیحدہ ہے"...... سیلز مین نے جواب دیا اور پھر وہ انہیں ایک سائیڈ پر بنے ہوئے شعبے میں لے آیا۔ جہاں واقعی اصل بالوں والی وگوں کی ورائٹی موجود تھی۔ عمران ایک ایک وگ کو غور سے دیکھتا رہا اور پھر جیسے ہی اس کی نظر ایک وگ پر پڑی وہ چونک پڑا۔ اس وگ میں کسی ادھیڑ عمر عورت کے بال استعمال کئے گئے تھے اس لئے ان میں سفیدی کی جھلک بھی موجود تھی۔

"کیا یہ اصلی بالوں کی ہے۔ کیا خواتین ایسی وگ بھی پہنتی ہیں جن سے وہ بوڑھی نظر آئیں"...... عمران نے حیران ہو کر سیلز مین سے پوچھا تو سیلز مین ہنس دیا۔

"جناب۔ یہ واقعی اصل بالوں کی وگ ہے۔ اسے اسٹیج ڈراموں میں استعمال کیا جاتا ہے"...... سیلز مین نے جواب دیا۔

"مگر ڈراموں یا فلموں میں تو اصل بالوں والی وگیں استعمال

نہیں کی جاتیں ۔ اس کے لئے تو مصنوعی ریشے سے بنی ہوئی وگیں استعمال ہوتی ہیں ۔ کیونکہ وہ بے حد سستی ہوتی ہیں "....... عمران نے کہا۔

" جی ہاں ۔ عام طور پر تو واقعی ایسا ہی ہوتا ہے لیکن چند خواتین ایسی ہیں جو مصنوعی ریشے کی وگیں استعمال نہیں کر سکتیں ۔ انہیں الرجی ہو جاتی ہے ۔ ان کے لئے خصوصی طور پر ایسی وگیں تیار کی جاتی ہیں "...... سیلز مین نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" ایک تو یہ پیک کر دیں ۔ ایک سنہری بالوں والی اور ایک براؤن بالوں والی وگ بھی پیک کر دیں "...... عمران نے کہا تو سیلز مین سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا اور تھوڑی دیر بعد عمران اور ٹائیگر اس دکان سے باہر نکلے تو ٹائیگر کے ہاتھ میں وہ شاپنگ بیگ موجود تھا جس میں تینوں وگیں پیک کی گئی تھیں۔

" یہ وگیں آپ نے کیوں لی ہیں باس "..... ٹائیگر نے باہر آتے ہی پوچھا۔

" اس سے دھاکلا کی دھاک اور بڑھ جائے گی "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ مگر کیا دھاکلا کو معلوم نہیں ہو جائے گا کہ آپ " ۔ ٹائیگر نے بات کرتے کرتے اسے ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

" فکر مت کرو ۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔ یہاں سے ہمارے والے ہوٹل کا فاصلہ کافی ہے اور دھاکلا کی قوت سماعت اب اتنی بھی نہیں

ہے کہ یہاں تک کہ باتیں اسے سنائی دے سکیں "...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ تھوڑی دیر بعد انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی اور عمران نے اسے ہوٹل القاہرہ چلنے کا کہہ دیا جہاں جوزف ، جوانا اور پروفیسر موجود تھے ۔ پھر ہوٹل کے سامنے پہنچ کر وہ جیسے ہی ٹیکسی سے اترے ۔ ایک طرف سے دھاکلا تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے قریب پہنچ گیا ۔ وہ اسی روپ میں تھا جس میں وہ انہیں اس قصبے میں ملا تھا لیکن اب اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا تھری پیس سوٹ تھا۔

" تم ایئرپورٹ سے کہاں چلے گئے تھے ۔ میں نے تمہیں ایئرپورٹ سے نکلتے کافی دیر پہلے دیکھا تھا ۔ میں سمجھا تم آ جاؤ گے ۔ اس لئے میں دوسرے کام میں مصروف ہو گیا لیکن تم غائب ہو گئے اور اب اتنی دیر بعد آ رہے ہو "...... دھاکلا کے لہجے میں ہلکی سی غراہٹ تھی۔

" میں ایک دوست کو ملنے چلا گیا تھا پھر راستے میں ایک وگوں والی دکان نظر آ گئی ۔ مجھے ایک مشن کے دوران کچھ خاص قسم کی وگیں چاہئیں تھیں اس لئے میں نے انہیں خرید لیا اور اب وہاں سے سیدھا یہاں آ رہا ہوں ۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" خاص قسم کی وگیں ۔ لیکن بیگ میں تو عام سی وگیں ہیں " ۔ دھاکلا نے ٹائیگر کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھیلے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" یہ میک اپ کے ماہر جانتے ہیں کہ کون سی وگیں خاص ہوتی ہیں اور کون سی عام ۔ تم چھوڑو ان باتوں کو اور بتاؤ کہ پروفیسر کی کیا

"پوزیشن ہے"...... عمران نے کہا۔

"پروفیسر اپنے کمرے میں ہے"...... دھاکلا نے جواب دیا۔

"کیا تم دیکھ نہیں سکتے کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اسے تمہارے یہاں آنے کی اطلاع مل گئی ہو۔ آخر وہ تمہارے نظام کا بہت بڑا آدمی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ جب تک میں نہ چاہوں۔ وہ مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ بہرحال آؤ۔ اب ہمیں یہ کام کر لینا چاہئے۔ میں اب مزید دیر نہیں کرنا چاہتا"۔ دھاکلا نے لفٹ کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ وہ باتیں کرتے ہوئے ہوٹل کے اندر ہال میں پہنچ چکے تھے۔

"کیا تم واقعی اسے ہلاک کر سکتے ہو"...... عمران نے لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میرے پاس ایک ایسی طاقت موجود ہے۔ اگر میں اچانک اس طاقت کو استعمال کر دوں تو پروفیسر باوجود انتہائی طاقتور ہونے کے ہلاک ہو جائے گا۔ ہاں البتہ اگر اسے سنبھلنے کے لئے چند لمحے بھی مل گئے تو پھر وہ مجھے بھی فنا کر سکتا ہے"...... دھاکلا نے جواب دیا۔

"کیا ہم تمہارے ساتھ رہ کر اس سارے کھیل کو دیکھ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ تم جیسے ہی پروفیسر کے کمرے کے قریب پہنچو گے۔ اس کی طاقتیں اسے اطلاع پہنچا دیں گی اور چونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں گا تو میرے بارے میں بھی وہ باخبر ہو جائے گا اور اس کے بعد سب کچھ ختم

ہو جائے گا"...... دھاکلا نے جواب دیا۔

"تو پھر"...... عمران نے کہا۔

"تم اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچو۔ جب پروفیسر ہلاک ہو جائے گا تو میں تمہیں بلا لوں گا"...... دھاکلا نے کہا۔

"کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے کمرے میں بیٹھ کر یہ منظر دیکھ سکیں۔ دیکھو دھاکلا میں خود اپنی آنکھوں سے یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم نے واقعی پروفیسر کو ہلاک کر دیا ہے۔ تم سے کچھ بعید نہیں کہ تم کیا کر دو"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اپنی طاقت کا وار کرتے ہی تمہیں بلا لوں گا۔ وار ہو جانے کے بعد پروفیسر بے بس ہو جائے گا لیکن اسے مرنے میں بہرحال وقت لگے گا"...... دھاکلا نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران تو ٹائیگر کے ساتھ تیسری منزل پر اتر گیا جبکہ دھاکلا لفٹ میں سوار اوپر آٹھویں منزل کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے جوزف اور جوانا کے مشترکہ کمرے کا دروازہ کھولا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ اندر بیڈز پر جوزف اور جوانا دونوں ساکت پڑے ہوئے تھے عمران جانتا تھا کہ ان دونوں پر مصنوعی نیند طاری کی گئی ہے۔

"ٹائیگر۔ باتھ روم میں جاؤ اور تینوں وگوں میں سے بال توڑ کر ان کو ملا کر باریک رسی کے انداز میں بناؤ اور پھر لا کر مجھے دو میں اس دوران ان دونوں کو نیند سے بیدار کرتا ہوں۔ جلدی کرو"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر ہاتھ میں پکڑے ہوئے بیگ سمیت تیزی سے

باتھ روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران جوزف کی طرف بڑھ گیا۔ اس
نے دونوں ہاتھوں سے جوزف کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد
جب جوزف کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو
عمران پیچھے ہٹ کر جوانا کی طرف مڑ گیا۔ اس نے جوانا کے ساتھ بھی
یہی کارروائی کی۔

"بب۔ بب۔ باس آپ۔ وہ۔ وہ۔ ہم تو پروفیسر کو"...... جوزف
کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ اس دوران جوانا کے جسم میں بھی
حرکت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے چنانچہ عمران پیچھے ہٹ گیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم نے کیا کیا ہے اور کیا کرنا چاہتے تھے اور اب
تمہاری کیا پوزیشن ہے۔ اس لئے اپنے آپ کو نارمل رکھو۔ اس وقت
ہم انتہائی تشویشناک حالات سے گزر رہے ہیں"...... عمران نے
خشک لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ جوزف اٹھ کر بیٹھ چکا تھا
اور جوزف نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ چند لمحوں بعد جوانا نے بھی
نیند سے بیدار ہو کر وہی حیرت ظاہر کی جس کا اظہار جوزف نے کیا تھا
اور عمران نے اسے بھی وہی جواب دیا جو جوزف کو دیا تھا۔

اسی لمحے باتھ روم کا دروازہ کھلا اور ٹائیگر باہر آ گیا۔ اس کے ایک
ہاتھ میں بٹے ہوئے بالوں کی باریک رسی تھی جبکہ دوسرے ہاتھ میں
وگوں والا تھیلا۔ عمران نے بالوں کی رسی اس کے ہاتھ سے لی۔ اسے
غور سے دیکھا اور پھر مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

"تھیلا الماری میں رکھ دو"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا

ہوا الماری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے بالوں سے بنی ہوئی اس رسی
کے دونوں سروں کو آپس میں ملا کر گانٹھ دی اور پھر اسے اپنے ایک
کان پر اس طرح چڑھا دیا جیسے رنگ چڑھایا جاتا ہے۔ پھر اتار کر وہ
رنگ جیب میں رکھ لیا اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دھاکلا
اندر داخل ہوا۔

"آؤ جلدی کرو۔ میں نے پروفیسر پر وار کر دیا ہے اور وہ بے بس ہو
چکا ہے۔ آؤ"...... دھاکلا نے اندر داخل ہوتے ہی کہا اور اس کے
ساتھ ہی وہ تیزی سے واپس مڑ کر باہر چلا گیا۔

"آؤ سب"...... عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے
ساتھیوں سے کہا۔ اس کے چہرے پر اس وقت انتہائی سختی سی ابھر آئی
تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پروفیسر کے کمرے میں پہنچ چکے تھے۔ کمرے کے
بیڈ پر ادھیڑ عمر پروفیسر لیٹا ہوا تھا۔ اس کا پورا جسم اس طرح لرز رہا تھا
جیسے پانی ہلکورے کھاتا ہے۔ بیڈ کے قریب کھڑا دھاکلا بڑے غور سے
پروفیسر کو دیکھ رہا تھا۔

"تم۔ تم دھاکلا۔ تم نے مجھ پر تسوجکا کا وار کیا ہے۔ مجھے تم سے یہ
امید نہ تھی"...... اچانک پروفیسر کے منہ سے ایک سرسراتی ہوئی سی
آواز نکلی۔

"میں مجبور تھا پروفیسر۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو تم لازماً مجھے سزا دیتے
اس لئے میں نے یہی بہتر سمجھا کہ میں تمہیں ختم کر کے خود اپنی طاقت
میں اضافہ کر لوں اور بلیک ورلڈ میں تو یہ کھیل کسی طرح بھی

معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ غلطی تم سے ہوئی ہے کہ تم نے میری نگرانی نہیں کی اور غلطی کا خمیازہ تم بھگت رہے ہو"....... دھاکلا نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے میرے دشمنوں سے ساز باز کی ہے اور صرف میرے ہی نہیں بلکہ بلیک ورلڈ کے بدترین دشمنوں سے ساز باز کی ہے۔ تم شیطان کے عذاب سے نہ بچ سکو گے"....... پروفیسر کی آواز سنائی دی۔

"شیطان کو ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اس کا شیطانی کارخانہ ازل سے چل رہا ہے اور ابد تک ایسے ہی چلتا رہے گا۔ تمہاری اور میری اس عظیم کارخانے میں اتنی حیثیت بہرحال نہیں ہے کہ شیطان کو کوئی پریشانی ہو"....... دھاکلا نے جواب دیا۔

"یہ عمران تمہیں کسی صورت بھی نہیں چھوڑے گا۔ کبھی نہیں چھوڑے گا"....... پروفیسر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آواز ڈوبتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد اس کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی تھیں۔

"اب اپنی تسلی کر لو عمران کہ پروفیسر ہلاک ہو گیا ہے یا نہیں اور اگر چاہو تو اس کی لاش میں اپنی تسلی کے لئے دس بارہ گولیاں بھی مار دو۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ پروفیسر کی لاش کا تم کیا کرتے ہو"....... دھاکلا نے پاس کھڑے عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

عمران پروفیسر کی آواز سنتے ہی اسے پہچان گیا تھا کیونکہ اس نے اب تک اس کی صرف آواز ہی سنی تھی۔ وہ اسے دیکھ پہلی بار رہا تھا۔

"ٹائیگر۔ ریوالور نکالو اور پروفیسر کے سینے میں پورا برسٹ خالی کر دو"....... عمران نے پاس کھڑے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر نے پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے ساؤنڈ پروف کمرہ ریوالور کے پے در پے دھماکوں سے گونج اٹھا اور یکے بعد دیگرے گولیاں پروفیسر کے سینے میں گھستی چلی گئیں۔ ہر گولی پر اس کا مردہ جسم ایک جھٹکا کھا رہا تھا۔ ٹائیگر کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے کیونکہ شاید زندگی میں پہلی بار وہ کسی لاش پر گولیاں برسا رہا تھا۔ جب ریوالور سے کلک کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹریگر سے انگلی ہٹالی۔ چونکہ پروفیسر پہلے ہی مر چکا تھا اس لئے اتنی گولیوں کے باوجود اس کے جسم سے خون کا ایک قطرہ تک نہ نکلا تھا۔

عمران کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اب اسے یقین آگیا تھا کہ مسلمانوں کا بدترین دشمن بہرحال اپنے انجام کو پہنچ گیا ہے۔

"اب وہ رعمیس کہاں ہے"....... عمران نے دھاکلا کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"وہ یہاں نہیں ہے۔ پروفیسر نے اسے چھپا کر رکھا ہوا ہے لیکن دھاکلا کے لئے اسے حاصل کرنا مشکل نہیں ہے لیکن مجھے چند لمحوں کے لئے تمہاری نظروں سے غائب ہونا پڑے گا"....... دھاکلا نے کہا۔

"کیا تم یہیں واپس آؤ گے"....... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ ابھی صرف چند لمحوں بعد"....... دھاکلا نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس کا جسم یکلخت دھوئیں میں تبدیل ہوتا چلا گیا اور پھر دھواں بھی غائب ہو گیا۔

"باس ۔ اس مشن نے تو میرے دماغ کو چولیں ہی ہلا کر رکھ دی ہیں ۔ ایسی ایسی باتیں دیکھنے میں آ رہی ہیں کہ اب تو ذہن سے حیرت کا عنصر ہی غائب ہو گیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"اگر یہ سب کچھ ہمارے لئے ساتھ نہ بیت رہا ہوتا تو ہم بھی شاید ہی اس پر یقین کرتے"...... عمران نے جواب دیا اور اس کا فقرہ ختم ہوئے چند لمحے گزرے ہوں گے کہ کمرے میں ایک بار پھر دھواں مجسم ہوتا نظر آنے لگا اور ان سب کی توجہ اسی طرف کو ہو گئی ۔ چند لمحوں بعد ایک بار پھر دھاکلا کمرے میں نمودار ہو چکا تھا۔

"میں لے آیا ہوں"...... دھاکلا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا رعمیس عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران چونکہ پہلے ہی دو بار اسے دیکھ چکا تھا اس لئے وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ واقعی وہی رعمیس ہے جس کے لئے اس قدر طویل خطرناک اور مافوق الفطرت کھیل کھیلا جا رہا ہے ۔ اس کا ایک ہاتھ جیب میں تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نے رعمیس دھاکلا کے ہاتھ سے لے لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔

"دیکھو عمران ۔ تم نے عہد کیا تھا کہ تم اس پر موجود عبارت پڑھ کر مجھے وہ طریقہ بتاؤ گے جس کی مدد سے میں اسے اپنی طاقت بڑھانے کے لئے استعمال کر سکتا ہوں اور میں نے شرط کے مطابق پروفیسر کو

بھی ہلاک کر دیا ہے ۔ حالانکہ وہ اس قدر طاقتور تھا کہ تم صدیوں تک بھی کوشش کرتے رہتے تو پروفیسر کا بال بھی بیکا نہ کر سکتے تھے ۔ اس لئے اب تم اپنا عہد پورا کرو"...... دھاکلا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہو دھاکلا ۔ میں اپنا عہد ضرور پورا کروں گا لیکن شاید پروفیسر نے جان بوجھ کر اس پر موجود عبارت کو کسی چیز سے مدہم کر دیا ہے ۔ مجھے اس کو صاف کرنا پڑے گا ایک خاص کیمیکل کی مدد سے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں موجود دوسرا ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں صحرائی تیتر کے خون سے بھری ہوئی چھوٹی سی بوتل موجود تھی ۔ اس نے اسی ہاتھ کے انگوٹھے اور انگلی کی مدد سے انتہائی تیزی سے اس بوتل کا ڈھکن کھولنا شروع کر دیا۔

"ٹھہرو ۔ پہلے مجھے دکھاؤ کہ یہ کیا ہے"...... دھاکلا نے بجلی کی سی تیزی سے عمران کے ہاتھ سے خون سے بھری بوتل چھیننے کی کوشش کی لیکن عمران یکلخت اچھل کر ایک طرف ہٹا مگر دھاکلا کا ہاتھ بھی ساتھ ہی لمبا ہوتا چلا گیا۔

"تم ۔ تم"...... دھاکلا نے چیختے ہوئے کہا مگر اس دوران عمران نے بوتل کو ایک جھٹکے سے رعمیس پر پلٹ دیا ۔ گو خون جم چکا تھا لیکن زور دار جھٹکا لگنے سے اس میں سے خون کا ایک چھوٹا سا لوتھڑا رعمیس پر گر گیا ۔ اسی لمحے دھاکلا نے بوتل جھپٹ لی ۔ عمران نے بوتل

واپس لینے کی بجائے انتہائی پھرتی سے اپنا انگوٹھا رٹمیس پر پڑے ہوئے خون کے لوتھڑے پر مل دیا۔

"یہ تو پرندے کا خون ہے"....... دھاکلا نے بوتل کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اسی سے تو ان لفظوں کی صفائی ہو گی۔ تم خواہ مخواہ گھبرا گئے۔ خون ہمارے روشن نظام میں تو حرام ہے جبکہ تمہارے تاریک نظام کا سارا دارومدار ہی خون پینے پر ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ انگوٹھے کی مدد سے رٹمیس پر موجود خون کو پھیلاتا چلا گیا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ لیکن تم نے اسے بچانے کی کوشش کیوں کی تھی"....... دھاکلا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اسے نہیں بچا رہا تھا بلکہ اپنے آپ کو بچا رہا تھا۔ تم تاریکی کے نمائندے ہو اس لئے تمہارا لمس بھی میرے لئے ناقابل برداشت ہے"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ بہرحال اب تم نے خون اس پر لگا لیا ہے۔ اب مجھے بتاؤ۔ اب مزید درست کرو"....... دھاکلا نے قدرے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھہرو۔ مجھے اس عبارت کو تو صاف کرنے دو۔ یہ جادوئی زیور ہے کوئی عام زیور نہیں ہے"....... عمران نے کہا اور پھر اس نے غور سے رٹمیس پر موجود عبارت کو دیکھنا شروع کر دیا۔ رٹمیس پر کوئی عبارت نہ تھی بلکہ عجیب و غریب انداز کے نقوش سے بنے ہوئے تھے۔

عمران جانتا تھا کہ انتہائی قدیم دور میں الفاظ کو نقوش کی صورت میں ہی کندہ کیا جاتا تھا اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ نقوش واقعی کوئی عبارت ہوں۔ لیکن ظاہر ہے عمران ایسے نقوش والی زبان نہ جانتا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ پروفیسر نے اس میں تبدیلی کی ہے تاکہ اگر رٹمیس کسی کے ہاتھ لگ جائے تو وہ اس کا استعمال نہ سمجھ سکے"....... چند لمحوں بعد عمران نے سر اٹھاتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ضرور ایسا ہی ہو گا۔ پروفیسر ایسے کاموں کا ماہر تھا۔ لیکن اب کیا ہو گا۔ پروفیسر تو ختم ہو گیا ہے۔ اب اس کے استعمال کا کیسے پتہ چلے گا"....... دھاکلا نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"تم ایک بہت بڑی منفی طاقت ہونے کے باوجود گھبرا رہے ہو۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر پروفیسر ایسے کاموں کا ماہر تھا تو مجھے بھی ایسے کاموں کی تھوڑی بہت شد بد ہے"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ چند لمحوں بعد اس کا ہاتھ جب باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں وہی بٹے ہوئے بالوں کا رنگ موجود تھا جو اس نے تین وگوں کے بالوں سے ٹائیگر کی مدد سے تیار کرایا تھا۔

"یہ کیا ہے"....... دھاکلا نے چونک کر پوچھا۔

"یہ پروفیسر کی مہارت کا توڑ ہے۔ اسے میں جلا کر راکھ کر دوں گا اور پھر اس راکھ کو رٹمیس پر مل دوں گا۔ پھر اصل عبارت سامنے آجائے گی"....... عمران نے کہا تو دھاکلا نے سر ہلا دیا۔ عمران نے

رحمیس کو سائیڈ پر موجود میز پر رکھا اور پھر وہ بالوں والا رنگ دھاکلا کی طرف بڑھا دیا۔

"اسے پکڑو۔ میں اسے جلاتا ہوں۔ یہ چونکہ فوری جل جائیں گے اس لئے میں اگر اسے خود جلاؤں گا تو جب تک میں ہاتھ رد کوں گا یہ ختم ہو جائے گا۔ تم اسے رحمیس کے اوپر پکڑ کر کھڑے ہو جاؤ۔ میں اسے جلاتا ہوں۔ اس طرح اس کی راکھ رحمیس پر ہی گرے گی"۔ عمران نے بالوں کا رنگ دھاکلا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تم اپنے کسی ساتھی کو دے دو۔ مجھے ہی کیوں دے رہے ہو"...... دھاکلا نے مشکوک سے لہجے میں کہا۔

"دیکھو دھاکلا۔ اگر تم نے واقعی اس کا استعمال معلوم کرنا ہے تو یہ کام تمہیں ہی کرنا ہو گا۔ یہ قدیم ترین جادو کی زبان ہے۔ اسے عام حالات میں سکھایا نہیں جا سکتا۔ اس لئے تمہاری شمولیت ضروری ہے ویسے یہ عام سے بال ہیں اس لئے گھبراؤ مت۔ ابھی سب کچھ تمہیں سمجھ آ جائے گا اور پھر تم بلیک ورلڈ کی سب سے بڑی قوت بن جاؤ گے۔ میں تو پروفیسر کی ہلاکت والی شرط کی وجہ سے مجبور ہو گیا تھا ورنہ میں کسی صورت بھی بلیک ورلڈ کے کسی نمائندے کو یہ راز نہ بتاتا"۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ دو مجھے۔ میں دھاکلا ہوں۔ میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا"...... دھاکلا نے بالوں والا رنگ پکڑتے ہوئے کہا۔ وہ اسے غور سے دیکھتا رہا۔ عمران نے جیب سے لائٹر نکالا۔

"چلو اس کا ایک سرا رحمیس کے قریب لے جاؤ"...... عمران نے کہا اور دھاکلا نے ہاتھ نیچے کر دیا۔ دوسرے لمحے چٹ کی آواز کے ساتھ ہی لائٹر سے شعلہ نکلا اور عمران نے شعلہ اس بالوں والے رنگ کے قریب کر دیا اور بال تیزی سے جل کر مڑنے تڑنے لگے اور کمرے میں بال جلنے کی ہلکی سی بو پھیل گئی۔ پھر جیسے ہی بال تڑ مڑ کر اس حصے پر پہنچے جہاں دھاکلا اسے پکڑے ہوئے تھا۔ اچانک نیلے رنگ کا ایک شعلہ سا نمودار ہوا اور دوسرے لمحے ایک زوردار جھماکے سے دھاکلا کے پورے جسم میں یکلخت وہی نیلے رنگ کی تیز آگ بھڑک اٹھی۔ دھاکلا نے اچھل کر ہٹنے کی کوشش کی لیکن بے سود اور اس کے ساتھ ہی دھاکلا کا پورا جسم موم کی طرح زمین پر گرنے لگا اور کمرہ انتہائی خوفناک چیخوں سے گونج اٹھا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ دیکھا دھاکلا۔ یہ ہے اس رحمیس کا استعمال۔ اب تم جس قدر چاہو اپنی طاقت آزما لو۔ اب تم بچ نہیں سکتے۔ ہر چیز کو فنا ہے اور دھاکلا بھی اس سے مستثنیٰ نہیں"...... عمران نے فاتحانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چیخوں کی آوازیں نکلنا بند ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی آگ کا شعلہ یکلخت بجھ گیا اور راکھ ایک لمحے کے لئے قالین پر گری اور پھر غائب ہو گئی۔ اب کمرے میں نہ ہی جلتا ہوا دھاکلا تھا اور نہ اس کی راکھ۔

"آؤ بھئی اب چلیں۔ اب یہ مسئلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر

میز پر پڑا ہوا رعمیس اٹھا کر اس نے ایک نظر بیڈ پر پڑے ہوئے پروفیسر کو دیکھا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"کیا مشن ختم ہو گیا باس"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ختم ہو ہی گیا ہے آخر کار"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کے ساتھ ساتھ دوسرے ساتھیوں کے چہروں پر بھی اطمینان بھری مسکراہٹ تیرنے لگی۔ چند لمحوں بعد وہ سب تیسری منزل پر واقع جوزف اور جوانا والے کمرے میں پہنچ گئے تھے۔

"ماسٹر۔ اس قدر طویل اور بور مشن شاید ہی کبھی پہلے آپ نے مکمل کیا ہو"...... جوانا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے منہ بنا کر کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"جہاں تک طوالت کا تعلق ہے تو چونکہ اس مشن کا تعلق شیطان سے تھا اور سب جانتے ہیں کہ شیطان کی آنت کتنی لمبی ہوتی ہے اور جب آنت ہی اتنی لمبی ہو گی تو سالم شیطان کتنا بڑا اور لمبا ہو گا۔ اس لئے یہ مشن بھی طویل ہو گیا لیکن بہرحال بور تو اسے نہیں کہا جا سکتا۔ خاصا دلچسپ مشن تھا۔ منفی اور مثبت قوتوں سے تعارف ہوتا رہا"...... عمران نے بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کا تعارف ہوتا رہا ہو گا۔ میرے لئے تو یہ دنیا کا بور ترین مشن تھا۔ نہ ایکشن۔ نہ قتل۔ نہ سنسنی"...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"رعمیس تو اب ضائع ہو گیا ہے"...... ٹائیگر نے عمران کے ہاتھوں میں موجود رعمیس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب یہ پاکیشیا کے قومی عجائب گھر میں رکھنے کے قابل ہو گیا ہے۔ مسلمانوں کا دشمن پروفیسر بھی ختم ہو گیا۔ وہ جبوتی اور یہ دھاکلا بھی ختم ہو گیا۔ اس طرح ہمارا مشن بہرحال مکمل ہو گیا"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ یہ آپ نے دھاکلا کو کس طرح ختم کیا ہے۔ یہ بال کس کے تھے"...... اچانک جوزف نے بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ یہ بال کس کے تھے جب ٹائیگر وگوں کے بالوں سے باتھ روم میں رسی بنا رہا تھا اس وقت جوزف مصنوعی نیند سویا ہوا تھا۔

"واقعی۔ باس۔ یہ تو آپ نے بتایا ہی نہیں کہ وگوں کے بالوں کے جلنے سے یہ دھاکلا کیسے ختم ہو گیا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس کی کوئی وضاحت یا توجیہہ تو میں نہیں کر سکتا۔ لیکن ایک بار مجھے ڈاکٹر بشارت نے اس بارے میں بتایا تھا کہ قدیم دور میں منفی قوتوں کو ختم کرنے یا فنا کرنے کے لئے انہی بالوں سے کام لیا جاتا تھا تین مختلف عورتوں اور تین مختلف رنگوں کے بالوں سے بنائی گئی رسی کو جلا کر اگر اس منفی قوت سے ٹکرایا جائے تو وہ منفی قوت چاہے وہ کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔ ختم ہو جاتی ہے۔ میں نے سوچا کہ چلو اس کا تجربہ کر دیکھیں اور تم نے دیکھا کہ تجربہ کامیاب رہا"۔ عمران نے رعمیس کو جیب میں ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"کمال ہے۔ اس قدر آسان نسخہ"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اتنا بھی آسان نہیں ہے۔ بالوں کا رنگ بنانے کے لئے جو گانٹھ دی جاتی ہے سارا کھیل اسی میں پنہاں ہے۔ یہ ایک مخصوص انداز کی گانٹھ ہوتی ہے جسے افریقہ کے وچ ڈاکٹروں نے ایجاد کیا تھا۔ اسے جاجور کی گانٹھ کہا جاتا ہے۔ منفی قوت اس گانٹھ میں پھنس کر ختم ہو جاتی ہے۔ اوکے اب تم آرام کرو۔ میں بھی کچھ دیر آرام کر لوں۔ پھر واپسی کا پروگرام بنائیں گے"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں بھی اپنے کمرے میں چلتا ہوں۔ میں بھی اس طویل مشن میں ذہنی اور جسمانی طور پر خاصا تھک گیا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر عمران اور وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"کیا بات ہے جولیا۔ تم اچانک پریشان نظر آنے لگی ہو"۔ صفدر نے ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو باقی ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔ وہ سب اس وقت دارالحکومت کے ایک ہوٹل کے کھلے لان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران طویل عرصے سے اسی بلیک ورلڈ کے سلسلے میں ملک سے باہر گیا ہوا تھا اور اس دوران سوائے دارالحکومت میں ایک چھوٹے سے کیس کے اور کوئی ایسا کیس بھی سامنے نہ آیا تھا جس میں انہیں بہت زیادہ کام کرنا پڑتا۔ اس لئے وہ تقریباً فارغ ہی تھے اس لئے ہر دوسرے تیسرے دن وہ ایسے ہی ہوٹلوں میں بیٹھ کر گپ شپ لگاتے رہتے تھے۔

"مم۔ مم۔ مجھے۔ چھوڑو۔ کوئی بات نہیں ہے اور کوئی بات کرو"...... جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"آخر ہوا کیا ہے۔ کیا کسی کی بات پسند نہیں آئی۔ اگر ایسا ہے تو وہ

معذرت کر لے گا"۔۔۔۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے صفدر۔ نجانے کیا بات ہے کہ اچانک بیٹھے بیٹھے مجھے عمران کا خیال آگیا ہے اور اس کے ساتھ ہی مجھے ایسا محسوس ہونے لگا ہے جیسے میرے دل کو کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔ مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے جیسے۔ عمران۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ عمران کے بارے میں کوئی بری خبر آنے والی ہے"۔۔۔۔۔۔۔ جولیا نے رک رک کر کہا۔ اس کے چہرے پر واقعی بے پناہ پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"وہ وہاں مصری لڑکیوں کے ساتھ گھومتا پھر رہا ہو گا۔ اسے ایسا موقع اللہ دے اور تم یہاں بیٹھی اس کے لئے خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہو"۔۔۔۔۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو تنویر۔ کسی کے جذبات کا اس طرح مذاق نہیں اڑانا چاہئے۔ عمران ایسا آدمی نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔۔ صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم۔ مم۔ میرا دل بیٹھ رہا ہے۔ میرا خیال ہے مجھے واپس جانا چاہئے۔ میں آرام کرنا چاہتی ہوں"۔۔۔۔۔۔۔ یکلخت جولیا نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے تھے اور رنگ بھی زرد پڑ گیا تھا۔

"تمہاری طبیعت درست نہیں ہے۔ تمہیں ڈاکٹر کے پاس جانا ہو گا"۔۔۔۔۔۔۔ صفدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ مجھے کچھ نہیں ہوا۔ میں بس آرام کرنا چاہتی ہوں"۔۔۔۔۔۔۔ جولیا نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی۔

"ہونہہ۔ عورتیں واقعی احمق ہوتی ہیں"۔۔۔۔۔۔۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے تنویر۔ جولیا کے عمران سے جذباتی تعلق کے بارے میں تم بھی اچھی طرح جانتے ہو اور جب یہ جذباتی تعلق انتہائی گہرا ہو جائے تو پھر ایسا ہو [illegible] ہے۔ میرا خیال ہے کہ عمران واقعی وہاں کسی مشکل میں پھنس چکا ہے"۔۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم پر بھی اس احمق عمران کا اثر ہو گیا ہے جو ایسی احمقانہ باتیں کرنے لگے ہو"۔۔۔۔۔۔۔ تنویر نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور کیپٹن شکیل مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب پارکنگ میں پہنچ گئے جہاں ان کی کاریں موجود تھیں۔

"نعمانی۔ تم میری کار لے جاؤ۔ میں مس جولیا کے ساتھ اس کے فلیٹ تک جاؤں گا"۔۔۔۔۔۔۔ صفدر نے مڑ کر نعمانی سے کہا جو صدیقی کے ساتھ ایک ہی کار میں آیا تھا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے صفدر۔ میں اب ٹھیک ہوں۔ میں چلی جاؤں گی"۔۔۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا لیکن صفدر نے اس کی کوئی بات نہ سنی اور پھر چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک ہی کار میں بیٹھ کر ہوٹل سے

روانہ ہو گئے۔

"اب تمہاری طبیعت کیسی ہے۔ کہو تو ڈاکٹر کو کال کروں"۔ صفدر نے جولیا کے فلیٹ میں پہنچ کر کہا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ پتہ نہیں کیوں اچانک میرا دل بری طرح گھبرانے لگ گیا تھا"...... جولیا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور کیپٹن شکیل اندر داخل ہوا۔

"ارے تم اور یہاں۔ تم اپنے فلیٹ نہیں گئے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ میں باقی ساتھیوں کے جانے کے بعد مس جولیا سے چند باتیں پوچھنا چاہتا تھا اس لئے وہاں میں نے یہاں آنے کے لئے کوئی بات نہ کی تھی۔ ورنہ وہ تنویر اور دوسرے ساتھی بھی یہاں ہی آ جاتے"...... کیپٹن شکیل نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسی باتیں کیپٹن"...... جولیا نے چونک کر حیرت سے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ اس گھبراہٹ کے دوران کیا آپ کو محسوس ہوا تھا کہ آپ کے پیر ٹھنڈے ہوتے جا رہے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا کہ صفدر بھی چونک کر حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"پیر ٹھنڈے۔ کیا مطلب۔ میرا تو پورا جسم ہی ٹھنڈا ہو رہا تھا۔ تم

پیروں کی بات کرتے ہو"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عام ٹھنڈک کی بات نہیں کر رہا۔ ایسی ٹھنڈک جیسے پیروں کے اندر سردی کی لہریں دوڑ رہی ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ میرا خیال ہے ایسا ہی تھا۔ مگر کیا مطلب۔ یہ تم نے کیوں پوچھا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوتا ہے"...... جولیا نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر واقعی ایسی بات ہوئی ہے تو مس جولیا۔ عمران واقعی کسی خطرے سے دوچار ہو چکا ہے۔ کیونکہ میں نے سنا ہوا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی ایسے خطرے سے دوچار ہو جائے جس میں اس کی جان جانے کا خدشہ ہو تو اس سے انتہائی جذباتی تعلق رکھنے والے آدمی کو بھی پریشانی کا احساس ہوتا ہے اور اس کی خاص نشانی پیروں کے اسی طرح ٹھنڈے ہونے کی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو جولیا بے اختیار گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب۔ کیا عمران واقعی۔ اوہ۔ پھر اب کیا کیا جائے۔ وہ تو نجانے کہاں ہو گا۔ مائی گاڈ۔ اب کیا ہو گا"...... جولیا کیپٹن شکیل کی بات سن کر اس قدر بری طرح پریشان ہو گئی تھی کہ صفدر بھی بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے ارے کچھ نہیں ہوا۔ عمران اب اتنا بھی تر نوالہ نہیں ہے کہ یوں آسانی سے مار کھا جائے۔ تم اطمینان رکھو"...... صفدر نے جولیا کو بازو سے پکڑ کر کرسی پر زبردستی بٹھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔ نہیں ۔ کچھ کرو ۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو مم ۔ مم ۔ میں"۔ جولیا نے دہشت بھرے لہجے میں کہا اور پھر فقرہ مکمل کرنے کی بجائے اس نے بے اختیار دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لئے اور اس کی سسکیاں کمرے میں گونجنے لگیں۔

"آئی ایم سوری مس جولیا۔ میرا یہ مقصد نہ تھا جو آپ نے سمجھ لیا ہے ۔ آپ کو اس قدر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ صفدر صاحب درست کہہ رہے ہیں عمران کوئی چھوٹا سا بچہ نہیں ہے کہ آپ اس قدر پریشان ہو رہی ہیں"...... کیپٹن شکیل نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"بچہ تو نہیں ہے مگر انسان تو ہے ۔ وہ ۔ وہ ۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... جولیا نے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر وحشت تھی۔

"تو اس طرح پریشان ہونے سے تو اس کی مدد نہیں ہو سکتی مس جولیا"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے بھی شاید جولیا کی ایسی جذباتیت پسند نہیں آئی تھی۔

"تم ۔ تم نہیں سمجھ سکتے ۔ مم ۔ میں کیا کروں ۔ میں کسی کو کہا بھی تو نہیں سکتی ۔ ٹھیک ہے ۔ تم جاؤ ۔ میں ۔ میں اب آرام کروں گی"...... جولیا نے زور زور سے سانس لیتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر وہ باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔

"صفدر صاحب ۔ عمران واقعی کسی شدید خطرے سے دوچار ہو چکا

ہے ۔ ہمیں اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے"...... کیپٹن شکیل نے جولیا کے باتھ روم میں داخل ہوتے ہی سرگوشیانہ لہجے میں صفدر سے کہا۔

"ہم کیا کر سکتے ہیں ۔ ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے ۔ چیف سے پوچھنا بھی بیکار ہے ۔ وہ الٹا ڈانٹ پلا دے گا"...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے ہمیں فوری طور پر ماسٹر اعظم حیات سے یا اس کے مرشد وہ سبزی والے بوڑھے فضل بھائی سے بات کرنی چاہئے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا ۔ اسی لمحے جولیا باتھ روم سے باہر آ گئی ۔ اب وہ پوری طرح سنبھلی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

"آئی ۔ ایم سوری ۔ واقعی مجھے اس قدر جذباتیت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے تھا لیکن نجانے مجھ پر کیا کیفیت طاری ہو گئی تھی کہ میں اپنے آپ میں ہی نہ رہی تھی ۔ اب میں ٹھیک ہوں ۔ میرا خیال ہے کہ میں آپ کے لئے کافی بنا لاؤں"...... جولیا نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر آپ ٹھیک ہیں تو پھر آرام کیجئے اور ہمیں اجازت دیجئے ۔ ویسے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ عمران کی تو ساری عمر ہی انہی خطرات سے کھیلتے گزر گئی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے لیکن میرا دل ۔ بہرحال ٹھیک ہے ۔ اب میں

بالکل ٹھیک ہوں"....... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آؤ صفدر۔ میں تمہیں ساتھ لے جاؤں"....... کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن شکیل کی کار ایک بار پھر اسی علاقے کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی جدھر ماسٹر اعظم حیات کا مکان تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں براہ راست اس سبزی والے بابا کے پاس جانا چاہئے۔ ماسٹر صاحب کا اس وقت گھر پر ملنا مشکل ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس محلے میں پہنچ کر کیپٹن شکیل نے کار ایک خالی جگہ پر پارک کی اور وہ دونوں کار سے اتر کر پیدل چلتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ مختلف گلیوں سے گزرنے کے بعد وہ اس سبزی والے کی دکان کے سامنے پہنچ گئے۔ بابا انہیں دیکھ کر چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم پھر آ گئے۔ حالانکہ"....... بابا کے لہجے میں قدرے غصہ تھا۔

"آپ ناراض نہ ہوں بابا جی۔ ہم صرف ایک بات پوچھنے کے لئے آئے ہیں"....... کیپٹن شکیل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ اب چل کر آ ہی گئے ہو تو ٹھیک ہے۔ ادھر گلی والے دروازے کی طرف سے آ جاؤ"....... بابا نے ایک طویل سانس لے کر اٹھتے ہوئے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں گلی کی طرف مڑ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ عقبی طرف والے حصے میں موجود تھے۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کیا پوچھنا ہے تم نے"....... بابا نے انہیں غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل نے پہلے تو جولیا اور عمران کے درمیان جذباتی کیفیت کا ذکر کیا اور پھر جولیا کی اس کیفیت اور خاص طور پر اس کے پیر ٹھنڈے ہونے والی بات بتا دی۔

"تو پھر"....... بابا نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

"ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ روشن ضمیر ہیں۔ عمران ہمارے ملک کا انتہائی قیمتی سرمایہ ہے۔ اگر وہ واقعی کسی مشکل میں پھنس گیا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کی مدد کریں۔ لیکن ہمیں معلوم ہی نہیں کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ اگر آپ اس سلسلے میں کوئی اشارہ دے دیں تو آپ کی مہربانی ہو گی"....... اس بار صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا تو خیال ہے کہ عمران کسی ایسی مشکل میں پھنسنے والا آدمی ہی نہیں ہے جس میں اسے کوئی مستقل خطرہ لاحق ہو سکے لیکن اب تم آ ہی گئے ہو اور اس لڑکی جولیا کی جو حالت تم نے بتائی ہے اس سے مجھے بھی خیال آ گیا ہے کہ کہیں اس سے واقعی کوئی حماقت نہ سرزد ہو گئی ہو۔ اس لئے مجھے دیکھنا پڑے گا۔ اب تم نے بولنا نہیں"....... بابا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں اور اس کا منہ تیزی سے ہلنے لگا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں خاموش بیٹھے اسے دیکھتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد بابا نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں اس کے چہرے پر شدید تشویش کے آثار ابھر آئے تھے۔

"عمران واقعی مشکل میں پھنس چکا ہے اور ایسا ہوا بھی اس کی اپنی حماقت سے ہے۔ اسے بتا دیا گیا تھا کہ اس نے باوضو رہنا ہے"۔ بابا نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا ہے باباجی۔ ذرا تفصیل بتائیں"...... صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"عمران شیطانی نظام کے ایک بڑے مہرے پروفیسر سے ٹکرا گیا ہے اور اس پروفیسر نے ایک سازشی شیطانی قوت کو اپنی مدد کے لئے بلا لیا ہے۔ اس سازشی قوت نے عمران کے خلاف ایک ایسی سازش تیار کی ہے جس میں ہو سکتا ہے کہ عمران واقعی پھنس جائے اور اگر وہ پھنس گیا تو پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں گر جائے گا۔ ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا کہ مستقبل میں کیا ہو گا۔ لیکن ان شیطانوں کی سازش انتہائی بھیانک ہے۔ اب نتیجہ کیا نکلتا ہے یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ویسے جولیا کی یہ کیفیت صرف عمران کے خلاف ہونے والی سازش کی وجہ سے ہوئی ہے اور اس کیفیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ عمران کے خلاف یہ سازش کامیاب رہے گی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جائے گا"...... بابا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ذلت کی گہرائیوں میں گر جائے گا۔ ضائع ہو جائے گا۔ کیا مطلب آپ ذرا تفصیل تو بتائیں کہ کیا سازش ہو رہی ہے"...... صفدر نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"مجھے بھی صرف اشارے دیئے گئے ہیں۔ تفصیل کا مجھے بھی علم نہیں ہے۔ بہرحال وہ شیطانی قوت ایک انتہائی خوبصورت عورت کے روپ میں ہے۔ اس کا نام پوشاری ہے اور میرا خیال ہے کہ پوشاری کسی طرح عمران کے پاکیزگی کے حصار کو توڑ دے گی اور پھر تم جانتے ہو کہ کوئی خوبصورت شیطان عورت کسی جوان مرد کے پاکیزگی کے حصار کو توڑ دے تو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ کیا وہ مرد ذلت کی گہرائیوں میں نہیں گر جاتا اور عمران جس قسم کا آدمی ہے اسے جب اس کا شعور ہو گا تو تم خود سمجھ سکتے ہو کہ اس کی کیا حالت ہو گی۔ موت زندگی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے اس بات کا تو کسی کو علم نہیں ہو سکتا کہ وہ مرے گا یا زندہ رہے گا لیکن بہرحال وہ ضائع ضرور ہو جائے گا"...... بابا نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی یہ انتہائی بھیانک سازش ہے۔ عمران خودکشی کر لے گا۔ لیکن وہ ہے کہاں۔ خدا کے لئے باباجی۔ ہمیں بتائیں۔ ہم اسے ضائع نہیں ہونے دینا چاہتے۔ وہ ضائع ہو گیا تو صرف عمران ہی ضائع نہیں ہو گا بلکہ پاکیشیا کے بارہ کروڑ عوام ضائع ہو جائیں گے"...... صفدر نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا اور بابا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔ ان کا منہ ایک بار پھر تیزی سے حرکت کرنے لگا تھا۔ چند لمحوں بعد انہوں نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔

"سنو۔ اگر تم اسے بچانا چاہتے ہو تو فوراً مصر کے لئے روانہ ہو جاؤ۔

اگر عمران اس سازش میں پھنس گیا تو وہ پروفیسر اور ہوشاری اسے مصر کے شمال مشرق میں واقع ساجامہ پہاڑیوں میں واقع کھنڈرات میں لے جائیں گے۔ وہ بالکل ویران علاقہ ہے۔ وہاں وہ اپنی سازش کی تکمیل کریں گے۔ وہ دونوں بہت بڑی شیطانی قوتیں ہیں۔ تم بھی ان کے ہاتھ لگ سکتے ہو۔ اس لئے وہاں باوضو ہو کر جانا۔ پھر وہ تم پر کوئی شیطانی حربہ استعمال نہ کر سکیں گے۔ اب وہاں جانے کے بعد کیا کرنا ہے یہ مستقبل کی بات ہے۔ میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ صرف دعا کر سکتا ہوں"........ بابا نے قدرے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"بابا جی۔ ان شیطانی قوتوں کا خاتمہ کس طرح ہو سکتا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہ عورت ہوشاری۔ وہ انسان نہیں ہے ایک شیطانی قوت ہے۔ اس کے خاتمے کے لئے تمہیں میں قرآنی آیات دم کیا ہوا پانی دے دیتا ہوں۔ وہ پانی اس پر پھینک دینا۔ وہ ختم ہو جائے گی۔ جہاں تک اس پروفیسر کا تعلق ہے تو وہ انسان ہے لیکن اس نے اپنا جسم اور روح شیطان کے حوالے کر دی ہوئی ہے۔ اس پر بھی وہی پانی پھینک دینا۔ لیکن اس سے وہ مرے گا نہیں بلکہ وقتی طور پر بے ہوش ہو جائے گا۔ لیکن یہ بتا دوں کہ یہ سب کچھ انتہائی پھرتی سے کرنا ہو گا۔ عمران کو بھی یہی پانی پلا دینا۔ چاہے زبردستی ہی کیوں نہ پلانا پڑے۔ اس سے وہ ان شیطانی قوتوں کے چنگل سے نکل آئے گا لیکن تم نے جلد از جلد وہاں پہنچنا ہے جس قدر جلد ممکن ہو سکے"........ بابا نے کہا اور اٹھ کر وہ

ایک طرف کو بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد جب وہ واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی جس میں پانی بھرا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ میں دو عام اور سادہ سی تسبیحیں تھیں۔

"یہ لو۔ یہ ایک ایک تسبیح تم دونوں اپنے اپنے گلے میں ڈال لو۔ ان پر اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنہ کا لاکھوں بار ورد ہوا ہے۔ ان کی برکت سے اس پروفیسر کی شیطانی طاقتیں تمہیں نہ دیکھ سکیں گی ورنہ تو تم ابھی کھنڈرات کے قریب بھی نہ پہنچو گے کہ اس پروفیسر کو تمہاری آمد کی اطلاع مل جائے گی"........ بابا نے کہا اور تسبیحیں اور پانی کی بوتل ان دونوں کے حوالے کر دیں۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ بابا جی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے گا"........ صفدر اور کیپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اللہ اپنا فضل کرے اور ہر ایک کو شیطان اور اس کی ذریات سے اپنی امان میں رکھے"۔ بابا نے کہا اور واپسی کے لئے مڑ گئے جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں دروازے سے باہر آ کر گلی میں چلتے ہوئے اپنی کار کی طرف بڑھ گئے۔

"ہمیں مصر کے لئے جہاز چارٹرڈ کرنا پڑے گا۔ ورنہ معمول کی پرواز سے جانے میں تو کافی دیر لگ جائے گی"........ صفدر نے باہر آتے ہی کہا۔

"چیف سے بھی تو اجازت لینی پڑے گی۔ اسے کیا کہا جائے۔ اس نے تو یہ باتیں تسلیم ہی نہیں کرنی"........ کیپٹن شکیل نے تشویش

بھرے لہجے میں کہا۔

"جب عمران اسی چکر میں گیا ہوا ہے اور چیف کو اس کا علم ہے تو چیف کو ہماری بات بھی ماننا پڑے گی اور اگر اس نے نہ مانی تو پھر ہم رخصت لے کر ذاتی طور پر بھی تو جا سکتے ہیں"...... صفدر نے جواب دیا۔

"کیا خیال ہے جولیا کو ساتھ لے لیا جائے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ارے نہیں۔ بابا کے مطابق وہ ہوشیاری خوبصورت عورت کے روپ میں عمران کے خلاف سازش کر رہی ہے اور ذلت کی گہرائیوں والی بات بھی اس حوالے سے تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو۔ وہاں نجانے کیسے حالات سامنے آئیں۔ جولیا کو کون سمجھائے گا۔ وہ لامحالہ عمران کو گولی مار دے گی یا پھر خود کشی کر لے گی"...... صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ جدوجہد تو واقعی مصیبت بن گئی تھی۔ نہ ختم ہونے والی مصیبت"...... عمران نے اپنے کمرے میں پہنچ کر دروازہ بند کرتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر وہ ملحقہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ واقعی اس طویل اور عجیب وغریب انداز کی جدوجہد کی وجہ سے ذہنی طور پر خاصا تھک سا گیا تھا اس لئے وہ اب لباس تبدیل کر کے کچھ دیر سونا چاہتا تھا۔ لباس تبدیل کر کے وہ ڈریسنگ روم سے باہر آیا اور بیڈ پر بیٹھ کر اس نے ساتھ پڑے فون کا رسیور اٹھایا اور فون سیٹ کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو دبا کر اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر وہ نمبر ڈائل کرنے ہی لگا تھا کہ پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کچھ دیر آرام کر کے ہی بلیک زیرو کو فون کروں گا۔ وہاں نجانے کیا حالات ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ فوری بھاگنا پڑے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر بیڈ پر لیٹ کر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ چند

لمحوں بعد ہی وہ گہری نیند سو چکا تھا کہ اچانک دروازہ بند ہونے کی آواز سن کر اس کا ذہن جاگ اٹھا اور اس نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں مگر دوسرے لمحے وہ اس طرح تڑپ کر اٹھا جیسے اس کے جسم کو انتہائی طاقتور الیکٹرک شاک لگا ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں مسلنا شروع کر دیں کیونکہ آنکھیں کھولتے ہی اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ ہوٹل کے اس کمرے میں موجود نہیں ہے جس میں وہ سویا تھا۔ یہ کوئی اور جگہ تھی۔ کوئی اور کمرہ تھا۔ ویسے کمرہ کسی خواب گاہ کے ہی انداز میں سجا ہوا تھا۔ فرنیچر انتہائی قیمتی تھا اسی لمحے دروازہ کھلنے کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی اور اس نے ایک جھٹکے سے ہاتھ آنکھوں سے ہٹا لئے۔ دوسرے لمحے محاورتاً ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹ کر کانوں تک پھیلتی چلی گئیں۔ اس نے ملحقہ باتھ روم کے دروازے سے ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی کو نکل کر کمرے میں آتے دیکھا۔ لڑکی کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کے جسم پر باتھنگ گاؤن تھا اور اس نے سر پر بھی تولیہ لپیٹا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر موجود پانی کے قطرے بتا رہے تھے کہ وہ غسل کر کے باہر آئی ہے۔

"تم بھی غسل کر لو عمران۔ پھر ناشتہ کریں گے"...... اس لڑکی نے ایک طرف موجود ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھتے ہوئے انتہائی پیار بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ ڈریسنگ ٹیبل

کے سامنے پڑے ہوئے سٹول پر بیٹھ گئی۔ اس کا چہرہ البتہ آئینے میں سے عمران کو صاف دکھائی دے رہا تھا۔ عمران کے ذہن میں مسلسل دھماکے سے ہو رہے تھے۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے نیا جنم لیا ہو۔ اس کے جسم پر نائٹ سوٹ تھا۔ بستر کے ایک طرف انتہائی قیمتی سلیپنگ گاؤن بھی پڑا دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو لڑکی بے اختیار مڑی۔

"مجھے کچھ کہا ہے عمران"...... لڑکی نے بڑے میٹھے سے لہجے میں کہا۔

"تم کون ہو اور یہ میں کہاں ہوں"...... عمران کا لہجہ اس بار خاصا سرد ہو گیا تھا۔

"اوہ۔ پھر تمہیں دورہ پڑ گیا ہے شاید۔ دیکھو عمران۔ ایک تو میں تمہارے ان دوروں سے تنگ آ گئی ہوں۔ پلیز اب دوبارہ ایسی بات نہ کرنا"...... لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا"...... عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"کتنی بار جواب دوں میں۔ گذشتہ چھ ماہ سے دس بار تو جواب دے چکی ہوں۔ چلو ایک بار پھر سہی"...... لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سٹول سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے ڈریسنگ ٹیبل کی سب سے نچلی دراز کھولی اور ایک البم نکال کر اس نے عمران کی طرف

بڑھادی۔

"دیکھو۔ایک بار پھر دیکھو کہ تمہاری اور میری باقاعدہ شادی ہوئی ہے۔اس البم میں ہماری شادی کی تصویریں ہیں۔دیکھو"........ لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چھ ماہ۔کیا مطلب۔کن چھ ماہ کی بات کر رہی ہو"........ عمران نے اور زیادہ حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو اس بار تمہیں مدت بھی یاد نہیں رہی۔مطلب ہے کہ دورہ شدید ہے۔دیکھو عمران۔ہماری شادی کو چھ ماہ گزر چکے ہیں۔ہم ایک ماہ تک سوئٹرز لینڈ میں ہنی مون بھی منا چکے ہیں۔دیکھو البم دیکھو"........ لڑکی نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا اور عمران کے ساتھ بیڈ پر آکر بیٹھ گئی لیکن وہ جیسے ہی بیڈ پر بیٹھی۔عمران بھڑک کر اٹھا اور بیڈ سے اتر کر کھڑا ہو گیا اور لڑکی اس طرح حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگی جیسے اسے عمران کے اس طرح بھڑک کر اٹھنے کی وجہ سمجھ میں نہ آ رہی ہو۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے ڈیئر"........ لڑکی نے بھی بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"دیکھو تم جو کوئی بھی ہو۔میرے قریب مت آؤ۔سمجھیں۔ورنہ ایک لمحے میں گردن توڑ دوں گا۔پہلے بتاؤ کہ تم ہو کون۔کیا نام ہے تمہارا اور یہ سب ڈرامہ تم کس مقصد کے تحت کر رہی ہو"۔عمران نے غراتے ہوئے کہا تو لڑکی نے بے اختیار دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا

لیا اور دوسرے لمحے اس نے بری طرح رونا شروع کر دیا۔عمران ہونٹ دبائے ایک لمحہ تک اسے دیکھتا رہا۔پھر تیزی سے مڑ کر وہ کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ٹھہرو عمران۔رک جاؤ۔پلیز۔پلیز۔ٹھہرو"........ لڑکی نے اسے دروازے کی طرف جاتے دیکھ کر رونا بھول کر تیز لہجے میں کہا اور عمران کی طرف دوڑ پڑی۔

"پلیز عمران۔رک جاؤ۔مجھے چھوڑ کر مت جاؤ"........ لڑکی نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا اور دوڑ کر اس نے عمران کا بازو پکڑ کر اسے روکنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختی ہوئی اچھل کر فرش پر بچھے ہوئے قالین پر جا گری۔

"ایک بار کہا ہے کہ میرے قریب مت آؤ"........ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔یہ ایک راہداری تھی۔وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا راہداری سے گزر کر ایک بڑے برآمدے میں پہنچ گیا۔برآمدے کے سامنے پورچ تھا۔جس میں جدید ماڈل کی کار کھڑی تھی۔عمران کی تیز نظریں چاروں طرف گھومنے لگیں۔اس کا ذہن واقعی شدید ترین زلزلے کی زد میں آ گیا تھا۔اسے بار بار یہ وہم ہو رہا تھا کہ کہیں ان شیطانی طاقتوں نے اس کے ذہن پر قبضہ کر کے اس کی شادی تو اس لڑکی کے ساتھ نہیں کر دی لیکن نجانے کیا بات تھی۔اس کی چھٹی حس مسلسل یہی کہہ رہی تھی کہ اس کی شادی نہیں ہوئی بلکہ یہ سب کوئی خوفناک شیطانی ڈرامہ ہے۔

اس نے دیکھا کہ وہ اس وقت ایک وسیع و عریض کوٹھی کے برآمدے میں کھڑا ہوا ہے۔ لیکن وہاں کوئی دوسرا آدمی نظر نہ آرہا تھا۔

" تمہیں کیا ہو گیا ہے عمران۔ اب تک تو تم اپنی پوشاری سے بہت پیار کرتے تھے"...... اچانک عمران کو اپنے عقب میں اسی لڑکی کی آواز سنائی دی تو عمران کے ذہن میں یکلخت چھناکا سا ہوا۔ پوشاری کا لفظ سنتے ہی اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے ذہن پر چڑھا ہوا شیشے کا کوئی خول چھناکے سے ٹوٹ گیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" تو تم پوشاری ہو"...... عمران نے مڑ کر لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں میں پوشاری ہوں۔ تمہاری اپنی پوشاری۔ تمہاری بیوی"...... لڑکی نے اس طرح خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے اسے عمران کے اس طرح بات کرنے پر بے حد مسرت ہو رہی ہو۔

" میں اس وقت کس ملک میں ہوں۔ یہ کوٹھی کہاں واقع ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ پوشاری کا لفظ سنتے ہی سارا کھیل سمجھ گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے ذہن پر چھائی ہوئی دہشت دھواں بن کر اڑ گئی تھی۔

" یہ مصر ہے۔ کیوں۔ یہ میری ذاتی کوٹھی ہے۔ آؤ اندر آجاؤ"..... پوشاری نے ایک بار پھر آگے بڑھ کر عمران کا بازو پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" پیچھے ہٹ جاؤ۔ اپنے گندے اور ناپاک ہاتھ میری طرف مت بڑھاؤ۔ تم گندی اور ناپاک شیطانی روح ہو پیچھے ہٹو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو پوشاری یکلخت ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔

" تم۔ تم مجھے گندی اور ناپاک کہہ رہے ہو۔ اپنی بیوی کو"۔ اس بار پوشاری کے لہجے میں بھی غصہ تھا۔

" سنو۔ اب تمہارا ڈرامہ مزید نہیں چل سکتا۔ ہاں اگر تم اپنا درست نام نہ بتا دیتی تو شاید میں واقعی پاگل ہو جاتا لیکن تمہیں یقیناً یہ معلوم نہیں ہے کہ مجھے تمہارے شیطانی نظام میں کام کرنے والی شیطانی طاقتوں کے بارے میں خاصی معلومات حاصل ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ پوشاری شیطانی نظام کی ایک ایسی شیطانی طاقت کا نام ہے جو نیک لوگوں کو گناہ کی دلدل میں پہنچانے اور انہیں نیکی کے راستے سے ہٹانے کا کام سرانجام دیتی ہے اور اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم نے یہ سب ڈرامہ کیوں کھیلا ہے۔ تمہارا خیال تھا کہ تم مجھے ذہنی طور پر الجھا کر اور فرضی تصویریں دکھا کر قائل کر دو گی کہ میری اور تمہاری شادی ہوئی ہے اور چونکہ تم حسن و شباب کا نمونہ بن کر سامنے آئی ہو اس لئے میں تمہاری ان باتوں میں آکر گناہ کی دلدل میں پھنس جاؤں گا۔ لیکن سنو۔ میں ہوں تو انتہائی عاجز اور حقیر بندہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مجھ پر تنکر کرم ہے۔ میں ہمیشہ اس سے یہ دعا مانگتا رہتا ہوں کہ وہ مجھے ہر گناہ کبیرہ سے بچنے کی توفیق دیتا رہے اور تم نے دیکھ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے شر سے محفوظ رکھا ہے"...... عمران نے

سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو پوشاری کا چہرہ تیزی سے بدلتا چلا گیا۔

"تم۔ تم گناہ کی دلدل میں ڈوب چکے ہو عمران۔ اب تم شیطان کے نظام کا ایک حصہ ہو۔ سمجھے۔ اب تم وہ عمران نہیں ہو جس پر ہاتھ ڈالنے سے پروفیسر بھی خوفزدہ رہتا تھا۔ تم چھ ماہ تک میرے شوہر رہے ہو اور تم خود اچھی طرح جانتے ہو کہ ایسی صورت میں اب تمہارے اعلیٰ کردار اور پاکیزگی کی کیا حیثیت رہ گئی ہے۔ سنو۔ اب تم میری مرضی کے تابع ہو۔ پروفیسر نے تمہیں مجھے بخش دیا ہے۔ اب تم میری ایک کٹھ پتلی ہو۔ جب تک میں چاہوں گی تم سے کھیلوں گی جب چاہوں گی تمہیں توڑ کر رکھ دوں گی"...... پوشاری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"سنو پوشاری۔ تم جو کچھ کہہ رہی ہو۔ یہ سب غلط ہے۔ اگر یہ سب کچھ سچ ہوتا تو تم میرے ذہن پر قابو پا چکی ہوتی اور اگر تم میرے ذہن پر قابو پا چکی ہوتی تو میرے ذہن میں یہ سب کچھ کبھی نہ آتا۔ میری ماں کی دعائیں میرے ساتھ ہیں اور تم جیسی حقیر شیطانی طاقتیں ماں کی دعاؤں کی طاقتور ڈھال کو کبھی نہیں توڑ سکتیں۔ میں نے دھاکلا کے ذریعے تمہارے پروفیسر کا خاتمہ بھی کر دیا ہے اور رگھمیں کو بھی ضائع کر دیا ہے۔ باقی رہی تم۔ تو تمہاری تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہاری بھول ہے عمران کہ تم نے رگھمیں کو ضائع کر دیا ہے

اور پروفیسر کو ہلاک کر دیا ہے۔ رگھمیں تو اسی طرح محفوظ ہے اور پروفیسر بھی زندہ ہے۔ البتہ تم ختم ہو چکے ہو"...... پوشاری نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ اچانک ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور پروفیسر برآمدے میں آ گیا۔

"پوشاری۔ میں نے تمہیں کہا تھا کہ یہ شخص تمہارے قابو میں نہیں آ سکتا۔ لیکن تم نے ضد کی۔ اب تم نے دیکھ لیا کہ ہوش میں آتے ہی اس نے تمہیں بھی پہچان لیا اور تمہارے مقصد کو بھی۔ اب بولو کیا کہتی ہو"...... پروفیسر نے پوشاری سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران حیرت سے پروفیسر کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا تم واقعی پروفیسر ہو یا اس کی روح ہو۔ تمہارے جسم میں تو پورا برسٹ داخل کر دیا گیا تھا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم ابھی پروفیسر کو نہیں جانتے عمران۔ دھاکلا نے اپنے آپ کو بہت طاقتور سمجھ لیا تھا لیکن وہ اپنی طاقت کے زعم میں ہی ختم ہو گیا۔ رگھمیں پر پوشاری خود موجود تھی۔ اس لئے تم نے صحرائی تیتر کا خون جب رگھمیں پر ملا تو وہ رگھمیں کی بجائے پوشاری پر ہی ملا گیا۔ اس طرح رگھمیں بچ گیا اور تم نے مجھ پر گولیاں برسائی تھیں وہ مجھ پر نہیں برسائی تھیں بلکہ میرے ایک شیطانی پتلے پر برسائی تھیں۔ یہ سارا کھیل پوشاری نے کھیلا تھا۔ گو اس کھیل کا ڈراپ سین ویسے نہیں ہو سکا

جیسے پوشاری کا خیال تھا لیکن اس کھیل سے ایک فائدہ ضرور ہوا ہے کہ تمہارا پاکیزگی کا حصار ختم ہو گیا ہے۔ تم نے یہ موقع بھی خود ہی پیدا کیا تھا۔ تم نے نامحرم عورتوں کے بالوں کو ہاتھ لگایا تھا اور صحرائی تیتر کا خون تمہاری انگلیوں پر لگ گیا تھا اس طرح پوشاری کو تم پر عارضی طور پر قابو پانے میں کامیابی ہو گئی لیکن مجھے تسلیم ہے کہ یہ کامیابی عارضی تھی۔ ہاں ہوش میں آنے کے بعد اگر تم اس کے داؤ میں آجاتے اور اسے اپنی بیوی تسلیم کر لیتے تو پھر تم واقعی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتے لیکن اب چونکہ ایسا نہیں ہو سکا اس لئے اب تمہیں ختم تو نہیں کیا جا سکتا البتہ تمہیں اپنے راستے سے اس طرح ہٹایا جا سکتا ہے کہ تم یہاں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قید ہو کر رہ جاؤ۔ یہ کوٹھی جو تمہیں اس قدر وسیع و عریض نظر آ رہی ہے یہ سب شیطانی طاقت کا نتیجہ ہے۔ آؤ پوشاری۔ عمران کے لئے یہی سزا ہی کافی ہے"۔ پروفیسر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر پوشاری کا ہاتھ پکڑا اور اس دروازے کی طرف گھوم گیا جس دروازے سے وہ باہر آیا تھا۔ عمران خاموش کھڑا انہیں جاتے دیکھتا رہا۔ پھر جیسے ہی وہ اس دروازے میں غائب ہوئے۔ اچانک عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے ہر طرف گھپ اندھیرا سا چھا گیا ہو۔ بالکل اس طرح جیسے اچانک بجلی کی رو منقطع ہو جانے سے گھپ اندھیرا چھا جاتا ہے۔ چند لمحوں کے لئے تو عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی آنکھوں کی روشنی چلی گئی ہو۔ لیکن پھر تاریکی آہستہ آہستہ دور ہوتی چلی گئی اور جب عمران دیکھنے کے

قابل ہوا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک کھنڈر نما کمرے میں موجود ہے۔ جس میں نہ کوئی دروازہ ہے اور نہ کوئی روشندان۔ کمرے کی دیواریں سیاہ رنگ کی تھیں۔ البتہ چھت میں چھوٹے چھوٹے کئی سوراخ تھے جن میں سے روشنی اور تازہ ہوا اندر آ رہی تھی۔ ان سوراخوں میں سے آسمان نظر نہ آ رہا تھا بلکہ ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اوپر دور کوئی اور چھت ہو یا کوئی اوٹ ہو۔ عمران نے اپنے جسم پر نظر ڈالی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ اس وقت اسی لباس میں تھا جس لباس میں وہ ہوٹل کے کمرے میں بیڈ پر سونے کے لئے لیٹا تھا۔ لیکن نہ ہی اس کی کلائی میں ٹرانسمیٹر واچ تھی اور نہ پیروں میں جوتے۔ اس نے صرف جرابیں پہنی ہوئی تھیں۔ اچانک سامنے دیوار پر اسے کوئی چیز رینگتی ہوئی دکھائی دی اور عمران کی توجہ جیسے ہی اس پر ہوئی۔ وہ رینگتی ہوئی چیز ساکت ہو گئی لیکن بظاہر کوئی چیز نظر نہ آ رہی تھی۔ اسے سپاٹ دیوار ہی دکھائی دے رہی تھی۔

"اب تم لاکھ سر پٹک لو عمران۔ لیکن تم یہاں سے کسی صورت بھی باہر نہیں نکل سکو گے۔ یہ ایسا حصار ہے جسے تم کسی صورت بھی نہیں توڑ سکتے۔ تم یہاں بھوک اور پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر خود ہی مر جاؤ گے۔ یہ جگہ دور دور تک ویران پڑی ہوئی ہے۔ یہاں سالوں تک کوئی آدمی نہیں آئے گا۔ ویسے میں نے اس کے ارد گرد اپنی طاقتیں پھیلا دی ہیں وہ کسی بھولے بھٹکے آدمی کو بھی یہاں تک نہ پہنچنے دیں گی۔ تم نے قدم قدم پر مجھے شکست دی ہے لیکن تم نے دیکھ لیا کہ

آخر کار میں تم پر غالب آ ہی گیا۔ اب ر تمہیں بھی میرے پاس ہے اور میں اس کی مدد سے اس قدر طاقت حاصل کر لوں گا کہ پوری دنیا کے مسلمانوں اور مسلم ممالک کے خلاف کھل کر کام کر سکوں اور یہ بھی سن لو کہ تم اس قید خانے میں جسے شیطانی نظام میں "شیطانی کنویں" کا نام دیا جاتا ہے۔ اپنی ایک غلطی کی وجہ سے قید ہوئے ہو اور تمہاری اس غلطی کی وجہ سے روشنی کی طاقتیں بھی تمہاری مدد کرنے سے قاصر ہیں۔ تمہیں یاد ہو گا کہ جب تم ہوٹل میں اپنے کمرے میں سونے لگے تھے تو تم نے کہا تھا کہ چلو ایک لمبی مصیبت سے جان چھوٹی۔ تم نے روشنی کا نمائندہ ہو کر شیطان کے نمائندوں کے ساتھ جو جنگ لڑی ہے اسے تم نے مصیبت کا نام دیا اور یہی لفظ تمہارے لئے مصیبت بن گیا ہے۔ اس جدوجہد کو مصیبت کا نام دے کر تم نے خود ہی اپنے آپ کو روشنی کے نظام سے باہر نکال لیا۔ اگر پوشاری اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتی تو تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شیطانی نظام کا حصہ بن جاتے میری شروع سے ہی یہی خواہش رہی تھی کہ تمہیں شیطانی نظام کا حصہ بنا کر تمہاری صلاحیتوں کو مسلمانوں کے خلاف بھرپور طریقے سے استعمال کروں لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ بہرحال آخری فتح مجھے ہی ہوئی ہے۔ اب یہاں سے تمہاری روح تو باہر جا سکتی ہے جسم نہیں اور سنو آخری بار اگر تم کچھ پوچھنا چاہو تو میں تمہیں جواب دے سکتا ہوں"۔ پروفیسر کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میرے ساتھی کہاں ہیں"......... عمران نے انتہائی مطمئن لہجے

میں پوچھا۔

"ان کا پوشاری نے بندوبست کر دیا تھا۔ انہیں تمہاری آواز میں بتا دیا گیا تھا کہ وہ واپس پاکیشیا جا سکتے ہیں اور وہ پاکیشیا پہنچ بھی چکے ہیں چونکہ میرے لئے وہ بے کار تھے اس لئے میں نے انہیں جانے دیا۔ اور کوئی سوال"۔ پروفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر میں از خود تمہارے شیطانی نظام کا حصہ بننا چاہوں تو کیا ایسا ہو سکتا ہے"......... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو چند لمحوں تک تو پروفیسر نے کوئی جواب نہ دیا لیکن چند لمحوں بعد کمرہ اس کے طنزیہ قہقہے سے گونج اٹھا۔

"میرا نام پروفیسر البرٹ ہے عمران۔ میں یہاں تمہارا ذہن اور تمہارے ذہن میں ابھرنے والے تمام خیالات اس طرح پڑھ سکتا ہوں جس طرح تم کوئی کتاب پڑھ لیتے ہو۔ اس لئے تمہارا یہ ذہنی داؤ مجھ پر کارگر نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ تم اس لئے مطمئن ہو کہ تم روشن کلام کا ورد کر کے اس قید خانے سے نجات حاصل کر لو گے لیکن تمہیں اس قید خانے کی ماہیت کا علم نہیں ہے۔ یہاں ہوتے ہوئے نہ ہی تمہارے منہ سے روشن کلام کا کوئی لفظ ادا ہو سکے گا اور نہ ہی تمہارے ذہن پر اس کلام کا کوئی نقش ابھر سکے گا اس لئے تمہارا انجام انتہائی عبرت ناک ہو گا۔ انتہائی عبرت ناک"......... پروفیسر نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی پروفیسر کی آواز سنائی دینا بند ہو گئی۔ عمران کو ایک لمحے کیلئے یوں محسوس ہوا جیسے دیوار پر کسی چیز

نے حرکت کی ہو لیکن پھر یہ حرکت معدوم ہو گئی۔ عمران نے بے
اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اسے اب یاد آرہا تھا کہ اس نے واقعی اس
عظیم جدوجہد کو مصیبت کا نام دیا تھا یہ واقعی اس کی غلطی تھی لیکن
اسے یقین تھا کہ وہ معافی مانگے گا تو اسے معافی مل جائے گی لیکن
دوسرے لمحے جب اس نے دل ہی دل میں معافی کے لئے مقدس الفاظ
سوچنے شروع کئے تو اس کی پریشانی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اس کا ذہن
قطعی سپاٹ ہو چکا تھا اس نے بار بار کوشش کی لیکن بے سود۔ نہ ہی
کوئی مقدس لفظ اس کے ذہن پر ابھرا اور نہ ہی اس کے منہ سے ادا ہو
سکا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس بارے میں اس کا ذہن ایک صاف
سلیٹ کی صورت اختیار کر گیا ہو وہ سب کچھ مکمل طور پر بھول چکا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ سب کیا ہو گیا"...... عمران نے انتہائی پریشانی کے
عالم میں سوچا لیکن باوجود انتہائی کوشش کے وہ واقعی مکمل طور پر ناکام
رہا۔ وہ کمرے میں مسلسل ٹہلنے لگا لیکن پھر سوراخوں میں سے آنے والی
روشنی آہستہ آہستہ تاریکی میں بدلتی چلی گئی مگر وہ اپنی کوشش میں
ناکام رہا۔ آخر کار تھک ہار کر وہ فرش پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے کوئی
جواری اپنی زندگی کی آخری بازی بھی ہار چکا ہو۔ لیکن ظاہر ہے شکست
تسلیم کرنا اس کی فطرت میں شامل نہ تھا۔ وہ زندگی کے آخری لمحے تک
جدوجہد کا قائل تھا چنانچہ وہ ایک بار پھر اٹھ کھڑا ہوا اور اس بار اس نے
زور زور سے آوازیں دینا شروع کر دیں۔

"کوئی ہے جو میری آواز سنے۔ کوئی ہے"...... عمران نے اپنی

پوری قوت سے مسلسل چیختے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کہاں ہیں"...... اچانک صفدر کی آواز
عمران کے کانوں میں پڑی اور عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

صفدر کی آواز۔ کیا میرا ذہن بھی میرا ساتھ چھوڑ گیا ہے"۔ عمران
نے بڑبڑاتے ہوئے کہا کیونکہ ظاہر ہے صفدر تو اس کے ساتھ آیا ہی نہ
تھا اس لئے صفدر کے یہاں آنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

عمران صاحب۔ آپ کہاں ہیں"...... اچانک صفدر کی آواز
قریب سے اور واضح طور پر سنائی دی اور عمران بے اختیار اچھل پڑا۔
اب اسے سو فیصد یقین ہو گیا تھا کہ یہ آواز صفدر کی ہے۔

"کیا تم واقعی صفدر ہو یا صفدر کی آواز میں کوئی شیطانی طاقت بول
رہی ہے"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"میں صفدر ہوں عمران صاحب۔ میرے ساتھ کیپٹن شکیل بھی
ہے۔ آپ کہاں ہیں۔ آپ کی آواز تو سنائی دے رہی ہے لیکن آپ کہیں
نظر نہیں آرہے"...... صفدر کی آواز سنائی دی تو عمران نے بے اختیار
اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیا۔

میں یہاں کسی قید خانے میں بند ہوں۔ اس قید خانے کی چھت پر
باریک باریک سوراخ ہیں اس کے اوپر کوئی اور کمرہ ہے"۔ عمران نے
چیخ کر کہا۔

"اوہ اچھا۔ آپ ایسا کریں کہ مسلسل بولتے رہیں۔ ہم آپ کی آواز
کے سہارے آپ تک پہنچ جائیں گے"...... صفدر کی آواز سنائی دی

اور عمران نے مسلسل صفدر کا نام لینا شروع کر دیا۔ ادھر صفدر بھی مسلسل عمران کا نام لے رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران کو صفدر کی آواز چھت پر سے سنائی دی۔

"میں یہاں نیچے ہوں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ قید خانے کا راستہ کہاں سے ہو گا یہاں تو کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا"...... صفدر کی آواز اس بار سوراخ میں سے سنائی دی۔

"یہ شیطان کا قید خانہ ہے۔ اس کا راستہ تمہیں نہ مل سکے گا۔ اگر تمہارے پاس کوئی بم یا اسلحہ ہو تو اس کی مدد سے اس چھت کو اڑا دو۔ میں ایک کونے میں ہو جاتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اگر یہ واقعی شیطانی قید خانہ ہے پھر تو ہم آپ کو یہاں سے نکال سکتے ہیں۔ آپ کمرے کے درمیان میں بڑے سوراخ کے عین نیچے کھڑے ہو جائیں"...... اوپر سے صفدر کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"ارے تو کیا میرے سر پر بم مارنے کا ارادہ ہے"...... عمران نے درمیانی سوراخ کے عین نیچے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی سمجھ لیں"...... اوپر سے صفدر کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے سوراخ میں سے پانی کی دھار اچانک عمران کے سر پر پڑی اور اس کے جسم پر پھیلتی چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں کوئی خوفناک دھماکہ ہوا ہو اور پھر اس کے ذہن پر تاریک پردہ سا پھیلتا چلا گیا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے ویران پہاڑیوں کے دامن میں جیپ روکی اور پھر وہ نیچے اتر آئے۔ سبزی والے فضل بابا کی دی ہوئی وہ تسبیحیں ان دونوں نے اپنے گلے میں ڈال رکھی تھیں۔ اور فضل بابا کی دی ہوئی پانی کی بوتل صفدر نے اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال رکھی تھی۔ وہ پاکیشیا سے باقاعدہ ایک تیز رفتار جیٹ جہاز چارٹرڈ کرا کر مصر پہنچے تھے اور انہیں یہاں آنے کی ایکسٹو نے باقاعدہ اجازت دے دی تھی۔ انہوں نے جب ایکسٹو کو فون پر جولیا کی پریشانی اور پھر سبزی والے بابا سے ملاقات اور اس کی باتیں بتائیں تو چیف نے بغیر کوئی تبصرہ کئے صرف اتنا کہا کہ وہ فوراً مصر پہنچ جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ عمران کو واقعی ان کی ضرورت ہو۔ چنانچہ وہ مصر پہنچ گئے اور یہاں پہنچ کر انہوں نے بغیر کوئی وقت ضائع کئے ایک ایجنسی سے جیپ حاصل کی اور جیپ لے کر وہ ان پہاڑیوں پر پہنچ گئے۔

"یہ تو قطعی ویران اور بے آباد پہاڑیاں ہیں۔یہاں وہ جگہ کیسے تلاش کریں گے جس کی فضل بابا نے نشاندہی کی ہے"۔ کیپٹن شکیل نے جیپ سے نیچے اتر کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"تلاش تو کرنا ہی پڑے گی۔ویسے تم نے دیکھا کہ وہ بابا جی پاکیشیا کے ایک تنگ سے محلے میں رہتے ہیں۔لیکن مصر کی ان بے آباد پہاڑیوں کے بارے میں انہوں نے بالکل درست نشاندہی کی ہے۔ ایسے جیسے وہ مدتوں یہاں رہتے رہے ہو"...... صفدر نے کہا۔

"یہ اس دنیا سے علیحدہ ہی کوئی نظام ہے۔ہم تو اس بارے میں کوئی رائے بھی نہیں دے سکتے"۔ کیپٹن شکیل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ان پہاڑیوں میں گھومتے پھر رہے تھے کہ اچانک کہیں دور سے انہیں انسانی آواز سنائی دی۔ایسی آواز جیسے کوئی پکار رہا ہو۔لیکن آواز کافی دور سے آرہی تھی۔

"یہ۔یہ کس کی آواز ہے۔ادھر سے آرہی ہے"...... صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر وہ دونوں چلنے کی بجائے اس طرف کو دوڑ پڑے جدھر سے انہوں نے آواز سنی تھی۔آواز ایک بار پھر سنائی دی اور اس بار وہ دونوں ہی بے اختیار اچھل پڑے۔

"یہ۔یہ تو عمران صاحب کی آواز ہے۔میں نے پہچان لیا ہے۔وہ مدد کے لئے پکار رہے ہیں"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بھی پوری قوت سے چیخ کر عمران کے نام کی آواز دی اور پھر واقعی

عمران نے اس کا جواب دیا اور ان دونوں کے چہرے مسرت سے تمتما اٹھے۔ پھر آوازوں کی رہنمائی میں وہ پہاڑیوں کے درمیان ایک انتہائی ویران سے کھنڈر میں پہنچ گئے لیکن کھنڈر خالی اور ویران تھا لیکن جب عمران نے بتایا کہ وہ کسی تہہ خانے میں بند ہے جس کی چھت میں باریک باریک سوراخ ہیں اور اوپر بھی کوئی کمرہ ہے تو آخر کار وہ اس کمرے میں پہنچ گئے۔ واقعی فرش پر باریک باریک سوراخ غور سے دیکھنے پر نظر آرہے تھے لیکن اس تہہ خانے کا کوئی راستہ نظر نہ آرہا تھا۔

"عمران صاحب۔تہہ خانے کا راستہ کہاں سے ہوگا۔یہاں تو کوئی راستہ نظر نہیں آرہا"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ شیطانی قید خانہ ہے۔اس کا راستہ تمہیں نہیں مل سکے گا۔اگر تمہارے پاس کوئی بم یا اسلحہ ہو تو اس کی مدد سے اس چھت کو اڑا دو۔میں ایک کونے میں ہو جاتا ہوں"...... عمران کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔اگر یہ واقعی شیطانی قید خانہ ہے پھر تو ہم آپ کو یہاں سے نکال سکتے ہیں۔آپ کمرے کے درمیان میں بڑے سوراخ کے عین نیچے کھڑے ہو جائیں"...... صفدر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے تو کیا میرے سر پر بم مارنے کا ارادہ ہے"...... عمران کی آواز درمیانی بڑے سوراخ کے نیچے سے سنائی دی۔

"ہاں۔ایسا ہی سمجھ لیں"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے دم کئے ہوئے پانی کی بوتل نکالی۔اس کا ڈھکن کھولا اور پھر بوتل کا منہ اس درمیانی سوراخ کی طرف کرتے

ہوئے اسے الٹ دیا۔بوتل کا پانی سوراخ میں سے نیچے گرنے لگا۔جب بوتل خالی ہو گئی تو صفدر نے بوتل ہٹالی۔

"عمران صاحب ۔ عمران صاحب ۔ کوئی راستہ آپ کو نظر آیا ہے"...... صفدر نے کہا لیکن نیچے سے کوئی آواز نہ سنائی دی۔

"ارے یہ کیا ہوا ۔ عمران صاحب جواب کیوں نہیں دے رہے"...... صفدر نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا اور جھک کر اس نے سوراخ سے آنکھ لگادی۔لیکن نیچے اندھیرا تھا۔اسے کچھ بھی نظر نہ آرہا تھا۔

"ہمیں نیچے جانے کا کوئی راستہ تلاش کرنا چاہئے صفدر"۔ کیپٹن شکیل نے بھی پریشان ہو کر کہا اور صفدر نے بھی اثبات میں سرہلا دیا اور پھر وہ اس کمرے نما کھنڈر سے جیسے ہی باہر آئے ۔وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑے کہ کچھ دور ایک پہاڑی چٹان کے قریب عمران بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔وہ دونوں دوڑتے ہوئے اس کے قریب پہنچے تو عمران واقعی بے ہوش تھا۔صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے اسے ہوش میں لانے کی بے حد کوشش کی لیکن عمران کسی طرح ہوش میں ہی نہ آرہا تھا۔اچانک ایک خیال صفدر کے ذہن میں آیا۔

"کیپٹن شکیل ۔ وہ بوتل وہاں پڑی ہو گی ۔اس میں چند قطرے ضرور رہ گئے ہوں گے ۔وہ بوتل لے آؤ"...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل سرہلاتا ہوا واپس دوڑ گیا۔بوتل واقعی وہاں پڑی ہوئی تھی ۔اس نے اسے اٹھایا تو واقعی اس کی تہہ میں چند قطرے موجود تھے۔

"اس میں چند قطرے واقعی موجود ہیں ۔ لیکن ان سے کیا ہوگا"...... کیپٹن شکیل نے قریب آکر کہا۔

"اللہ اپنا فضل کرے گا۔ان قطروں پر بھی اسی کا کلام دم کیا گیا ہے"...... صفدر نے کہا اور عمران کا منہ کھول کر اس نے بوتل میں موجود پانی کے قطرے عمران کے حلق میں انڈیل دیئے ۔ان چند قطروں نے واقعی کام کر دکھایا۔جیسے ہی وہ عمران کے حلق سے نیچے اترے ۔عمران کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے اور پھر واقعی چند لمحوں بعد عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔

"عمران صاحب ۔آپ بخیریت تو ہیں ناں"...... صفدر نے بے چین سے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"میں تو الحمد اللہ بخیریت ہوں ۔ اوہ ۔ اوہ ۔خدایا تیرا شکر ہے۔ تو نے میری غلطی معاف کر دی ہے"...... بات کرتے کرتے عمران نے بے ساختہ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے تیزی سے اپنا سر زمین پر رکھ دیا۔

"یا اللہ ۔ تو بے حد رحیم و کریم ہے ۔میں تیرا گناہ گار بندہ ہوں ۔ میری غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف کر دے ۔ یا اللہ تو رحیم ہے ۔ غفور ہے ۔تیرا کرم بے پایاں ہے"...... عمران نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گیا صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں

حیرت سے عمران کا یہ نیا روپ دیکھ رہے تھے۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ کیا آپ سے کوئی غلطی ہو گئی تھی"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ انسان ہوں۔ بس بشری تقاضے کی وجہ سے غلطی ہو جاتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ واقعی بے حد رحیم و کریم ہے۔ وہ مدد کے لئے نیک جن انسانی روپ میں بھیج دیتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نیک جن انسانی روپ میں۔ کیا مطلب"...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اب جنوں کو بھی مطلب بتانا پڑے گا۔ بھائی نیک جن صاحبان۔ میں نے تو سنا ہے کہ جن تو بڑے عالم فاضل ہوا کرتے ہیں"...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"جن۔ اوہ تو کیا آپ نیک جن ہمیں کہہ رہے ہیں۔ تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم جن نہیں ہو"...... عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم انسان ہیں۔ اشرف المخلوقات ہیں"...... صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"کمال ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم جن بھی نہیں ہو اور پاکیشیا سے یہاں مصر میں میری مدد کے لئے بھی عین موقع پر پہنچ گئے ہو"۔

عمران نے کہا۔

"اس کا سہرا جولیا کے سر ہے۔ ورنہ ہم تو واقعی وہاں بڑے مطمئن تھے کہ عمران صاحب جہاں بھی ہوں گے بخیریت ہی ہوں گے"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جولیا کے سر پر سہرا۔ اوہ خدایا۔ تو یہ آس بھی ٹوٹ گئی"۔ عمران نے یکلخت انتہائی مایوسانہ انداز میں طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے اتنا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ محاورے والا سہرا ہے۔ اصل سہرا نہیں"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار اس قدر ہوشربا قسم کے محاورے نہ بولا کرو۔ میں تو اس معاملے میں ویسے ہی کمزور دل واقع ہوا ہوں۔ ایسے محاورے بیشک تنویر کے سامنے ایک بار نہیں دس بار بول دیا کرو۔ وہ بڑے حوصلے والا آدمی ہے۔ لیکن ہوا کیا ہے"...... عمران نے کہا۔ وہ اب صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ واپس ان کی جیپ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا اور صفدر نے جولیا کی اچانک شدید پریشانی سے لے کر سبزی والے فضل بابا سے ملنے اور پھر یہاں تک آنے کی ساری تفصیل بتا دی۔

"ہونہہ۔ تو یہ بات ہے۔ میرا خیال ہے کہ تمہارے گلے میں موجود بابا کی دی ہوئی تسبیحوں نے ان شیطانی طاقتوں کو بھگا دیا ہے۔ اس لئے تم مجھ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ورنہ شاید ایسا نہ ہوتا۔ بہر حال پھر بھی تم بروقت پہنچ گئے۔ میں ان سبزی والے فضل بابا کا بے حد مشکور ہوں"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے

کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔آپ نے نہیں بتایا کہ آپ یہاں کس طرح پھنسے اور اب تک آپ کے مشن کا کیا ہوا۔آپ کے ساتھ جوزف جوانا اور ٹائیگر تھے وہ کہاں ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"کیا بتاؤں صفدر۔اس رعمیس کے حصول نے عجیب الجھن میں ڈال رکھا ہے۔اس قدر طویل اور صبر آزما جدوجہد کے بعد آخری نتیجہ یہ نکلا ہے کہ وہ پروفیسر جیت گیا ہے۔رعمیس بھی اس کے پاس ہے اور وہ زندہ بھی ہے اور میں اس وقت اپنے آپ کو وہیں کھڑا محسوس کر رہا ہوں جہاں سے چلا تھا اور یہ سارا سلسلہ ہی کچھ ایسا ہے کہ منہ سے کوئی لفظ نکالتے بھی خوف آتا ہے۔یہ تو حقیقتاً پل صراط ہے۔ذرا سی بے احتیاطی کا نتیجہ انتہائی خوفناک انداز میں سامنے آتا ہے۔اب دیکھو میں اپنی طرف سے رعمیس کو ضائع کر چکا تھا۔پروفیسر اور وہ شیطانی طاقت دھاکالا بھی ختم ہو چکے تھے۔پروفیسر کو اس دھاکالا نے اپنی کسی شیطانی طاقت سے ختم کیا۔لیکن میں نے حفظ ماتقدم کے طور پر ٹائیگر سے اس کے دل میں پورا میگزین اتروا دیا۔پھر دھاکالا بھی ختم ہو گیا اور میں مطمئن ہو کر واپس اپنے کمرے میں آگیا۔میرا خیال تھا کہ کیس ختم ہو گیا ہے اور میں یہ جنگ مکمل طور پر جیت چکا ہوں لیکن میری آنکھ کھلی تو میں ایک محترمہ کا چھ ماہ سے شوہر تھا۔ارے۔اوہ۔اوہ۔یہ۔یہ بتاؤ کہ آج کونسی تاریخ ہے اور مہینہ کون سا ہے"...... عمران نے بات کرتے کرتے اچانک چونک کر کہا۔

"مہینہ اور تاریخ"...... صفدر نے حیران ہو کر پوچھا اور پھر عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر اس نے مہینہ اور تاریخ بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ محترمہ جھوٹ بول رہی تھی۔وہ تو مجھے چھ ماہ سے اپنا خاوند بنائے ہوئے تھی اور بقول اس کے ہم نے ایک ماہ سوئٹزرلینڈ میں ہنی مون بھی منایا تھا"...... عمران نے اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا۔کیا۔کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ابھی تو آپ جولیا کے سر پر محاورتاً سہرے کا سن کر پریشان ہو گئے تھے اور یہاں آپ ہنی مون بھی منا بیٹھے ہیں"...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا ہے صفدر۔حقیقتاً شیطانی دنیا کا یہ سب سے سخت اور خطرناک ترین ٹریپ تھا۔اگر میں ذرا بھی ڈانواں ڈول ہو جاتا تو پھر دنیا بھی گئی تھی اور آخرت بھی۔یہ اس کی دی ہوئی توفیق ہے کہ میں اس امتحان میں سرخرو ہوا ہوں۔مجھے اب بھی وہ لمحات جب یاد آتے ہیں تو میرے جسم میں جھرجھری سی آ جاتی ہے"...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگے اور جب عمران نے انہیں ہوشاری کے بیڈ روم میں آنکھ کھلنے سے لے کر بعد میں ہونے والے واقعات سنائے تو ان دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔واقعی یہ تو انتہائی خطرناک مرحلہ تھا۔اسی لئے آپ تاریخ اور مہینہ پوچھ رہے تھے"...... صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب ۔آپ اس قید خانے میں کیسے پھنسے ۔آپ پر یہ لوگ اتنی آسانی سے قابو پا سکتے تھے ۔تو پھر آپ انہیں اس حد تک کیسے لے آئے تھے"........ کیپٹن شکیل نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔یہی میں بتا رہا تھا کہ وہ چھ ماہ والی بات درمیان میں آ گئی تھی ۔اپنی طرف سے جب میں مشن کو کامیابی سے مکمل کر کے اپنے کمرے میں بیڈ پر آرام کرنے کے لئے لیٹنے لگا تو بے اختیار میرے منہ سے نکلا کہ چلو اس طویل مصیبت سے تو جان چھوٹی ۔بظاہر تو یہ ایک عام سا فقرہ ہے اور آدمی دن میں نجانے کتنی بار کہہ ڈالتا ہے لیکن خیر و شر کی اس جنگ میں اس فقرے نے مجھے ان شیطانی طاقتوں کے ہاتھوں پھنسوا دیا۔ میں نے خیر و شر کی اس جنگ کو مصیبت کہہ کر خیر کی قوتوں کی نفی کر دی اور خیر کی قوتیں میری امداد سے پیچھے ہٹ گئیں اور میں اس قید خانے میں پھنس گیا۔ میرا ذہن اور میری زبان پر جیسے تالے سے پڑ گئے ۔قرآنی آیات تو ایک طرف ۔اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنہ تک میرے ذہن میں نہ ابھر رہے تھے ۔یہ تو پھر اس ذات نے کرم کیا اور اس سبزی والے بابا کے ذریعے تم لوگوں کو مجھ تک پہنچایا اور مجھے آزادی مل گئی اور مجھے دوبارہ اللہ تعالیٰ کا نام اور قرآنی آیات یاد آ گئیں ۔اس لئے تو میرا سر بے اختیار سجدے میں گر گیا تھا کیونکہ ان لمحات میں مجھے پہلی بار تجربہ ہوا ہے کہ یہ نام اور یہ کلام ہمارے لئے کتنی بڑی نعمت ہے اور ان کے چھن جانے سے کس قدر بھیانک خلا ذہن اور دل میں پیدا ہوتا ہے ۔اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا"........

عمران نے جواب دیا۔ اس دوران وہ جیپ تک پہنچ چکے تھے ۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے"........ صفدر نے کہا۔

"پہلے تو ہوٹل چلو ۔ہو سکتا ہے اس پروفیسر نے جھوٹ بولا ہو اور ٹائیگر، جوزف اور جوانا وہیں موجود ہوں ۔اس کے بعد سوچوں گا کہ اب کیا کیا جائے ۔میرا خیال ہے کہ اب اس پروفیسر کے لئے مجھے یہاں سے یونائیٹڈ کارمن ہی جانا پڑے گا"........ عمران نے کہا اور جیپ میں سوار ہو گیا اور پھر جب وہ طویل مسافت کے بعد ہوٹل پہنچے تو وہاں واقعی ٹائیگر ۔جوزف اور جوانا موجود تھے ۔

"باس ۔آپ کہاں چلے جاتے ہیں ۔آپ تو اپنے کمرے میں آرام کرنے گئے تھے ۔کمرہ ویسے ہی اندر سے بند تھا لیکن آپ غائب تھے ۔ہم نے پورا شہر چھان مارا ہے"........ جوزف نے کہا۔

"میں ان شیطانی قوتوں کے چکر میں پھنس گیا تھا"........ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"شیطانی قوتوں کے چکر میں ۔اوہ ۔تو کیا یہ صفدر صاحب اور کیپٹن شکیل صاحب نہیں ہیں ۔شیطانی قوتیں ہیں ۔مگر ۔مگر مجھے تو ان سے کوئی بو نہیں آ رہی"........ جوزف نے چونک کر انتہائی غور سے صفدر اور کیپٹن شکیل کو دیکھتے ہوئے کہا اور عمران کے ساتھ ساتھ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی بے اختیار ہنس پڑے اور عمران نے تفصیل بتائی کہ وہ کس طرح پھنس گیا تھا اور کس طرح صفدر اور کیپٹن شکیل نے بروقت پہنچ کر اسے اس چکر سے نجات دلائی ہے۔

"ماسٹر۔ میرا خیال ہے کہ آپ کا طریقہ کار غلط ہے۔ یہ پروفیسر لاکھ شیطانی طاقت ہی۔ ہے تو بہرحال انسان۔ آپ مجھے اجازت دیں میں ایک لمحے میں اس کی گردن توڑ دیتا ہوں۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ اس کی شیطانی قوتیں اس کی ٹوٹی ہوئی گردن کو کس طرح دوبارہ جوڑتی ہیں"...... جوانا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہیں شاید وہ "زیرو لاسٹری" والا کیس یاد نہیں رہا جس میں ڈاکٹر فرینکسٹائن نے تمہارا کیا حشر کر دیا تھا۔ بظاہر اس نے تمہیں انگلی تک نہیں لگائی تھی لیکن تم حقیر کینچوے سے بھی بدتر ہو گئے تھے۔ اس لئے مسٹر جوانا یہ اس طرح کے کیس نہیں۔ ان میں جسمانی طاقت کوئی کام نہیں دکھا سکتی"...... عمران نے کہا تو جوانا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"باس۔ آپ میرے ساتھ افریقہ چلیں۔ مجھے یقین ہے کہ اب بھی میں کسی نہ کسی وچ ڈاکٹر کو ڈھونڈ نکالوں گا اور پھر ان کالی طاقتوں کو ہم شاتری معبد میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قید کر کے ختم کر دیں گے"...... جوزف نے مشورہ دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران جوزف کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران کے اشارے پر جوزف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جوزف نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں کاؤنٹر سے بول رہی ہوں جناب علی عمران صاحب سے ایک

صاحب ملنا چاہتے ہیں وہ اپنا نام بہزادی بتا رہے ہیں"...... دوسری طرف سے کاؤنٹر گرل کی آواز سنائی دی۔

"میرا نام لے رہی ہے شاید یہ محترمہ۔ واہ۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ مجھ سے تو بہتر میرا نام ہی ہے جو ان ہونٹوں سے ادا ہو رہا ہے"۔ عمران نے کہا تو جوزف نے منہ بناتے ہوئے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"آپ سے کوئی بہزادی ملنا چاہتا ہے"...... جوزف نے فون دیتے ہوئے کہا۔

"ہیلو۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا

"ایک صاحب جو اپنا نام بہزادی بتا رہے ہیں۔ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے کاؤنٹر گرل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"صاحب ہیں یا صاحبہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ج۔ جی۔ صاحب ہیں"...... کاؤنٹر گرل نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ شاید وہ عمران کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکی تھی۔

"آپ نے بہزادی کہا تھا۔ اس لئے میں نے سمجھا کہ بہزاد تو صاحب ہوئے شاید بہزادی صاحبہ ہوں۔ بہرحال بات کرائیں ان سے"۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے ہلکی سی مترنم ہنسی کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ میں بہزادی بول رہا ہوں جناب۔ کیا آپ علی عمران

صاحب ہیں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی ۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"جی فرمایئے"...... عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ چند منٹ کی ملاقات کے لئے اجازت دیں تو مہربانی ہو گی آپ سے پروفیسر البرٹ کے بارے میں بات کرنی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران پروفیسر البرٹ کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"ٹھیک ہے ۔ تشریف لے آیئے"...... عمران نے کہا۔

"شکریہ ۔ میں حاضر ہو رہا ہوں"...... دوسری طرف سے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا ہوا عمران صاحب ۔ کون صاحب ہیں یہ"...... صفدر نے پوچھا۔

"پتہ نہیں ۔ کہہ رہا ہے کہ پروفیسر البرٹ کے بارے میں بات کرنی ہے ۔ اب یہ معلوم نہیں کہ ان کا اصل حدود اربعہ کیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"پروفیسر البرٹ کا ہی آدمی ہو گا۔ اسے معلوم ہو گیا ہو گا کہ آپ اس قید خانے سے نکل آئے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے کیونکہ اور تو یہاں میرا کوئی واقف نہیں ہے اور پھر واقف بھی ایسا جسے پروفیسر البرٹ کے بارے میں بھی

معلوم ہو"...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا اور پھر چند منٹ بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی ۔

"یس ۔ کم ان"...... عمران نے کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور عمران سمیت سب بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے ۔ آنے والا واقعی انتہائی بارعب اور وجیہہ شخصیت کا مالک تھا۔ اس کے جسم پر سلیٹی رنگ کا انتہائی قیمتی کپڑے کا جدید تراش کا تھری پیس سوٹ تھا۔ ہاتھوں میں پاؤچ اور پائپ بھی پکڑا ہوا تھا۔

"اوہ ۔ میں نے آپ سب حضرات کو ڈسٹرب کیا ہے"...... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے"...... عمران نے آگے بڑھ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ نجانے کیا بات تھی کہ عمران جیسا شخص بھی اس کی شخصیت سے خاصا مرعوب سا ہو گیا تھا۔

"مجھے بہزادی کہتے ہیں ۔ میں یہاں مصر کے قومی عجائب گھر کا ڈائریکٹر جنرل ہوں"...... آنے والے نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور عمران نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیا جیسے آنے والے کا پیشہ اس کی شخصیت سے ہم آہنگ ہو ۔ عمران جانتا تھا کہ مصر میں قومی عجائب گھر کی کیا اہمیت ہے اور ایسے عجائب گھر کا انچارج ہونا واقعی مصر کا اہم ترین عہدہ تھا۔

"تشریف رکھیے ۔ فرمایئے آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے"۔ عمران نے سب ساتھیوں سے تعارف کرانے کے بعد کہا۔

"بے حد شکریہ جناب ۔ میں اس لئے حاضر ہوا تھا کہ آپ کو سالار صاحب کے پاس لے جاؤں ۔ انہوں نے کہا ہے کہ پروفیسر البرٹ کے سلسلے میں آپ سے اہم باتیں کرنی ہیں"...... بہزادی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان سالار صاحب کا تعارف کیا ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ویسے تو سالار صاحب قومی عجائب گھر کے بے شمار چوکیداروں میں سے ایک ہیں لیکن دراصل وہ کیا ہیں اس بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا ۔ بس آپ خود ہی سمجھ لیں کہ میں عجائب گھر کا ڈائریکٹر جنرل ہونے کے باوجود ان کے حکم پر آپ کو لینے یہاں حاضر ہوا ہوں"۔ بہزادی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں سمجھ گیا ۔ کیا میرے ساتھی بھی میرے ساتھ جا سکتے ہیں"...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ کہہ نہیں سکتا ۔ کیونکہ اس بارے میں مجھ سے کچھ کہا نہیں گیا ۔ آپ چلیں ۔ اگر سالار صاحب نے انہیں اجازت دے دی تو یہ بھی مل لیں گے ان سے ۔ ورنہ جیسے وہ کہیں گے"...... بہزادی نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ جوزف اور جوانا تم یہیں رہو ۔ ٹائیگر صفدر اور کیپٹن شکیل میرے ساتھ جائیں گے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ بہزادی کے ساتھ چلتے ہوئے ہوٹل سے باہر آ گئے ۔ باہر بہزادی کی

انتہائی جدید ماڈل کی سرکاری کار موجود تھی جس کے ساتھ باوردی ڈرائیور بھی بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"آپ بہزادی صاحب کے ساتھ بیٹھیں ۔ ہم جیپ میں آپ کے پیچھے آ رہے ہیں"...... صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ بہزادی کے ساتھ کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"سالار صاحب کا مزید تعارف تو کرائیں"...... عمران نے کہا تو بہزادی مسکرا دیا۔

"عمران صاحب ۔ میں کیا اور میری جرأت کیا کہ میں ان کا تعارف کرا سکوں ۔ بس اتنا سمجھ لیں کہ وہ سکون کی دولت بانٹتے ہیں اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے وہ ان سے اس دولت کا کچھ نہ کچھ حصہ لے کر سرخرو ہو جاتے ہیں ۔ میرا بھی شمار ان کے خوشہ چینوں میں ہے ۔ یہ ان کی مہربانی ہے کہ وہ مجھے اس قابل سمجھتے ہیں کہ مجھے کسی کام کا حکم دے دیتے ہیں ۔ یہ میری خوش نصیبی ہے اور میں اپنی اس خوش نصیبی پر نازاں ہوں"...... بہزادی نے جواب دیا۔

"کیا ڈیوٹی کے دوران بھی آپ ان سے ایسی ہی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔ اسے واقعی یہ سب کچھ عجیب سا لگ رہا تھا کہ قومی عجائب گھر کا ڈائریکٹر جنرل اپنے ہی ادارے کے ایک عام سے چوکیدار کے بارے میں ایسے لہجے میں اور ایسی عقیدت بھری بات کر رہا ہو۔

"ارے نہیں جناب ۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔ عام حالات میں تو

میں ڈائریکٹر جنرل ہوں اور وہ چوکیدار اور شاید عجائب گھر کے سینکڑوں ملازمین میں سے کسی ایک کو بھی معلوم نہ ہو کہ میرا اور ان کا کیا رشتہ ہے۔ یہ تو ان لمحات کی باتیں ہیں جو لمحات اس دنیاوی کاروبار سے ہٹ کر گذرتے ہیں"...... بہزادی نے جواب دیا۔

"آپ کو ان کے متعلق کیسے علم ہوا۔ کیا انہوں نے خود کہا تھا"۔ عمران واقعی اس معاملے میں پوری دلچسپی لے رہا تھا کیونکہ اس سے پہلے تو صفدر نے اسے سبزی والے بابا کے متعلق بتایا تھا۔ لیکن یہ صرف سنی ہوئی بات تھی۔ اسے ذاتی طور پر ایسی کسی شخصیت سے ملاقات کا موقع نہ ملا تھا۔ اب تک اس سلسلے میں اس کی ملاقات پروفیسروں، ڈاکٹروں، ریسرچ سکالروں کے علاوہ بابا ٹائپ کے لوگوں سے ضرور ہوئی تھی۔ لیکن یہ بابا ٹائپ کے لوگ ایسے تھے جو باقاعدہ روشنی کے نمائندے تھے۔ لیکن کسی ایسے آدمی سے جو دنیاوی طور پر انتہائی نچلے طبقے کا آدمی ہو لیکن روحانی طور پر اس کا مرتبہ بے حد بلند ہو۔ اس کی اب تک ملاقات نہ ہوئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس معاملے میں پوری دلچسپی لے رہا تھا۔

"نہیں عمران صاحب۔ ایسی باتیں کسی سے کی نہیں جاتیں۔ میں تعلیم کے سلسلے میں چودہ سال گریٹ لینڈ رہا ہوں...... وہاں رہنے کے باوجود میرے اندر فطری طور پر روحانیت سے شغف موجود رہا۔ وہاں ایک صاحب سے اچانک ملاقات ہو گئی جو اس معاملے میں دلچسپی رکھتے تھے۔ بس ان کے ذریعے ایک اور صاحب سے ملاقات ہو گئی جو

ریلوے میں اعلیٰ افسر تھے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد میں واپس یہاں آیا تو انہوں نے مجھے سالار صاحب کا ریفرنس دے دیا۔ میں ان کے پاس پہنچ گیا۔ ساتھ ہی میں نوکری کے سلسلے میں بھی کوشش کر رہا تھا اب یہ سالار صاحب کی مہربانی ہے کہ انہیں مجھ سے دلچسپی ہو گئی۔ ایک دو چھوٹے بڑے امتحان بھی لئے گئے جن میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں سرخرو رہا۔ چنانچہ یہ دلچسپی بڑھ گئی اور سالار صاحب نے میری نوکری کا بندوبست بھی قومی عجائب گھر میں کرا دیا۔ اس طرح میں یہاں ملازم ہو گیا اور اب ڈائریکٹر جنرل ہوں۔ بس کچھ ایسا ہی سلسلہ ہے"...... بہزادی نے گول مول انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد کار وسیع و عریض رقبے میں پھیلے ہوئے مصر کے قومی عجائب گھر کی حدود میں داخل ہو گئی اور پھر ایک ایسی کالونی کی طرف بڑھ گئی جہاں نچلے درجے کے ملازمین کے مختلف کیٹیگری کے کوارٹرز تھے۔

"ڈرائیور کار روک دو"...... بہزادی نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے خاموشی سے کار ایک طرف کر کے روک دی۔

"مجھے اس سے آگے جانے کا حکم نہیں ہے عمران صاحب۔ آپ آگے چلے جائیں۔ دوسری لائن میں کوارٹر نمبر ایک سو بارہ ہے۔ اس میں سالار صاحب رہتے ہیں۔ ان سے آپ مل لیں"...... بہزادی نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا کار سے نیچے اتر آیا اور بہزادی نے اسے خدا حافظ کہا اور

اس کے ساتھ ہی کار نے موڑ کاٹا اور واپس چلی گئی۔ عقب میں آنے والی جیپ اس کے قریب آکر رک گئی۔ اس میں صفدر کیپٹن شکیل اور ٹائیگر سوار تھے۔

"جیپ یہیں کہیں پارک کر دو۔ آگے تنگ گلیاں ہیں۔ پیدل جانا ہوگا"...... عمران نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر سے کہا اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے جیپ ایک سائیڈ پر کر کے روک دی جبکہ ٹائیگر اور کیپٹن شکیل پہلے ہی نیچے اتر آئے تھے۔ جیپ روک کر وہ سب آگے بڑھنے لگے اور چند لمحوں بعد وہ ایک چھوٹے سے کوارٹر کے سامنے کھڑے تھے جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور ٹاٹ کا ایک میلا سا پردہ دروازے پر پڑا ہوا تھا۔ دروازے پر ایک سو سات کا ہندسہ سرخ روغن سے لکھا ہوا تھا۔ عمران نے دروازے کی کنڈی بجائی تو چند لمحوں بعد ایک دس سالہ بچہ باہر آ گیا اس کے جسم پر سادہ سا لباس تھا۔

"سالار صاحب سے ملنا ہے۔ میرا نام علی عمران ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں بیٹھک کھولتا ہوں"...... اس بچے نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد ساتھ والا دروازہ کھلا اور وہی بچہ دروازے پر نظر آیا۔

"آیئے جناب"...... بچے نے کہا اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت اندر داخل ہوا۔ ایک طرف ایک لوہے کی چارپائی پڑی ہوئی تھی جس پر چادر بچھی ہوئی تھی۔ ایک طرف چار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک چھوٹی سی میز بھی تھی۔ بچہ اندرونی دروازے سے واپس چلا گیا تھا۔ ابھی

عمران اور اس کے ساتھی اس کمرے کی حالت دیکھ رہے تھے کہ اندرونی دروازے سے ایک منحنی سا آدمی اندر داخل ہوا اس کے جسم پر عام سا لباس تھا۔ چہرہ سوکھ کر اچھوڑ جیسا نظر آ رہا تھا البتہ آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

"میرا نام سالار ہے"...... آنے والے نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے اور بہزادی صاحب ہمیں یہاں چھوڑ گئے ہیں۔ یہ میرے ساتھی ہیں"...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اپنے ساتھیوں کا تعارف کرا دیا۔

"اوہ۔ ہاں آیئے"...... سالار نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے باہر آ گئے تھے۔ ویسے عمران کو اس سالار صاحب کو دیکھ کر حیرت کے ساتھ ساتھ مایوسی بھی ہوئی تھی وہ ہر لحاظ سے ایک عام اور غریب سا چوکیدار نظر آ رہا تھا۔ سالار بڑے اطمینان سے چلتا ہوا ایک کھلی جگہ پر پہنچ گیا جہاں ایک چھوٹی سی مسجد موجود تھی۔ مسجد کا دروازہ بند تھا۔ سالار نے آگے بڑھ کر مسجد کا دروازہ کھولا اور انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ اندر داخل ہو گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی اس کے عقب میں اندر داخل ہو گئے۔ مسجد کچھ زیادہ بڑی نہ تھی۔ مسجد کے ہال میں دریاں بچھی ہوئی تھیں۔

"تشریف رکھیں"۔ سالار نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور خود بھی

اس طرح اطمینان سے بیٹھ گیا جیسے اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہوٹل سے بلایا ہی اس لئے ہو کہ انہیں مسجد میں لا کر بٹھائے۔

"وہاں گھر میں یہ باتیں کچھ اچھی نہیں لگتیں۔ کیونکہ میری بیوی ان باتوں سے بے حد نالاں ہے"...... سالار نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"کن باتوں سے جناب"...... عمران نے جان بوجھ کر پوچھا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ مجھے جناب نہیں کہیں گے۔ میں تو ایک عام سا چوکیدار ہوں، جبکہ آپ انتہائی معزز پیشے سے متعلق ہیں۔ دوسری بات یہ کہ میں نے آپ کو خود نہیں بلایا بلکہ مجھے حکم دیا گیا تھا اور اب آپ سے جو باتیں ہوں گی اس حکم کے تحت ہوں گی۔ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ پاکیشیا کے فضل بابا نے آپ کو صرف اس شیطان کی قید سے رہائی دلانے کا بندوبست کیا ہے۔ مزید کوئی کام نہیں کیا لیکن کیا کہا جا سکتا ہے۔ ان کی طبعیت ہی ایسی ہے لیکن آپ بتائیں کہ آپ کو اس ساری جدوجہد اور اس ساری محنت کا کیا پھل ملا ہے۔ کیا آپ اس رحمیس کو ضائع کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ کیا آپ اس پروفیسر البرٹ کو ہلاک کر سکے ہیں"۔ سالار نے اس بار قدرے اونچے لہجے میں کہا۔

"پہلے یہ بتائیں کہ آپ کو ان ساری باتوں کا کیسے علم ہو گیا ہے۔ آپ کو میرے نام کا، میری رہائش کا، یہ سب کیا نظام ہے۔ جبکہ آپ کی

ظاہری حالت۔ آپ کے مکان کی حالت۔ بچوں کی حالت اور بقول آپ کے آپ کی بیوی بھی ان باتوں سے نالاں رہتی ہے۔ یہ سب کیا ہے۔ کیا آپ اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتے"...... عمران اپنی حیرت پر قابو نہ رکھ سکا تو بول پڑا اور سالار بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ آپ لوگ بے حد مزے میں رہتے ہیں۔ دنیاوی ٹھاٹھ بھی آپ کے حصے میں آتے ہیں اور دنیاوی عزت وشہرت بھی۔ مجھے معلوم ہے آپ کون ہیں۔ کیا کرتے ہیں۔ آپ کی کیا حیثیت ہے۔ آپ کا کیا کردار ہے۔ مجھے ان ساری باتوں کا علم ہے۔ یہ ساری چیزیں مجھے بھی مل سکتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا ہر معاملے میں علیحدہ ہی نظام ہے کچھ لوگ ہیں جن کے حصے میں شکر آتا ہے اور کچھ لوگ ہیں جن کے حصے میں صبر آتا ہے۔ شکر ان لوگوں کے حصے میں جنہیں دنیاوی دولت عزت شہرت دے کر آزمایا جاتا ہے کہ وہ اس دولت، عزت اور شہرت کا استعمال کیسے کرتے ہیں۔ ان نعمتوں کا شکر کیسے ادا کرتے ہیں۔ یہی ان کی آزمائش ہے اور کچھ لوگ ہوتے ہیں جنہیں ان ساری چیزوں سے محروم رکھ کر آزمایا جاتا ہے۔ وہ چاہیں تو یہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کی آزمائش یہی ہوتی ہے کہ کیا وہ ان چیزوں کی محرومی پر صبر کرتے ہیں یا نہیں۔ بظاہر آپ کو میری ظاہری حالت پر ترس آ رہا ہو گا اور آپ سمجھتے ہوں گے کہ ان چیزوں سے محرومی کی وجہ سے میں پریشان ہوں۔ لیکن ایسی بات نہیں۔ صبر کرنے والوں کے درجات شکر کرنے والوں سے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ صبر کرنے

والوں کو جو روحانی دولت عطا کی جاتی ہے اس کے معاملے میں یہ دنیاوی دولت، یہ ٹھاٹھ باٹھ، یہ عزت، یہ شہرت انتہائی حقیر لگتی ہے بلکہ ہمیں شکر کرنے والوں پر ترس آتا ہے کہ وہ لوگ کس قدر سخت ترین آزمائش کا شکار ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ہم لوگوں پر کس قدر کرم ہے کہ اس نے ہمیں صبر کرنے والوں میں رکھا ہے۔ زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہرحال یہ ایک نظام ہے اور ہم سب اس نظام کا ایک حصہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھ جیسے حقیر اور عاجز بندے پر بے پایاں رحمت کرتے ہوئے مجھے صبر کرنے والوں میں شامل کر لیا ہے اور میں اس پر اللہ کا بے حد شکر گذار ہوں"...... سالار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے جو کچھ کہا ہے وہ سب درست ہے لیکن بہرحال دنیاوی دولت بھی تو آرام وسکون پہنچاتی ہے۔ اگر کچھ تھوڑی بہت دولت اپنے پاس رکھ لی جائے تو اس میں آخر حرج ہی کیا ہے"...... عمران نے کہا۔ اسے واقعی اس بات کی سمجھ نہ آ رہی تھی کہ ایک شخص سب کچھ حاصل کر سکنے کے باوجود اپنے آپ کو دنیاوی طور پر اس سطح پر رکھ سکتا ہے۔

"یہی تو آزمائش ہوتی ہے عمران صاحب۔ میں آپ کے ذہن کو سمجھتا ہوں کہ آپ کیوں ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ میں وہ دولت تو آپ کو نہیں دے سکتا جو دولت صبر کرنے والوں کے حصے میں آتی ہے کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ وہ جسے چاہے اسے بخش دیتا ہے اور جسے چاہے اس سے محروم رکھتا ہے۔ البتہ ایک عام سی مثال دے رہا

ہوں امید ہے آپ جیسے انتہائی ذہین آدمی اس مثال سے کسی حد تک میرا مطلب سمجھ جائیں گے۔ ایک آدمی کے پاس صحت کی دولت ہوتی ہے اور دوسرا آدمی بیمار ہوتا ہے صحت مند آدمی کو چٹنی کھانے کو مل جائے تو اسے چٹنی کھانے میں لطف آتا ہے جبکہ بیمار آدمی کے سامنے دنیا بھر کے قیمتی کھانے چن دیئے جائیں اور اسے یہ سب کچھ کھانے پر بھی مجبور کر دیا جائے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس بیمار کی کیا کیفیت ہو گی۔ اس وقت بظاہر اس بیمار کے پاس انتہائی لذیذ کھانے ہوتے ہیں اور ان کھانوں کو دیکھ کر دوسرا آدمی رشک کرتا ہے کہ کاش اسے بھی ایسے کھانے نصیب ہوں۔ وہ اس آدمی کو انتہائی خوش بخت سمجھتا ہے کہ جس کے پاس ایسے کھانے ہیں لیکن کیا حقیقتاً وہ بیمار آدمی بھی اسے اپنی خوش بختی سمجھتا ہے۔ ظاہر ہے ایسا نہیں ہے۔ اس بیمار کے لئے خوش بختی صحت کی دولت ہے۔ وہ یہی دعا کرتا رہتا ہے کہ اسے ان سارے کھانوں سے محروم کر دیا جائے۔ صرف چٹنی دے دی جائے لیکن اسے صحت کی دولت عنایت کر دی جائے۔ بس ایسی ہی بات ہمارے ساتھ ہے"...... سالار نے کہا تو عمران نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب میں کسی حد تک آپ کی بات کو سمجھ گیا ہوں۔ بہرحال یہ اونچی سطح کی باتیں ہیں۔ ہم تو عام دنیادار لوگ ہیں۔ اس لئے عام سطح پر ہی سوچتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن آپ کو کس نے کہا تھا کہ آپ خدائی فوجدار بن کر ازل سے

جاری اس خیر و شر کی جنگ میں اس طرح کود پڑیں۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ اس دنیا میں صرف آپ ہی خیر کے نمائندے بن کر خیر کو شر سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر رعمیس پروفیسر البرٹ کو مل جائے گا تو وہ پوری دنیا کے مسلمانوں اور مسلم ممالک کو تباہ و برباد کر سکے گا اور اسے کوئی روکنے والا نہیں ہوگا۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ شر کے مقابل کوئی نظام نہیں ہے۔ کیا ازل سے چلنے والی اس جنگ میں آج تک شر ہی فتح یاب ہوتا چلا آیا ہے۔ کیا اب صرف آپ ہی پہلی بار خیر کو شر سے بچانے کے لئے نکلے ہیں۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ پاکیشیا کے ایک تنگ و تاریک محلے میں رہنے والا بوڑھا فضل بابا اگر آپ کو پروفیسر کی شیطانی قید سے نجات دلا سکتا ہے تو کیا وہ اس قابل نہیں ہے کہ وہ پروفیسر کو اس کے شیطانی حربوں سے روک سکے۔ آپ کی یہ ڈیوٹی تو نہیں تھی۔ پھر آپ کس برتے پر اس جنگ میں کود پڑے ہیں۔ آپ کی ڈیوٹی تو خلق خدا کو دنیاوی مجرموں کے جرائم سے محفوظ رکھنے کے لئے کام کرنے کی تھی اور آپ اپنی ڈیوٹی بہت اچھے طریقے سے سرانجام دے رہے تھے پھر اچانک آپ اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر اس طرف کیوں آ گئے ہیں۔ کس نے آپ کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔ میں قومی عجائب گھر کا چوکیدار ہوں۔ چوکیداری میری ڈیوٹی ہے کیا مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں چوکیداری کرتے کرتے ڈائریکٹر جنرل کی سیٹ پر جا کر بیٹھ جاؤں اس لئے کہ میں ایک فرض شناس چوکیدار ہوں۔ عمران صاحب آپ کی اس بے جا مداخلت کی وجہ سے آپ کو معلوم ہی

نہیں ہے کہ اس جنگ میں خیر کو کتنا نقصان پہنچا ہے۔ اگر آپ اس میں نہ الجھتے تو یہ رعمیس کبھی بھی اس خفیہ پناہ گاہ سے باہر نہیں آ سکتا تھا اور نہ فضل بابا کو آپ کی ساتھی عورت جولیا کو بچانے کے لئے اپنے آپ کو ظاہر کرنا پڑتا اور نہ مجھے اس طرح سامنے آنا پڑتا۔ ہم نے بارہا کوشش کی کہ آپ اس چکر سے نکل جائیں۔ بار بار آپ کو بتایا گیا کہ آپ کامیاب نہیں ہو سکتے لیکن آپ یہی سمجھتے رہے کہ اگر آپ پیچھے ہٹ گئے تو خدانخواستہ خیر کو شکست ہو جائے گی اور شر فتح یاب ہو جائے گا"...... سالار کے لہجے میں بے پناہ جلال تھا اور عمران حیرت بھری نظروں سے سالار کو دیکھنے لگا۔

"میں نے تو نیک نیتی سے یہ سب کچھ کیا ہے۔ میری اس سے کوئی ذاتی لالچ یا غرض تو وابستہ نہ تھی اور مجھے اس پر فخر ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اسے سالار کی باتیں کچھ زیادہ پسند نہیں آئی تھیں۔

"اسی لئے تو آپ یہاں تک پہنچ بھی گئے۔ اسی لئے تو آپ کی ہر قدم پر مدد کی جاتی رہی۔ صرف اس خیال سے کہ بہرحال آپ سمجھ جائیں گے کہ ہر کام ہر آدمی کے لئے نہیں ہے۔ ہر کام کی علیحدہ علیحدہ ڈیوٹیاں لگائی جاتی ہیں لیکن آپ نہیں سمجھ سکے اور اب آپ کی اپنی کیفیت بدلنے لگ گئی ہے۔ اس بدلی ہوئی کیفیت کی وجہ سے آپ نے اس عظیم جدوجہد کو معصیت کا نام دیا تھا یہی وجہ ہے کہ جاننے والے جان گئے ہیں کہ اب اگر آپ کو نہ روکا گیا تو پھر آپ ضائع ہو جائیں گے اور

آپ کو ضائع نہیں ہونا چاہئے کیونکہ آپ جو ڈیوٹی سرانجام دے رہے
تھے وہ بھی انتہائی اہم ڈیوٹی ہے اس لئے مجھے حکم ہوا کہ آپ کو بلا کر
سمجھا دیا جائے کہ آپ اپنی ڈیوٹی پر جائیں اور اس سارے سلسلے کو
بھول جائیں"۔ سالار نے کہا تو عمران حیرت سے سالار کو دیکھنے لگا۔
"کیا آپ نے صرف یہی کہنے کے لئے مجھے بلوایا تھا"...... عمران
نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"ہاں ۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ کو ضائع ہونے سے بچایا
جائے"۔ سالار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"آپ کا بے حد شکریہ سالار صاحب اور جنہوں نے آپ کو حکم دیا
ہے ان کا بھی میری طرف سے شکریہ ادا کر دیں ۔ لیکن یہ میری فطرت
کے خلاف ہے کہ میں کسی مشن کو ادھورا چھوڑ دوں ۔ جب تک
پروفیسر البرٹ ہلاک نہیں ہو جاتا اور رمیس ضائع نہیں ہوتا ۔ اس
وقت تک میں واپس نہیں جا سکتا چاہے اس میں میری جان ہی کیوں نہ
چلی جائے"...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔
"مجھے معلوم تھا کہ آپ نے یہی جواب دینا ہے گو میری آپ سے
پہلی ملاقات ہے لیکن آپ کی فطرت اور آپ کے ماضی سے مجھے آگاہ کر
دیا گیا تھا اور آپ کے متعلق مجھے جو کچھ بتایا گیا ہے اس سے میرے دل
میں آپ کی بے پناہ عزت ہے ۔ ویسے بھی آپ اعلیٰ کردار کے مالک ہیں
اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کے دل میں مسلمانوں کے لئے بے
پناہ عزت موجود ہے لیکن عمران صاحب ۔ جس فیلڈ میں آپ کو دے

ہیں یہ آپ کی سابقہ فیلڈ سے قطعی مختلف ہے ۔ آپ نے خود ہی محسوس
کیا ہو گا کہ اس قدر طویل اور صبر آزما جدوجہد کے باوجود آپ واپس ہیں
جہاں سے چلے تھے بلکہ آپ کو تو کوئی فائدہ نہیں ہوا البتہ اس پروفیسر
کو آپ کی اس جدوجہد سے ضرور فائدہ پہنچ گیا ہے ۔ وہ کسی صورت بھی
رمیس کو اس خفیہ معبد سے باہر نہیں نکال سکتا تھا لیکن آپ کی وجہ
سے رمیس نہ صرف باہر آ گیا بلکہ اس تک بھی پہنچ گیا ۔ آپ نے البتہ
اس کی چند شیطانی طاقتوں کا خاتمہ کر دیا ہے لیکن اس سے اسے کوئی
فرق نہیں پڑتا ۔ شیطانی کارخانہ بے حد وسیع ہے ۔ بے شمار شیطانی
طاقتیں کام کر رہی ہیں"...... سالار نے اس بار قدرے نرم لہجے میں
کہا۔
"آپ کی بات واقعی درست ہے ۔ مجھے خود بھی اس کا احساس ہے
لیکن ابھی کھیل اپنے اختتام کو نہیں پہنچا اور نہ ابھی تک میں نے
شکست تسلیم کی ہے اور بازی کسی بھی وقت پلٹ سکتی ہے ۔ بہرحال
آپ کا بے حد شکریہ ۔ اب ہمیں اجازت دیں"...... عمران نے کہا اور
اٹھنا چاہا تو سالار نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ کر اسے بیٹھے رہنے کا
اشارہ کیا۔
"تشریف رکھیں ۔ جلدی کی ضرورت نہیں ہے ۔ مجھے معلوم ہے کہ
آپ کیا سوچ رہے ہیں ۔ آپ مجھے بھی اس بابا قاقم کی طرح سمجھ رہے
ہیں اور آپ کا خیال ہے کہ میں پروفیسر البرٹ کی طرف سے آپ کو اس
جدوجہد سے باہر رکھنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن ایسی بات نہیں

ہے"...... سالار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کی بات کی نفی نہیں کروں گا۔ اس جدوجہد میں مجھے کئی بار انتہائی تلخ تجربے ہوئے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا

"اب میری بات غور سے سنیں۔ گو مجھے یہی حکم دیا گیا تھا کہ آپ کو اس کام سے ہٹا کر واپس بھجوا دوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی توفیق بھی بخشی ہے کہ میں اگر اشارہ بھی کر دوں تو آپ خاموشی سے واپس چلے جائیں گے لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں آپ کی دل سے عزت کرتا ہوں۔ میں نے حکم کی تعمیل کی تھی اور آپ کو سب کچھ بتا دیا ہے لیکن آپ کا جواب سن کر میں نے اب فیصلہ کیا ہے کہ آپ کی مدد کرتا رہوں گا"۔ سالار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی اس عزت افزائی پر میں آپ کا بے حد مشکور ہوں لیکن میں اپنی لڑائی خود لڑنا چاہتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مدد کرے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے فی الحال میں اب مزید کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آپ کو یہاں آنے میں جو تکلیف اٹھانا پڑی ہے اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں"۔ سالار نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"سالار صاحب۔ کیا ہم کچھ کہہ سکتے ہیں"...... اچانک صفدر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"جی فرمائیں"...... سالار نے صفدر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کا واسطہ آج سے پہلے آپ جیسے انسانوں سے نہیں پڑا جبکہ ہمارا واسطہ پڑ چکا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ آپ کیا کر سکتے ہیں اور آپ کے حکم پر کیا ہو سکتا ہے۔ اس لئے آپ مہربانی فرمائیں اور ہماری رہنمائی کریں کہ ہم اس پروفیسر البرٹ کو کس طرح انجام تک پہنچا سکتے ہیں۔ اب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اس جدوجہد میں عمران صاحب کے ساتھ رہیں گے"...... صفدر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"صفدر"...... عمران نے کچھ کہنا چاہا۔

"عمران صاحب۔ براہ کرم آپ خاموش رہیں"...... صفدر نے عمران کو بات کرنے سے روکتے ہوئے کہا۔

"آپ کا جذبہ قابل تعریف ہے لیکن مجھے خود معلوم نہیں ہے کہ پروفیسر کا خاتمہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ ہو بھی سکتا ہے یا نہیں یہ تو غیب کا علم ہے اور غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ میرے پاس نہیں"۔ سالار نے جواب دیا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"رہنے دو صفدر۔ زیادہ منت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ سالار نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے مسجد سے باہر آ گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے مسجد سے باہر آئے تو سالار نے مڑ کر مسجد کا دروازہ بند کیا۔

"میں معذرت خواہ ہوں کہ آپ کی کوئی خدمت نہیں کر سکا۔ امید ہے کہ آپ میری معذرت قبول فرمائیں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ

تعالیٰ آپ کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ خدا حافظ"...... سالار نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا واپس اپنے کوارٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے زیادتی کی ہے"...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کوئی زیادتی نہیں کی صفدر۔ میں پہلے بھی ایسے ہی ایک کردار سے ٹکرا چکا ہوں۔ اس کا نام بابا قاقم تھا اور اس کی وجہ سے مجھے بے حد تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔ آؤ واپس ہوٹل چلیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کیپٹن شکیل خاموش رہا تھا اس نے اس دوران نہ ہی کوئی بات کی اور نہ ہی کوئی تبصرہ کیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی جیپ تیزی سے واپس ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی کہ اچانک ایک موڑ کاٹتے ہوئے سیاہ رنگ کی ایک کار انتہائی تیز رفتاری سے سامنے آئی اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر سنبھلتا۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمران کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کو کسی نے انتہائی تیز رفتار آرے کی مدد سے کاٹ کر رکھ دیا ہو۔ یہ احساس بھی صرف ایک لمحے کے ہزارویں حصے تک ہی تھا پھر اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے پوشاری۔ عمران اس قید خانے سے کیسے رہا ہو سکتا ہے"...... پروفیسر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں سامنے کرسی پر بیٹھی ہوئی پوشاری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایسا ہوا ہے پروفیسر...... اس کے دو ساتھی پاکیشیا سے وہاں پہنچ تمام شیطانی طاقتیں جو پہرے پر موجود تھیں وہ انہیں نہ دیکھ سکیں اور وہ دونوں اسے نکال کر لے گئے۔ ان طاقتوں کو عمران کی رہائی کی خبر اس وقت ملی جب وہ قید خانے سے باہر آچکا تھا اور اس وقت وہ بے بس تھیں چنانچہ وہ واپس آگئیں اور انہوں نے مجھے اطلاع دی۔ میں بے حد پریشان ہوئی۔ میں نے فوراً شاتالی کو بلایا تاکہ وہ معلوم کر سکے کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا شاتالی نے جو اطلاع دی ہے وہ انتہائی حیرت انگیز ہے عمران کے ان دونوں ساتھیوں کو پاکیشیا میں رہنے والے روشنی کے کسی طاقتور نمائندے نے یہاں بھجوایا تھا اور اس نے انہیں

روشن سامان بھی دیا تھا۔اس روشن سامان کی مدد سے وہ عمران کو رہا کرانے میں کامیاب ہوگئے ہیں اور شاتالی نے یہ بھی اطلاع دی کہ مصر میں رہنے والے روشنی کے ایک نمائندے نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بلا کر انہیں واپس جانے کی تلقین کی ہے کیونکہ بقول اس کے اسے ایسا ہی حکم ملا تھا۔لیکن عمران نے نہ صرف واپس جانے سے انکار کر دیا بلکہ اس نمائندے کی توہین بھی کی چنانچہ روشنی کے اس نمائندے نے فیصلہ کیا کہ عمران کو اب یہ لڑائی خود لڑنے دی جائے اور اس کی مدد نہ کی جائے۔مجھے جب شاتالی نے یہ اطلاع دی تو میں نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور فوراً ہی عمران کے خاتمے کے لئے ایک سادہ سا وبنیادی منصوبہ ترتیب دیا۔اس منصوبے کے تحت شاتالی نے ایک کار کے ڈرائیور کے ذہن پر قبضہ کیا اور پھر اس نے اس منصوبے پر عمل بھی کر دیا اور وہ کار انتہائی خوفناک انداز میں اس جیپ سے ٹکرائی جس میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔میرا خیال تھا کہ عمران اس خوفناک ایکسیڈنٹ سے ہلاک ہو جائے گا لیکن ایسا نہیں ہوا البتہ وہ زخمی ضرور ہو گیا ہے۔اس کے تینوں ساتھی بھی زخمی ہوئے ہیں اور اس وقت وہ سب ہسپتال میں ہیں"...... پوشاری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو تم اب کیا چاہتی ہو"...... پروفیسر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"میں چاہتی ہوں کہ عمران کو عبرت ناک موت ماروں"۔

پوشاری نے کہا تو پروفیسر نے انکار میں سر ہلا دیا۔

"نہیں تم بہت کم درجے کی طاقت ہو۔تم اسے قید تو کر سکتی تھیں جو تم نے کیا لیکن اس کے بعد تمہارا کام ختم ہو گیا۔اس عمران کا خاتمہ جب بھی مجھے ضرورت محسوس ہوئی میں خود کر دوں گا"۔پروفیسر نے جواب دیا۔

"فی الحال وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔رگمیس مجھے مل گیا ہے اور میں اب مطمئن ہوں۔یہاں وہ آ نہیں سکتا۔اس لئے وہ ہمارا کیا کر لے گا۔آخر کار خود تھک ہار کر واپس چلا جائے گا"...... پروفیسر نے جواب دیا۔

"آپ نے "جب بھی ضرورت" کا لفظ استعمال کیا ہے۔اس سے آپ کا کیا مقصد ہے کیا آپ فوری طور پر اسے ختم نہیں کرنا چاہتے"۔ پوشاری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن پروفیسر۔میں اسے سزا دینا چاہتی ہوں۔اس نے مجھے شکست دی ہے پوشاری کو جسے آج تک کوئی شکست نہیں دے سکا۔آپ مجھے اس کے خلاف کام کرنے کی اجازت دیں۔پھر میں دیکھوں گی کہ وہ کب تک میرے ہاتھوں بچ سکتا ہے"...... پوشاری نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تمہارے اندر انتقام کی آگ بھڑک رہی ہے لیکن میرا مشورہ یہی ہے کہ تم اسے اس کے حال پر چھوڑ کر واپس چلی جاؤ"۔پروفیسر نے کہا۔

"نہیں پروفیسر۔ میرے لئے اب ایسا ممکن نہیں رہا۔ میں اس کے خلاف کام کروں گی۔ میں اسے خودکشی پر مجبور کر دوں گی"۔ پوشاری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر ایسا ہے تو میں تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں لیکن اب تم جو کچھ بھی کرو گی اپنے طور پر کرو گی۔ میری اس میں کوئی ذمہ داری نہ ہو گی"...... پروفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں پروفیسر۔ چونکہ میں آپ کے ماتحت تھی اس لئے کھلا کھیل کھیلنے کے لئے مجھے آپ کی اجازت کی ضرورت تھی۔ اب آپ نے اجازت دے دی ہے۔ اب میں دیکھوں گی کہ یہ عمران میرے سامنے کیا حیثیت رکھتا ہے"...... پوشاری نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پروفیسر کے اثبات میں سرہلانے پر وہ مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے باہر جانے کے بعد پروفیسر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ چند لمحے وہ کھڑا رہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کچھ سوچ رہا ہو۔ پھر وہ واپس مڑا اور اندرونی طرف ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور دوسری طرف ایک بڑے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کمرے کے درمیان میں فرش پر ایک چبوترہ سا بنا ہوا تھا جس پر سرخ اور سیاہ رنگ کی آڑی ترچھی پٹیاں سی بنی ہوئی تھیں۔ پروفیسر اس چبوترے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد کمرے میں ایک عجیب سا شور سنائی

دینے لگا۔ ایسا شور جیسے کسی ساحل پر طوفانی لہریں اپنا سر پٹک رہی ہوں۔ کافی دیر تک یہ شور سنائی دیتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ خاموشی چھا گئی اور پروفیسر نے آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے لمحے اس کے سامنے دیوار درمیان سے کھلی اور اس میں سے ایک بوڑھا آدمی باہر آگیا۔ یہ آدمی اس قدر بوڑھا تھا کہ اس کے ہاتھ پیر اور چہرے پر سوائے جھریوں کے اور کچھ نظر نہ آرہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں موجود پتلیاں گول ہونے کی بجائے عمودی تھیں اور ان میں کسی قسم کی کوئی چمک نہ تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کی آنکھیں بے نور ہوں۔ وہ چبوترے کے سامنے پہنچ کر رکوع کے بل جھک گیا۔

"پیرن حاضر ہے آقا"...... اس بوڑھے کی آواز سنائی دی لیکن آواز جوانوں جیسی تھی۔

"بیٹھ جاؤ پیرن"...... پروفیسر نے کہا اور بوڑھا پہلے سیدھا ہوا اور پھر بڑے مؤدبانہ انداز میں چبوترے کے سامنے فرش پر بیٹھ گیا۔

"پیرن۔ تمہیں میں نے ایک انتہائی ضروری مشورے کے لئے تکلیف دی ہے"...... پروفیسر نے کہا۔

"پیرن پر آقا کی خدمت فرض ہے"...... بوڑھے نے جواب دیا۔

"تمہیں رگمیس۔ اس کے حصول اور اس سلسلے میں ہونے والے کھیل کا تو علم ہوگا"...... پروفیسر نے کہا۔

"پیرن سے کوئی بات مخفی نہیں رہتی آقا"...... پیرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر مجھے مشورہ دو کہ میں اس رعمیس کو کس طرح استعمال دوں کہ مجھے اتنی طاقت مل جائے کہ میں پوری دنیا کے مسلمانوں کا خاتمہ کر سکوں"...... پروفیسر نے کہا۔

"آقا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ رعمیس کے سلسلے میں لاعلم رہے ہیں۔ رعمیس تو ضائع ہو چکا ہے۔ اب اسے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اب تو یہ صرف ایک قدیم زیور ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہی"...... پیرن نے جواب دیا تو پروفیسر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ رعمیس ضائع ہو چکا ہے۔ کب۔ کیسے"........ پروفیسر کے حلق سے چیخ نما آواز نکلی۔

"آقا۔ اس پر صحرائی تیتر کا خون لگا دیا گیا ہے۔ اب یہ بے کار ہے"...... پیرن نے جواب دیا۔

"لیکن جب اس پر صحرائی تیتر کا خون لگایا گیا تو اس وقت ہوشاری اس پر موجود تھی۔ اس نے تمام خون اپنے جسم پر لگوایا اور رعمیس کو بچالیا تھا"........ پروفیسر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ ہوشاری ایک انتہائی معمولی سی طاقت ہے۔ اس بیچاری کو کیا معلوم کہ صحرائی تیتر کے خون کی کیا خاصیت ہوتی ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں آقا کہ کیا ہوا۔ اس دنیا میں صحرائی تیتر۔ سیاہ گردن والا بگلا اور کونج تین ایسے پرندے ہیں جن کا خون شیطانی طاقتوں کو ختم کر دیتا ہے۔ اگر وہ آدمی عمران ان تینوں پرندوں کے علاوہ کسی اور

پرندے کا خون رعمیس پر لگاتا تو رعمیس واقعی بچ جاتا۔ لیکن صحرائی تیتر کا خون ہوشاری کے جسم پر لگنے کے باوجود رعمیس تک پہنچ گیا اور رعمیس ضائع ہو گیا۔ ان تینوں پرندوں میں سے سب سے زیادہ طاقتور خون بھی صحرائی تیتر کا ہی ہے"...... پیرن نے جواب دیا۔

"اگر ایسی بات ہوتی تو ہوشاری بھی ختم ہو جاتی"...... پروفیسر نے کہا۔

"آقا۔ ہوشاری اس وقت رعمیس پر موجود تھی جو انتہائی طاقتور جادوئی زیور ہے اس لئے وہ بچ گئی اگر وہ اس پر موجود نہ ہوتی تو صحرائی تیتر کا خون لگتے ہی ضائع ہو جاتی"۔ پیرن نے جواب دیا۔

"اوہ۔ سوری بیڈ۔ مجھے تو آج تک یہ بات معلوم ہی نہیں ہو سکی کہ صحرائی تیتر کے خون میں ایسی تاثیر ہوتی ہے"........ پروفیسر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پروفیسر۔ آپ کو تو ابھی بہت کچھ معلوم نہیں ہے"........ پیرن نے جواب دیا۔

"اب اس کا کیا توڑ کیا جا سکتا ہے۔ کوئی ترکیب۔ کوئی راستہ"۔ پروفیسر نے کہا۔

ایک راستہ ہے تو سہی۔ لیکن"........ پیرن بات کرتے کرتے رک گیا۔

"بتاؤ۔ بتاؤ۔ جلدی بتاؤ۔ تم رک کیوں گئے ہو"........ پروفیسر نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"آقا۔ جس نے رعمیس پر صحرائی تیتر کا خون لگایا ہے اگر اس کا خون رعمیس پر لگا دیا جائے تو رعمیس دوبارہ کارآمد ہو جائے گا"........ پیرن نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ اس عمران کا خون رعمیس پر لگایا جائے"........ پروفیسر نے چونک کر کہا۔

"ہاں آقا۔ میرا یہی مطلب ہے لیکن اس کے جسم کا عام خون نہیں۔ بلکہ مرنے سے پہلے کا خون۔ مطلب ہے کہ اس کے جسم سے نکلنے والا خون کا آخری قطرہ۔ وہ قطرہ جس کے بعد خون جسم سے باہر نہیں آتا بلکہ جم جاتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ایسا اسی وقت ہو سکتا ہے جب اس آدمی کو ہلاک کر دیا جائے"........ پیرن نے کہا۔

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ عمران کی موت قریب ہے یا نہیں"۔ پروفیسر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"نہیں آقا۔ یہی بات تو ایسی ہے جس کا علم کسی کو بھی نہیں ہو سکتا۔ شیطان کو بھی نہیں۔ میں تو آپ کی موت کے بارے میں بھی نہیں بتا سکتا"........ پیرن نے جواب دیا۔

"ہوشاری نے کوشش کی تھی کہ اسے ایکسیڈنٹ سے ہلاک کر دیا جائے لیکن وہ پھر بھی بچ گیا"۔ پروفیسر نے کہا۔

"ہوشاری انتہائی ادنیٰ ترین قوت ہے آقا"۔ پیرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ مجھے اب اس کے مقابل خود آنا

پڑے گا"........ پروفیسر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ انتہائی خوفناک ٹکراؤ ہو گا آقا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ اس پر دوبارہ غور کر لیں"........ پیرن نے کہا۔

"نہیں پیرن۔ میں نے رعمیس کے لئے بے پناہ جدوجہد کی ہے۔ اب تو میری زندگی کا مقصد اور مشن ہی یہی رہ گیا ہے کہ میں پوری دنیا سے مسلمانوں کا مکمل خاتمہ کر سکوں اور میں ایسا ضرور کروں گا کیونکہ اگر میں ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو میں شیطان کی طرح ہمیشہ کے لئے امر ہو جاؤں گا"........ پروفیسر نے کہا۔

"آپ آقا ہیں۔ میں تو مشورہ دے سکتا ہوں"........ پیرن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تمہارا شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو"........ پروفیسر نے کہا تو پیرن اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ایک بار پھر وہ رکوع کے بل پروفیسر کے سامنے جھکا اور پھر مڑ کر دیوار کی طرف چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دیوار کے درمیان موجود خلا کو پار کر گیا اور اس کے ساتھ ہی دیوار برابر ہو گئی۔ پروفیسر نے ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر چبوترے سے نیچے اترا اور واپس اسی کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ اس کمرے میں آیا تھا۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک تو وہ لاشعوری کیفیت میں پڑا رہا پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات کی فلم چلنے لگی۔ اس کے ذہن پر پہلے سالار سے ہونے والی گفتگو کا منظر چلا۔ پھر جیپ پر ان کی واپسی اور پھر اچانک ایک موڑ کاٹتے ہوئے اس سیاہ رنگ کی کار کا نمودار ہونا اور اس کے ساتھ ہی وہ خوفناک دھماکہ اور اس دھماکے کے خیال نے ہی اس کے ذہن کو بے اختیار جھنجھوڑ ڈالا اور وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک کچے کمرے کے فرش پر بیٹھا ہوا تھا جس میں چٹائیاں بچھی ہوئی تھیں اور ان چٹائیوں کے علاوہ اور کوئی چیز وہاں نہ تھی۔ ایک طرف ایک پرانا سا دروازہ تھا۔ البتہ عمران کے سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔ اس نے بے اختیار سر پر ہاتھ لگایا تو اس نے دیکھا کہ اس کے سر پر

باقاعدہ پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"یہ میں کہاں پہنچ گیا ہوں۔ اس خوفناک ایکسیڈنٹ میں کیا صرف میرے سر پر چوٹ آئی ہے۔ صفدر کیپٹن شکیل اور ٹائیگر کا کیا ہوا"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا لباس بری طرح سے مسلا ہوا تھا اور سر کے علاوہ ہاتھوں اور جسم کے دوسرے حصوں پر پٹی کی بجائے بینڈیج بھی کی گئی تھی۔

"خدایا تیرا شکر ہے۔ ورنہ اس خوفناک ایکسیڈنٹ کے نتیجے میں ایسی معمولی چوٹیں تو ناممکن تھیں۔ میرا تو خیال تھا کہ میرے جسم کے ٹکڑے ہو گئے ہوں گے"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ دروازہ کھل گیا اور عمران دروازے سے صفدر کیپٹن شکیل اور ٹائیگر کو اندر آتے دیکھ کر چونک پڑا۔ وہ تینوں ہی درست حالت میں تھے۔

"آپ کو ہوش آ گیا عمران صاحب"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو اتنا ہوش آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے میں بھی اس خوفناک ایکسیڈنٹ سے بچ گیا ہوں اور تم تینوں بھی لیکن ہم ہیں کہاں۔ یہ کون سی جگہ ہے اور یہ بینڈیج وغیرہ کس نے کی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم مصر کے ایک صحرا میں واقع نخلستان میں ہیں۔ یہ نخلستان ایک مقامی قبیلے کے سردار حارث کی ملکیت ہے۔ ہمیں مصر کے جنرل

ہسپتال سے یہاں لایا گیا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مقامی قبیلے کا سردار حارث۔ نخلستان۔ ہسپتال سے ہمیں یہاں لایا گیا ہے۔ کیا مطلب۔ کون لایا ہے ہمیں یہاں اور کیوں"۔ عمران نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میری حارث سے بات ہو چکی ہے۔ حارث سالار صاحب کا ساتھی ہے۔ سالار صاحب نے آپ کو یہ مشن چھوڑ کر واپس جانے کے لئے کہا لیکن آپ نہ مانے تو سالار صاحب نے مزید گفتگو کرنا فضول سمجھا اور وہ اپنے کوارٹر میں چلے گئے اور ہم جیپ میں بیٹھ کر واپس چل پڑے۔ لیکن سالار صاحب کو اطلاع دی گئی کہ پروفیسر البرٹ کی ایک شیطانی قوت ہوشاری نے آپ کے خاتمے کے لئے ایک منصوبہ بنایا ہے۔ اس شیطانی قوت نے ایک کار کے ڈرائیور کے ذہن پر قبضہ کیا اور کار پوری رفتار سے ہماری جیپ سے ٹکرا گئی۔ یہ ایکسیڈنٹ اس قدر ہولناک تھا کہ ہم چاروں کسی صورت بھی زندہ نہ بچ سکتے تھے لیکن چونکہ سالار صاحب پہلے سے ہوشیار ہو چکے تھے اس لئے باوجود اس ہولناک ایکسیڈنٹ کے ہمیں معمولی زخمی ہونے کے بعد ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ پھر سالار صاحب کو اطلاع ملی کہ ہوشاری نے پروفیسر سے آپ کے خلاف انتہائی حد تک جانے کی اجازت لے لی ہے چنانچہ انہوں نے حارث کو ہمارے بارے میں آگاہ کیا اور حارث کے آدمیوں نے ہمیں ہسپتال سے فارغ کرا کر یہاں پہنچا دیا کیونکہ بقول حارث۔ ہوشاری یا

اس کی شیطانی قوتیں اس نخلستان میں داخل نہیں ہو سکتی تھیں۔ صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ تو یہ ڈرامہ کھیل کر ہمیں ہمارے راستے سے ہٹائے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ڈرامہ۔ کیسا ڈرامہ"...... صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"دیکھو صفدر۔ شیطانی دنیا انتہائی عیار دنیا کا نام ہے۔ یہ ہر طرح کے داؤ پیچ کھیل لیتے ہیں۔ میں پہلے بھی ایسے ہی ایک درویش بابا قاقم کے ہاتھوں بے وقوف بن چکا ہوں اور اب جس طرح ان سالار صاحب نے مجھے اس مشن سے ہٹا کر واپس بھیجنے کی کوشش کی۔ اس سے ہی میں سمجھ گیا تھا کہ یہ اصل آدمی نہیں ہے۔ بلکہ یہ پروفیسر البرٹ کی شیطانی دنیا کا ہی کوئی نمائندہ ہے۔ اس لئے میں نے صاف انکار کر دیا تھا۔ اس کے بعد ان شیطانی کارندوں نے نیا ڈرامہ کھیلا ہے۔ پہلے ایکسیڈنٹ ظاہر کیا گیا پھر ہمیں بچایا گیا اور یہاں کسی نخلستان میں پہنچا دیا گیا اور اب وہ حارث صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ ایکسیڈنٹ شیطانی طاقتوں نے کرایا تھا اور اگر سالار صاحب ہمیں نہ بچاتے تو ہمارا کریا کرم ہو چکا ہوتا اور آخری بات۔ یہی سامنے آئی ہے کہ ہمیں ایک بار پھر آمادہ کیا جائے گا کہ ہم یہ مشن چھوڑ کر واپس چلے جائیں"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ وہم کا تو کوئی علاج ہی نہیں ہے۔ آپ خواہ مخواہ وہم کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس روحانی نظام میں اصل بات اعتقاد ہوتی

ہے۔ اگر آپ کو اعتقاد نہیں تو پھر کوئی بھی آپ کی مدد نہیں کر سکتا۔ اگر ہمیں بھی آپ کی طرح وہم ہو جاتا تو ہم بھی اس سبزی والے بابا پر کبھی اعتماد نہ کرتے لیکن آپ نے خود دیکھا ہے کہ ان کی وجہ سے پہلے جولیا کو اس شیطانی چکر سے نجات ملی پھر آپ کو"...... صفدر نے کہا۔

"میں یقیناً اعتماد کر لیتا۔ اگر وہ سالار صاحب مجھے مشن ادھورا چھوڑ کر واپس جانے کا نہ کہتے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہو سکتا ہے سالار صاحب کا تعلق واقعی روحانی دنیا سے ہو۔ آخر آپ نے بغیر تحقیق کئے کیسے ان پر یہ الزام لگا دیا کہ ان کا تعلق روحانیت کی بجائے شیطانیت سے ہے"...... اس بار کیپٹن شکیل نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے چیک کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ روحانی نظام سے متعلق افراد کبھی یہ نہیں کہتے کہ کوئی شر کے مقابلے میں جدوجہد ترک کر دے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم والا ادھیڑ عمر مقامی مصری باشندہ اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چھوٹی سی تسبیح تھی۔ اسے اندر آتے دیکھ کر صفدر۔ کیپٹن شکیل اور ٹائیگر تینوں اٹھ کھڑے ہوئے تو عمران بھی اٹھنے لگا۔

"بیٹھیں رہیں جناب۔ آپ زخمی ہیں اور ویسے بھی آپ اتنے عظیم انسان ہیں کہ مجھ جیسا حقیر آدمی تو آپ کے پیروں کی مٹی کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتا"...... اس آدمی نے جو یقیناً حارث تھا آگے بڑھ کر

عمران کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"اس حسن ظن کا شکریہ۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز اور حقیر بندہ ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا نام حارث ہے۔ آپ کے ساتھیوں سے میری تفصیلی بات چیت ہو چکی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انہوں نے آپ کو سب کچھ بتا دیا ہو گا"...... حارث نے بھی ان کے ساتھ ہی چٹائی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور میں اس کے لئے آپ کا اور سالار صاحب کا بے حد مشکور ہوں۔ لیکن اب آپ ہمیں واپس دارالحکومت پہنچانے کا بندوبست کر دیں تاکہ ہم اپنی جدوجہد کا آغاز پھر سے کر سکیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ابھی یہیں آپ کی میزبانی کی جائے۔ سالار صاحب خود یہاں آ رہے ہیں۔ اس کے بعد جیسے وہ حکم دیں گے ویسے ہی عمل کیا جائے گا"...... حارث نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم یہاں آپ کے قیدی ہیں"...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"نعوذ باللہ۔ یہ آپ نے کیسے سوچ لیا۔ آپ ہمارے معزز مہمان ہیں"...... حارث نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کی اس بات نے شدید دلی تکلیف پہنچی ہو۔

"تو پھر ہم فوری طور پر واپس جانا چاہتے ہیں"...... عمران کا لہجہ بدستور سرد تھا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی۔ میں نے بہر حال اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اب میں آپ جیسے معزز مہمانوں کو روک تو نہیں سکتا۔ لیکن اس وقت باہر شدید گرمی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو دن ڈھلنے دیں پھر میں آپ کو جیپوں پر واپس بھجوا دوں گا"...... حارث نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی مہربانی ہو گی اگر آپ فوری طور پر ایک جیپ کا بندوبست کر دیں۔ ہم گرمی کو برداشت کر لیں گے"...... عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی۔ آپ نے بات ہی ایسی کر دی ہے کہ اب میرا مزید کچھ کہنا ہی بے کار ہے۔ میں بندوبست کرتا ہوں"...... حارث نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا کہ اچانک وہ چونکا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے سے باہر چلا گیا۔

"یہ جاتے ہوئے جس طرح چونکا تھا اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اداکاری کر رہا ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جبکہ میرا خیال ہے کہ حارث صاحب کو کوئی خصوصی روحانی پیغام ملا ہے اس لئے وہ چونکے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران صفدر اور ٹائیگر چونک پڑے۔

"تم نے کیسے اندازہ لگایا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ان کے چہرے کا رنگ اچانک بدل گیا تھا"...... کیپٹن شکیل

نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ پھر تو ہم لوگ سب سے زیادہ روحانی شخصیت ہوں گے جو ہر لمحہ میک اپ کی مدد سے نئے سے نئے رنگ بدلتے رہتے ہیں"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل بھی مسکرا دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد حارث دوبارہ اندر داخل ہوا تو اس کے چہرے پر عجیب سی چمک تھی"...... مسرت بھری چمک۔

"عمران صاحب۔ اللہ کا بڑا فضل ہو گیا ہے۔ آپ کی ایک بڑی دشمن پوشاری ہمارے قابو میں آ گئی ہے"...... حارث نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پوشاری۔ اوہ۔ کہاں ہے وہ"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

ابھی تھوڑی دیر بعد وہ یہاں پہنچ جائے گی۔ سالار صاحب کا اچانک پیغام آیا تھا اس لئے میں چونکا تھا"۔ حارث نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس طرح قابو میں آئی ہے وہ"...... عمران نے پوچھا۔

"سالار صاحب کو علم ہو گا۔ انہوں نے ہی یہ سب کچھ کیا ہے۔ آپ کے سلسلے میں ان کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی"...... حارث نے جواب دیا۔

"کون یہ ڈیوٹیاں لگاتا ہے حارث صاحب"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں جناب۔ ہم تو خادم ہیں۔ حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ یہ ہم نے کبھی نہیں سوچا کہ کون حکم کر رہا ہے"...... حارث نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اسی طرح کی باتیں ہو رہی تھیں کہ دروازہ

کھلا اور دوسرے لمحے حارث بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی کھڑے ہو گئے۔ کمرے میں داخل ہونے والا وہی قومی عجائب گھر کا چوکیدار سالار تھا اس کے جسم پر وہی لباس تھا اور چہرے پر وہی مسکینیت تھی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ"...... سالار صاحب نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا تو سب نے سلام کا جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ مجھے افسوس ہے کہ ابھی تک آپ کے ذہن میں میرے متعلق شک وشبہ موجود ہے"...... سالار نے عمران سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ہمارا سارا کاروبار ہی شک وشبہ پر مبنی ہے۔ اس لئے مجبوری ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"میں نے آپ کی مدد کرنے کا فیصلہ کیا اور جب میں نے اس فیصلے کے مطابق کام شروع کیا تو بڑے حیرت انگیز انکشافات ہوئے اور ہم ابتدائی طور پر کامیاب بھی ہو گئے ہیں"...... سالار نے سب کے ساتھ ہی چٹائی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کامیابی سے آپ کا مطلب شاید اس شیطانی قوت پوشاری کی گرفتاری سے ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں عمران صاحب۔ پوشاری کی تو اس شیطانی نظام میں کوئی اہمیت نہیں ہے کامیابی یہ ہے کہ رگمیس کے بارے میں معلومات مل گئی ہیں کہ آپ اسے ضائع کرنے میں کامیاب ہو گئے

ہیں"...... سالار نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"رگمیس ضائع ہو گیا ہے۔ کیسے معلوم ہوا جبکہ پہلے تو آپ بھی کہہ رہے تھے کہ ضائع نہیں ہوا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ابھی آپ کو معلوم ہو جائے گا"...... سالار نے کہا اور مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا۔ تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"مہمان پہنچ گئے ہیں جناب"...... اس نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"انہیں لے آؤ انہیں"...... سالار نے کہا اور نوجوان مڑ کر واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا تو عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔ کمرے میں جوزف اور جوانا دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے اندر داخل ہو رہے تھے۔ جوانا کے کاندھے پر پوشاری لدی ہوئی تھی۔ پوشاری کے سر پر سیاہ رنگ کا ایک رومال بندھا ہوا تھا۔ جوانا نے اندر داخل ہو کر پوشاری کو چٹائی پر لٹا دیا۔ عمران نے دیکھا کہ پوشاری بے ہوش نہیں تھی لیکن اس طرح بے حس وحرکت تھی جیسے اسے کسی نے بے حسی کا انجکشن لگا دیا ہو۔ لیکن اس کی آنکھوں میں چمک مفقود تھی اور انتہائی بجھی بجھی سی آنکھیں تھیں۔

"یہ وہی پوشاری ہے عمران صاحب۔ جس نے آپ کو شادی شدہ

ظاہر کر کے آپ کو اس دلدل میں دھکیلنا چاہا تھا۔ جہاں سے آپ پھر
پوری زندگی باہر نہ نکل سکتے تھے اور یہ وہی پوشاری ہے جس نے وہ
خوفناک ایکسیڈنٹ کر کے آپ چاروں کا خاتمہ کرنا چاہا تھا لیکن جب
آپ صرف زخمی ہوئے تو اس نے پروفیسر سے جا کر اجازت حاصل کی کہ
آپ کے مقابل آ کر آپ کا خاتمہ کر سکے۔ اسی لئے میں نے آپ کو
ہسپتال سے یہاں بھجوایا تھا اور پوشاری کی ساری طاقتیں سلب کر کے
اسے بے بس کر دیا میں چاہتا تو اسے اسی وقت فنا کر سکتا تھا لیکن میں
نے اس سے ایک کام لینا تھا اور وہ یہ کہ اس کی مدد سے میں پروفیسر کے
ذہن کو ٹٹولنا چاہتا تھا کہ وہ اب رعمیس اور آپ کے سلسلے میں کیا کر
رہا ہے اور کیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ چنانچہ اس کے ذریعے جب میں
پروفیسر تک پہنچا تو یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ رعمیس ضائع ہو چکا
ہے"۔ سالار نے کہا۔

"لیکن کیسے معلوم ہوا کہ رعمیس ضائع ہو چکا ہے۔ مجھے تو یہی بتایا
گیا تھا کہ جب میں نے اسے ضائع کرنے کے لئے اس پر صحرائی تیتر کا
خون لگایا تھا تو اس پر یہ پوشاری موجود تھی اس لئے خون رعمیس کو لگا
ہی نہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ پوشاری اور پروفیسر کا یہی خیال تھا اور ہمارا بھی یہی خیال
تھا لیکن ایک مخبر شیطانی طاقت پیرن نے اصل بات کا انکشاف
کیا"...... سالار صاحب نے جواب دیا۔

"پیرن۔ وہ کون ہے اور اسے کس طرح معلوم ہوا"...... عمران

نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں نے بتایا ہے کہ پیرن شیطانی نظام کی انتہائی طاقتور مخبر طاقت
ہے۔ پروفیسر کو رعمیس کے استعمال کے طریقے کا علم نہ تھا۔ اس نے
وہ طریقہ معلوم کرنے کے لئے پیرن کو بلایا۔ ادھر میں پوشاری کی مدد
سے اس تک پہنچ گیا تھا اس لئے ساری بات سامنے آ گئی۔ میں اسے اس
لئے یہاں لے آیا ہوں کہ آپ بھی اس کی مدد سے وہ کچھ دیکھ اور سن
سکیں جو میں نے دیکھا اور سنا ہے کیونکہ آپ کے ذہن میں شک کا مادہ
بہت ہے اس لئے میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے آپ میری بات کا یقین نہ
کریں"...... سالار صاحب نے کہا۔

"آپ کی زبان پر تو مجھے اعتماد ہے سالار صاحب۔ اپنے ذہن پر
اعتماد نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے بڑے معنی خیز
لہجے میں کہا تو سالار صاحب اس بار بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے
حالانکہ اب تک وہ صرف مسکراتے ہی رہے تھے۔

"بہت خوب۔ آپ کی ذہانت کا جواب نہیں ہے۔ بہرحال اب آپ
خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور سن لیں۔ باقی باتیں بعد میں کریں
گے"...... سالار صاحب نے کہا اور پھر وہ فرش پر پڑی ہوئی پوشاری کی
طرف متوجہ ہو گئے۔

"پوشاری۔ عمران صاحب کے سامنے سب کچھ دوہرا دو"...... سالار
نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو پوشاری کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر
وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے دونوں ہاتھ فضا میں اٹھائے اور پھر انہیں

مخصوص انداز میں کئی بار ہوا میں گھما کر اس نے دونوں ہتھیلیوں کا رخ سامنے والی دیوار کی طرف کیا اور پھر ہاتھ نیچے کر لئے ۔ اس کے ساتھ ہی کمرے میں یکلخت اندھیرا سا چھا گیا اور پھر سامنے دیوار کا ایک خاصا بڑا ٹکڑا کسی سکرین کی طرح روشن ہو گیا ۔ اس روشن سکرین پر ایک کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا جس کے درمیان ایک چبوترہ تھا جس پر پروفیسر البرٹ آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا ۔ اس کے سامنے ایک بوڑھا آدمی فرش پر بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا ۔

" پیرن ۔ تمہیں میں نے ایک انتہائی ضروری مشورے کے لئے تکلیف دی ہے "...... پروفیسر کی آواز کمرے میں گونجی ۔

" پیرن پر آقا کی خدمت فرض ہے "...... بوڑھے کی آواز سنائی دی ۔

" تمہیں رعمیس ۔ اس کے حصول اور اس سلسلے میں ہونے والے کھیل کا تو علم ہوگا "...... پروفیسر نے کہا ۔

" پیرن سے کوئی بات مخفی نہیں رہتی آقا "...... پیرن نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" تو پھر مجھے مشورہ دو کہ میں اس رعمیس کو کس طرح استعمال کروں کہ مجھے اتنی طاقت مل جائے کہ میں پوری دنیا کے مسلمانوں کا خاتمہ کر سکوں "...... پروفیسر نے کہا ۔

" آقا ۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ رعمیس کے سلسلے میں لاعلم رہے ہیں ۔ رعمیس تو ضائع ہو چکا ہے ۔ اب اسے استعمال نہیں کیا جا سکتا ۔ اب تو یہ بس ایک قدیم زیور ہے ۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت

باقی نہیں رہی "...... اس بوڑھے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے پروفیسر کو اپنی جگہ سے اچھلتے دیکھا ۔ ان دونوں کے درمیان مزید گفتگو ہوتی رہی اور عمران بڑی دلچسپی سے یہ گفتگو سنتا رہا جب گفتگو کا اختتام ہوا اور وہ بوڑھا اٹھ کر اپنے عقب میں موجود دیوار میں بنے ہوئے خلا کو پار کر گیا تو یکلخت دیوار پر نظر آنے والی روشن سکرین غائب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں چھائی ہوئی تاریکی بھی یکلخت غائب ہو گئی اور وہ پوشاری جو اٹھ کر بیٹھی ہوئی تھی واپس فرش پر بے حس و حرکت انداز میں لیٹ گئی ۔

" اب آپ نے سب کچھ دیکھ بھی لیا اور سن بھی لیا ہے ۔ آپ اس راستے کے آدمی نہیں تھے ۔ جس راستے پر آپ چل رہے تھے ۔ یہی وجہ تھی کہ قدم قدم پر آپ کو تکلیف اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑا اور آپ کی ساری بھاگ دوڑ کا کوئی نتیجہ بھی نہ نکلا ۔ الٹا رعمیس اس پروفیسر کے پاس پہنچ گیا ۔ لیکن قدرت کے کام نرالے ہوتے ہیں ۔ آپ وہاں دکان پر تو کوئی پرندہ لینے گئے تھے لیکن آپ کے ذہن کو خاص طور پر صحرائی تیتر کا خون لگانے کی ہدایت اس لئے کی گئی تھی تاکہ اس رعمیس کی طاقت کا خاتمہ ہو جائے "۔ سالار صاحب نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ایک طویل سانس لے کر رہ گیا ۔ اسے اب خیال آ رہا تھا کہ وہ واقعی جب پرندے فروخت کرنے والی دکان میں داخل ہوا تھا تو اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ تصور نہ تھا کہ یہاں سے وہ صحرائی تیتر کا خون لے کر واپس جائے گا اور

وہاں اس نے اپنے طور پر ایک کبوتر کو اس کام کے لئے منتخب کیا تھا لیکن اچانک اس کے ذہن میں صحرائی تیتر کا خیال آیا تو اس نے اس کام کے لئے صحرائی تیتر کا انتخاب کر لیا اور اب سالار صاحب کی بات سن کر اسے خیال آیا تھا کہ واقعی یہ فیصلہ اس کے ذہن نے اس انداز میں کیا تھا جیسے اسے باقاعدہ اس کی ہدایت دی گئی ہو حالانکہ وہ اس وقت صحرائی تیتر کے خون کی اس تاثیر سے بھی لاعلم تھا۔

"آپ کا بے حد شکریہ سالار صاحب۔ آپ نے میری خاطر اس قدر تکلیف اٹھائی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ ہم تو حکم کے بندے ہیں۔ حکم کی تعمیل کرنا ہمارا فرض ہے"...... سالار نے جواب دیا۔

"اس ہوشاری کا اب کیا کریں گے"...... عمران نے ہوشاری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس کی آپ فکر نہ کریں۔ یہ شیطان کی انتہائی معمولی سی قوت ہے ایسی تو سینکڑوں۔ ہزاروں قوتیں یہاں کام بھی کرتی رہتی ہیں اور ختم بھی ہوتی رہتی ہیں اب آپ پروفیسر کی طرف توجہ دیں کیونکہ وہ اب آپ کی جان کا دشمن ہو رہا ہے"...... سالار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے سالار صاحب کہ مجھے اب پروفیسر سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ میں اس کے خلاف کام نہیں کروں گا بلکہ اب میں اپنے ساتھیوں سمیت واپس جانے کو ہی ترجیح دوں گا"...... عمران نے جواب دیا تو سالار صاحب کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا آپ پروفیسر کو ہلاک نہیں کریں گے۔ اب تو وہ کھل کر آپ کے سامنے آ رہا ہے اور وہ اب آپ کے خون کا پیاسا ہے"...... سالار نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے خون کے پیاسے تو اس دنیا میں نجانے کون کون اور کہاں کہاں موجود ہیں۔ میں نے اپنی ذات کو کبھی اہمیت نہیں دی اور نہ ہی اپنی ذات کے لئے میں نے کبھی کسی کی جان لی ہے۔ میری دلچسپی اس رقمیس تک محدود تھی کیونکہ مجھے بتایا گیا تھا کہ رقمیس حاصل کرنے کے بعد یہ پروفیسر اس رقمیس کی مدد سے پوری دنیا کے مسلمانوں کے خاتمے کی قوت حاصل کر لے گا اور میں پوری دنیا کے مسلمانوں کو اس یہودی اور شیطان آدمی سے بچانے کے لئے جدوجہد کر رہا تھا۔ اس وقت جب آپ نے مجھے واپس جانے کا کہا تھا اور میں نے انکار کر دیا تھا اس وقت مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ رقمیس ضائع ہو چکا ہے۔ اس وقت میں یہی سمجھ رہا تھا کہ اس ہوشاری کی وجہ سے رقمیس کی طاقت بچ گئی ہے لیکن اب جبکہ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ رقمیس ضائع ہو چکا ہے تو میرا مشن مکمل ہو گیا ہے۔ اب مجھے پروفیسر کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن اگر آپ نے پروفیسر کے خلاف کام نہ کیا تو وہ تو بہرحال آپ ہلاک کرنے کی پوری کوشش کرے گا"۔ سالار نے کہا۔

"سالار صاحب۔ میرا ایمان ہے کہ موت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے

ہاتھ میں ہے۔ اگر میری موت اسی انداز میں لکھ دی گئی ہے جس انداز میں پروفیسر کی خواہش ہے تو پھر میں لاکھ کوشش کروں اس سے بچ نہیں سکتا اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر پروفیسر لاکھ کوشش کرے میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ بہر حال اب معاملہ چونکہ میری ذات کا درمیان میں آگیا ہے اس لئے اب اپنے اصول کے تحت مجھے پروفیسر سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ اگر اس نے مجھ پر حملہ کیا تو پھر دیکھا جائے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"بہت خوب۔ واقعی بہت خوب۔ آپ واقعی عظیم انسان ہیں میرے تصور سے بھی زیادہ عظیم ہیں۔ مجھے آپ کی یہ بات سن کر حقیقتاً بے پناہ خوشی ہوئی ہے۔ اس دنیا میں وہی انسان عظیم ہے جو اپنی ذات کی بجائے دوسروں کے لئے جدوجہد کرتا ہے"...... سالار نے انتہائی عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں تو ایک عام سا دنیا دار آدمی ہوں۔ انتہائی حقیر اور عاجز بندہ ہوں اور آپ میرے حق میں دعا کرتے رہا کریں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اللہ تعالیٰ آپ کو مزید عظمتیں اور کامیابیاں عطا کرے۔ بہر حال اگر آپ نے واپس جانے کا فیصلہ کر لیا ہے تو حارث یہاں موجود ہے۔ واپسی کے سلسلے میں آپ جو بھی اسے حکم دیں گے یہ بجالائے گا"...... سالار نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ حارث کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"حارث۔ پہلے تو تم اپنے آدمی بلوا کر اس ہوشاری کو یہاں سے باہر

بھجوا دو۔ اس بارے میں تم اچھی طرح جانتے ہو کہ اس کا کیا کرنا ہے۔ پھر عمران صاحب اور اس کے ساتھی جو حکم کریں تم نے اس حکم کی تعمیل کرنی ہے"...... سالار نے حارث سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بالکل جناب"...... حارث نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا اور اس کے دیکھتے ہی دروازہ کھلا اور وہی پہلے والا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"سعید۔ اس ہوشاری کو اٹھا کر لے جاؤ یہاں سے۔ باقی تم جانتے ہو کہ اس کا کیا کرنا ہے"...... حارث نے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بالکل جانتا ہوں سردار"...... ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر اس نے جھک کر ہوشاری کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور اس کمرے سے باہر نکل گیا۔

"اب مجھے اجازت دیں عمران صاحب"...... سالار نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی حارث اور عمران کے ساتھی بھی کھڑے ہو گئے اور سالار سب سے مصافحہ کر کے اور خدا حافظ کہہ کر دروازے کی طرف مڑ گئے۔

"میں ابھی حاضر ہوتا ہوں جناب"...... حارث نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ مؤدبانہ انداز میں چلتا ہوا سالار کے پیچھے کمرے سے باہر چلا گیا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے واپسی کا اچانک اور غیر متوقع طور پر فیصلہ کر لیا ہے۔ اگر اس پروفیسر کے خلاف کام کر لیا جاتا تو کیا حرج

تھا"...... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سچ بتاؤں کہ میں نے فوراً واپسی کا پروگرام کیوں بنایا ہے"۔ عمران نے بڑے پراسرار سے لہجے میں کہا تو صفدر تو صفدر سارے ساتھیوں کے چہروں پر تجسس کے آثار نمودار ہو گئے۔

"کیا مطلب۔ تو کیا کوئی اور مسئلہ ہے"...... صفدر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اصل مسئلہ تو یہی ہے۔ باقی سب دنیا داری ہے۔ جب سے تم نے بتایا ہے کہ جولیا میرے لئے پریشان ہے بس اسی وقت سے دل یہاں کی ہر چیز سے اچاٹ سا ہو گیا ہے۔ جی چاہتا ہے پر لگا کر اڑ جاؤں اور فوراً جا کر جولیا کو تسلی دوں کہ دیکھو میں آگیا ہوں۔ اب غم زدہ گانوں کے ٹیپ سننا بند کر دو"...... عمران نے جواب دیا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"غم زدہ گانوں کے ٹیپ۔ کیا مطلب"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ کیا گانے ہوتے ہیں۔ او پردیس جانے والے لوٹ کے آجا۔ اور وہ تیری دو ٹکوں کی نوکری میرا لاکھوں کا ساون جائے۔ ایسے ہی گانے ہوتے ہیں شاید"...... عمران نے جواب دیا اور اس بار صفدر کے ساتھ کیپٹن شکیل بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

فیلیا اپنے کمرے میں آرام کرسی پر نیم دراز مسلسل عمران کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی۔ وہ عمران اور اس کے ساتھی ٹائیگر سے علیحدہ ہو کر آبادی میں گئی اور پھر وہاں سے وہ واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئی اور نہ ہی اسے پولیس نے پکڑا اور نہ کسی نے روکا۔ لیکن جب سے وہ واپس آئی تھی اس کے ذہن میں عمران کا خیال جیسے ثبت ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ بار بار کوشش کرتی کہ کسی طرح عمران کے بارے میں نہ سوچے لیکن جیسے جیسے وہ کوشش کرتی عمران کا خیال اسے زیادہ آنے لگتا۔ اور اس کی بے چینی مزید بڑھ جاتی۔ بار بار اسے یہی خیال آرہا تھا کہ نجانے عمران اور اس کے ساتھی کا کیا حشر ہوا۔ کیا وہ زندہ بھی رہے ہیں یا نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے اپنے باپ پروفیسر البرٹ کا خیال آتا اور اس کی مٹھیاں خود بخود بھینچ جاتیں کیونکہ یہ بات بھی اس کے ذہن میں جم سی گئی تھی کہ پروفیسر اس کی ماں کا قاتل ہے اس کا دل

انتقام لینے کیلئے مچل اٹھا لیکن عمران کے بقول پروفیسر تو شیطان کا
نائب تھا۔ وہ بے پناہ شیطانی طاقتوں کا حامل تھا جبکہ اس کی ایک
طاقت جس نے اپنا نام دھاکلا بتایا تھا اس طاقت کے مظاہرے وہ خود
دیکھ چکی تھی۔ اس لئے وہ بے اختیار دل مسوس کر رہ جاتی کہ جب
ایک طاقت اس قدر خوفناک ہے تو پروفیسر کس قدر خوفناک طاقتوں
کا مالک ہوگا اور وہ بہر حال انتقام لینے کے چکر میں خود پروفیسر کے
ہاتھوں ہلاک نہ ہونا چاہتی تھی۔ اس وقت بھی وہ کرسی پر بیٹھی انہی
خیالات میں غلطاں و پیچاں تھی کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک
خیال برق کے کوندے کی طرح چمکا اور وہ بے اختیار ایک جھٹکے سے
چونک کر سیدھی ہو گئی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ فادر ڈیسمنڈ سے اس بارے میں بات ہو سکتی
ہے"۔ فیلیا نے کہا اور پھر جلدی سے اس نے میز پر پڑے ہوئے فون کا
رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"گرانڈ چرچ"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نرم سی آواز سنائی دی۔

"فادر ڈیسمنڈ سے بات کرائیں۔ میں فیلیا بول رہی ہوں".......
فیلیا نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں مس فیلیا"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور فیلیا
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسے خیال آ گیا تھا کہ یہاں کے گرانڈ چرچ کا
بوڑھا پادری فادر ڈیسمنڈ اس سے بے حد محبت کرتا تھا۔ وہ اکثر اس سے
کہا کرتا تھا کہ وہ اچھی روح ہے اس لئے اپنا زیادہ وقت عبادت میں

خرچ کیا کرے۔ لیکن ظاہر ہے وہ نوجوان تھی اس کے جذبے تھے
تمنائیں تھیں۔ اب وہ فادر ڈیسمنڈ کے کہنے پر دنیا تیاگ کر نن تو نہ بن
سکتی تھی اس لئے وہ بس سر ہلا کر رہ جاتی تھی۔

"ہیلو۔ ڈیسمنڈ بول رہا ہوں"۔ چند لمحوں بعد ایک بوڑھی مگر
کپکپاتی ہوئی سی نرم آواز سنائی دی۔

"فادر۔ میں فیلیا بول رہی ہوں۔ میں آپ سے ایک خاص مسئلے پر
بات کرنے کیلئے فوری طور پر ملنا چاہتی ہوں۔ کیا آپ مجھے وقت دیں
گے"....... فیلیا نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"تم نیک روح ہو فیلیا۔ میرے دروازے تو گناہ گار شخص کیلئے
بھی ہر وقت کھلے رہتے ہیں تمہیں کیسے انکار کیا جا سکتا ہے".......
دوسری طرف سے فادر ڈیسمنڈ نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"بے حد شکریہ فادر۔ میں ابھی آ رہی ہوں"۔ فیلیا نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھی اور تیزی سے
ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ چند لمحوں بعد اس کی کار اس کی رہائش
گاہ سے نکل کر آبادی سے کچھ فاصلے پر واقع گرانڈ چرچ کی طرف بڑھی چلی
جا رہی تھی۔ فادر ڈیسمنڈ اور چرچ کے دوسرے عملے کی رہائش گاہیں
چرچ کے ساتھ ہی بنی ہوئی تھیں۔ فیلیا نے کار رہائشی علاقے میں جا کر
روکی اور پھر جیسے ہی وہ نیچے اتری، ایک نوجوان تیزی سے اس کی طرف
بڑھا۔

"آیئے مس فیلیا۔ فادر آپ کے منتظر ہیں"...... اس نوجوان نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مارٹن"۔ فیلیا نے اس نوجوان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا یہ آبادی چونکہ چھوٹی سی تھی اس لئے سب لوگ ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے تھے۔ چند لمحوں بعد فیلیا فادر ڈیسمنڈ کے خاص کمرے میں پہنچ گئی۔ فادر ڈیسمنڈ گون پہنے اور سر پر مخصوص انداز کی ٹوپی رکھے ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"بیٹھو فیلیا۔ خیریت ہے۔ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی بے چین نظر آ رہی ہو"...... فادر ڈیسمنڈ نے رسمی سلام دعا کے بعد کہا۔

"ہاں فادر۔ میں واقعی بے حد بے چین اور مضطرب ہوں۔ اس لئے آپ کے پاس آئی ہوں تاکہ آپ میری رہنمائی کریں"۔ فیلیا نے جواب دیا۔

"بتاؤ کیا بات ہے۔ کھل کر بتاؤ"۔ فادر ڈیسمنڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیلیا نے اسے اپنے والد اور والدہ کے بارے میں بتانے کے بعد وہ تفصیل بتائی جب عمران اپنے ساتھی کے ساتھ اس سے ٹکرایا اور پھر وہاں سے لیکر اس نے اس لمحے تک جب وہ عمران اور اس کے ساتھی سے علیحدہ ہوئی تھی۔ پوری تفصیل بتا دی۔ ایک ایک لفظ بتا دیا۔ فادر ڈیسمنڈ کے چہرے پر اس کی باتیں سن کر بے حد سنجیدگی طاری ہو گئی تھی۔

"شکر ہے کہ تم اس شیطانی چکر سے نکل کر آ گئی ہو فیلیا۔ پھر اب کیا بے چینی ہے"۔ فادر ڈیسمنڈ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں پروفیسر سے اپنی ماں کا انتقام لینا چاہتی ہوں فادر۔ لیکن میں بے بس ہوں۔ آپ میری رہنمائی فرمائیں"۔ فیلیا نے کہا۔

"بیٹی۔ اگر پروفیسر البرٹ واقعی شیطان کا نائب ہے اور انتہائی خوفناک شیطانی طاقتوں کا حامل ہے تو تمہیں اس کے مقابل آنے کا خیال دل سے نکالنا ہو گا۔ اپنے انتقام کو قدرت پر چھوڑ دو۔ وہ خود اس سے انتقام لے لے گی"۔ فادر ڈیسمنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ عمران اور اس کے ساتھی تو اس کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ اگر وہ لڑ سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں لڑ سکتی"۔ فیلیا نے جواب دیا۔

"مجھے ان کے بارے میں معلوم نہیں ہے کہ وہ کون ہیں اور کیوں پروفیسر کے خلاف لڑ رہے ہیں اور ان کی اس لڑائی کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ لیکن تمہارے متعلق میں جانتا ہوں۔ تم ایک سیدھی سادھی شریف لڑکی ہو۔ تمہارے اندر ایک نیک روح ہے۔ تمہیں قدرت نے ایک خصوصی انعام سے نوازا ہے کہ تمہارے گرد شیطان کے خلاف ایک قدرتی دفاعی حصار موجود ہے۔ یہ شاید قدرت نے تمہیں اس پروفیسر کی شیطنیت سے بچانے کیلئے عطا کیا تھا اور تم بچ گئیں۔ لیکن اگر تم اس کے مقابل آئیں تو پھر اس میں تمہارا نقصان بھی ہو سکتا ہے"۔ فادر ڈیسمنڈ نے اسے انتہائی شفیق لہجے میں اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"حصار...... کیا مطلب فادر۔ کیسا حصار"...... فیلیا نے چونک کر پوچھا۔

"میں اس کی وضاحت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میرے پاس وہ الفاظ

نہیں ہیں جن کی مدد سے میں تم پر اس حصار کی نوعیت واضح کر سکوں بہر حال اتنا بتا دیتا ہوں کہ شیطانی طاقتیں تمہارے قریب آنے سے بھی گھبراتی ہے اور تم پر اپنی کسی طاقت کو استعمال کرنے سے بھی ہچکچاتی ہیں"...... فادر ڈیسمنڈ نے جواب دیا۔

"اگر ایسا ہے فادر تو کیا اس حصار کو پروفیسر کے خلاف استعمال نہیں کیا جا سکتا"۔ فیلیا نے جواب دیا۔

"نہیں۔ اس کیلئے یہ معمولی حیثیت رکھتا ہے"۔ فادر ڈیسمنڈ نے جواب دیا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ میں واقعی اپنی پیاری ممی کی موت کا انتقام نہیں لے سکتی"۔ فیلیا نے مایوس ہوتے ہوئے کہا۔

"دیکھو فیلیا۔ انتقام ایک حیوانی جذبہ ہے۔ تم نیک روح ہو۔ اپنے آپ کو عبادت کیلئے وقف کر دو۔ تمہیں سکون مل جائے گا"۔ فادر ڈیسمنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے فادر۔ اب اجازت۔ آپ کا وقت لیا"۔ فیلیا نے ایک طویل سانس لے کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے لئے خصوصی دعا کروں گا میری بچی"۔ فادر ڈیسمنڈ نے کہا تو فیلیا ان کا شکریہ ادا کر کے ان کے کمرے سے باہر آ گئی۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک بار پھر اپنی رہائش گاہ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ گو فادر نے اسے صبر کرنے کی تلقین کی تھی لیکن نجانے کیا بات تھی کہ اس کے بے چینی فادر ڈیسمنڈ سے ملنے کے بعد کچھ

اور بڑھ گئی تھی۔ کار کو گیراج میں روک کر وہ نیچے اتری اور اپنے کمرے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ فیلیا تیزی سے فون کی طرف بڑھ گئی۔

"یس۔ فیلیا بول رہی ہوں"۔ فیلیا نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس کا خیال تھا کہ فیکٹری سے کسی کا فون ہوگا۔

"پروفیسر البرٹ بول رہا ہوں بے بی"۔ دوسری طرف سے پروفیسر البرٹ کی آواز سنائی دی تو فیلیا کا دل بے اختیار خوف سے دھڑکنے لگ گیا۔ اسے فوراً خیال آیا تھا کہ پروفیسر کو اپنی شیطانی طاقت سے یہ علم ہو گیا ہے کہ وہ اس سے انتقام لینا چاہتی ہے۔ اس لئے اب وہ اسے دھمکائے گا۔

"ج۔ جی۔ جی ڈیڈی۔ آپ...." فیلیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے فون پر اس قدر بوکھلا کیوں گئی ہو۔ تم نے خود مجھ سے رابطہ کیا تھا اور اپنا فون نمبر مجھے دیا تھا"۔ پروفیسر کی نرم آواز سنائی دی۔

"بس اچانک آپ کی آواز سن کر میں بوکھلا گئی ہوں۔ مجھے دراصل تصور بھی نہ تھا کہ آپ مجھے فون کریں گے"۔ فیلیا نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"دیکھو بے بی۔ یہ عمران جس نے تمہارے دل میں شک کا بیج بویا ہے۔ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ وہ اپنے مقصد کیلئے ہر وہ کام کر سکتا ہے جس کا دوسرا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تم ایسا کرو کہ میرے پاس

یہاں یونائیٹڈ کارمن آجاؤ۔ میں تمہیں تمہاری والدہ کی بیماری کے
سلسلے میں تمام کاغذات بھی دکھا دوں گا اور تمہیں ان ڈاکٹروں سے
بھی ملوا دوں گا جنہوں نے اس کا علاج کیا ہے۔ اس طرح تمہارا ذہن
صاف ہو جائے گا۔ میں نہیں چاہتا کہ تم ہمیشہ میرے خلاف اپنے دل
دماغ میں شک رکھو"۔ پروفیسر نے کہا۔

"اس عمران کا کیا ہوا۔ کیا وہ ابھی زندہ ہے"۔ فیلیا نے نہ چاہتے
ہوئے بھی بے اختیار پوچھ لیا۔

"پتہ نہیں بے بی۔ میں نے ایک قدیم زیور حاصل کرنا تھا تاکہ
اس پر ریسرچ کر سکوں چونکہ اس زیور کی آثار قدیمہ میں بے حد اہمیت
تھی اور اس کے بدلے اس عمران کو کروڑوں اربوں ڈالرز مل سکتے تھے
اور وہ آدمی لالچی طبیعت کا ہے اس لئے اس نے اسے حاصل کرنے کی
کوشش شروع کر دی اور میرا مخالف ہو گیا لیکن وہ زیور بہر حال میں
نے حاصل کر لیا۔ اب وہ عمران کیا کرتا پھر رہا ہے۔ زندہ ہے یا مر گیا
ہے مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے"۔ پروفیسر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو یہ بات تھی لیکن۔ ایک شیطانی قوت دھاکلا تو اس سے
ٹکرائی تھی اور اس کا کہنا تھا کہ وہ آپ کی قوت ہے اور آپ شیطان کے
نائب ہیں"۔ فیلیا نے جواب دیا۔

"وہ جھوٹ بولتا ہے اصل میں یہ قوتیں اس زیور کی مطیع تھیں
کیونکہ یہ زیور کسی قدیم پجاری کی ملکیت رہا ہے اس لئے وہ اس عمران
کے خلاف کام کر رہی تھی تاکہ اسے اس کے حصول سے روک

سکیں"...... پروفیسر نے جواب دیا۔

"لیکن ڈیڈی۔ پھر تو ان قوتوں نے آپ کے خلاف بھی کام کیا ہوگا
آپ نے اسے کیسے حاصل کر لیا"۔ فیلیا نے کہا تو دوسری طرف سے
پروفیسر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میری اور اس کی نیت میں فرق تھا۔ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ
میری نیت اس زیور پر صرف ریسرچ کرنے کی تھی۔ مجھے اس سے کوئی
لالچ یا طمع نہ تھا جبکہ اس عمران کی نیت میں کھوٹ تھا اس لئے وہ
طاقتیں اس کے خلاف لڑتی رہیں اور انہوں نے اسے زیور حاصل ہی نہ
کرنے دیا جبکہ میں نے اسے آسانی سے حاصل کر لیا"۔ پروفیسر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات تھی۔ ٹھیک ہے ڈیڈی۔ میرا ذہن آپ کی طرف
سے صاف ہو گیا ہے"...... فیلیا نے جواب دیا۔

"بے حد شکریہ بے بی۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم کچھ روز میرے
پاس آکر رہو۔ کیونکہ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں تمہاری ماں سے
شدید محبت کرتا تھا۔ اب وہ مجھے اکثر یاد آتی ہے۔ اس سے پہلے میرے
ذہن میں تمہارا خیال نہ آیا تھا لیکن جب تم نے مجھے فون کیا تو اب مجھے
تمہارا خیال اکثر آتا ہے۔ ٹھیک ہے تمہارا میرا براہ راست کوئی رشتہ
نہیں ہے لیکن بہر حال تمہاری والدہ کے لحاظ سے تو رشتہ بنتا ہے۔ میں
نے اپنے وکیل کو اپنی وصیت بھی لکھوا دی ہے کہ میرے مرنے کے
بعد میری تمام وسیع جائیداد کی مالک تم ہو گی۔ ویسے بھی میرے پاس

خاص معقول نقد رقم موجود ہے جو کروڑوں ڈالر میں ہے اور جس کا میرے پاس کوئی مصرف نہیں ہے کیونکہ میں تو اپنی ریسرچ میں مگن رہتا ہوں اس لئے تم اپنا بنک اکاؤنٹ نمبر مجھے لکھوا دو۔ میں یہ ساری دولت تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دوں۔ چونکہ تم نوجوان ہو اس لئے اس سے اپنی زندگی کو خوبصورت اور آرام دہ بنا سکو۔ ویسے اگر تم کہو تو میں تمہیں یہاں آنے کے لئے جہاز کا ٹکٹ وغیرہ ارسال کرا دوں"۔ پروفیسر نے کہا تو فیلیا کا دل کروڑوں ڈالر کی رقم کا سن کر بے اختیار خوشی سے اچھل پڑا۔

"تھینک یو ڈیڈی ۔ آپ واقعی مجھ پر بے حد مہربان ہیں ۔ میں کوشش کروں گی کہ جلد از جلد آپ کے پاس پہنچ جاؤں ۔ پھر وہاں میں خود یہ رقم بھی لے لوں گی کیونکہ میں اسے یہاں ٹرانسفر نہیں کرانا چاہتی ۔ یہ چھوٹا سا قصبہ ہے یہاں اتنی دولت کے ٹرانسفر ہونے کے بعد میری جان کو بھی خطرات لاحق ہو سکتے ہیں"......... فیلیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر تم وہاں سے نوکری چھوڑ کر مستقل ہی میرے پاس آ جاؤ"........ پروفیسر نے کہا۔

" ٹھیک ہے ڈیڈی ۔ میں اس بارے میں غور کروں گی"۔ فیلیا نے جواب دیا۔

" تو پھر کل وہاں سے روانہ ہو جاؤ ۔ میں تمہارا انتظار کروں گا"......... دوسری طرف سے اس بار قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔

" او کے ڈیڈی ۔ میں کل یہاں سے روانہ ہو جاؤں گی"......... فیلیا نے بے اختیار کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔ تو فیلیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔

" یہ کیا ہو گیا ہے ۔ کیا پروفیسر سچ کہہ رہا ہے ۔ عمران غلط آدمی ہے یا عمران سچ کہہ رہا ہے اور پروفیسر غلط آدمی ہے"......... فیلیا نے کرسی پر بے اختیار گرتے ہوئے کہا۔ اس کا ذہن واقعی پریشان سا ہو گیا تھا۔

" مجھے بہر حال وہاں جانا چاہئے اور خود پروفیسر کی حرکات و سکنات کا جائزہ لینا چاہئے ۔ تب ہی فیصلہ ہو سکتا ہے"......... فیلیا نے چند لمحوں بعد فیصلہ کر لیا اور اس فیصلے کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے ۔ اس نے اپنے ملازم کو آواز دی۔

" یس مس"......... ملازم نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

" جاگر ۔ میں کل یونائیٹڈ کارمن جانا چاہتی ہوں ۔ تم قریبی شہر جا کر میرے لئے ٹکٹ کا بندوبست کر آؤ ۔ رقم میرے سیف سے لے لو"......... فیلیا نے اپنے بوڑھے ملازم سے کہا۔

" کتنے دنوں کے لئے آپ جا رہی ہیں"......... جاگر نے چونک کر پوچھا۔

" فی الحال تو کچھ دنوں کے لئے جا رہی ہوں ۔ کیوں"......... فیلیا نے چونک کر کہا۔

" میں سوچ رہا تھا کہ آپ کی عدم موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں بھی اپنے بچوں سے مل آؤں"......... جاگر نے کہا۔

"اوہ ہاں ۔ ضرور ۔ ضرور"......... فیلیا نے جواب دیا تو جاگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور واپس چلا گیا ۔ فیلیا کرسی سے اٹھی اور اس نے ایک الماری کھول کر اس میں سے شراب کی بوتل اور ایک گلاس اٹھایا اور دونوں چیزیں لا کر اس نے میز پر رکھیں اور پھر شراب گلاس میں انڈیل کر اس نے آہستہ آہستہ سپ کرنی شروع کر دی ۔ اس کے ذہن پر کروڑوں ڈالر کی نقد رقم اور پروفیسر کی وسیع و عریض جائیداد گھوم رہی تھی اور وہ سوچ رہی تھی کہ اگر وہ اس قدر دولت مند ہو گئی تو وہ کیا کرے گی اور یہی سوچتے سوچتے نجانے کتنا وقت گزر گیا کہ اچانک کال بیل کی آواز سن کر وہ چونک پڑی ۔

"کون آ سکتا ہے"......... فیلیا نے چونک کر بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ چونکہ جاگر کو وہ قریبی شہر بھیج چکی تھی اس لئے ظاہر ہے اب پھاٹک پر اسے خود جانا تھا چنانچہ وہ اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی پھاٹک کی طرف بڑھتی چلی گئی ۔ اس نے پھاٹک کھولا تو بے اختیار اچھل پڑی ۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں ۔

دیو ہیکل چارٹرڈ طیارہ فضا کی بلندیوں پر اڑا چلا جا رہا تھا جبکہ عمران اور اس کے ساتھی سیٹوں پر بیٹھے اخبارات کے مطالعے میں مصروف تھے ۔ جوزف اور جوانا خاموش بیٹھے ہوئے تھے ۔

"عمران صاحب ۔ واپسی کے لئے طیارہ چارٹرڈ کرانے کی کیا ضرورت تھی ۔ عام فلائٹ سے بھی ہم جا سکتے تھے"......... اچانک عمران کے ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا ۔

"تمہارے آنے سے پہلے تو یہ مشن غریبانہ سا تھا لیکن تمہارے اور کیپٹن شکیل کے آنے کے بعد اب یہ مشن شاہانہ ہو گیا ہے اور جو لطف چارٹرڈ طیارے میں سفر کرنے میں آتا ہے ۔ وہ ظاہر ہے عام فلائٹ کے سفر میں تو نہیں آ سکتا"......... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"کیوں ۔ ہمارے آنے سے یہ مشن شاہانہ کیسے بن گیا" ۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"اس لئے کہ اب یہ خرچہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کھاتے میں جائے گا اور مجھ غریب کی جیب پر اس کا بوجھ نہیں پڑے گا"...... عمران نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"لیکن یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مشن تو نہیں ہے۔ ہم تو آپ کی مدد کے لئے رضاکارانہ طور پر آئے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن تم نے بتایا تھا کہ تم چیف سے اجازت لے کر آئے ہو"۔ عمران نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ظاہر ہے اجازت لئے بغیر ہم کیسے آسکتے تھے لیکن چیف سے اجازت لینے یا ان کی اجازت دینے کا یہ مطلب تو نہیں کہ یہ سرکاری مشن ہو گیا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اس پروفیسر البرٹ اور اس شیطانی زیور سے کیا تعلق"...... صفدر نے جواب دیا تو عمران نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ اس کے چہرے پر شدید غم واندوہ کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر تو مجھ جیسا غریب آدمی واقعی مارا گیا۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ چلو خرچہ بھی سارا نکل آئے گا اور اس کے ساتھ ساتھ چیک بھی مل جائے گا۔ لیکن"...... عمران نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"آپ اتنے گھبرا کیوں رہے ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ یہ سارا خرچہ میں ادا کر دوں گا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ادا کر دو گے۔ کیا مطلب۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس نے

پاکیشیا کے خزانے میں نقب لگا رکھی ہے"...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ نقب لگانے کی ہمیں کیا ضرورت ہے۔ ہمیں ہماری تنخواہیں ملتی ہیں اور ساتھ ہی تمام اخراجات کی رقم بھی۔ ہمارا خرچہ ہی کیا ہے۔ تنخواہیں جمع ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے اب ہم سب نے مل کر اس کا ایک ویلفیئر فنڈ قائم کر رکھا ہے اور میں اس ویلفیئر فنڈ کا انچارج ہوں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس کی ویلفیئر"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"مستحق لوگوں کی"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے تم نے آج تک بتایا کیوں نہیں۔ کتنا فنڈ ہے اس میں"۔ عمران نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کافی ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"گڈ۔ وری گڈ۔ چلو یہ بہت بڑا بوجھ تو اترا میرے سر سے۔ اب میں جا کر آغا سلیمان پاشا کی ناک پر ماروں گا اس کی سابقہ تنخواہیں۔ اوور ٹائم اور بونسوں کے بل اور ساتھ ہی اسے کہہ دوں گا کہ جتنے بھی ادھار ہیں سارے اکٹھے ہی چکا دو۔ واہ۔ اللہ تعالیٰ جب مہربان ہو تو واقعی اس طرح ہاتھ لگتی ہے دولت"...... عمران نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن میں نے صرف جہاز کے کرائے کی بات کی ہے۔ سلیمان کی تنخواہوں اور ادھار چکانے کی تو بات نہیں کی"...... صفدر نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم مجھے بھی فنڈ کی رقم دینے سے انکار کر دو گے۔ میرا مطلب ہے کہ مجھے"...... عمران نے اس طرح آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا جیسے اسے صفدر کی بات پر یقین ہی نہ آرہا ہو۔

"آپ کس حیثیت سے فنڈ کی رقم لینا چاہتے ہیں"...... صفدر نے لطف لیتے ہوئے کہا۔

"ارے یہی تو رونا ہے۔ اگر حیثیت ہوتی تو مجھے فنڈ لینے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ میری کوئی حیثیت ہی نہیں ہے سلیمان کے نزدیک میں مفلس وقلاش ہوں۔ ڈیڈی کے نزدیک میں ناخلف اور احمق آدمی ہوں اور تمہارے چیف کے نزدیک میں بس ایک کرائے کا آدمی ہوں جس سے جب چاہا کام لیا اور دو چار روپے دے دیئے۔ جب چاہا مکھن سے بال کی طرح نکال کر باہر پھینک دیا۔ جولیا کے نزدیک میں غیر سنجیدہ اور پتھر دل قسم کا آدمی ہوں اور تنویر کے نزدیک میں رقیب روسیاہ اور تمہارے نزدیک میں غیر مستحق۔ اب بتاؤ میری کیا حیثیت ہے۔ ویسے میرا تو خیال یہی ہے کہ یہ فنڈ تم نے صاحب حیثیت افراد کی بجائے بے حیثیت افراد کے لئے ہی قائم کیا ہے"...... عمران نے بڑے جذباتی سے لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ نے کبھی اپنی حیثیت ہمارے دل سے پوچھی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"ہمارے میں کون کون شامل ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا تو صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"مس جولیا بھی اس میں شامل ہیں۔ آپ فکر نہ کریں"...... صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ میری جو حیثیت تنویر کے دل میں ہو گی وہی جولیا کے دل میں ہے۔ یعنی جن پر تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے"...... عمران نے بڑے حسرت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک جہاز کے لاؤڈ سپیکر سے پائلٹ کی آواز سنائی دی۔

"جناب۔ طیارہ موجاس کی حدود میں داخل ہو گیا ہے اور ہم موجاس ایئر پورٹ پر پانچ منٹ بعد لینڈ کر جائیں گے۔ اس لئے آپ بیلٹس باندھ لیں"...... پائلٹ نے کہا تو صفدر کے ساتھ ساتھ عمران کے باقی ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ یہ موجاس ہم کیسے پہنچ گئے۔ پاکیشیا کے راستے میں تو موجاس نہیں آتا۔ وہ تو مخالف سمت میں ہے"...... صفدر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ہو سکتا ہے جہاز کا کمپاس خراب ہو"...... عمران نے بڑے بے نیازانہ انداز میں کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ

آپ واقعی پاکیشیا واپس نہیں جا رہے"...... صفدر نے کہا۔

"اب میں کیا کہوں۔ تم نے جولیا کے متعلق بتا کر کہ اس کے دل میں بھی میری وہی حیثیت ہے جو تنویر کے دل میں ہے۔ میرا دل توڑ دیا ہے۔ میری حسرتوں کو دفن کر دیا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے اب کسی اور طرف رخ کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا تو صفدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ نہ بتائیں۔ میں کیا کر سکتا ہوں"...... صفدر نے بڑے بے چارگی کے سے لہجے میں ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ اتنا لمبا سانس لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ جہاز میں ویسے ہی آکسیجن کم ہوتی ہے۔ جو ہے وہ بھی تمہارے پھیپھڑوں میں آ جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیلٹ باندھنا شروع کر دی۔ جہاز چونکہ لینڈ کرنے کی پوزیشن میں آ گیا تھا اس لئے وہ سب خاموش ہو گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جہاز لینڈ کر گیا اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت باہر آ گیا۔ چیکنگ کے مراحل سے گزرنے کے بعد وہ ایئرپورٹ سے باہر آ گئے۔

"آپ فیلیا کے پاس جا رہے ہیں باس"...... ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ظاہر ہے آدمی کوئی نہ کوئی سہارا تو بہرحال چاہتا ہی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فیلیا کون ہے"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"پروفیسر البرٹ کی سوتیلی بیٹی"...... عمران نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ تو آپ نے سالار صاحب کو ٹالنے کے لئے کہا تھا کہ آپ پروفیسر کے خلاف کوئی اقدام نہ کریں گے"...... صفدر نے کہا۔

"پروفیسر کی سوتیلی بیٹی سے ملاقات کرنے کا یہ مطلب تو نہیں ہوتا کہ میں اس کے خلاف کام کر رہا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ ٹیکسی سٹینڈ تک پہنچ گئے اور عمران نے لامی قصبے چلنے کے لئے دو ٹیکسیاں بک کرا لیں۔ ایک ٹیکسی میں عمران ٹائیگر اور صفدر سوار ہو گئے جب کہ دوسری ٹیکسی میں جوزف اور جوانا کے ساتھ کیپٹن شکیل بیٹھ گیا۔ پہلی ٹیکسی میں عمران ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ عقبی سیٹ پر صفدر اور ٹائیگر تھے۔

"یہ فیلیا صاحبہ ہیں کون۔ تم ہی ان کا تعارف کرا دو۔ عمران صاحب تو ہمیں گھاس ہی نہیں ڈالتے"...... صفدر نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پاکیشیائی زبان میں کہا وہ چونکہ سب میک اپ کے بغیر تھے اس لئے صفدر نے پاکیشیائی زبان میں بات کی تھی۔

"مس فیلیا پروفیسر البرٹ کی سوتیلی بیٹی ہیں۔ اس لحاظ سے سوتیلی کہ ان کی والدہ نے اپنے پہلے خاوند کی وفات کے بعد پروفیسر البرٹ سے شادی کی تھی لیکن پروفیسر البرٹ چونکہ فیلیا سے نفرت کرتے تھے اس لئے اس کی والدہ نے اسے گریٹ لینڈ کے سکول میں داخل کر کے ہوسٹل میں رکھا اور جب اس کی والدہ فوت ہوئی تو وہ گریٹ لینڈ میں

ہی تھی۔ اب وہ قصبہ لامی میں ایک معدنیاتی فیکٹری میں ملازمت کر رہی ہے۔ ہماری اچانک اس سے ملاقات ہو گئی تھی اور پھر وہ ہمیں موجاس چھوڑنے آ رہی تھی کہ راستے میں پروفیسر البرٹ کی ایک قوت دھاکلا سے ٹکراؤ ہو گیا اور باس نے مس فیلیا کو واپس بھجوا دیا۔ بس میں اتنا ہی جانتا ہوں"....... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے تفصیل بتا دی۔

"ارے۔ تم نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ مس فیلیا کا رنگ روپ کیسا ہے۔ شکل وصورت کیسی ہے۔ قد و قامت کیا ہے۔ عمر اندازاً کتنی ہے۔ شادی شدہ ہے یا غیر شادی شدہ۔ اس کی طبیعت کیسی ہے مطلب ہے بااخلاق ہے یا روکھی طبیعت کی ہے۔ صفدر تو یہ باتیں پوچھنا چاہتا تھا اور تم نے فضول کہانی سنانا شروع کر دی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے اسے غور سے دیکھا ہی نہیں۔ اس لئے کیا بتا سکتا ہوں"۔ ٹائیگر نے جواب دیا تو صفدر اور عمران دونوں ہی بے اختیار ہنس پڑے۔ پھر اسی طرح باتیں کرتے کرتے وہ قصبہ لامی پہنچ گئے۔ عمران چونکہ پہلے بھی یہاں آ چکا تھا۔ اس لئے اسے فیلیا کی رہائش گاہ کا علم تھا لیکن عمران نے رہائش گاہ سے کچھ فاصلے پر ٹیکسیاں رکوائیں۔ انہیں کرایہ دے کر واپس کیا اور پھر وہ سب عمران کی رہنمائی میں قدم بڑھاتے فیلیا کی رہائش گاہ کی طرف بڑھ گئے۔

"آپ کم از کم فیلیا سے ملنے کا مقصد تو بتا دیں۔ کیا آپ اسے

پروفیسر کے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہیں"....... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"تم کیوں بار بار پوچھ کر اپنی انرجی خرچ کر رہے ہو صفدر۔ ظاہر ہے عمران صاحب اس طرح پروفیسر کو چھوڑ کر واپس تو نہ جا سکتے تھے کہ وہ جو چاہے کرتا پھرے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اب معاملہ عمران صاحب کی ذات کا درمیان میں آ گیا ہے۔ اس لئے عمران صاحب براہ راست اس کے خلاف اپنے اصول کے تحت کارروائی نہیں کر سکتے۔ لیکن بہرحال پروفیسر مسلمانوں اور عالم اسلام کا دشمن ہے"....... کیپٹن شکیل نے پہلی بار بات کرتے ہوئے صفدر کو سمجھاتے ہوئے کہا تو صفدر نے بے اختیار کاندھے اچکائے اور مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ فیلیا کی رہائش گاہ کا پھاٹک بند تھا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور فیلیا باہر آ گئی لیکن عمران کو اس طرح اپنے سامنے کھڑے دیکھ کر وہ نہ صرف بے اختیار اچھل پڑی بلکہ حیرت کی شدت سے اس کی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔

"تم .... تم عمران۔ تم"....... فیلیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے خود ہی کہا تھا کہ رابطہ رکھنا اور میں نے وعدہ کیا تھا کہ فرصت ملتے ہی آؤں گا۔ چنانچہ دیکھ لو۔ پہلی فرصت میں ہی آ گیا ہوں اور دیکھ لو مع بارات آیا ہوں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو فیلیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اس خوبصورت انداز میں پروپوز کرنے کا شکریہ۔ لیکن میرا فی الحال شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ بہرحال آؤ۔ اندر آ جاؤ"...... فیلیا نے ہنستے ہوئے کہا اور تیزی سے پیچھے ہٹ گئی۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور تھوڑی دیر بعد سب فیلیا کے ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"ملازم موجاس گیا ہوا ہے۔ اس لئے مجھے چند لمحوں کی اجازت دیں تاکہ میں فرج سے مشروبات نکال کر آپ کو پیش کر سکوں"۔ فیلیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

"کیا یہ مس جولیا کی متبادل ہو سکتی ہے عمران صاحب"۔ صفدر نے ایک بار پھر عمران کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

"جولیا اور فیلیا نام تو ہم وزن ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد فیلیا واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھا جس میں مشروب کے ٹن رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک ایک ٹن سب کی طرف بڑھایا اور ایک ٹن خود لے کر وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔ ٹرے اس نے سائیڈ پر رکھ دیا۔

"واپسی بخیریت ہوئی ناں۔ پولیس نے تنگ تو نہیں کیا تھا"۔ عمران نے مشروب سپ کرتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

"کسی نے پوچھا تک نہیں۔ ویسے مجھے وہ لمحات اب بھی یاد آتے ہیں تو میرا جسم کانپ اٹھتا ہے"...... فیلیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو کہا تھا کہ تمہیں واپسی میں مشکل پیش نہ آئے گی۔

بہرحال مجھے زیادہ فکر یہی تھی کہ کہیں تم واپسی کے وقت کسی مشکل میں نہ پھنس گئی ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور مجھے آپ کی اور آپ کے ساتھی کی فکر تھی۔ آپ یقین کریں کہ پروفیسر سے بات ہوتے ہی میں نے بے اختیار ان سے یہی پوچھا تھا کہ عمران زندہ تو ہے"...... فیلیا نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"پروفیسر سے بات۔ تو کیا پروفیسر کو تم نے دوبارہ فون کیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ انہوں نے خود فون کیا تھا۔ ابھی ایک ڈیڑھ گھنٹہ پہلے۔ انہوں نے مجھے اپنے پاس آنے کی دعوت دی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ عمران نے میرے ذہن میں ان کے خلاف شک و شبہ بٹھا دیا ہے اور وہ اب چاہتے ہیں کہ میں ان کے پاس آ جاؤں تاکہ وہ مجھے میری ممی کے نسخہ جات۔ میڈیکل رپورٹس اور ان کے ڈاکٹروں سے ملوا کر میرے ذہن سے شبہ ختم کریں۔ انہوں نے مجھے یہ بھی بتایا کہ انہوں نے اپنے وکیل کو یہ وصیت بھی کر دی ہے کہ ان کے مرنے کے بعد ان کی وسیع و عریض جائیداد کی مالک میں ہوں گی اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے مجھ سے وعدہ بھی کیا ہے کہ ان کے اکاؤنٹ میں جمع کروڑوں ڈالر نقد رقم وہ خیر سگالی کے طور پر میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دیں گے یہی وجہ ہے کہ میں نے اپنے ملازم کو موجاس بھیجا ہے تاکہ وہ یونائیٹڈ کارمن کی ٹکٹ لے آئے۔ میں کل یہاں سے روانہ ہو رہی ہوں"...... فیلیا نے بڑے جذباتی سے لہجے میں کہا۔

"مبارک ہو۔ یہ تو واقعی اچھی خبریں ہیں"......... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ ویسے ایک بات ہے عمران صاحب کہ مجھے ڈیڈی کی بات پر یقین آگیا ہے کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ڈیڈی آپ کے مخالف نہیں ہیں۔ یہ طاقتیں ان کی نہیں ہیں بلکہ یہ اس جادوئی قدیم زیور کی طاقتیں ہیں۔ ڈیڈی تو صرف ریسرچ سکالر ہیں"...... فیلیا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہ بات بھی یقیناً تمہیں پروفیسر نے ہی بتائی ہو گی"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ وہ اس جادوئی قدیم زیور پر ریسرچ کرنے کے لئے اسے حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن آپ اسے فروخت کر کے لاکھوں ڈالر حاصل کرنا چاہتے تھے اس لئے اس جادوئی زیور کی طاقتیں آپ کے خلاف کام کر رہی تھیں"........ فیلیا نے جواب دیا۔

"مطلب ہے کہ انہوں نے تم پر ہر بات ثابت کر دی ہے کہ ان کا کوئی تعلق شیطانی دنیا سے نہیں ہے"......... عمران نے جواب دیا۔

"ہاں۔ ان سے ہونے والی بات چیت کے بعد میں تو اسی نتیجے پر پہنچی ہوں"۔ فیلیا نے بغیر کسی جھجک کے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بات تم نے انہیں بتائی تھی کہ تمہارے ذہن میں اپنی والدہ کی وفات کے بارے میں کوئی شبہ ہے"...... عمران نے اسی طرح

مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے۔ نہیں میں نے تو کوئی بات نہیں کی تھی۔ انہوں نے خود ہی یہ بات کی تھی"......... فیلیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اور یہ بات بھی تم نے انہیں بتائی تھی کہ میں تم سے ملا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"ارے۔ اوہ۔ واقعی میں نے تو انہیں نہیں بتائی اور نہ وہ یہاں آئے تھے۔ کیا۔ کیا مطلب"........ فیلیا نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر اب جوش کی بجائے حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"ان سب باتوں کے باوجود اگر تم یہی سمجھتی ہو کہ پروفیسر صرف ریسرچ سکالر ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ویسے ایک بات بتاؤ کہ کیا تم نے کل جانے کا خود فیصلہ کیا ہے یا پروفیسر نے تم سے کہا تھا۔ ذرا سوچ کر بتانا"........ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ میں نے تو کہا تھا کہ غور کروں گی۔ مگر پھر ڈیڈی نے کہا کہ تم کل یہاں سے روانہ ہو جاؤ اور میں نے ان کی بات مان لی"۔ فیلیا نے جواب دیا۔

"او کے مس فیلیا۔ مجھے بہرحال خوشی ہے کہ تمہارا ذہن اپنے ڈیڈی کی طرف سے صاف ہو گیا ہے۔ میری تو دعا ہے کہ تمہارے ڈیڈی نے جو کچھ کہا ہے ویسا ہی ہو اور اب ہمیں اجازت دو"۔ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" ارے ارے کیا مطلب ۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ۔ میں ابھی تو نہیں جا رہی ۔ میں نے کل جانا ہے اور یہاں سے پہلے تو موجاس ہی جاؤں گی وہاں تک تو اکٹھے ہی جا سکتے ہیں ۔ پلیز عمران صاحب" .... فیلیا نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا ۔

" مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے مس فیلیا ۔ لیکن ہو سکتا ہے ہمارے یہاں رہنے کی وجہ سے تم ان مراعات سے محروم ہو جاؤ جو تمہارے ڈیڈی تمہیں دینا چاہتے ہیں" .... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

" کیوں ۔ کیا مطلب" .... فیلیا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" تمہارے ڈیڈی اسے پسند نہیں کریں گے ۔ میری پہلے ہی ان سے مخالفت چل رہی ہے" .... عمران نے کہا ۔

" عمران صاحب ۔ آپ کی اس بات سے کہ کیا ڈیڈی کے حکم پر میں نے کل کی روانگی کا فیصلہ کیا ہے اور آپ کی ان باتوں سے کہ جب میں نے پہلے آپ کے متعلق ان سے بات ہی نہیں کی تھی تو پھر ڈیڈی کو کیسے پتہ چل گیا ۔ میرے ذہن میں عجیب سے خیالات آ رہے ہیں ۔ کیا کوئی ایسا طریقہ آپ بتا سکتے ہیں کہ میں اصل بات کی تہہ تک پہنچ جاؤں" .... فیلیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" ہاں ۔ طریقہ تو ہے لیکن" .... عمران کہتے کہتے رک گیا ۔

" آپ بتائیں ۔ آپ رک کیوں گئے" .... فیلیا نے پرجوش لہجے میں

کہا ۔

" ہو سکتا ہے اس طریقے پر عمل کرنے سے تم اس بات کی تہہ تک تو پہنچ جاؤ کہ تمہاری ممی کی وفات قدرتی تھی یا غیر قدرتی اور کیا پروفیسر کا اس میں ہاتھ ہے یا نہیں ۔ لیکن یہ بات طے ہے کہ پروفیسر آپ سے ناراض ہو جائیں گے اور ظاہر ہے پھر تمہیں کروڑوں ڈالر نقد بھی نہ مل سکیں گے اور نہ ہی ان کی وسیع و عریض جائیداد کی تم مالک بن سکو گی" .... عمران نے کہا ۔

" عمران صاحب ۔ یقین کریں اگر مجھے معلوم ہو گیا کہ ڈیڈی کا ہاتھ میری ممی کی موت میں ہے تو میں ان کی جائیداد اور کروڑوں ڈالر پر لعنت بھیج دوں گی اور پروفیسر سے ممی کا ایسا انتقام لوں گی کہ ممی کی روح کو سکون مل جائے گا" .... فیلیا نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا ۔

" وہ طریقہ میں بتا دیتا ہوں ۔ انتہائی سادہ سا طریقہ ہے" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" ضرور بتائیں ۔ لیکن یہ طریقہ قابل عمل ہونا چاہئے" .... فیلیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" تم اس ڈاکٹر سے جو تمہاری ممی کے آخری لمحات میں اس کے قریب ہو ۔ صرف یہ پوچھ لینا کہ تمہاری ممی نے مرتے وقت کیا الفاظ کہے تھے تو پھر سب کچھ تمہیں خود بخود معلوم ہو جائے گا" .... عمران نے کہا تو فیلیا بے اختیار چونک پڑی ۔

" کیا آپ کو معلوم ہیں وہ الفاظ" .... فیلیا نے حیران ہوتے

ہوئے کہا۔

"مجھے کیسے معلوم ہو سکتے ہیں مس فیلیا۔ میں تو ان سے آج تک ملا بھی نہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ یہ بات اس حتمی انداز میں کیوں کہہ رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے انہوں نے سرے سے کچھ کہا ہی نہ ہو"...... فیلیا نے جواب دیا۔

"مجھے اتنا معلوم ہے کہ تمہارے ڈیڈی شیطان کے نائب ہیں اور یہ شیطانی دنیا کا ایک ایسا عہدہ ہے جو کسی کو صرف اس صورت میں مل سکتا ہے جب اس کے ساتھ کوئی نیک عورت متعلق نہ ہو۔ تمہاری ممی کو میں اس لئے نیک کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے اپنے شوہر کی خوشنودی کے لئے اپنی اکلوتی معصوم اولاد کو ساری عمر اپنے سے علیحدہ رکھا۔ کسی ماں کے لئے یہ اتنی بڑی قربانی ہے کہ جس کا تصور ماں کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی نہیں کر سکتا اور کسی عورت کا صرف اپنے شوہر کے لئے اتنا بڑا ایثار اس کی فطری نیکی پر دلالت کرتا ہے۔ تمہارے ڈیڈی کو یقیناً تمہاری والدہ سے محبت ہو گی لیکن یہ عہدہ حاصل کرنے کے لئے انہیں لازماً تمہاری والدہ سے چھٹکارا حاصل کرنا تھا اور جہاں تک میں نے پروفیسر کی فطرت کا اندازہ لگایا ہے وہ اس کے لئے تمہاری والدہ تو کیا۔ پوری دنیا کو قربان کر سکتا تھا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ضرور ڈاکٹر سے پوچھوں گی"...... فیلیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ایک اور بات بھی بتا دوں کہ تمہارے ساتھ پروفیسر کا یہ اچانک غیر متوقع سلوک میری وجہ سے ہے۔ انہیں معلوم ہے کہ میں تمہیں ایک شریف اور نیک خاتون سمجھتا ہوں۔ اس لئے اب وہ تمہیں اپنے پاس بلا کر تمہارے ذہن کو اپنے قبضے میں لے کر میرے خلاف تمہیں استعمال کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا تو فیلیا کے ساتھ ساتھ عمران کے باقی ساتھی بھی حیرت بھرے انداز میں عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ انہیں کیا معلوم کہ آپ میرے پاس آئیں گے یا آپ کہاں ہوں گے۔ نہیں یہ بات غلط ہے"...... فیلیا نے حتمی لہجے میں کہا۔

"یہ میرا اندازہ ہے مس فیلیا۔ لیکن اس کا تجربہ ہو سکتا ہے۔ اگر تم اپنے ڈیڈی کو فون کرو اور انہیں کہو کہ اچانک عمران اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تمہارے پاس آیا ہے۔ اس لئے تم کل نہیں آسکتیں۔ جب عمران واپس چلا جائے گا تو تم آجاؤ گی۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ وہ تم سے یہی کہیں گے کہ تم عمران کو بھی ساتھ لے آؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ وہ بالکل نہیں کہیں گے۔ وہ تو آپ کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں"...... فیلیا نے کہا۔

"تم تجربہ کر کے دیکھ لو"...... عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا اور فیلیا نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع

کر دیئے۔

"البرٹ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"پروفیسر صاحب سے بات کرائیں۔ میں ان کی سوتیلی بیٹی فیلیا بات کر رہی ہوں"...... فیلیا نے کہا۔

"یس مس ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو بے بی۔ خیریت۔ کیسے فون کیا"...... چند لمحوں بعد پروفیسر کی آواز سنائی دی۔ چونکہ فون میں لاؤڈر موجود تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز عمران اور اس کے ساتھیوں کو بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

"ڈیڈی۔ میں نے اپنے ملازم کو کل کے لئے ٹکٹ لینے بھیجا تھا کہ اچانک عمران اپنے پانچ ساتھیوں سمیت مجھ سے ملنے آگیا ہے اور ڈیڈی اب گھر آئے ہوئے مہمانوں سے تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ چلے جائیں اس لئے میں مشکل میں پھنس گئی ہوں۔ آپ مشورہ دیں کہ میں کیا کروں"...... فیلیا نے کہا۔

"عمران وہاں آگیا ہے۔ اچھا کتنے دن رہنے کے لئے آیا ہے"۔ پروفیسر کے لہجے میں ہلکا سا جوش تھا۔

"میں نے پوچھا تو نہیں لیکن لگتا ہے اس کا موڈ دو چار روز رہنے کا ہے"...... فیلیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تو ٹھیک ہے۔ جب وہ چلا جائے تو پھر آجانا۔ مجھے کوئی اعتراض

نہیں ہے۔ ہاں اگر عمران تمہارے ساتھ یہاں آنا چاہے تو اس سے بات کر لینا۔ مجھے یہاں اس کا استقبال کر کے خوشی ہو گی کیونکہ میں اس کا دشمن تو نہیں ہوں۔ وہ تو بس ایک جادوئی زیور کی وجہ سے ہمارے درمیان مخالفت شروع ہو گئی تھی"...... دوسری طرف سے پروفیسر نے کہا۔

"او۔ کے ڈیڈی...... میں بات کروں گی۔ شکریہ"......... فیلیا نے کہا۔

"اگر تم چاہو تو میں اسے براہ راست بھی دعوت دے سکتا ہوں۔ اگر وہ یہاں موجود ہو تو میری اس سے فون پر بات کرا دو"۔ پروفیسر نے کہا۔

"جی اچھا"...... فیلیا نے کہا اور رسیور پر ہاتھ رکھ کر اس نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔ اس کے چہرے پر بیک وقت مختلف تاثرات تھے۔ کیونکہ عمران کے کہنے کے مطابق پروفیسر نے اسے دعوت بھی دے دی تھی اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر وہ نہ آنا چاہے تو جب وہ چلا جائے تب آجانا۔

"ہیلو پروفیسر"...... عمران نے رسیور لے کر کہا۔

"ہیلو عمران۔ فیلیا نے مجھے بتا دیا ہے کہ تم اس کے پاس رہنے کے لئے آئے ہو۔ اگر تم چاہو تو فیلیا کے ساتھ یہاں البرٹ ہاؤس آسکتے ہو اب میری اور تمہاری کوئی دشمنی تو نہیں ہے جس بنیاد پر مخالفت تھی وہ تو ختم ہو گئی۔ مجھے تمہارا استقبال کر کے خوشی ہو گی"...... پروفیسر

نے کہا۔

"شکریہ پروفیسر۔ میں فیلیا کے ساتھ آؤں گا لیکن زیادہ دیر رہ نہ سکوں گا۔ میں نے واپس پاکیشیا جانا ہے۔ یہ تو فیلیا نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں جب بھی فارغ ہوں گا تو اس سے ملنے آؤں گا۔ اس لئے میں پاکیشیا جانے سے پہلے وعدہ نبھانے یہاں آیا ہوں"........ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ جتنا جی چاہے رکنا۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا"۔ پروفیسر نے کہا۔

"ایک شرط ہوگی پروفیسر کہ ہم آپ کے پاس جتنی دیر بھی رہیں گے آپ صرف پروفیسر البرٹ ہی رہیں گے اور کچھ نہیں"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ کسی قسم کی فکر مت کرو"۔ پروفیسر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"آپ کی بات تو درست نکلی ہے لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ مجھے آپ کے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہیں"........ فیلیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بس میرا اندازہ تھا جو درست نکلا اور کوئی بات نہیں تھی۔ بہرحال تم فکر نہ کرو ہم سب تمہارے ساتھ جائیں گے اور وہاں کچھ دیر رک کر پھر وہاں سے پاکیشیا چلے جائیں گے۔ اس طرح پروفیسر کو کوئی

شکوہ نہیں رہے گا اور تم بھی مراعات سے محروم نہ رہو گی"........ عمران نے کہا اور فیلیا نے اثبات میں سرہلا دیا۔

پروفیسر کمرے کے درمیان بنے ہوئے چبوترے پر جس پر سرخ اور سیاہ رنگ کی آڑھی ترچھی پٹیاں سی بنی ہوئی تھیں۔ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد کمرے میں ایک عجیب سا شور سنائی دینے لگا۔ ایسا شور جیسے کسی ساحل پر طوفانی لہریں اپنا سر پٹک رہی ہوں۔ کافی دیر تک یہ شور سنائی دیتا رہا پھر آہستہ آہستہ خاموشی چھا گئی اور اس کے ساتھ ہی پروفیسر نے آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے لمحے سامنے کی دیوار درمیان سے کھلی اور اس میں سے ایک بوڑھا آدمی اندر آ گیا۔ یہ پیرن تھا۔ شیطانی دنیا کی سب سے بڑی مخبر طاقت۔ وہ چبوترے کے سامنے پہنچ کر رکوع کے بل جھک گیا۔

"پیرن حاضر ہے آقا"...... پیرن نے جوانوں جیسی آواز میں کہا۔

"بیٹھ جاؤ پیرن"...... پروفیسر نے کہا تو پیرن پہلے سیدھا ہوا اور

پھر بڑے مؤدبانہ انداز میں چبوترے کے سامنے فرش پر بیٹھ گیا۔

"تمہیں یہ تو علم ہو گا کہ میں نے عمران کے خاتمے اور اس کے آخری قطرہ خون کو رعمیس پر لگا کر رعمیس کی طاقت کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے کیا پلاننگ کی ہے"...... پروفیسر نے کہا۔

"پیرن سے کوئی بات مخفی نہیں رہتی آقا"...... پیرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر بتاؤ کہ کیا میری یہ پلاننگ درست ہے یا نہیں۔ میں نے اسی لئے تمہیں بلایا ہے"...... پروفیسر نے کہا۔

"آقا۔ آپ نے یہی منصوبہ بندی کی تھی ناں کہ آپ اپنی سوتیلی بیٹی کے ذہن پر قبضہ کر کے اسے عمران کے پاس بھجوا دیں گے اور پھر فیلیا کے ذریعے عمران کو ہلاک کر کے اس کے خون کا آخری قطرہ اس رعمیس پر لگا کر اس کی طاقت کو زندہ کریں گے"...... پیرن نے کہا۔

"ہاں۔ پہلے میری پلاننگ یہی تھی لیکن پھر اچانک فیلیا نے فون کیا کہ عمران اس کے پاس پہنچ گیا ہے تو میں نے موقع غنیمت سمجھا کہ عمران کو بھی فیلیا کے ساتھ ہی یہاں بلوا لوں۔ اس طرح یہ کام جلدی ہو جائے گا"...... پروفیسر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے آقا۔ لیکن آپ نے یہ سوچا ہے کہ عمران فیلیا کے پاس کیوں گیا ہے"...... پیرن نے کہا۔

"اس سے میری بات ہوئی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس نے فیلیا سے وعدہ کیا تھا کہ وہ پاکیشیا جاتے ہوئے اس سے ملے گا اور وہ ظاہر ہے

پاکیشیا جا رہا ہے کیونکہ اسے معلوم ہو گیا ہو گا کہ رحمیس ضائع ہو چکا ہے۔ اس نے ہی تو اس پر صحرائی تیتر کا خون لگایا تھا اس لحاظ سے اس کا مشن تو مکمل ہو گیا"....... پروفیسر نے کہا۔

"یہ بات اسے معلوم نہ تھی بلکہ اسے یہی بتایا گیا تھا کہ رحمیس ہوشاری کے جسم پر خون لگنے سے بچ گیا ہے۔ لیکن پھر روشنی کے ایک طاقتور نمائندے نے ہوشاری کو قابو میں کر لیا۔ آپ نے ہوشاری کو اجازت دے دی کہ وہ عمران سے اپنا انتقام لے لیکن آپ نے اس کی ذمہ داری قبول نہ کی آقا۔ اس لئے آپ کو پتہ بھی نہ چلا اور ہوشاری روشنی کے نمائندوں کے ہاتھ لگ گئی اور انہوں نے ہوشاری کو درمیان میں ڈال کر ہماری پہلی ملاقات کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لیا اور ہمارے درمیان جو باتیں ہوئیں وہ بھی انہوں نے سن لیں۔ اس طرح انہیں پتہ چل گیا کہ رحمیس ضائع ہو چکا ہے لیکن ساتھ ہی انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ میں نے آپ کو اس کے زندہ ہونے کا طریقہ بھی بتا دیا ہے اور آپ نے اس پر کام کرنے کا فیصلہ بھی کر لیا ہے"....... پیرن نے کہا تو پروفیسر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو عمران تک یہ بات پہنچ چکی ہے کہ رحمیس کی طاقت کو کیسے زندہ کیا جا سکتا ہے اور میں اسے زندہ کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں"....... پروفیسر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں اور روشنی کے نمائندے نے ہوشاری کی مدد سے اسے یہ سارا منظر دکھا دیا اور ساری باتیں سنوا دیں لیکن آپ یہ سن کر حیران

ہوں گے آقا کہ عمران نے آپ کے خلاف کام کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ اس کا اصول ہے کہ وہ اپنی ذات کے لئے کسی سے نہیں لڑتا۔ اس کا کہنا ہے کہ اب چونکہ رحمیس ختم ہو چکا ہے اس لئے اس کا مشن بھی ختم ہو گیا ہے۔ اب پروفیسر اس کی ذات کا دشمن ہے تو ہوتا رہے اگر وہ حملہ کرے گا تو پھر دیکھا جائے گا۔ چنانچہ اس نے اس روشنی کے نمائندے کے اصرار کے باوجود براہ راست آپ کے خلاف کام کرنے سے انکار کر دیا اور پاکیشیا واپس جانے کا ارادہ ظاہر کر دیا"....... پیرن نے کہا۔

"تو پھر تو اس کی بات سچ تھی کہ وہ پاکیشیا جانے سے پہلے فیلیا سے وعدے کے مطابق ملنے گیا تھا"....... پروفیسر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں بظاہر تو ایسا ہی ہے لیکن آقا یہ عمران حد درجہ ذہین آدمی ہے۔ وہ اصول کے تحت براہ راست تو آپ سے ٹکرانا نہیں چاہتا۔ لیکن وہ آپ کو کھلا چھوڑنا بھی حماقت سمجھتا ہے۔ اس لئے اس نے یہی پلان بنایا کہ وہ فیلیا کو آپ کے خلاف استعمال کرے گا۔ جس طرح آپ نے پلاننگ کی تھی کہ آپ فیلیا کو اس کے خلاف استعمال کریں گے"۔ پیرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لیکن کس طرح۔ فیلیا میرے خلاف کیا کر سکتی ہے۔ وہ تو ایک عام سی لڑکی ہے۔ بس اتنا ہے کہ اس کے اپنے جسم کی محافظ ناگا کی طاقت موجود ہے لیکن اس طاقت کو وہ کسی دوسرے پر تو

استعمال نہیں کر سکتی اور پھر مجھ پر وہ کیسے قابو پا سکتی ہے۔ نہیں پیرن اتنی بڑی حماقت کی بات وہ عمران کیسے سوچ سکتا ہے۔ جبکہ تم خود کہہ رہے ہو کہ وہ بے حد ذہین آدمی ہے"...... پروفیسر نے کہا۔

"آقا۔ وہ فیلیا کے جذبات سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ اس نے فیلیا کو ایک طریقہ بتایا ہے کہ جس سے اس پر یہ ثابت ہو جائے گا کہ آپ نے شیطان کا نائب بننے کے لئے اس کی ماں کو غیر فطری طور پر ہلاک کر دیا اور فیلیا کے دل میں اپنی ماں کے لئے بے پناہ محبت کا جذبہ موجود ہے اور جس قدر یہ جذبہ شدید ہے اتنا ہی فطری طور پر اس کے رد عمل کے طور پر انتقامی جذبہ بھی شدید ہے۔ جیسے ہی فیلیا کو معلوم ہو گا کہ آپ نے اس کی ماں کو ہلاک کیا ہے اس کا انتقامی جذبہ ناقابل برداشت انداز میں ابل پڑے گا اور عمران اس جذبے سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے"...... پیرن نے جواب دیا۔

"فیلیا کو کیسے یقین آ سکتا ہے کہ میں نے اس کی ماں کو ہلاک کیا ہے جبکہ میرے پاس اس کی فطری موت کے تمام ثبوت موجود ہیں اور اس کا علاج کرنے والے تمام ڈاکٹرز بھی اسے یہی بتائیں گے کہ اس کی ماں کی موت فطری تھی"...... پروفیسر نے جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے آقا۔ اس کے باوجود عمران نے اسے ایک طریقہ بتایا ہے اور آپ یقین کریں کہ اس طریقے سے فیلیا کو یہ ثبوت مل جائے گا کہ اس کی ماں کی موت غیر فطری تھی"...... پیرن نے کہا تو پروفیسر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کونسا طریقہ"...... پروفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آقا۔ فیلیا کی ماں نے مرتے وقت جو آخری الفاظ کہے تھے وہ ایک ڈاکٹر جس کا نام سوبرز ہے نے سنے تھے۔ فیلیا کی ماں نے کہا تھا کہ مجھے میرے شوہر نے اپنی شیطانی قوتوں سے مار دیا ہے"...... عمران نے فیلیا سے کہا ہے کہ وہ اس ڈاکٹر سے مل کر اس سے پوچھے کہ اس کی ماں نے مرتے وقت کیا الفاظ کہے تھے۔ ان الفاظ سے اسے معلوم ہو جائے گا کہ اس کی ماں کی موت فطری تھی یا غیر فطری اور آقا۔ اگر یہ الفاظ اس ڈاکٹر نے فیلیا کو بتا دیئے تو پھر آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کے تمام ثبوت دھرے کے دھرے رہ جائیں گے"...... پیرن نے جواب دیا۔

"لیکن مجھے تو ڈاکٹر سوبرز نے آج تک نہیں بتایا کہ فیلیا کی ماں نے مرتے وقت ایسے الفاظ کہے تھے"...... پروفیسر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ اسے کیا ضرورت تھی یہ الفاظ آپ کو بتانے کی۔ اس کی نظر میں تو اس کی کوئی اہمیت ہی نہ تھی۔ کیونکہ لوگ مرتے وقت نجانے کیا کیا کہتے رہتے ہیں"...... پیرن نے کہا۔

"لیکن مجھے تو معلوم نہیں ہے جو سب سے زیادہ متعلقہ آدمی ہے۔ اس عمران کو کیسے معلوم ہو گیا کہ فیلیا کی ماں نے ایسے الفاظ کہے تھے اس وقت تو یہاں نہ عمران تھا اور نہ اس رعمیں کا کوئی چکر تھا"...... پروفیسر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ میں نے بتایا ہے کہ عمران بے حد ذہین آدمی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ شیطان کا نائب بننے کے لئے آپ کو اپنی نیک فطرت بیوی کی بھینٹ دینا ضروری تھا اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ جب بھی کسی شیطانی قوت کے ذریعے کسی کو اس انداز میں مارا جائے کہ اس کی موت فطری ظاہر ہو تو مرتے وقت اس کی روح بہرحال اس بات کا اعلان ضرور کرتی ہے۔ چنانچہ ان سب باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس نے یہ اندازہ لگایا اور آپ نے خود دیکھ لیا کہ اس کا اندازہ کس طرح درست ثابت ہوا ہے"...... پیرن نے جواب دیا۔

"اوہ۔ واقعی یہ عمران تو میری توقع سے بھی زیادہ ذہین آدمی ہے لیکن وہ کس طرح فیلیا کے ذریعے مجھے ختم کرائے گا۔ یہ بات میری سمجھ میں بھی نہیں آ رہی"...... پروفیسر نے کہا۔

"ابھی تک اس کے ذہن میں اس بارے میں کوئی واضح پلان نہیں ہے آقا۔ البتہ صرف اس نے ارادہ کیا ہے اور میں نے آپ کو اس کے ارادے سے آگاہ کر دیا ہے"...... پیرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو مجھے محتاط رہنا چاہئے۔ میں نے تو اپنے طور پر یہ پلان بنایا تھا کہ فیلیا کے ذریعے عمران کا خاتمہ کر کے رعمیس کی طاقت کو دوبارہ زندہ کر لوں گا اور اسی لئے جب فیلیا نے بتایا کہ عمران اس کے پاس پہنچ گیا ہے تو میں نے عمران کو بھی ساتھ یہاں آنے کی دعوت دے دی تاکہ کام جلد از جلد مکمل ہو جائے"...... پروفیسر نے کہا۔

"آقا۔ اگر آپ مجھ سے مشورہ مانگیں تو میں ایک حقیر سا مشورہ

دے سکتا ہوں"...... پیرن نے کہا۔

"ہاں ہاں بتاؤ۔ تمہیں اجازت ہے"۔ پروفیسر نے چونک کر کہا۔

"آپ اس ڈاکٹر سویرز کو بلا کر اس کے ذہن سے اپنی قوتوں کی مدد سے فیلیا کی ماں کے آخری الفاظ غائب کرا دیں۔ اس طرح جب فیلیا اس سے پوچھے گی تو وہ یہی بتائے گا کہ اس کی ماں نے مرتے وقت کچھ نہیں کہا تو اس طرح عمران کی ساری منصوبہ بندی ختم ہو جائے گی۔ اس کے بعد آپ اپنے منصوبے پر عمل کر سکتے ہیں۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ اگر آپ نے اچانک فیلیا سے کچھ کرا دیا تو شاید آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔ ورنہ اگر عمران کو ذرا سا بھی موقع مل گیا تو پھر وہ مشکل سے ہی ہاتھ آئے گا"...... پیرن نے کہا۔

"میں تو چاہتا تھا کہ آج رات کو جب عمران وہاں فیلیا کے پاس ہو فیلیا کو فون کر کے اور اس کے ذہن پر قبضہ کر کے اس پر حملہ کرا دوں لیکن یہاں سے وہاں تک کا فاصلہ بہت زیادہ ہے۔ اس لئے عمران کا خون کسی صورت بھی یہاں تک صحیح حالت میں نہ پہنچ سکے گا اور میرے وہاں تک جانے میں کافی وقت لگ جائے گا"...... پروفیسر نے کہا۔

"عمران کا خاتمہ آپ کرا دیں آقا اور رعمیس اپنی کسی طاقت کو دے کر وہاں بھجوا دیں۔ آپ کا کام ہو جائے گا"...... پیرن نے کہا۔

"لیکن فیلیا ناگی ہے۔ شیطانی طاقت اس کے حصار میں داخل ہو نہیں سکتی"...... پروفیسر نے کہا۔

"آپ ڈارمن کو بھیج دیں۔ وہ مخلوط قوت ہے۔ وہ اس حصار میں

داخل ہو سکتا ہے"...... پیرن نے کہا۔

"اوہ واقعی۔ ٹھیک ہے۔ اب ایسا ہی ہو گا۔ اب تم جا سکتے ہو"۔
پروفیسر نے کہا اور پیرن اٹھا۔ ایک بار پھر پروفیسر کے سامنے رکوع کے بل جھکا اور پھر مڑ کر دیوار میں موجود خلا کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے ہی وہ خلا میں گیا۔ خلا برابر ہو گیا تو پروفیسر نے دونوں ہاتھوں سے زور سے تین بار رک رک کر مخصوص انداز میں تالی بجائی تو کمرے میں اچانک تیز بو کا بھبکا سا محسوس ہوا اور اس کے ساتھ ہی ایک بوڑھا سا آدمی اچانک نمودار ہو گیا جس کے پورے جسم پر ریچھ جیسے بال تھے۔ صرف اس کی آنکھیں ان بالوں کے درمیان سے چمکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ گندگی سے لتھڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر کوئی لباس نہ تھا۔ صرف بال ہی بال تھے جو سر سے لے کر پیروں تک چلے گئے تھے۔

"کیا حکم ہے آقا۔ ڈارمن حاضر ہے"...... اس بوڑھے نے بڑی مکروہ سی آواز میں کہا۔

"ڈارمن۔ تمہارے ذمے ایک کام لگانا ہے"۔ پروفیسر نے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی آقا"...... ڈارمن نے جواب دیا۔

"تم نے رات کو قصبہ لامی میں میری سوتیلی بیٹی فیلیا کی رہائش گاہ کے باہر پہنچنا ہے۔ وہاں میرا ایک دشمن عمران موجود ہے۔ تم نے اس گھر میں اس وقت تک داخل نہیں ہونا جب تک میں حکم نہ دوں میں اپنی بیٹی کے ہاتھوں اپنے دشمن کو ہلاک کرا دوں گا۔ جب وہ ہلاک ہو جائے گا تو میں تمہیں حکم دوں گا۔ تم نے اندر داخل ہو کر اس

عمران کے جسم سے نکلنے والے خون کا سب سے آخری قطرہ جادوئی زیور رمھیس پر لگانا ہے اور پھر میرے پاس آجانا ہے۔ لیکن یاد رکھنا سب سے آخری قطرہ"...... پروفیسر نے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی آقا"...... بوڑھے نے کہا تو پروفیسر نے جیب سے رمھیس نکالا اور بوڑھے کی طرف بڑھا دیا۔

"اب میں جا سکتا ہوں آقا"...... بوڑھے نے کہا۔

"ہاں"...... پروفیسر نے کہا اور بوڑھا جس طرح نمودار ہوا تھا اسی طرح اچانک غائب ہو گیا اور پروفیسر نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر چبوترے سے نیچے اتر کر دروازے کی طرف بڑھ گیا اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات موجود تھے۔

"عمران صاحب۔آپ نے آخر کیا پلاننگ کی ہے۔کم از کم آپ کی پلاننگ میری سمجھ میں تو نہیں آئی"...... کیپٹن شکیل نے اچانک عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔اس وقت وہ سب فیلیا کی رہائش گاہ کے ایک بڑے کمرے میں بچھے ہوئے قالین پر بیٹھے ہوئے تھے۔چونکہ فیلیا کی رہائش گاہ زیادہ بڑی نہ تھی۔اس لئے سب کے لئے وہ بستروں اور کمروں کا علیحدہ علیحدہ انتظام بھی نہ کر سکتی تھی۔اس نے عمران سے کہا تھا کہ وہ اپنے کسی واقف کار کے گھر میں انتظام کر دیتی ہے لیکن عمران نے اس کے ڈرائینگ روم میں ہی رات گزارنے کا پروگرام بنالیا تھا۔چنانچہ رات کا کھانا کھانے کے بعد فیلیا تو اپنے کمرے میں سونے کے لئے چلی گئی جبکہ عمران نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے ڈرائینگ روم کا فرنیچر ایک طرف کیا اور صوفوں کی گدیاں اٹھا کر وہ سب قالین پر لیٹنے کے لئے تیار ہو گئے۔لیکن ظاہر ہے اتنی جلدی انہیں نیند تو نہ آ سکتی

تھی۔اس لئے وہ سب ادھر ادھر کی باتوں میں مصروف ہو گئے اور عمران حسب عادت چٹکلے چھوڑ کر ان سب کو مسلسل ہنسانے میں مصروف تھا کہ اچانک کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں عمران سے یہ بات کر دی تھی تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کس پلاننگ کی بات کر رہے ہو"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"فیلیا کے ذریعے پروفیسر کو ختم کرانے کی"...... کیپٹن شکیل نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں کس نے بتایا ہے کہ میری پلاننگ یہ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔مجھے معلوم ہے کہ آپ نے کیا پلاننگ کی ہے۔آپ چونکہ اپنے اصول کے تحت اپنی ذات کے درمیان میں آجانے کی وجہ سے خود پروفیسر کے مقابلے پر نہیں آنا چاہتے۔اس لئے آپ نے یہ پلاننگ کی ہے کہ فیلیا کو پروفیسر کے خلاف اکسا کر اس کی مدد سے پروفیسر کا خاتمہ کرا دیا جائے۔فیلیا جس قسم کی جذباتی لڑکی ہے اگر واقعی یہ بات اس کے ذہن میں آگئی کہ پروفیسر نے اس کی ماں کو غیر فطری موت مارا ہے تو وہ انتقامی جذبے سے مغلوب ہو کر پروفیسر کا خاتمہ کرنے پر تل جائے گی اور چونکہ پروفیسر کے تصور میں بھی نہ ہو گا کہ فیلیا بھی ایسا کر سکتی ہے اس لئے وہ غفلت میں مار کھا جائے گا۔بظاہر آپ کی یہ پلاننگ گہری اور کسی حد تک قابل عمل ہے لیکن اس

پلاننگ میں دو باتیں میرے نزدیک محل نظر ہیں۔ ایک تو یہ کہ پروفیسر شیطانی قوتوں کا حامل ہے۔ وہ آسانی سے آپ کا نہیں تو فیلیا کا ذہن پڑھ سکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ پروفیسر فیلیا کے ذہن پر قبضہ کر سکتا ہے تو پھر وہ ایسا اس کے جاتے ہی کرے گا۔ ایسی صورت میں آپ پروفیسر کے خلاف اسے کیسے استعمال کریں گے"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں کس طرح معلوم ہوا کہ پروفیسر فیلیا کے ذہن پر قبضہ کر سکتا ہے جبکہ مجھے معلوم ہے کہ فیلیا کے گرد شیطانی طاقتوں کے خلاف قدرتی دفاعی حصار موجود ہے۔ اس حصار کا دائرہ کافی وسیع ہے اور جب تک ہم اس حصار میں ہیں پروفیسر کو یہ معلوم ہی نہیں ہوگا کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور نہ ہی اس کی شیطانی طاقتیں اس حصار میں کام کر سکتی ہیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے جس انداز میں فیلیا سے بات کی تھی کہ پروفیسر نے اسے کل یہاں سے روانہ ہونے کا حکم دیا ہے اور جو جواب فیلیا نے دیا تھا کہ اس کا واقعی کل یہاں سے روانگی کا خیال نہ تھا لیکن پروفیسر کے کہنے پر وہ تیار ہو گئی۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ پروفیسر نے فون پر ہی فیلیا کو حکم دیا اور فیلیا نے اس حکم کو فوراً تسلیم کر لیا۔ یہی ذہنی قبضہ ہوتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تمہاری بات اپنی جگہ درست ہے۔ پروفیسر خود یہ طاقت رکھتا ہے کہ فون پر وہ فیلیا کے ذہن پر قبضہ کر سکے۔ لیکن شیطانی طاقت کے

ذریعے نہیں۔ اس لئے تو میں نے فیلیا کے ساتھ جانے کا پروگرام بنایا تھا کہ وہاں فیلیا بھی قبضے سے آزاد ہو جائے گی اور ہم بھی۔ کیونکہ ہم اس کے قدرتی حصار میں ہوں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن اگر اس نے یہاں فون کر کے فیلیا سے کوئی کارروائی کرا دی تو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہاں اسے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا مقصد میرے خون سے رعمیس کی طاقت کو زندہ کرنا ہے اور رعمیس اس کے پاس ہے اور وہ یہاں سے ہزاروں میل دور ہے۔ وہ خود چونکہ انسان ہے اس لئے وہ شیطانی طاقتوں کی طرح یہاں لمحوں میں نہیں پہنچ سکتا"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر اس نے رعمیس اپنی کسی طاقت کے ذریعے یہاں بھجوا دیا تو اسے خود آنے کی کیا ضرورت ہے"...... کیپٹن شکیل بھی باقاعدہ جرح پر اتر آیا تھا۔

"شیطانی طاقت یہاں داخل ہو نہیں سکتی۔ میں نے بتایا تو ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"فرض کریں وہ فیلیا سے اپنی مرضی کی کارروائی کرا لیتا ہے پھر فیلیا کو حکم دے دیتا ہے کہ وہ یہاں سے دور چلی جائے۔ اس طرح یہاں اس حصار کے اثرات ختم ہو جائیں گے اور کوئی بھی شیطانی قوت یہاں داخل ہو کر اپنی کارروائی کر سکتی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اگر پروفیسر تمہاری طرح عقلمند ہوتا تو یقیناً ایسا ہو سکتا

ہے"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے لیکن اسی لمحے اچانک دروازہ کھلا اور فیلیا اندر داخل ہوئی لیکن وہ سب یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ فیلیا کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کی آنکھیں اس طرح پھٹی ہوئی تھیں جیسے اس نے کوئی بھیانک چیز دیکھ لی ہو۔ وہ سب فیلیا کی یہ حالت دیکھ کر بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کیا ہوا فیلیا"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"وہ۔ وہ بالوں والا ریچھ۔ وہ باہر کھڑا ہے۔ وہ مجھے دیکھ کر میری طرف بڑھنے لگا"۔۔۔۔۔۔۔ فیلیا نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"بالوں والا ریچھ۔ کیا مطلب۔ یہاں اس قصبے میں ریچھ کہاں سے آ گیا اور اس وقت تم رات کو کیوں باہر گئی تھیں"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"م۔ م۔ میں اپنے ملازم جاگر کو کل صبح ناشتے کی ہدایات دینے اس کے کمرے میں گئی تھی۔ جاگر وہاں نہیں تھا۔ اس کا کمرہ خالی تھا۔ میں نے کھڑکی میں سے کسی ریچھ کا سایہ سا دیکھا تو میں چونک کر کھڑکی کی طرف بڑھی۔ کھڑکی کھلی ہوئی تھی میں نے جیسے ہی باہر جھانکا وہ انسان نما ریچھ کھڑکی سے ایک طرف ایک درخت کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے منہ والے حصے پر موجود بال سرخ ہو رہے تھے جیسے اس نے خون پیا ہو۔ اس کی تیز سرخ آنکھیں چمک رہی تھیں۔ کمرے میں تیز بدبو تھی۔ مجھے دیکھتے ہی وہ ریچھ میری طرف بڑھنے لگا تو میں خوفزدہ

ہو کر وہاں سے بھاگ کر یہاں آ گئی ہوں"۔۔۔۔۔۔۔ فیلیا نے خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہیں وہم ہوا ہوگا۔ بہرحال تمہارا وہم دور کرنے کے لئے میں جوزف اور جوانا کو باہر بھیج دیتا ہوں۔ وہ تمہارے گھر کے باہر چیکنگ کر آئیں گے"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور جوزف اور جوانا کی طرف دیکھا تو وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے اٹھے اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئے لیکن جوزف جیسے ہی باہر جانے کے لئے فیلیا کے قریب سے گزرا۔ وہ بری طرح اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا۔

"باس۔ باس۔ مس فیلیا سے ٹانگورا کی بو آ رہی ہے۔ ٹانگورا کی۔ جو ریچھ اور انسان کی مخلوط نسل ہوتی ہے اور کالی دلدل کا رکھوالا ہوتا ہے باس"۔۔۔۔۔۔۔ جوزف نے ناک سکوڑتے ہوئے کہا۔

"ٹانگورا۔ کیا مطلب"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے حیران ہو کر کہا اور فیلیا کے ساتھ ساتھ باقی لوگ بھی حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"باس۔ میں نے سنا ہوا ہے کہ ٹانگورا شیطان کی ایک طاقت ہے۔ وہ ہوتا تو انسان ہے لیکن ریچھ میں بدل جاتا ہے۔ اس کے جسم پر ریچھ کی طرح بال ہوتے ہیں۔ وہ گندگی سے تھڑا ہوتا ہے اس لئے اس کے جسم سے ایک خاص قسم کی بو آتی رہتی ہے۔ وہ کالی دلدل کا محافظ ہوتا ہے اور وہیں رہتا ہے۔ مجھے بڑے وچ ڈاکٹر نے ایک بار اس کا ایک بال دکھایا تھا۔ اس بال میں سے ایسی ہی بو آ رہی تھی جیسی اس وقت مس فیلیا کے لباس سے آ رہی ہے"۔۔۔۔۔۔۔ جوزف نے ہونٹ بھینچے

ہوئے جواب دیا۔

"ہاں ہاں۔ وہ انسانوں کی طرح تھا لیکن سر سے لیکر پیروں تک اس کے بال ہی بال تھے اور سارے بال گندگی سے لتھڑے ہوئے تھے اور کمرے میں تیز بو بھی محسوس ہو رہی تھی"...... فیلیا نے فوراً کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کسی خاص مقصد کے لئے یہاں آیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"باس آپ فکر نہ کریں۔ میں اسے ہلاک کر سکتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ کس طرح ہلاک ہو سکتا ہے"...... جوزف نے کہا اور تیزی سے باہر کی طرف لپک گیا۔

"تم لوگ یہیں ٹھہرو۔ میں دیکھتا ہوں"...... عمران نے کہا اور تیزی سے کمرے سے باہر آگیا۔ دوسرے لمحے وہ راہداری میں دوڑتا ہوا صحن کی طرف بڑھ گیا جہاں جوزف اسے جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"رک جاؤ جوزف"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو برآمدے میں پہنچا ہوا جوزف بے اختیار رک گیا۔

"سنو۔ پہلے مجھے بتاؤ کہ تم اسے کس طرح ہلاک کرو گے۔ وہ شیطانی قوت ہے"...... عمران نے جوزف کے قریب پہنچ کر کہا۔

"اس کی موت بہت آسان ہے باس۔ بڑے وچ ڈاکٹر نے مجھے بتایا تھا کہ ویسے تو پوری دنیا کی قوتیں مل کر بھی اسے ہلاک نہیں کر سکتیں کیونکہ اس کے اندر بے پناہ طاقت ہوتی ہے لیکن اگر اس کی ناف میں خنجر اتار دیا جائے تو وہ فوراً ہلاک ہو جاتا ہے"...... جوزف نے جواب

دیا۔

"لیکن اس کے جسم سے نکلنے والی تیز بدبو کے ساتھ ساتھ اس کے جسم پر بال ہونے کی وجہ سے تم اس کی ناف کا نشانہ کیسے لو گے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس تیز بدبو کی وجہ سے تو اس کی نشاندہی ہو گی۔ بدبو اس کی ناف سے ہی نکلتی ہے باس اور مجھے اس بو کا مرکز تلاش کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے گی۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں اس کا خاتمہ کر دوں گا"...... جوزف نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا۔ تیز بو کا ایک بھبکا سا عمران کو محسوس ہوا۔ یہ اس قدر تیز بو تھی کہ عمران کا دل بے اختیار الٹنے لگا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی آنتیں اچھل کر اس کے حلق سے باہر آجائیں گی لیکن جوزف تیزی سے باہر نکل گیا تھا۔ عمران نے چٹکی سے ناک پکڑا اور باہر آگیا۔ اسی لمحے اس نے ایک درخت کے نیچے کھڑے اس ہولناک ریچھ نما آدمی کو دیکھ لیا۔ جو وہاں بڑے اطمینان سے کھڑا دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا جبکہ جوزف غائب تھا۔ باہر سٹریٹ لائٹ کی تیز روشنی میں وہ ریچھ نما انسان صاف نظر آرہا تھا اور واقعی اس کے جسم کے اس حصے کے بال جہاں اس کا منہ ہو سکتا تھا گہرے سرخ نظر آرہے تھے۔ بالکل ایسے جیسے وہ خون میں رنگے ہوئے ہوں۔

"تم۔ تم وہی عمران ہو جس کی وجہ سے آقا پریشان ہے۔ کاش آقا

نے مجھے حکم دیا ہوتا تو میں تمہیں ابھی ختم کر دیتا"...... اچانک اس ریچھ نما انسان نے بڑی ہولناک آواز میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ اچانک اس کے دائیں طرف جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح کوئی چمکتی ہوئی چیز ہوا میں لہراتی ہوئی اس ریچھ نما انسان کی طرف بڑھی اور پلک جھپکنے میں وہ اس کے بالوں سے بھرے ہوئے جسم میں پیوست ہو گئی۔ دوسرے لمحے وہ ریچھ نما انسان انتہائی بھیانک آواز میں چیخا اور اچھل کر پہلے عقب میں موجود درخت کے تنے سے ٹکرایا اور پھر مڑ کر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔

"فادر جوشوا کی قسم۔ میں نے اسے مار گرایا ہے"...... دائیں ہاتھ پر موجود کوڑے کے بڑے سے ڈرم کے پیچھے سے جوزف نے باہر نکلتے ہوئے انتہائی مسرت بھری آواز میں چیختے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی یہ مر گیا ہے"...... عمران نے ناک سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

"ہاں باس۔ یہ عفریت ختم ہو گیا ہے"...... جوزف نے کہا بو اس قدر تیز تھی کہ عمران نے ایک بار پھر ناک پکڑ لی اور پھر وہ دونوں ہی اس ریچھ نما آدمی کے بے حس و حرکت جسم کے قریب پہنچے اور اس کے ساتھ ہی عمران یہ دیکھ کر اچھل پڑا کہ درخت کے موٹے تنے کے پیچھے فیلیا کے ملازم جاگر کی ادھڑی ہوئی لاش پڑی ہوئی تھی۔ درخت کے تنے کی چوڑائی کی وجہ سے وہ سامنے سے نظر نہ آ رہی تھی۔

"باس۔ یہ۔ یہ کیا ہے"...... اچانک جوزف نے اس ریچھ نما

انسان کے ہاتھ سے گرنے والی کوئی چیز اٹھاتے ہوئے کہا اور اسے دیکھ کر عمران کو بو وغیرہ سب بھول گئی کیونکہ جوزف کے ہاتھ میں وہی جادوئی زیور رعمیس تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ رعمیس۔ یہ اس کے پاس کیسے آ گیا۔ مجھے دکھاؤ"...... عمران نے اچھلتے ہوئے کہا اور جوزف کے ہاتھ سے زیور جھپٹ کر وہ تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا واپس مکان کے اندر داخل ہو گیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب"...... عمران کے کمرے میں داخل ہوتے ہی وہاں موجود اس کے سارے ساتھیوں نے چونک کر کہا۔ فیلیا بھی خوفزدہ سی نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"وہ مارا جا چکا ہے۔ جوزف نے اپنے مخصوص طریقے سے اس کی ناف میں خنجر مار کر اسے ہلاک کر دیا ہے۔ لیکن مس فیلیا۔ مجھے افسوس ہے کہ تمہارا ذاتی ملازم جاگر بھی اس کی بھینٹ چڑھ چکا ہے"...... عمران نے کہا تو فیلیا بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر شدید خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ج۔ ج۔ جاگر۔ جاگر مارا گیا۔ کس طرح۔ اوہ۔ اوہ۔ اسی لئے وہ کمرے میں موجود نہ تھا"...... فیلیا نے انتہائی خوف زدہ سے لہجے میں کہا۔

"یہ شیطانی عفریت ایک خاص مقصد کے لئے یہاں بھیجا گیا تھا اور اسے یقیناً پروفیسر البرٹ نے بھیجا ہے۔ لیکن اس سے ایک غلطی ہو گئی

ہے کہ اسے یہ احساس نہیں رہا کہ اس قسم کے شیطانی عفریت جب کسی کام پر لگائے جائیں تو وہ شیطانی قانون کے تحت لازماً اپنی بھینٹ لیتے ہیں۔ جاگر کے کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ اس عفریت نے جاگر کو دیکھ لیا چنانچہ اس نے اپنی بھینٹ کے لئے اسے منتخب کیا اور وہ اسے اٹھا کر باہر لے گیا اور پھر اس کو ادھیڑ کر اس کا خون پی لیا۔ اسی لئے اس کے منہ کے اطراف کے بال سرخ نظر آرہے تھے۔ جاگر کی لاش درخت کے پیچھے پڑی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ پہلے نظر نہ آئی۔ جوزف کو اس عفریت کی ہلاکت کے بارے میں علم تھا کہ اس کی موت اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ اس کی ناف کے عین درمیان میں خنجر اتار دیا جائے جو بظاہر ناممکن نظر آتا ہے۔ کیونکہ اس کے پورے جسم پر بال ہی بال ہیں لیکن جوزف کے بقول اس کے جسم سے نکلنے والی بو کا مرکز اس کی ناف ہی ہوتا ہے۔ اس لئے جوزف کا خیال تھا کہ وہ مرکز تلاش کر لے گا اور وہی ہوا۔ جوزف باہر نکل کر دروازے کے دائیں ہاتھ پر موجود کوڑے کے ڈرم کے پیچھے چھپ گیا اور نشانہ متعین کرتا رہا۔ میں باہر نکلا تو اس عفریت نے مجھے دیکھ لیا اور کہا کہ تم ہی وہی عمران ہو جس کی وجہ سے آقا پریشان ہے۔ اگر آقا نے حکم دیا ہوتا تو میں تمہیں ابھی ہلاک کر دیتا۔ ابھی اس کا فقرہ مکمل ہوا ہی تھا کہ جوزف نے خنجر مار دیا جو میرے سامنے اڑتا ہوا اس کے جسم پر موجود بالوں میں گھس گیا اور جوزف نے واقعی حیرت انگیز مہارت کا مظاہرہ کیا ہے کہ اس کا نشانہ سو فیصد درست ثابت ہوا۔ وہ عفریت خنجر کی

ضرب کھا کر پہلے عقب میں موجود درخت سے ٹکرایا اور پھر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ اس وقت اس کے قریب جانے سے ہمیں پہلی بار جاگر کی ادھڑی ہوئی لاش نظر آئی اور ہاں۔ ایک اور خاص بات یہ کہ اس کے ہاتھ سے اصل رمھیں بھی ملا ہے جو رمھیں پروفیسر البرٹ کے پاس تھا"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے رمھیں کو سب کے سامنے کر دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ ہے وہ شیطانی زیور۔ جس کے لئے یہ سب کچھ ہو رہا ہے"۔ صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن کیوں۔ یہ اس عفریت کے پاس کیوں تھا اور وہ یہاں کیوں آیا تھا"...... فیلیا نے اسی طرح خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے آنے سے پہلے کیپٹن شکیل نے اپنی ذہانت سے یہی تجزیہ پیش کیا تھا۔ یہ پروفیسر البرٹ کی خوفناک سازش تھی۔ یہ زیور اس وقت تک بے کار ہے جب تک اس پر میرے جسم کے خون کا آخری قطرہ نہ ڈالا جائے۔ اس لئے پروفیسر نے اس عفریت کو یہ زیور دے کر ایک خاص مقصد کے لئے یہاں بھیجا ہے۔ یہ عفریت باہر موجود تھا اور ہمیں اس کا علم تک نہ تھا۔ اگر یہ جاگر کو ہلاک نہ کر دیتا اور تم اتفاق سے جاگر کو تلاش کرنے کے لئے اس کے کمرے میں نہ جاتیں تو ہمیں اس عفریت کے بارے میں قطعی کوئی علم نہ ہوتا۔ جہاں تک میرے خون کے آخری قطرے کا تعلق ہے۔ پروفیسر نے اس کے لئے تمہیں آلہ کار بنانے کی پلاننگ کی ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ

لہجے میں کہا۔

"مجھے۔ کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں۔ میں کیسے آلہ کار بن سکتی ہوں"...... فیلیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے پہلے بتایا تھا کہ پروفیسر نے تمہیں فون پر جب کہا کہ تم کل اس کے پاس آ رہی ہو تو تم جانے کے لئے تیار ہو گئیں۔ حالانکہ اس سے پہلے تمہارے ذہن میں کل پروفیسر کے پاس جانے کا کوئی خیال تک نہ تھا بلکہ تم دو چار روز بعد جانا چاہتی تھیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پروفیسر فون پر بھی تمہارے ذہن کو کنٹرول کر سکتا ہے اور تم سے اپنا حکم منوا سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے عفریت کو اس لئے رغمیس دے کر بھیجا ہو کہ وہ تمہیں فون پر مجھے ہلاک کرنے کا حکم دے اور جب تم اس کے حکم پر مجھے ہلاک کر دو تو پھر وہ عفریت اندر آ کر اس رغمیس پر میرا خون لگاتا۔ اس طرح رغمیس کی طاقت بھی زندہ ہو جاتی اور میں بھی ہلاک ہو جاتا۔ پروفیسر کے دونوں کام ہو سکتے تھے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اسے یہاں ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی جبکہ آپ کل مس فیلیا کے ساتھ اس کے پاس جا رہے تھے۔ یہ کام وہاں تو زیادہ آسانی سے وہ کر سکتا تھا"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ وہاں یہ کام نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے کہ مس فیلیا کے اندر قدرتی طور پر شیطان کے خلاف ایک ایسی صلاحیت موجود ہے کہ اس کے جسم سے تقریباً ایک کلو میٹر کے فاصلے تک عام شیطانی طاقت

کام نہیں کر سکتی۔ اس لئے پروفیسر نے فون پر یہ کام کرنا چاہا۔ کیونکہ اس طرح فاصلہ کور ہو جاتا ہے تانگورا مخلوط قوت ہے اس لئے یقیناً مخلوط قوت اس حصار میں داخل ہو سکتی ہو گی۔ اسی لئے پروفیسر نے رغمیس تانگورا کو دے کر یہاں بھیجا تھا"...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک دور سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ یہ تو میرے بیڈ روم کے مخصوص فون کی گھنٹی ہے"۔ فیلیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ یقیناً پروفیسر کا فون ہو گا۔ تمہارے فون میں لاؤڈر تو ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ہے۔ لیکن باہر والے فون میں ہے۔ بیڈ روم والے فون میں نہیں ہے۔ کیوں"...... فیلیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس بیڈ روم والے فون کو باہر والے فون سے لنک کر دو۔ میں خود تمہاری آواز میں پروفیسر سے بات کروں گا۔ جلدی کرو"۔ عمران نے کہا۔

"میری آواز میں۔ مگر"...... فیلیا نے حیران ہو کر کہا۔

"دیر نہ کرو۔ باقی باتیں بعد میں ہو جائیں گی"...... عمران نے کہا تو فیلیا سر ہلاتی ہوئی تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے کمرے سے باہر آ گئے۔ پھر فیلیا تو اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھ گئی جب کہ عمران اپنے ساتھیوں

سمیت اس بڑے کمرے میں آ گیا جہاں فون پڑا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد اس فون کی گھنٹی بجنے لگی تو عمران سمجھ گیا کہ بیڈ روم کے فون کا لنک اس فون سے ہو گیا ہے۔ گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ چند لمحوں بعد فیلیا بھی آ گئی۔

"اب تم خاموش رہو گی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو"...... عمران کے منہ سے فیلیا کی آواز نکلی لیکن لہجہ خمار آلود تھا۔ بالکل اس طرح جیسے کسی کو گہری نیند سے اچانک اٹھایا گیا ہو۔ فیلیا کے چہرے پر انتہائی شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن وہ خاموش رہی۔

"ہیلو بے بی۔ میں پروفیسر بول رہا ہوں۔ بہت گہری نیند سو رہی تھیں تم"...... دوسری طرف سے پروفیسر کی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد شیریں تھا۔

"آپ۔ اوہ۔ آپ نے اس وقت آدھی رات کو فون کیا ہے۔ خیریت"...... عمران نے فیلیا کے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز بے حد فطری تھا۔

"وہ عمران تمہارے پاس ہے یا چلا گیا ہے"...... پروفیسر نے پوچھا۔

"یہیں ہے۔ اپنے کمرے میں سو رہا ہو گا۔ کیوں"...... عمران نے جواب دیا۔ لاؤڈر آن ہونے کی وجہ سے پروفیسر کی آواز پورے کمرے

میں سنائی دے رہی تھی۔

"کیا وہ اکیلا سو رہا ہے یا اپنے ساتھیوں کے ساتھ"...... پروفیسر نے پوچھا۔

"اکیلا سو رہا ہے۔ اس کے ساتھی دوسرے بڑے کمرے میں ہیں۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میری بات سنو بے بی۔ غور سے سنو"...... اچانک پروفیسر کی آواز سرد اور لہجہ بے حد تحکمانہ ہو گیا۔

"سن رہی ہوں"۔ عمران کا لہجہ بھی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"تم نے میرے حکم کی تعمیل کرنی ہے۔ بولو کرو گی تعمیل"۔ پروفیسر کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"ہاں۔ کروں گی تعمیل"...... عمران نے جواب دیا۔

"ایک سے دس تک گنتی سناؤ"...... یکلخت پروفیسر نے کہا تو عمران نے فوراً بغیر کسی ہچکچاہٹ کے گنتی شروع کر دی۔

"ٹھیک ہے۔ اب میرا حکم سنو۔ باورچی خانے میں جا کر چھری اٹھاؤ اور سوتے ہوئے عمران کو ذبح کر دو۔ کیا تم ایسا کرو گی"۔ پروفیسر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"میں ایسا کروں گی"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو جاؤ اور حکم کی تعمیل کرو"...... پروفیسر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اسی لمحے فیلیا تیزی سے

مڑی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ نیند کی حالت میں چل رہی ہو۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"یہ مس فیلیا کہاں چلی گئی ہیں"...... صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"باورچی خانے میں چھری اٹھانے تاکہ علی عمران کو ذبح کیا جا سکے۔ پروفیسر یقیناً بوڑھا آدمی ہے۔ اس لئے اس نے چھری کا سہارا لیا ہے۔ مجھ جیسا جوان ہوتا تو اسے معلوم ہوتا کہ کسی حسینہ کو یہ کہنا کہ وہ چھری سے کسی جوان کو ذبح کرے۔ اس کے حسن کی توہین ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ بات تو آپ کر رہے تھے۔ پھر مس فیلیا پر کیسے اثر ہو گیا"...... صفدر نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر کی آواز فیلیا کے کانوں تک بھی پہنچ رہی تھی اور اب تم نے پروفیسر کی طاقت دیکھی کہ صرف آواز پہنچنے پر ہی فیلیا تعمیل کرنے چل پڑی ہے۔ اگر اس عفریت کا سلسلہ درمیان میں نہ آ جاتا تو فیلیا اپنے بیڈ روم میں یہ کال سنتی اور ہم پڑے سو رہے ہوتے۔ پھر کیا ہوتا"۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے فیلیا واپس دروازے پر نمودار ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں واقعی سبزی کاٹنے والی ایک تیز چھری موجود تھی۔ اس کی نگاہیں جیسے ہی عمران کی نگاہوں سے ٹکرائیں۔ آگے بڑھتی ہوئی فیلیا یکلخت ایک جھٹکے سے رک گئی۔ اس کا پتھریلا چہرہ اور پتھریلا ہونے لگ

گیا اور پھر چند لمحوں بعد عمران نے مسکراتے ہوئے نظریں ہٹائیں تو فیلیا کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر ابھر آنے والا پتھریلا تاثر یکلخت غائب ہو گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ چھری۔ کیا مطلب۔ میرے ہاتھ میں"...... فیلیا نے اچانک چھری والا ہاتھ اٹھا کر چھری کو دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم یہ چھری مجھے ذبح کرنے کے لئے باورچی خانے سے اٹھا کر لائی ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہاں ہاں مجھے یاد آ رہا ہے کہ میرے ذہن سے پروفیسر کی آواز ٹکرائی تھی پھر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے ذہن پر اس آواز نے کوئی پردہ سا تان دیا ہو اور اب اچانک پردہ ہٹ گیا ہے مگر۔ مگر یہ چھری"...... فیلیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے ذہن کو پروفیسر نے اپنی آواز سے گرفت میں لے لیا تھا۔ میں نے صرف تمہارے ذہن سے پروفیسر کی گرفت ختم کی ہے ورنہ تم یقیناً مجھے ذبح کرنے کی بھرپور کوشش کرتیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسا ہے تو پھر تو"...... فیلیا نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسا ہی ہے۔ کم از کم اب تمہیں اس بات کا تو یقین ہو گیا ہو گا کہ پروفیسر تمہارا دوست نہیں ہے۔ وہ صرف تمہیں آلہ کار بنانا چاہتا

ہے"....... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اب مجھے تمہاری بات پر مکمل یقین آ گیا ہے۔ کاش۔ کسی طور مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ پروفیسر نے میری ماں کو قتل کیا ہے یا نہیں۔ کم از کم خلش تو دور ہو جائے گی"....... فیلیا نے چھری ایک طرف پھینکتے ہوئے انتہائی افسردہ لہجے میں کہا۔

"اگر میں تمہیں اس کا ثبوت مہیا کر دوں تو"....... عمران نے کہا تو فیلیا چونک پڑی۔

"تو میں اس شیطان کو ذبح کر دوں گی"....... فیلیا نے چونک کر کہا۔

"نہیں فیلیا۔ وہ تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔ وہ انتہائی خوفناک شیطانی طاقتوں کا مالک ہے۔ اس لئے یہ خیال تم ذہن سے نکال دو"....... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا اس شیطان کو ختم کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے"....... اچانک نعمانی نے کہا۔

"بے شمار طریقے ہوں گے اور کسی نہ کسی وقت اس پر عمل بھی ہو جائے گا کیونکہ سوائے اللہ تعالیٰ کے باقی ہر چیز کو فنا ہونا ہے"۔ عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی عمران کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... عمران کے حلق سے فیلیا کی آواز نکلی۔

"شٹ اپ۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ فیلیا کی آواز میں تم علی عمران بول رہے ہو اور تمہارے اس سیاہ فام ساتھی نے میری طاقت کو بھی ہلاک کر دیا ہے لیکن تم میری طاقتوں سے ابھی پوری طرح واقف نہیں ہو۔ میں تمہیں کچل کر رکھ دوں گا"....... اس بار دوسری طرف سے پروفیسر کی غصے کی شدت سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جو طاقتور ہوتا ہے پروفیسر۔ وہ دھوکے سے کام نہیں لیا کرتا۔ جبکہ تم نے دھوکے سے مجھے ختم کرانے کی کوشش کی ہے"۔ عمران نے اس بار اپنی اصل آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کاش۔ مجھے پہلے احساس ہو جاتا کہ ڈارمن کو بھینٹ چاہئے تو میں یہاں ہی اس کی بھینٹ کا انتظام کر دیتا۔ بہرحال اس بار تم بچ گئے ہو لیکن کب تک بچ سکو گے"....... پروفیسر نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہارا بھیجا ہوا رحمیس اس وقت میرے پاس ہے پروفیسر۔ اگر تم مجھ سے ایک معاہدہ کر لو تو میں نہ صرف رحمیس تمہیں واپس دے سکتا ہوں بلکہ اس کی طاقت کو دوبارہ زندہ کرنے کا آسان طریقہ بھی تمہیں بتا سکتا ہوں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ طاقت صرف تمہارے خون کے آخری قطرے سے ہی زندہ ہو سکتی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تم کسی معاہدے کے تحت بہرحال اپنی جان نہیں دے سکتے"....... پروفیسر نے جواب دیا۔

"تمہاری یہ شیطانی طاقت جس طرح ہلاک ہوئی ہے تمہیں اس کا

تو پتہ چل گیا ہو گا حالانکہ تمہارے ذہن میں یہ طریقہ بہر حال موجود نہ تھا"........ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن"........ پروفیسر نے کہا۔

"لیکن ویکن چھوڑو پروفیسر۔ اس کائنات میں بے شمار نظام کام کر رہے ہیں اور بے شمار راز ایسے ہیں جنہیں تم یا تمہارے قبضے میں موجود شیطانی طاقتیں نہیں جانتیں۔ اس لئے تمہارا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ رگمیس کی یہ طاقت صرف میرے جسم کے خون کے آخری قطرے سے ہی زندہ ہو سکتی ہے۔ اس کے زندہ کرنے کے اور بھی بے شمار طریقے ہیں"........ عمران نے جواب دیا۔

"تم کس معاہدے کی بات کر رہے ہو"........ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پروفیسر کی آواز سنائی دی۔

"بڑا آسان سا معاہدہ ہے کہ تم اپنی رضا اور رغبت سے مسلمان ہو جاؤ"........ عمران نے کہا۔

"یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ نہیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ میرا تعلق شیطان سے ہے۔ میں مسلمان کیسے ہو سکتا ہوں۔ پھر تو مجھ سے تمام شیطانی طاقتیں چھین لی جائیں گی"........ پروفیسر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"بابا قاقم کی مثال تمہارے سامنے ہے۔ وہ بھی تو مسلمان تھا۔ کیا مسلمانوں میں شیطان صفت لوگ نہیں ہوتے"........ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن تمہیں اس سے کیا فائدہ ہو گا"........ اچانک پروفیسر نے کہا۔

"تم مسلمان ہو گئے تو مجھے یقین آ جائے گا کہ تم اس رگمیس کو مسلمانوں کے خلاف استعمال نہیں کرو گے اور پھر مجھے اس کی پرواہ نہ رہے گی کہ تم اس رگمیس کی طاقت کو زندہ کر کے کیا کرتے ہو۔ کیا نہیں کرتے"........ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن پہلے تم وہ طریقہ بتاؤ جس سے اس کی طاقت زندہ ہو سکتی ہے"۔ پروفیسر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"بڑا آسان سا طریقہ ہے۔ یہ رگمیس صحرائی تیتر کے خون سے ختم ہوا ہے۔ تم اگر اس پر ہدہد پرندے کا خون لگا دو تو اس کی طاقت دوبارہ زندہ ہو جائے گی"........ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ تم درست کہہ رہے ہو۔ واقعی ہدہد پرندے کا خون اسے زندہ کر سکتا ہے۔ لیکن میں مسلمان نہیں ہو سکتا"........ پروفیسر نے کہا۔

"تو پھر یہ سوچ لو کہ رگمیس اب تمہیں کبھی نہیں مل سکے گا۔ یہ اس وقت میرے قبضے میں ہے اور میں اسے مکمل طور پر ضائع کرنا بھی جانتا ہوں"........ عمران نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو کیا تم رگمیس میرے حوالے کر دو گے"........ پروفیسر نے کہا۔

"ہاں۔ بالکل کر دوں گا لیکن شرط یہی ہے کہ تم میرے سامنے کلمہ

طیبہ پڑھو اور مسلمان ہو جاؤ"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سوچ کر تمہیں جواب دوں گا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ وہ اگر آپ کے سامنے مسلمان ہو بھی گیا تو اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ وہ بعد میں مرتد نہ ہو جائے گا"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔ لیکن اب میں اس کھیل سے اکتا گیا ہوں۔ میں اب اسے کسی نہ کسی منطقی انجام تک پہنچانا چاہتا ہوں اگر وہ مرتد ہو گیا تو اس کی سزا بھی اسے قدرت کی طرف سے خود ہی مل جائے گی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر نے ایسے انداز میں کندھے اچکائے جیسے اسے عمران کے اس فیصلے کی قطعی سمجھ نہ آئی ہو۔ لیکن شاید عمران کے موڈ کی وجہ سے اس نے مزید کوئی بات نہ کی تھی۔

پروفیسر کے چہرے پر گہری سوچ کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کی آنکھیں سکڑی ہوئی تھیں۔ صاف لگ رہا تھا کہ وہ ذہنی طور پر بہت دور کی بات سوچنے میں مصروف ہے۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا کرسی سے اٹھ کر وہ اس کمرے میں آیا جہاں وہ پیرن کو بلایا کرتا تھا۔ کمرے کے درمیان بنے ہوئے چبوترے پر بیٹھ کر اس نے پیرن کو ایک بار پھر بلانے کی کارروائی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد سامنے کی دیوار درمیان سے پھٹی اور بوڑھا پیرن اندر داخل ہوا اور پروفیسر کے سامنے مؤدبانہ انداز میں سر جھکا کر بیٹھ گیا۔

"پیرن۔ میں ذہنی طور پر بے حد الجھ گیا ہوں۔ اس لئے میں بار بار تمہیں طلب کر رہا ہوں"...... پروفیسر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں آقا۔ میرا تو کام ہی آپ کی خدمت ہے"۔ پیرن نے جواب دیا۔

"تمہیں معلوم ہو گا کہ تمہارے مشورے پر میں نے ڈارمن کو عمران کے پاس بھیجا تھا تاکہ میں فیلیا کو کال کر کے عمران کو ذبح کرا دوں اور ڈارمن اندر داخل ہو کر عمران کے خون کے آخری قطرے سے رمیس کو زندہ کر کے مجھے لا دے۔ لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ ڈارمن خود ختم ہو گیا اور رمیس عمران کے قبضے میں چلا گیا ہے"........ پروفیسر نے اسی طرح الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھ سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے آقا۔ اگر آپ سکورتی کو بلا کر اس سے نہ پوچھ لیتے کہ فیلیا نے آپ کے حکم کی تعمیل کی ہے یا نہیں۔ تو وہ عمران آپ کو اپنی آواز سے لازماً دھوکہ دے جاتا۔ میرے آقا آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ کوئی بھی شیطانی طاقت جب کوئی خاص کام سرانجام دیتی ہے تو اسے شیطانی قانون کے مطابق بھینٹ دینی پڑتی ہے۔ آپ نے ڈارمن کو بھینٹ نہ دی تو اس نے فیلیا کے ملازم کی بھینٹ لے لی اور یہیں سے معاملہ بگڑ گیا اور آقا۔ آپ کے اور عمران کے درمیان جو بات چیت ہوئی ہے میں اس سے بھی باخبر ہوں"........ پیرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر مجھے بتاؤ کہ میں کیا کروں۔ عمران نے آخر کیا سوچ کر مجھے یہ کہا ہے کہ میں اس کے سامنے مسلمان ہو جاؤں تو وہ رمیس میرے حوالے کر دے گا اور ساتھ ہی اس نے رمیس کو زندہ کرنے کا انتہائی آسان طریقہ بھی بتا دیا ہے۔ جو طریقہ تم نے بھی مجھے نہیں بتایا تھا"۔ پروفیسر کے لہجے میں اس بار قدرے تلخی بھی شامل تھی۔

"عمران نے جو طریقہ بتایا ہے وہ درست ہے میرے آقا۔ آپ خواہ مخواہ مجھ پر غصہ کر رہے ہیں۔ اس کائنات کے بے شمار راز ہیں۔ ضروری نہیں کہ سب طاقتیں سب رازوں سے واقف ہوں۔ میری باخبری کی بھی ایک حد ہے اور میں اس حد سے باہر نہیں جا سکتا۔ میں نے جو طریقہ آپ کو بتایا تھا کہ عمران کے خون کے آخری قطرے سے رمیس دوبارہ زندہ ہو سکتا ہے وہ بھی درست ہے۔ اس طرح آپ کے دونوں کام ہو سکتے تھے۔ میں اس طریقے کو جانتا تھا لیکن عمران دوسرا طریقہ جانتا ہے۔ اس طرح اور بھی ہزاروں لاکھوں طریقے ایسے ہوں گے جن سے نہ میں واقف ہوں اور نہ عمران۔ جہاں تک عمران نے آپ کو مسلمان ہونے کی بات ہے تو عمران نے جب آپ سے گفتگو ختم کر لی تو اس کے ساتھی سے اس کی جو گفتگو ہوئی جو آپ انسان ہونے کے ناطے نہیں سن سکتے تھے مگر میں اس سے بھی باخبر ہوں۔ اس کے ساتھی نے اس سے پوچھا تھا کہ اگر آپ مسلمان ہونے کے بعد دوبارہ بدل گئے تو پھر۔ اس پر عمران نے جو کچھ کہا ہے وہ اس کے ذہن کو آشکارا کرتا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ میں اس کھیل سے اکتا گیا ہوں اور اب اسے کسی منطقی انجام تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ مسلمان ہونے کے بعد بدل کر مرتد ہو گئے تو قدرت آپ کو سزا دے گی"........ پیرن نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ عمران بس اب اپنا پیچھا چھڑانا چاہتا ہے لیکن یہ رمیس کو بھی تو مکمل طور پر ضائع کر سکتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ

اس کا طریقہ بھی اسے آتا ہے۔ پھر وہ مجھے مسلمان ہونے کا کیوں کہہ رہا ہے۔ نہیں پیرن یہ عمران انتہائی شاطرانہ دماغ کا مالک ہے۔ اس نے یہ پیشکش کسی خاص وجہ سے کی ہے اور میں اس وجہ کو جانتا چاہتا ہوں"...... پروفیسر نے کہا۔

"وہ واقعی شاطرانہ ذہن رکھتا ہے پروفیسر۔ لیکن میں اس کے ذہن کی گہرائیوں میں موجود سوچ کو نہیں جان سکتا۔ میری باخبری صرف اس حد تک ہے کہ جس حد تک وہ زبان سے بولتا ہے یا دل میں ارادہ کرتا ہے اگر آپ اس کے ذہن کی گہرائیوں کو جانتا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو بلسان کو طلب کرنا پڑے گا۔ اسے بھینٹ دینی ہوگی۔ وہ آپ کو بتا سکتا ہے کہ عمران کیا سوچ رہا ہے اور کیا نہیں"...... پیرن نے جواب دیا۔

"بلسان۔ تمہارا مطلب وہ طاقت ہے جو انسانی ذہن میں وسوسہ پیدا کر کے لوگوں کو گمراہ کرتی ہے"...... پروفیسر نے چونک کر پوچھا

"ہاں آقا۔ صرف بلسان ہی انسانی ذہن میں داخل ہو کر اس کی سوچ سے آگاہ ہو سکتا ہے اور کوئی نہیں"...... پیرن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے اچھا اور مناسب مشورہ دیا ہے۔ اب تم جا سکتے ہو"...... پروفیسر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پیرن اٹھا اور واپس دیوار کے خلا کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دیوار میں غائب ہو چکا تھا۔ پروفیسر نے دونوں ہاتھوں سے تین بار مخصوص انداز میں تالی بجائی اور پھر منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس

کے سامنے زمین پھٹی اور ایک سیاہ رنگ کا کیڑا سا زمین سے نکل آیا۔ اس کیڑے کی ہزاروں ٹانگیں تھیں اور ہر ٹانگ کے اوپر ایک آنکھ بنی ہوئی تھی۔ کیڑے نے باہر آتے ہی تیزی سے ٹانگوں کو ادھر ادھر حرکت دی اور پھر ایک گھٹی گھٹی سی آواز سنائی دی۔

"بلسان حاضر ہے آقا۔ آپ نے مجھے کیوں طلب کیا ہے آقا"۔ آواز ایسی تھی جیسے کوئی سرگوشی کر رہا ہو۔

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم عمران کے ذہن میں داخل ہو کر یہ معلوم کرو کہ اس نے مجھے مسلمان ہونے کے لئے کیوں کہا ہے۔ اس کے ذہن میں اس کی اصل وجہ کیا ہے اور کیا وہ رحمیں میرے حوالے کرنا چاہتا ہے یا نہیں"...... پروفیسر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کے لئے مجھے بھینٹ چاہئے آقا۔ اپنے خون کے دس قطرے مجھ پر ٹپکا دیجئے آقا۔ پھر میں اس عمران کے ذہن میں داخل ہو سکوں گا ورنہ نہیں"...... وہی سرگوشی دوبارہ سنائی دی تو پروفیسر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک تیز چاقو نکالا۔ اپنی انگلی پر کٹ ڈالا اور اس میں سے نکلنے والے خون کے قطرے اس نے اس سیاہ کیڑے پر ٹپکانے شروع کر دیئے۔ جیسے جیسے قطرے اس کیڑے پر پڑ رہے تھے وہ تیزی سے پھولتا جا رہا تھا۔ جب دس قطرے اس پر پڑے تو وہ خاصا بڑا ہو گیا۔

"بس آقا۔ آپ کے خون نے مجھے وہ طاقت بخش دی ہے کہ جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اب میں آپ کے حکم کی تعمیل آسانی سے کر سکتا ہوں"...... کیڑے نے کہا اور دوسرے لمحے وہ یکلخت زمین

کے اندر جیسے غائب ہو گیا۔ پروفیسر نے انگلی پر لگے ہوئے زخم کو خود ہی چاٹنا شروع کر دیا۔ اس طرح اس کے زخم سے خون رسنا بند ہو گیا۔ تقریباً نصف گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد کیڑا دوبارہ نمودار ہوا تو پروفیسر چونک پڑا۔

"میں معلوم کر آیا ہوں آقا۔ ویسے اس کا ذہن انتہائی طاقتور ہے۔ لیکن آپ کے خون کی بھینٹ نے مجھے اس کے دماغ سے بھی زیادہ طاقتور بنا دیا تھا۔ میں نے معلوم کر لیا ہے آقا۔ وہ آپ کو اس لئے مسلمان ہونے کا کہہ رہا ہے کہ آپ کے مسلمان ہوتے ہی آقا آپ شیطانی دنیا کے جس منصب پر موجود ہیں اس سے خود بخود نیچے اتر آئیں گے اور آپ کو دوبارہ اس منصب پر آنے کے لئے ایک بار پھر طویل جدوجہد کرنا پڑے گی اور اس کے لئے آپ کو ایک ہزار بے گناہ افراد کا خون بہانا پڑے گا اور عمران یہی چاہتا ہے کیونکہ اس کے ذہن میں یہ بات ہے کہ آپ بوڑھے آدمی ہیں۔ ایک ہزار بے گناہ افراد کو تلاش کرنے اور ان کا خون بہانے کے لئے آپ کو نجانے کتنے سال لگ جائیں اور اس دوران آپ رحمیس کو زندہ کر لینے کے باوجود اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکیں گے اور عمران کا خیال ہے کہ اس دوران آپ کی طبعی عمر بھی پوری ہو جائے گی۔ اس طرح یہ معاملہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا"...... بلسان نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں ایک ہزار افراد کا خون اپنی خاص طاقتوں کے ذریعے ایک دن میں بھی کر سکتا ہوں۔ مجھے اس کے لئے کئی سال کیوں لگیں

گے"...... پروفیسر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ عمران شیطانی دنیا اور آپ کی طاقتوں سے پوری طرح واقف نہیں ہے آقا۔ اس لئے وہ ایسا سوچ رہا ہے"...... بلسان نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ مجھے اس کی پیشکش سے فوراً فائدہ اٹھا لینا چاہئے"۔ پروفیسر نے کہا۔

"آپ ظاہری طور پر اس کے سامنے مسلمان ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد جب چاہیں بدل سکتے ہیں اور اپنا مقصد حاصل کر سکتے ہیں اور اس دوران وہ آپ کو کوئی نقصان بھی نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ بہرحال آپ شیطان کے بڑے دائرے کے اندر تو رہ جائیں گے۔ اس سے باہر تو نہیں نکل جائیں گے لیکن اس سے آپ کو یہ فائدہ ہو گا کہ آپ رحمیس حاصل کر کے اس کی طاقت کو زندہ کر لیں گے اور اس طرح آپ اپنی جدوجہد میں مکمل طور پر کامیاب ہو جائیں گے"۔ بلسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے اچھی طرح اس کے ذہن کو ٹٹول لیا ہے ناں۔ کہیں وہ تمہیں تو دھوکہ نہیں دے رہا"...... پروفیسر نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ اس کے ذہن میں جو کچھ ہے وہ میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ اسے تو معلوم ہی نہ ہو گا کہ میں نے اس کے ذہن کو ٹٹول لیا ہے"...... بلسان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ"...... پروفیسر نے کہا اور اس کے ساتھ

ہی وہ کیڑا غائب ہو گیا۔ پروفیسر نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر وہ چبوترے سے اتر کر اس کمرے سے نکل کر دوبارہ پہلے والے کمرے میں آیا۔ اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"پروفیسر بول رہا ہوں"...... پروفیسر نے کہا۔

"اچھا۔ بڑی جلدی سوچ لیا ہے تم نے"...... دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں زیادہ سوچ بچار کا قائل نہیں ہوں۔ ٹھیک ہے۔ مجھے تمہاری پیشکش قبول ہے۔ تم یہاں میرے پاس آجاؤ۔ میں تمہارے سامنے مسلمان ہو جاؤں گا اور تم اپنے وعدے کے مطابق رحمیس میرے حوالے کر کے واپس چلے جانا"...... پروفیسر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اس طرح مجھے کم از کم یہ اطمینان تو بہرحال رہے گا کہ میں نے تم جیسے شیطان کے بڑے نائب کو مسلمان کر دیا ہے۔ اس کے بعد تم کیا کرتے ہو کیا نہیں۔ یہ میرا مسئلہ نہیں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"میں تمہارا انتظار کروں گا"...... پروفیسر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

"تم پروفیسر کو نہیں جانتے عمران۔ میں دیکھوں گا کہ رحمیس مجھے

دینے کے بعد تم یہاں سے زندہ اور صحیح سلامت کیسے جاتے ہو۔ تمہاری ہڈیاں یہیں گل سڑ جائیں گی اور تمہاری روح بھی قیامت تک یہیں قید رہے گی"...... پروفیسر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی آنکھوں میں اب خاص شیطانی انداز کی چمک ابھر آئی تھی۔

پروفیسر کی رہائش گاہ کے ایک بڑے کمرے میں عمران اپنے ساتھیوں اور فیلیا سمیت بیٹھا ہوا تھا۔ یہ خاصی بڑی اور انتہائی شاندار سازوسامان سے آراستہ رہائش گاہ تھی۔ یہاں کی شان وشوکت دیکھ کر لگتا تھا جیسے وہ کسی پروفیسر کی رہائش گاہ کی بجائے کسی قدیم دور کے شہنشاہ کے شاندار محل میں بیٹھے ہوئے ہوں۔ صرف فرق اتنا تھا کہ یہاں غلام اور کنیزیں نظر نہ آ رہی تھیں۔ وہ سب ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں پہنچے تھے۔ ملازم نے انہیں اس کمرے میں لا کر بٹھایا تھا اور یہ کہہ کر چلا گیا کہ وہ پروفیسر کو ان کے آنے کی اطلاع دینے جا رہا ہے اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد پروفیسر اندر داخل ہوا تو فیلیا اٹھ کر کھڑی ہو گئی جب کہ عمران اور اس کے ساتھی ویسے ہی بیٹھے رہے۔

"آؤ بے بی۔ بڑے عرصے بعد تمہارا یہاں آنا ہوا ہے"....... پروفیسر نے آگے بڑھ کر فیلیا کو گلے سے لگاتے ہوئے بڑے شفقت بھرے لہجے

میں کہا۔

"آپ نے خود ہی مجھے یہاں سے نکال دیا تھا۔ مجھے یہاں کے ایک ایک ذرے سے اپنی ماں کی خوشبو آ رہی ہے"....... فیلیا نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تمہاری ماں اس محل کی ملکہ تھی"....... پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران کی طرف بڑھا۔

"سوری پروفیسر۔ جب تک آپ مسلمان نہیں ہو جاتے۔ نہ ہی ہم آپ کے استقبال کے لئے اٹھیں گے اور نہ ہی آپ سے مصافحہ کریں گے"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا اسلام میں غیر مذہب کے انسانوں کا احترام نہیں کیا جاتا"....... پروفیسر نے پیچھے ہٹ کر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"بہت کیا جاتا ہے۔ اسلام تو رواداری کو سب سے مقدم سمجھتا ہے لیکن معاف کیجئے آپ صرف انسان ہی نہیں ہیں۔ شیطان کے نائب ہیں اور آپ کو احترام دینا دراصل شیطان کو احترام دینے کے مترادف ہے اور کوئی بھی مسلمان جانتے بوجھتے ایسا نہیں کر سکتا۔ ہماری تو پوری زندگی شیطان اور اس کے پیروکاروں کے خلاف جدوجہد کے لئے وقف ہے"....... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ تمہارے اپنے خیالات ہیں۔ پہلے تم مجھے رقمیں دکھاؤ تا کہ مجھے معلوم ہو سکے کہ تم نے اسے مکمل طور پر ضائع تو نہیں

کر دیا"۔ پروفیسر نے کہا تو عمران نے کوٹ کی جیب سے رمیں نکالا اور اسے ہاتھ میں پکڑ کر پروفیسر کے سامنے کر دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اب تم کیا چاہتے ہو"........ پروفیسر نے کہا۔

"آپ میرے سامنے اپنی رضا و رغبت سے کلمہ طیبہ پڑھیں اور اعلان کریں کہ آپ مسلمان ہو گئے ہیں اور آپ اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کے پابند ہیں"......... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کلمہ پڑھنا ضروری ہے۔ میں ویسے ہی اعلان کر دیتا ہوں"۔ پروفیسر نے کہا۔

"نہیں۔ بغیر کلمہ پڑھے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا"........ عمران نے کہا۔

"تم کلمہ دوہراؤ۔ میں ساتھ ساتھ دوہراتا رہوں گا۔ کیونکہ مجھے کلمہ نہیں آتا"........ پروفیسر نے کہا۔

"میں اسے پڑھتا ہوں تم سن لو۔ پھر خود پڑھنا"........ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اونچی آواز میں کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کر دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب میں پڑھتا ہوں"........ پروفیسر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ عمران کے ساتھی خاموش بیٹھے یہ حیرت انگیز منظر دیکھ رہے تھے۔

"بس اب تو میں نے کلمہ پڑھ لیا ہے۔ اب وہ رمیں مجھے دے

دو"........ پروفیسر نے کلمہ پڑھتے ہی کہا۔

"اعلان کرو کہ میں نے اپنی رضا و رغبت سے کلمہ پڑھا ہے اور میں مسلمان ہو گیا ہوں"........ عمران نے جیب سے ایک بار پھر رمیں نکالتے ہوئے مسکرا کر کہا تو پروفیسر نے عمران کے کہنے کے مطابق باقاعدہ اعلان کر دیا۔

"کافی ہے۔ یہ لو رمیں"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رمیں پروفیسر کی طرف بڑھا دیا۔ پروفیسر نے اٹھ کر اس طرح عمران کے ہاتھ سے رمیں جھپٹا جیسے چیل گوشت پر جھپٹتی ہے اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"ہاں۔ یہ اصل ہے۔ مجھے خطرہ تھا کہ تم کوئی نقلی رمیں میرے حوالے نہ کر دو۔ میں اسے سیف میں رکھ کر ابھی واپس آتا ہوں"۔ پروفیسر نے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ سب کیا ہوا عمران صاحب۔ ہماری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آئی"........ صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"شیطان کے سب سے بڑے عہدے دار نے کلمہ پڑھ لیا ہے۔ ابھی تمہاری سمجھ میں کچھ نہیں آیا"........ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اس سے آپ کو کیا فائدہ ہوا۔ آپ نے تو رمیں بھی اسے

دے دیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"سب کچھ ابھی سمجھ میں آجائے گا"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی پروفیسر واپس آیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہاری تسلی ہو گئی عمران۔ تم اپنے آپ کو بڑا شاطر سمجھ رہے تھے۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ذہن میں کیا ہے۔ تم نے یہی سوچا تھا کہ مسلمان ہونے کے بعد میں اپنے منصب سے گر جاؤں گا اور پھر مجھے اپنے منصب پر دوبارہ پہنچنے کے لئے ایک ہزار بے گناہ افراد کو ہلاک کرنا پڑے گا اور مجھے اس میں کئی سال لگ جائیں گے اور اس دوران میں مر بھی سکتا ہوں۔ یہی سوچا تھا ناں تم نے"...... پروفیسر نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کمال ہے تو تمہیں میری سوچ کا بھی علم ہو گیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی"...... پروفیسر نے بڑے غرور بھرے لہجے میں کہا۔ تو عمران کے چہرے پر بے اختیار طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔ کیونکہ جب پروفیسر نے سوچنے کا وقت لیا تھا تو اسی وقت عمران سمجھ گیا تھا کہ پروفیسر اس کے ذہن کو اپنی کسی شیطانی طاقت کے ذریعے ٹٹولنے کی کوشش کرے گا تاکہ اسے معلوم ہو سکے اور عمران نے اسے کیوں مسلمان ہونے کی آفر کی ہے اور عمران نے پروفیسر کو مطمئن کرنے کے لئے اپنے ذہن میں یہی بات سوچ لی تھی

جو ابھی پروفیسر نے دوہرائی تھی اور پروفیسر کی زبان سے یہی بات سن کر وہ اسی لئے طنزیہ انداز میں مسکرا دیا تھا کہ اس کا خیال درست ثابت ہوا تھا۔

"لیکن تم نے جس انداز میں خودکشی کرنے کی کوشش کی ہے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ تمہیں اصل بات کا بہرحال علم ہی نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو پروفیسر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ خودکشی اور میں نے۔ میں تو زندہ سلامت بیٹھا ہوا ہوں"...... پروفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے ابھی کوشش کا لفظ استعمال کیا ہے پروفیسر"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تم خواہ مخواہ مجھے ڈرانے کی کوشش کر رہے ہو۔ بہرحال اب تم لوگ یہاں سے زندہ سلامت واپس نہیں جا سکتے۔ اب تمہارا جسم تو ایک طرف تمہاری روحیں بھی یہاں قید رہیں گی"...... پروفیسر نے جواب دیا۔

"وہ کیسے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"تم نے دیکھا ہو گا کہ میری اس محل نما رہائش گاہ میں ملازموں کی تعداد بے حد کم ہے۔ اس لئے کہ یہ سب ملازم اصل انسان نہیں ہیں بلکہ شیطانی طاقتیں ہیں اور ان میں سے ایک بھی ہزاروں انسانی ملازموں سے زیادہ کام کر سکتی ہے اور اس سے نہ ہی میری مرضی کے خلاف کام لیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اسے میرے خلاف بھڑکایا جا سکتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ میری اس رہائش گاہ کے گرد ایسی ایسی طاقتوں کا حصار ہے کہ اب تمہارا یہاں سے واپس جانا ناممکن ہے۔ تمہارے پاس جو دنیاوی اسلحہ ہے وہ بھی اب کام نہیں کرے گا اور نہ صرف اسلحہ بلکہ میں جب بھی چاہوں۔ تمہارے جسم بھی حرکت کرنے سے معذور ہو جائیں گے اور تم یہاں بھوکے پیاسے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤ گے"...... پروفیسر نے بڑا شاطرانہ لہجے میں کہا۔

"میں۔ میں بھی۔ تم۔ مگر۔ مگر"...... فیلیا نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم بھی بے بی۔ تم نے بھی میرے دشمنوں کا ساتھ دیا ہے"...... پروفیسر نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"تم جیسا احمق شاید اس دنیا میں نہ پیدا ہوا ہے اور نہ کبھی پیدا ہو گا پروفیسر۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد شیطان اور اس کی ذریات اب تمہاری تابع رہ گئی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے دل سے تو کلمہ نہیں پڑھا اور زبان سے پڑھنے سے کیا ہوتا ہے"...... پروفیسر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے ساری عمر تاریکی میں گزاری ہے پروفیسر۔ تمہیں روشنی کی طاقت کا علم اور اندازہ ہی نہیں ہے۔ تم نے جو الفاظ صرف سرسری طور پر اپنی زبان سے ادا کئے ہیں ان کا اثر ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ جوزف

کی طرف مڑا۔

"جوزف"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر کے عقب میں جا کر کھڑے ہو جاؤ اور اگر پروفیسر اٹھنے کی کوشش کرے تو اسے اٹھنے نہ دینا"...... عمران نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا اور تیزی سے پروفیسر کی طرف بڑھا۔

"رک جاؤ...... تم حرکت نہیں کرو گے"...... پروفیسر نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھائے۔

"تم جیسے بوڑھے لومڑ مجھے نہیں روک سکتے۔ مجھے۔ میں افریقہ کا پرنس ہوں۔ میرا نام سن کر تو شیر اپنی دمیں دبا لیا کرتے تھے"۔ جوزف نے غراتے ہوئے کہا اور تیزی سے پروفیسر کے عقب میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ پروفیسر نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جوزف نے اس کے دونوں کاندھوں پر اپنے بھاری بھرکم ہاتھ رکھ دیئے اور پروفیسر حرکت کرنے سے بھی قاصر ہو گیا۔

"دیکھ لیا تم نے۔ صرف زبان سے یہ الفاظ ادا کرنے کے اثرات۔ بلاؤ اپنی شیطانی قوتوں کو۔ آواز دو انہیں۔ کیوں نہیں بلاتے

انہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔اوہ۔میں سمجھ گیا۔چونکہ میں نے مسلمان ہونے کا اعلان کیا تھا اس لئے یہ طاقتیں مجھ سے دور ہٹ گئی ہیں۔ٹھیک ہے۔میں اب اعلان کرتا ہوں کہ میں مسلمان نہیں ہوں۔میں مسلمانوں اور اسلام پر"...... پروفیسر نے چیختے ہوئے کہنا شروع کیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنا فقرہ مکمل کرتا۔اس کے جسم نے یکلخت ایک زور دار جھٹکا کھایا اور اس کی آواز اس کے حلق میں ہی گھٹ کر رہ گئی۔اس کی آنکھیں اور زبان باہر کو نکل آئی۔چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا۔جسم مسلسل اور تیزی سے کانپنے لگا۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جوزف نے اس کی یہ کوشش ایک بار پھر ناکام بنادی۔

"بس کافی ہے۔اب واپس آجاؤ۔اب پروفیسر اپنی سزا خود ہی بھگتے گا"...... عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا واپس اپنی کرسی کی طرف آگیا۔عمران کے سارے ساتھی حیرت سے پروفیسر کی بگڑتی ہوئی حالت دیکھ رہے تھے۔پروفیسر کی حالت واقعی لمحہ بہ لمحہ بگڑتی چلی جارہی تھی اور پھر وہ یکلخت اوندھے منہ فرش پر گرا اور فرش پر اس طرح لوٹ پوٹ ہونے لگا جیسے اس کے جسم کو چاروں طرف سے ضربیں لگائی جارہی ہوں۔

"یہ۔یہ۔یہ کیا ہو رہا ہے۔یہ۔یہ"...... فیلیا نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور اٹھ کر تیزی سے فرش پر پڑے تڑپتے ہوئے پروفیسر کی طرف دوڑ پڑی۔

"یہ اپنی سزا بھگت رہا ہے مس فیلیا۔یہ شیطانی نظام میں ایک بہت بڑا عہدیدار تھا لیکن اسے شیطانی نظام کے بنیادی اصولوں کا بھی علم نہ تھا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

فیلیا نے پانی سے نکلی ہوئی مچھلی سے بھی زیادہ بری طرح تڑپتے بلکہ پھڑکتے ہوئے پروفیسر کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن جیسے ہی اس نے پروفیسر کے جسم کو ہاتھ لگایا وہ بری طرح چیختی ہوئی اچھل کر دور جا گری۔وہ اس طرح اچھل کر گری تھی جیسے کسی نے اسے زور سے دھکا دے دیا ہو۔پروفیسر کی حالت اب اس خوفناک حد تک بگڑ چکی تھی کہ اس کی طرف دیکھنے سے بھی خوف آتا تھا۔اس کا چہرہ بری طرح مسخ ہو کر سیاہ پڑ گیا تھا۔زبان آدھی سے زیادہ باہر نکلی ہوئی تھی۔آنکھیں ابل کر حلقوں سے باہر آچکی تھیں۔جسم کا ہر عضو اس بری طرح تڑ مڑ رہا تھا جیسے اسے انتہائی طاقتور الیکٹرک شاک لگ رہے ہوں۔لیکن اس کے حلق سے آواز نہ نکل رہی تھی۔

"اوہ۔یہ انتہائی بھیانک سزا ہے عمران صاحب۔پلیز اس کے لئے کچھ کریں۔بہرحال یہ انسان تو ہے"...... صفدر نے بے اختیار ہو کر کہا۔

"میں کیا کر سکتا ہوں صفدر۔یہ اپنے کئے کی سزا بھگت رہا ہے اور اسے سزا بھی اپنوں کے ہاتھوں مل رہی ہے۔میں نے تو اسے انگلی تک نہیں لگائی"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کچھ کرو۔پلیز کچھ کرو۔آخر کار یہ میرا باپ ہے۔سوتیلا ہی سہی۔

"اس کے لئے کچھ کرو"...... فیلیا نے چیختے ہوئے کہا۔

"تم کیا چاہتی ہو۔ یہ اب کسی صورت درست تو نہیں ہو سکتا۔ یہ تو نجانے کتنے طویل عرصے تک اس عذاب میں مبتلا رہے گا۔ یہ نہ مر سکے گا اور نہ زندہ رہ سکے گا"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر یہ ٹھیک نہیں ہو سکتا تو مر تو سکتا ہے۔ کم از کم اس ہولناک عذاب سے تو اس کو چھٹکارا مل جائے گا۔ میں۔ میں۔ اس کی اس حالت کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اسے مار دو۔ پلیز۔ اسے مار دو۔ اسے اس عذاب سے چھٹکارا دلا دو۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں"۔ فیلیا نے واقعی عمران کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"موت زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے مس فیلیا۔ میرے یا تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ تم اس کی بیٹی ہو۔ اگر تم چاہتی ہو کہ یہ اس عذاب سے بچ جائے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ وہی قادر مطلق ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو فیلیا نے جلدی سے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور اس کے ہونٹ تیزی سے ہل رہے تھے۔ ابھی اس کی دعا جاری تھی کہ اچانک پروفیسر کے جسم نے ایک زور دار جھٹکا کھایا اور دوسرے لمحے اس کا جسم ساکت ہو گیا۔ اس کی گردن مڑ گئی اور آنکھیں بے جان ہو گئیں۔

"تمہاری دعا قبول ہو گئی ہے فیلیا۔ اسے آسانی سے موت مل گئی

ہے۔ ورنہ نجانے یہ کب تک اس ہولناک عذاب میں مبتلا رہتا"...... عمران نے فیلیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم۔ مم۔ مگر میں نے تو اسے عذاب سے نجات دلانے کی دعا کی تھی"...... فیلیا نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

"اس کو عذاب سے اسی طرح نجات مل سکتی تھی اور کوئی صورت نہیں تھی۔ چونکہ تم نے انتہائی خلوص سے دعا مانگی تھی اس لئے تمہاری دعا فوراً قبول ہو گئی"...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"لیکن عمران صاحب۔ یہ سب کچھ ہوا کیسے۔ کچھ ہمیں بھی تو بتائیں"...... صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ان سب کے چہروں پر شدید حیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"بڑی سیدھی سی بات تھی۔ بلیک ورلڈ سے تعلق رکھنے والا ہر کارندہ جب اس نظام کا حصہ بنتا ہے تو وہ شیطان کو حلف دیتا ہے کہ وہ اب کبھی بھی روشنی کے نظام کو اختیار نہ کرے گا اور جب وہ اس حلف کی خلاف ورزی کرتا ہے تو پھر بلیک ورلڈ اسے اس کی ہولناک سزا دیتی ہے۔ یہی سزا پروفیسر کو بھی ملی ہے۔ اس کی جو حالت ہو رہی تھی وہ بلیک پاورز کے ہاتھوں ہی ہو رہی تھی"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن بے شمار ایسے کارندے موجود ہیں جو مسلمان بھی ہیں اور اس کے باوجود شیطانی نظام کے لئے بھی کام کرتے ہیں۔ انہیں تو یہ سزا نہیں ملتی۔ جیسے آپ نے بابا قاقم کا ذکر کیا تھا"...... صفدر نے کہا تو

عمران مسکرا دیا۔

"یہ ذرا گہری بات ہے۔ اس لئے تفصیل سے سمجھانا پڑے گا۔ دیکھو انسان کے گرد اللہ تعالیٰ کی عمومی رحمت کا ایک دائرہ ہمیشہ رہتا ہے۔ چاہے وہ انسان اس کی ذات کو تسلیم بھی نہ کرے۔ تب بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انسے دنیا میں ہر چیز مہیا کرتا رہتا ہے۔ ہوا۔ پانی۔ وسائل۔ صحت۔ عزت۔ دولت و شہرت۔ اولاد اور اس طرح کی بے شمار نعمتیں ہر انسان کو مہیا ہوتی رہتی ہیں چاہے وہ مسلمان ہو۔ عیسائی ہو۔ یہودی ہو۔ کافر ہو۔ مشرک ہو یا دہریہ ہو۔ وہ بہرحال اس کی مخلوق ہے۔ اگر کوئی انسان روشنی کے نظام کا دعوے دار ہونے کے باوجود شیطانی نظام کے لئے کام کرتا ہے تو وہ گناہ گار ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت عمومی سے خارج نہیں ہوتا۔ جب تک وہ زندہ رہتا ہے اسے دنیاوی نعمتوں سے حصہ بہرحال ملتا رہتا ہے۔ لیکن یہ عام انسان کے لئے ہے۔ اب دوسری طرف آؤ۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو شیطانی نظام کا باقاعدہ حصہ بن جاتے ہیں۔ اپنا ایمان اور اپنی روح شیطان کے پاس گروی رکھ دیتے ہیں۔ انہیں شیطانی نظام یا بلیک ورلڈ میں بڑے شیطانی عہدے دیئے جاتے ہیں لیکن ان سے پہلے حلف لیا جاتا ہے کہ وہ روشنی کا کوئی نظام کبھی اختیار نہ کریں گے۔ اگر کریں گے تو انہیں اس حلف کی خلاف ورزی کی ہولناک سزا ملے گی۔ پروفیسر بھی ایسا ہی انسان تھا۔ وہ شیطانی نظام کا ایک بڑا عہدے دار تھا۔ اس لئے مجھے یقین تھا کہ اس نے بھی حلف لیا ہوا ہوگا۔ اس نے رقمیں

کے لالچ میں اس حلف کی خلاف ورزی کی اور صرف یہی سوچ لیا کہ چونکہ اس نے ظاہری طور پر حلف توڑا ہے اس لئے اس کو سزا نہ ملے گی لیکن اس کا یہ خیال غلط تھا اور بظاہر ہی بہرحال کلمہ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہونے کا اعلان کیا اس لئے جب تک وہ ظاہری طور پر مسلمان رہا۔ اس نے اسلام سے علیحدہ ہونے کا اعلان نہ کیا۔ دوسرے لفظوں میں جب تک وہ مرتد نہ ہوا۔ شیطانی طاقتیں اس پر قبضہ نہ کر سکیں لیکن جیسے ہی وہ مرتد ہوا۔ شیطانی طاقتوں کو اس پر غلبہ حاصل ہو گیا اور اسے حلف کی سزا ملنی شروع ہو گئی۔ اس نکتے کو سامنے رکھ کر میں نے یہ ساری پلاننگ کی تھی اور تم نے دیکھ لیا کہ میری پلاننگ سو فیصد کامیاب رہی۔ میں نے اپنے اصول کے تحت پروفیسر کو انگلی تک نہیں لگائی لیکن اس کے باوجود پروفیسر اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ اسے اپنے کئے کی سزا بھگتنا پڑی"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو صفدر اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر عمران کے لئے انتہائی تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

"فیلیا تم اس پروفیسر کی سوتیلی بیٹی ہو۔ اس لئے اب اس کی تمام جائیداد کی تم قانونی طور پر وارث ہو"...... عمران نے فیلیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں ایسی جائیداد پر ہزار بار لعنت بھیجتی ہوں۔ جو انجام میں نے پروفیسر کا دیکھا ہے وہ خدا کسی دشمن کا بھی نہ دکھائے۔ مجھے پروفیسر اور اس سے متعلقہ ہر چیز سے نفرت ہو گئی ہے"...... فیلیا نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو فیلیا۔اگر تم نے پروفیسر کی جائیداد حاصل نہ کی تو یقیناً کوئی اور اس پر قبضہ کر لے گا۔اس لئے میرا مشورہ یہی ہے کہ تم قانونی طور پر اس کی تمام جائیداد حاصل کر لو۔اس کے بعد تمہاری مرضی ہے کہ تم اس جائیداد کا کیا کرتی ہو۔چاہو تو اس جائیداد سے کوئی ایسا ٹرسٹ قائم کر دو جس سے غریب لوگوں کی مدد ہو سکے۔چاہو تو اسے مستحق افراد میں بانٹ دو"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔یہ ٹھیک ہے۔میں اس جائیداد سے اپنی والدہ کے نام کا خیراتی ٹرسٹ بناؤں گی جہاں سے دنیا بھر کے غریب اور مظلوم افراد کی مدد کی جائے گی۔مجھے یقین ہے کہ اس سے میری والدہ کی روح کو سکون نصیب ہو گا"...... فیلیا نے فوراً ہی کہا۔

"اوکے۔پھر ہمیں اجازت دو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔وہ رحمیس۔وہ تو یہیں رہ جائے گا۔پھر کسی کے ہاتھ لگ جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"اس کی فکر نہ کرو۔وہ پہلے ہی ضائع ہو چکا ہے ہدہد پرندے کے خون والی بات تو میں نے پروفیسر کو چکر دینے کے لئے کی تھی۔اب وہ کسی جادو وغیرہ کے کام کا نہیں رہا۔اب اس کی اہمیت صرف ایک قدیم زیور اور ایک نوادر کی رہ گئی ہے اور مس فیلیا کو اس زیور کے بدلے بھی اتنی رقم مل جائے گی کہ شاید اس رقم سے ہی وہ ایک بڑا

ٹرسٹ قائم کر سکے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔اس کے چہرے پر انتہائی گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

ختم شد